

تَقَالَ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

اُسْوَةُ الرَّسُولِ الْكَرِيمِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مؤلف

حضرت عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالرحمن عارفی صاحب مدنی رحمہ اللہ
(علیہ ہزار حضرت حکیم امت مسلمہ امام احمد رشتہ علی قزوی صاحب قدس سرہ تخریج)



الطَّائِفُ اینڈ سنسز

ہی لوکس نمبر ۵۸۸۲ کراچی ۷۴۰۰۰ پاکستان فیکس ۳۷۲۷۷۷۷-۳۷۲۷۷۷۷ (۹۷)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

اُسْوَةُ سُوْلَاكُم

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیث کی مستند کتابوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شکل و نصائل کو جمع کر کے انسانی زندگی کے ہر پہلو، ہر شعبہ اور ہر حال کے متعلق ہدایات پیش کی گئی ہیں جن سے اتباع سنت اور اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحیح مفہوم متعین ہوتا ہے۔

مُؤَلَّفٌ

حَضْرَتِ عَارِفُ بِاللّٰهِ ذَاكِرٌ مُحَمَّدٌ عَبْدُ الْحَمْدِ عَارِفِي صِدِّيقِي رَحْمَةُ اللّٰهِ

(خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحب قدس سرہ العزیز)

الطَّائِفُ اَيْنُدُ سَكَنَر

پہلی ایڈیشن نمبر 2882، کراچی 2000ء پاکستان۔ فیکس 3512222 (42-21)

اُسوۂ رسول اکرم ﷺ

اشارۂ مضامین

یہ کتاب حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے

- ۱۔ حصہ اول مضامین افتتاحیہ
- ۲۔ حصہ دوم سکرام اخلاق
مظہر خلق عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- ۳۔ حصہ سوم خصوصیات اندازِ زندگی
خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- ۴۔ حصہ چہارم تعلیمات - دین اکمل و اتم
معلم اولین و آخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

- | | |
|--------------------------|---------------------------------------|
| باب ۱ : ایمانیات | باب ۲ : عبادات |
| باب ۳ : معاملات | باب ۴ : معاشرت |
| باب ۵ : اخلاقیات | باب ۶ : حیات و طبیعہ کے صحیح و شام |
| باب ۷ : مناکحت و نومولود | باب ۸ : مرض و عبادت - موت و مابعد موت |

فہرست مضامین

اُسوۂ رسول اکرم ﷺ

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۵۶	انتیاز خصوصی	۱	اشارات مضامین
۵۸	صورتِ زیبا	۱۶	گنج
۵۸	طیب و مطیب ہونا	۱۷	تقدیم
۵۹	خلقِ عظیم	۱۹	تاثرات
۶۱	علم و عقد	۲۱	عرضِ مؤلف
۶۲	صبر و استقامت۔ واقعہ طائف		حصہ اول
۶۵	حضور ﷺ کی شانِ عقد و کرم	۲۵	(مضامینِ افتتاحیہ)
۶۵	فطرتِ سلیمہ	۲۶	خطبہ
۶۶	ایقانِ عہد	۲۷	لمعات (آیاتِ قرآنیہ)
۶۷	شجاعت	۲۸	عزمِ اتباعِ اُسوۂ رسول ﷺ
۶۸	مخاوت		غلامِ دارین
۷۰	تاعت و توکل	۳۳	(رہنما آخرت میں غایت کیلئے رہا)
۷۱	انکسارِ طبعی	۳۴	بہ رستِ تبلیغ
۷۲	دیانت و امانت۔ تواضع	۳۵	دینِ مبین فی اربعین
۷۵	حافِ دل ہونا	۳۷	چالیس احادیث
۷۵	نری و شفقت		حصہ دوم
۷۶	ایثار و تحمل	۳۹	(مکامِ اخلاق)
۷۹	زہد و تقویٰ	۵۱	مناقبِ قدسیہ
۸۱	خشیتِ الہی	۵۱	تعارفِ ربانی۔ حدیثِ قدسی
۸۱	رفتِ قلبی	۵۶	بشریتِ کاملہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۲۰	اوقات خلوت	۸۳	رحم و نرمی
۱۲۳	خواب اور بیماری میں طرز و طریق	۸۴	مقام عہدیت
۱۲۴	بستر استراحت	۸۸	معیت الہیہ
۱۲۶	انداز استراحت	۸۸	حضور ﷺ کا نقر
۱۲۸	دیگر معمولات		بعض عوارض بشریت کے ظہور
۱۳۰	حضور ﷺ کا اناشہ	۹۳	کی حکمت
۱۳۱	حضور ﷺ کا ترکہ	۹۵	بعض شہل و عادات طیبہ
	حسن سلوک ازواج مطہرات	۹۶	تحمل و درگزر
۱۳۳	کے ساتھ	۹۷	مسکنت
۱۳۳	ازدواجی معاملات و معمولات	۹۸	رفیق و تواضع
۱۳۷	بعض واقعات	۹۹	فکر آخرت - جود و سخا
۱۴۰	ایثار حقوق	۱۰۰	اسوہ طیبی
۱۴۰	رفیق علی		حصہ سوم
۱۴۲	کھانے پینے کا انداز	۱۰۷	(خصوصیات انداز زندگی)
۱۴۲	عادات طیبہ	۱۰۹	درنگ و رشد و ہدایت
۱۴۶	کھانے کے لئے وضو	۱۰۹	مجالس خیر و برکت
۱۴۶	کھانے سے پہلے بسم اللہ	۱۱۲	اہل مجالس کے ساتھ سلوک
۱۴۷	حضور ﷺ کا کھانا	۱۱۳	الطاف کریمانہ
۱۴۸	مرغوبات	۱۱۴	سلام میں سہکت
۱۵۰	مہمان کی رعایت	۱۱۴	انداز کلام
۱۵۱	کھانے کے متعلق بعض سنن طیبہ	۱۱۷	وعظ فرمانے کا انداز - انداز سکوت
۱۵۲	عے علیہ السلام - خواب و نینادہ	۱۱۸	انتظام اسوہ
۱۵۸	لباس و آرائش	۱۱۹	تھام الاوقات اندرون خانہ
۱۵۸	لباس کا معمول مبارک	۱۱۹	تقسیم اوقات

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۱۸۵	خط لکھوانے کا انداز	۱۶۲	قیس مبارک
۱۸۵	تفریح - تیرنے کا شوق	۱۶۳	عمامہ
۱۸۶	معمولات و سفر	۱۶۴	ٹوپی، تہبند اور پاجامہ
۱۹۰	سفر کے متعلق ہدایات	۱۶۷	علین شریف
	حصہ چہارم	۱۶۸	عادات برگزیدہ خوشبو کے بارے میں
۱۹۱	(حلیات - دین اکمل و اتم)	۱۶۹	سرمہ لگانا
۱۹۳	باب (۱) ایمانیات	۱۷۰	سر کے موئے مبارک
۱۹۳	اسلام، ایمان اور احسان	۱۷۱	سنگھار کرنا اور تیل لگانا
۱۹۵	ایمان، ایمان کی تمام باتوں کی عمدہ بیان کا نام ہے	۱۷۱	اعتدال تزئین
۱۹۶	اسلام کا ل	۱۷۲	سر میں تیل کا استعمال
۱۹۸	اللہ تعالیٰ سے حسن ظن - علامت ایمان	۱۷۳	ریش مبارک
۲۰۱	ایمان اور اسلام کا خلاصہ	۱۷۴	سے ملنے والے برائے ناموں کو
۲۰۱	ایمان کا آخری درجہ	۱۷۵	سر کے بالوں کے متعلق
۲۰۲	اللہ تعالیٰ اور رسولؐ سے محبت	۱۷۶	بال داڑھی اور مونچھوں کے متعلق
۲۰۳	محبت ذریعہ قرب و معیت	۱۷۷	بعض عادات مبارک
۲۰۵	اللہ کیلئے آپس میں صلہ بہت کرنا	۱۷۷	آپ کی نشست
۲۰۷	ٹیک لوگوں کے پاس بیٹھنا	۱۷۷	انداز رفتار
۲۰۸	وسو سے ایمان کے منافی نہیں	۱۷۸	تہم
۲۰۹	تقدیر کا ماننا بھی شرک کا ایمان ہے	۱۷۹	گریہ - مزاج مبارک
۲۱۱	تقویٰ	۱۸۲	بچوں سے خوش طبعی
۲۱۳	اعمال صالحہ کی وجہ سے اچھی شہرت	۱۸۳	اشعار سے دلچسپی
۲۱۴	اسلام کی غری - دولت دنیا کا معارف	۱۸۴	خواب پوچھنے کا معمول
۲۱۵	دنیا و آخرت کی حقیقت	۱۸۴	سیدھے اور اعلیٰ اتھ سے کام لینا
۲۱۶	خدا کا خوف اور تقویٰ	۱۸۵	پیغام پر سلام کا جواب

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۲۵۰	غسل کا طریقہ	۲۱۷	دنیا سے دل نہ لگنا اور آخرت کی فکر
۲۵۲	جن موبوں میں غسل کرنا مستحب ہے	۲۱۹	موت کی یاد
۲۵۳	وضو	۲۲۰	خشیت الہی کے آنسو
۲۵۳	قیامت میں اعلائے وضو کی نورانیت	۲۲۱	تخلیج
۲۵۳	وضو کا طریقہ	۲۲۳	دنیا کی محبت و لذت سے بھاگنا
۲۵۶	وضو کی سختیں اور اس کے آداب	۲۲۴	جامع اور اہم وصیتیں اور نصیحتیں
۲۵۷	وضو پر وضو۔ وضو کا سنون طریقہ	۲۲۴	عورتوں کو نصیحت
۲۵۹	وضو کے متعلق مسائل	۲۳۵	مذر
۲۵۹	وضو کے درمیان کی دعا	۲۳۶	قسم۔ قال
۲۵۹	وضو کے بعد کی دعا	۲۳۷	خواب۔ علم دین کی فضیلت
۲۶۰	تیمم	۲۳۸	کسی سنت کا اہتمام (سو غیہوں کا اہتمام)
۲۶۱	تیمم کا سنون طریقہ	۲۳۸	وصیت نبی ﷺ
۲۶۱	نماز کا احادیث ضروری نہیں	۲۳۹	باب (۲) عبارات
۲۶۲	نماز	۲۳۹	نماز و متعلقات نماز طہارت
۲۶۳	پہنچنا نہ فرض نمازوں کے اوقات	۲۳۹	طہارت جزو ایمان ہے
۲۶۴	نماز ظہر۔ نماز عشاء	۲۴۰	استنجا
۲۶۵	نماز فجر۔ نماز میں تاخیر کی ممانعت	۲۴۳	نغائے حاجت اور اتنے سے مطلق حایات
	اگر سونے یا بھول جانے کی	۲۴۳	نغائے حاجت کی تمام پر جانے کی دعا
۲۶۵	وجہ سے نماز قضا ہو جائے تو...	۲۴۳	استنجے سے متعلق مسائل
۲۶۵	نماز میں شامل	۲۴۷	مسواک
۲۶۶	دوسری نماز کا انتظار	۲۴۹	مساک سے مطلق سنتیں۔ مساک پکڑنے
۲۶۶	جمع بین الصلوٰتین	۲۴۹	کا طریقہ۔ کب مساک کرنا مستحب ہے
۲۶۷	نماز کے اوقات ممنوعہ	۲۵۰	غسل
۲۶۸	حضور ﷺ کی نماز	۲۵۰	غسل جنابت

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۲۹۹	نماز عشاء	۲۷۲	درود شریف کے بعد اور سلام سے پہلے دعا
۳۰۰	بعد اور عیدین کی نماز میں قرأت	۲۷۳	سجدہ سہو
۳۰۰	سورۃ کا تعین	۲۷۴	نماز کے بعد کے معمولات
۳۰۲	سنت مؤکدہ	۲۷۴	نمازوں کے بعد کی خاص دعائیں
۳۰۲	سنت نجر	۲۷۷	حضور ﷺ کی نماز کی کیفیت
۳۰۳	سنت ظہر	۲۷۷	نماز میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے
۳۰۳	سنت مغرب و عشاء	۲۷۸	حضور ﷺ کی خاص نمازیں
۳۰۳	وزر (نماز واجب)	۲۷۹	نماز تہجد و وتر
۳۰۷	دعاے قنوت	۲۸۰	شعبان کی پندرہویں شب
۳۱۰	وتر کے بعد نفل	۲۸۱	اوراد سنو نہ صبح و شام
۳۱۱	قیام یل یا خیر	۲۸۳	نماز فجر کے بعد اور رات میں
۳۱۱	نفیلت و اہمیت	۲۸۷	تسبیحات شام و صبح
۳۱۱	نماز تہجد	۲۸۷	تسبیح فاطمہؑ
۳۱۳	نماز اشراق و چاشت اور دیگر نوافل	۲۸۸	دیگر تسبیحات
۳۱۴	اشراق	۲۸۹	تسبیحات کا شمار
۳۱۴	نماز چاشت	۲۸۹	عقد نائل
۳۱۵	عصر سے قبل نوافل	۲۹۰	اوراد بعد نماز
۳۱۵	بعد مغرب نماز اوائلیں	۲۹۲	انوار قرأت
۳۱۵	عشاء کی نظمیں	۲۹۳	سورای پر نماز نوافل
۳۱۶	نماز سے حلق بعض بدایتی	۲۹۴	سجدہ خلوت
۳۱۷	نماز میں ٹکاء کا مقام	۲۹۶	قرأت مختلف نمازوں میں
۳۱۷	گھر میں نوافل کا پڑھنا	۲۹۷	فجر کی سنت میں قرأت
۳۱۸	عورت کی نماز	۲۹۸	ظہر و عصر
۳۱۸	نمازی کے آگے سے ٹکنا	۲۹۹	سنت ظہر

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۳۳۳	آیت الکرسی	۳۱۹	مرد و عورت کے طریقہ نماز میں فرق
۳۳۴	سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں	۳۲۱	صلوٰۃ التسبیح اور دیگر نمازیں
۳۳۴	سورۃ آل عمران کی آخری آیتیں	۳۲۲	نماز استسقاء
۳۳۵	سورۃ حشر کی آخری تین آیتیں	۳۲۳	صلوٰۃ الحاجات
۳۳۶	سورۃ طلاق کی آیت	۳۲۵	نماز کسوف
۳۳۶	دعا	۳۲۶	نماز استسقاء
۳۳۷	دعا کا طریقہ	۳۲۶	تسبیحات
۳۳۸	دعا میں ہاتھ اٹھانا	۳۲۸	افضل الذکر
۳۳۸	آمین	۳۳۰	اسم اعظم
۳۳۹	حافیت کی دعا	۳۳۱	ذکر اللہ
۳۳۹	دعا دافع بلا	۳۳۲	ہر ایک عمل ذکر اللہ میں داخل ہے
۳۵۰	دعا یقین کے ساتھ	۳۳۵	قرآن مجید کی عظمت و فضیلت
۳۵۰	دعا میں غلٹ	۳۳۵	تلاوت
۳۵۰	دعا میں قطعیت	۳۳۷	ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے
۳۵۱	سوت کی دعا کی ممانعت	۳۳۸	سورۃ فاتحہ
۳۵۱	سجدہ میں دعا	۳۳۹	سورۃ بقرہ و آل عمران
۳۵۱	دعا کی قبولیت پر شکر	۳۴۰	سورۃ کہف
۳۵۲	مقبول دعائیں	۳۴۰	سورۃ یونس
۳۵۳	بھائی کی دعائے غائبانہ	۳۴۰	سورۃ واقعہ
۳۵۳	اپنے چھوٹوں سے دعا کرنا	۳۴۱	سورۃ الملک
۳۵۴	حضور ﷺ کی بعض دعائیں	۳۴۱	الم تنزیل
۳۵۴	مترق دعائیں	۳۴۱	سورۃ النکاح
۳۶۰	دعائے سحر گاہی	۳۴۲	سورۃ الاخلاص
۳۶۱	بے خوابی کے لئے دعا	۳۴۲	متعوذ تین

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۳۹۷	نماز جمعہ کا اہتمام اور آداب	۳۶۲	فکر اور پریشانی کے وقت کی دعا
۳۹۸	موت بروز جمعہ	۳۶۳	رج و غم اور ادائے قرض کیلئے
۳۹۹	جمعہ کیلئے اچھے کپڑوں کا اہتمام	۳۶۵	مصیبت اور غم کے موقع پر
۳۹۹	جمعہ کے دن غلا بٹلا اور انٹرنیشنل	۳۶۷	کسی کو مصیبت میں دیکھنے پر
۳۹۹	آپ کا جمعہ کا لباس	۳۶۸	سخت خطرے کے وقت کی دعا
۴۰۰	جمعہ کے دن جلد مسجد جانے کی فضیلت	۳۶۸	خواب میں ڈرنا
۴۰۰	نماز جمعہ سے پہلے اور بعد کی سنتیں	۳۶۹	جامع دعا
۴۰۱	نماز جمعہ و خطبہ میں معمول	۳۷۰	قنوتِ مالہ
۴۰۲	خطبہ جمعہ	۳۷۱	بازار کی ظلماتی فضاؤں میں
۴۲۵	خطبہ جمعہ کے مسائل	۳۷۲	آیاتِ شفاء
۴۰۹	مسجد و متعلقات مسجد	۳۷۳	صلوۃ و سلام
۴۰۹	سنتِ حدیثی	۳۷۵	دعا کی قبولیت کی شرط
۴۰۹	مسجد کی فضیلت	۳۷۶	درد و سلام کی ترغیبات اور نفاک
۴۱۰	شامدار مسجد	۳۷۹	درد و شریف کے برکات
۴۱۱	آداب مسجد	۳۸۲	صلوۃ مجینا
۴۱۱	مسجد بنانا	۳۸۳	دیگر درد و شریف
۴۱۱	مسجد میں صفائی	۳۸۹	استغفار
۴۱۲	مسجد جانے کا ثواب	۳۹۰	استغفار کی برکات
۴۱۲	مسجد میں چھوٹے بچوں کی سرائت	۳۹۰	بار بار رگڑا اور بار بار استغفار
۴۱۳	مسجد میں قدم رکھنے کا ثواب	۳۹۱	مرنے والوں کیلئے تحفہ استغفار
۴۱۳	نماز فجر کیلئے جانے کے وقت کی دعا	۳۹۳	سید الاستغفار
۴۱۴	مسجد میں داخل اور باہر آنے کی دعا	۳۹۴	صلوۃ استغفار
۴۱۵	نمازِ تحمیت الوضو	۳۹۴	استعاذہ (پناہ مانگنے کی دعائیں)
۴۱۶	نمازِ تحمیت المسجد	۳۹۷	جمعت المبارک

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۲۳۰	نماز میں حدت	۲۱۶	مسجد میں تسبیحات پڑھنا
۲۳۰	امام سے پہلے جمعہ سے سر اٹھانا	۲۱۷	مسجد میں بلا عذر باہر جانا
۲۳۰	استنجا کی حاجت	۲۱۷	ہجہ بھارچہ کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت
۲۳۱	صف بندی	۲۱۷	اذان و اقامت
۲۳۲	صف کی ترتیب	۲۱۷	اذان کا طریقہ
۲۳۲	امام کا وسط میں ہونا	۲۱۸	اذان اور اقامت کا حق
۲۳۲	ایک یا دو مقتدیوں کی جگہ	۲۱۹	اذان کا جواب اور دعا
۲۳۳	مسجد کے متعلق احکام	۲۲۰	اذان کے بعد کی دعا
۲۳۷	ماہِ صیام رمضان المبارک	۲۲۲	سفر میں اذان و اقامت
۲۳۷	رمضان المبارک کی فضیلت	۲۲۲	اذان کے متعلق مسائل
۲۳۷	روزے کی فضیلت	۲۲۳	جماعت
۲۳۸	روزے میں احتساب	۲۵۸	کلمات و درجات
۲۳۹	روزہ کی برکت	۲۲۴	جماعت کی اہمیت
۲۳۹	روزہ کی اہمیت	۲۲۵	جماعت کی نیت پر ثواب
۲۳۹	روزہ چھوڑنے کا نقصان	۲۲۵	صفِ اول
۲۴۰	رویتِ ہلال	۲۲۶	نماز، جماعت کی فضیلت و برکت
۲۴۰	رویتِ ہلال کی حقیقت اور شہادت	۲۲۶	تکبیرِ اولیٰ
۲۴۰	سحری	۲۲۶	جماعت سے عذر
۲۴۱	اظہار	۲۲۷	امامت
۲۴۲	تراویح	۲۲۷	امامت کا حق اور فرض
۲۴۲	قرآن مجید کا سننا	۲۲۸	مقتدیوں کی رعایت
۲۴۲	تراویح پورے مہینہ پڑھنا	۲۲۸	دعا میں اخفاء
۲۴۳	تراویح میں جماعت	۲۲۹	مقتدی کو ہدایت
۲۴۳	تراویح دو رکعت کر کے پڑھنا	۲۳۰	جماعت میں شرکت

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۲۵۳	صوم وصال	۲۳۳	تراویح کی ہیت
	صوم وصال پر آپ کا عمل لیکن	۲۳۳	تراویح کی جس رکعتوں پر حدیث
۲۵۳	صحابہ کو ممانعت	۲۳۴	تراویح کے درمیان
۲۵۵	عیدین کے اعمال مستونہ	۲۳۵	رمضان المبارک کی راتوں میں قیام
۲۵۵	عید گاہ	۲۳۵	اعکاف
۲۵۷	تذکیر و موعظت	۲۳۶	مستحباتِ اعکاف
۲۵۸	نراز عید کی ترکیب	۲۳۶	اعکافِ مستنون
۲۵۹	عید کا خطبہ	۲۳۷	اعکاف اور مختلف کے مستونہ اعمال
۲۵۹	خطبہ میں تکبیر	۲۳۷	شب قدر
۲۵۹	صدقہ فطر کا وجب	۲۳۷	شب قدر کی دعا
۲۵۹	مستونہ اعمال عید الاضحیٰ	۲۳۸	رمضان کی آخری رات
۲۶۰	قربانی پر ثواب	۲۳۸	صدقہ فطر
۲۶۱	امت کی طرف سے قربانی	۲۳۸	خوشی منانا
۲۶۱	قربانی کا طریقہ	۲۳۹	رمضان المبارک کے علاوہ روزے
۲۶۲	حج (حج و عمرہ)	۲۳۹	ہر ماہ تین روزے
۲۶۲	حج کی فریضت	۲۵۰	دوشنبہ، پنجشنبہ کے روزے
۲۶۲	عمرہ کی حقیقت	۲۵۰	مسلل روزے رکھنے کی ممانعت
۲۶۲	حج و عمرہ کی برکت	۲۵۰	شوال کے چھ روزے
۲۶۵	حاضر کی عرفات عین حج ہے	۲۵۱	خاص روزے
۲۶۶	عرفات کی منزلات	۲۵۱	ایام بیض کے روزے
۲۶۶	عرفات کی دعا	۲۵۱	عشرہ ذی الحجہ کے روزے
۲۶۸	میقات	۲۵۲	پندرہویں شعبان کا روزہ
۲۶۸	احرام کا لباس	۲۵۲	پھر جمعرات کا روزہ
۲۷۰	احرام سے پہلے غسل	۲۵۳	یوم عاشورہ کا روزہ

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۴۸۴	عرفات میں آپ کا خطبہ اور قنوت	۴۷۰	خوشبو قبل احرام
۴۸۴	خطبہ حجۃ الوداع	۴۷۱	تلبیہ
۴۸۷	عرفات میں آپ کا قنوت	۴۷۱	دعا بعد تلبیہ
۴۸۸	مزدلفہ میں قیام اور قنوت	۴۷۲	طواف میں ذکر و دعا
۴۸۸	آپ کا ری فرما	۴۷۲	استلام
۴۸۹	خطبہ منیٰ	۴۷۳	مانعزم
۴۹۰	آپ کا قربانی فرما	۴۷۳	ری
۴۹۰	آپ کا حلق کرنا	۴۷۴	حلق کرانے والوں کیلئے دعا
۴۹۱	طواف زیارت و زمزم	۴۷۴	قربانی کے لیم
۴۹۱	حضور کا آخری خطبہ اور مدینہ واپسی	۴۷۵	نبی کریم ﷺ کی قربانی کا منظر
۴۹۲	طواف وداع	۴۷۵	طواف زیارت
۴۹۳	زکوٰۃ و صدقہ	۴۷۵	سواری پر طواف
۴۹۳	زکوٰۃ کی طاعت	۴۷۶	عورتوں کا عذر شرعی
۴۹۳	زکوٰۃ نہ دیئے پر وعید	۴۷۶	طواف وداع
۴۹۴	صدقہ کی ترغیب	۴۷۷	زیارت روضہ اقدس ﷺ
۴۹۵	صدقہ کے برکات	۴۷۸	حاجی کی دعا
۴۹۶	صدقہ کا مستحق	۴۷۸	حضور ﷺ کے حج و عمرہ کی تعداد
۴۹۶	اپنی جائزوں کا انفاء	۴۷۸	حجۃ الوداع میں آخری اعلان
۴۹۷	صدقہ کی حقیقت	۴۷۹	حجۃ الوداع کی تفصیل
۴۹۹	جسم کے ہر جوڑ پر صدقہ	۴۷۹	مدینہ منورہ سے روانگی
۴۹۹	ایصال ثواب صدقہ ہے	۴۸۰	بیت اللہ میں حاضری
۵۰۰	ہجرت (جہاد و شہادت)	۴۸۱	آپ کا طواف فرما
۵۰۰	ہجرت	۴۸۲	آپ کی سہمی
۵۰۱	جہاد	۴۸۳	منیٰ میں قیام

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۵۲۰	دوست کا حق	۵۰۲	شہادت
۵۲۱	مسلمان کے حقوق	۵۰۳	باب (۲) معاملات
۵۲۱	معاشرت مسلم	۵۰۳	حقوق
۵۲۱	دوستوں کو جدا کرنا	۵۰۳	حقوق انفس
۵۲۱	دوستوں کی دل شکنی	۵۰۳	حقوق والدین
۵۲۲	مشورہ دینا	۵۰۵	ماں کے ساتھ اچھا سلوک
۵۲۲	لوگوں پر رحم کرنا	۵۰۷	والدین کا حق بعد موت
۵۲۲	مسلمان کو حقیر سمجھنا	۵۰۸	والدین کے دوست کا حق
۵۲۳	دوست سے ملاقات کرنا	۵۰۸	ماں باپ پر لعنت بھیجنا
۵۲۳	حقوق مسلم	۵۰۹	شوہر و بیوی کے حقوق
۵۲۳	قطع تعلقی	۵۱۲	اولاد کے حقوق
۵۲۳	مسلمانوں کی آبرو کا حق	۵۱۳	اولاد کا نام اور ادب
۵۲۳	حق طریق (راستہ)	۵۱۴	لڑکیوں کی پرورش
۵۲۵	حقوق مریض - عیادت	۵۱۴	اولاد صالح
۵۲۵	مسکین کا حق	۵۱۵	وصیت
۵۲۵	جانور کا حق	۵۱۵	نا جائز وصیت
۵۲۶	حقوق ماکم و محموم	۵۱۶	بھائی اور بہنوں کے حقوق
۵۲۹	فریقین کا فیصلہ	۵۱۶	بھائی، بہن اور بیٹیوں کا حق
۵۲۹	خدمتگار کا حق	۵۱۶	یتیم کا حق
۵۳۰	کسب معاش	۵۱۶	یتیم پر رحم کرنا
۵۳۰	مال کی قدر	۵۱۷	یتیم کی پرورش
۵۳۰	تواضع	۵۱۷	یتیم سے محبت و شفقت
۵۳۱	مسلمان میں صدقت	۵۱۸	صلہ رحمی
۵۳۱	حلال روزی کی تلاش	۵۱۹	پڑوسی کے حقوق

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۵۴۹	حرمت سود	۵۴۱	والدین اور اولاد کیلئے ماں فقہ مہیا کرنا
۵۴۹	سود کا گناہ	۵۴۲	ما جائز آمدنی
۵۴۹	مقروض کے ہدیہ سے احتیاط	۵۴۲	اپنے ہاتھ کی کمائی
۵۴۹	سود کا وبال	۵۴۲	حلال کمائی
۵۴۹	سود کا معاملہ	۵۴۲	علاش رزق کا وقت
۵۴۱	حرمت رشوت	۵۴۳	معاملہ میں بڑی
۵۴۱	رشوت پر لعنت	۵۴۳	تاجر کی ٹیکہ خصلتیں
۵۴۱	رشوت پر دوزخ کا عذاب	۵۴۳	مزدور کی اجرت
۵۴۲	باب (۴) معاشریات	۵۴۳	رزق مقدر
۵۴۲	معاشرت	۵۴۳	رہایت باہمی
۵۴۲	گھر میں داخل ہونے کے آداب	۵۴۳	تجارت میں صدق و امانت
۵۴۲	استیذان (اجازت چاہنا)	۵۴۵	تاجر کی صداقت
۵۴۳	سوئے ہوئے کو سلام کرنا	۵۴۵	کم مانپنا اور تولنا
۵۴۳	حضور کی عادات طیبہ	۵۴۵	ذخیرہ اندوزی
۵۴۳	سلام کے آداب	۵۴۵	مال کا صدقہ
۵۴۶	سلام کے حقوق	۵۴۶	قرض
۵۴۷	مصلحہ، سناقدہ و دست بوسی	۵۴۶	قرضدار کی رہایت
۵۴۹	چہرہ	۵۴۶	قرض کی لعنت
۵۵۰	چھینک اور جھان	۵۴۷	قرض کی ادائیگی کی نیت
۵۵۱	مرنامہ پر بسم اللہ لکھنا	۵۴۷	قرض کا وبال
۵۵۲	خط لکھنے کے آداب	۵۴۸	قرض سے پناہ
۵۵۲	قلم کی عظمت	۵۴۸	دعا اداے قرض
۵۵۲	ہر تحریر کی ابتدا میں درود شریف	۵۴۹	قرض دینے کا ثواب
۵۵۳	انتیاز اور قوی لباس	۵۴۹	قرضدار کو مہلت دینا

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۵۶۵	حرمت شراب	۵۵۲	منکبرانہ انداز
۵۶۶	شراب، سود اور عیاشی	۵۵۲	لباس کے آداب
۵۶۷	لغو کھیل - شطرنج وغیرہ	۵۵۵	میزبانی و مہمانی کے حقوق
۵۶۷	تصاویر	۵۵۶	دعوت طعام
۵۶۹	راگ راگنی	۵۵۷	فاسق کی دعوت
۵۷۰	دُور و منثورہ	۵۵۷	کھانے میں تکلف
۵۷۰	(بکھرے ہوئے سوئی)	۵۵۷	ساتھ لی کر کھانا
۵۷۰	قرآن مجید کی برکت	۵۵۸	عورتوں کے متعلق
۵۷۱	صحبت نیکیاں	۵۵۸	مسلم خواتین کیلئے اللہ تعالیٰ اور
۵۷۱	عہد شکنی کا وبال	۵۵۸	رسول اللہ ﷺ کے احکامات
۵۷۱	ہم نشین کا اثر	۵۵۸	پردہ کے احکام
۵۷۲	کسی کی زمین غصب کرنے کا وبال	۵۵۹	عورتوں کے حقوق کا تحفظ
۵۷۲	ہمسایہ کا انتخاب	۵۶۰	عند اللہ مسلم خواتین کا وقار و حیا
۵۷۲	پریشان حال کی مدد	۵۶۱	ماہیا غیر محرم مرد سے بھی پردہ
۵۷۲	اہل و عیال کا نڈھ	۵۶۱	عورت کے باہر نکلنے کا ضابطہ
۵۷۳	مسلمان بھائی سے بحث و دل لگی	۵۶۱	عورتوں کے ساتھ تنہائی
۵۷۳	غیبت پر حمایت	۵۶۲	ستر عورت
۵۷۳	پاک و صفائی	۵۶۲	عورت کی آواز
۵۷۳	جسمانی آرائش	۵۶۲	ماہرم عورت کو دیکھنا
۵۷۵	مدح میں مبالغہ	۵۶۳	ماہرم کے گھر جانا
۵۷۵	تقاعد	۵۶۳	جنت سے محرومی
۵۷۵	بہتان	۵۶۳	ماہرم عورتوں سے سلام و مصافحہ
۵۷۶	بوڑھے کی تعظیم	۵۶۳	عورت کی وضع قطع اور لباس
۵۷۶	ظالم و مظلوم کی اعانت	۵۶۵	منوعات و شریعہ

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۵۸۷	بدعت	۵۷۷	مصیبت زدہ کا مذاق
۵۸۷	بدعت کی ممانعت	۵۷۷	چند نصیحتیں
۵۸۸	طب نبوی ﷺ	۵۷۸	دوست سے ملاقات
۵۸۸	(دھاؤں اور دواؤں سے علاج)	۵۷۹	مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ
۵۸۸	دھاؤں سے علاج	۵۷۹	سوال کی خدمت
۵۹۰	نظر بد کی جھاڑ پھونک	۵۸۰	مسلمان کو دیکھ کر مسکنا حدیث ہے
۵۹۱	بد نظری کا نبوی علاج	۵۸۰	عذر قبول کرنا
۵۹۲	لا حول ولا قوۃ کا عمل	۵۸۰	ایمان کے ساتھ عمل
۵۹۲	آیہ الکرسی	۵۸۱	احسان کا شکریہ
۵۹۲	جامع دھا	۵۸۱	سفارش
۵۹۳	دھا کے نقر	۵۸۱	سرکشی
۵۹۳	ہر درد و بلا کی دھا	۵۸۲	سونے چاندی کے برتن کا استعمال
۵۹۵	دانت کے درد کی دھا	۵۸۲	نفس کلائی
۵۹۶	دواؤں سے علاج	۵۸۲	بے جا مدح
۵۹۶	امراض و علاج	۵۸۲	فاسق کی مدح
۵۹۶	پہنٹ میں کھانے کا اندازہ	۵۸۳	صحّت اور خوشبو
۵۹۷	مریض کی غذا	۵۸۳	زین کا تہاڑہ
۵۹۷	حرام چیز میں شفا نہیں ہے	۵۸۳	غیرت و احسان
۵۹۷	مرض میں دودھ کا استعمال	۵۸۳	عیش و عشرت
۵۹۸	شہد کی تاثیر	۵۸۳	باہم دعوتیں کرنا
۵۹۸	قرآن و شہد میں شفا	۵۸۳	آداب دھا
۵۹۸	مرض لگنا اور قال بد	۵۸۵	آرام طلبی کی عادت اچھی نہیں
۵۹۸	کلونجی کی تاثیر	۵۸۶	کسب حال
۵۹۸	منقروں کا استعمال	۵۸۷	سادگی

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۶۱۳	عفو الہی سے محرومی	۵۹۹	روغن زیتون
۶۱۳	ادائے شکر	۵۹۹	دوا میں حرام چیز کی ممانعت
۶۱۳	صبر	۵۹۹	ضعف قلب کا علاج
۶۱۳	صبر و شکر	۶۰۰	مرگی
۶۱۶	مخاوت و بخل	۶۰۰	بکھی
۶۱۶	تقاعت و استغناء	۶۰۱	باب (۵) اخلاقیات
۶۱۷	کلمات شجاری	۶۰۱	اخلاقی حیدرہ
۶۱۷	سحافی چاہنا	۶۰۲	سایہ الہی کے مستحق
۶۱۸	خطا سنا ف کرنا	۶۰۳	ٹیک کام کا اجراء
۶۱۹	خاموشی	۶۰۳	احسان
۶۱۹	ایثار	۶۰۵	توکل اور رضا بالقضاء
۶۲۰	شرک لایعنی	۶۰۶	کام میں مشابہت اور وقار
۶۲۰	رحمہی اور بے رحمی	۶۰۶	صدق نقالی اور انصاف
۶۲۰	نیک	۶۰۶	جذبات پر قابو
۶۲۱	صدقات جاریہ	۶۰۶	جنت کی ذمہ داری
۶۲۱	مذہب و تہذیب	۶۰۷	جنت کی بشارت
۶۲۱	اخلاقی رویہ	۶۰۷	صدق و امانت اور کذب و خیانت
۶۲۱	خود بینی	۶۰۸	اللہ و رسول کی حقیقی محبت
۶۲۲	بے حیائی کی اشاعت	۶۰۸	امانت
۶۲۲	دوسروں کو حقیر سمجھنا	۶۰۹	عمر کا لحاظ
۶۲۳	ریا	۶۰۹	شرم و حیا
۶۲۳	زنا	۶۱۰	نرم مزاجی
۶۲۳	غصہ	۶۱۱	ایقائے وعدہ اور وعدہ خلافی
۶۲۶	غیبت	۶۱۱	تواضع

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۶۳۰	گناہ کبیرہ	۶۳۶	خیانت
۶۳۱	بعض کبائر	۶۳۷	بدگمانی
۶۳۲	اشراک فی العبادۃ	۶۳۷	دو زنی
۶۳۲	بدعات اقبور	۶۳۸	چٹل خوری
۶۳۲	بدعات الرسوم	۶۳۸	جھوٹ
۶۳۲	علامات قہر الہی	۶۳۹	مصلحت آمیزی
	باب (۲)	۶۳۹	ایران والوں کو رسوا کرنا
۶۳۳	حیات طیبہ کے صحیح و سنام	۶۳۱	نکل
۶۳۳	نبی الرحمتؐ کے معمولات یومیہ	۶۳۱	انتقام
۶۳۳	بعد فجر	۶۳۲	بغض و کینہ
۶۳۵	بعد ظہر	۶۳۲	حسد
۶۳۵	بعد عصر	۶۳۳	قتاوت قلبی کا علاج
۶۳۶	بعد مغرب	۶۳۳	منافقت
۶۳۷	بعد عشاء	۶۳۳	ظلم
۶۳۸	دن کی سنتیں	۶۳۳	ظالم کی اعانت
۶۳۸	گھر سے باہر جانے کی دعا	۶۳۵	بدگوئی
۶۳۹	اشراق کی نراز	۶۳۵	عیب چینی
۶۴۰	صبح کی دعا	۶۳۵	بد شکای
۶۴۱	قیلولہ	۶۳۵	لعنت کرنا
۶۴۲	رات کی سنتیں	۶۳۷	خود کشی
۶۴۲	نراز اوّلین	۶۳۷	حکماء
۶۴۲	نراز عشاء	۶۳۷	سعییت سے اجتناب
۶۴۳	نراز تہجد	۶۳۸	گناہوں کی پاداش
۶۴۳	تہجد کا افضل وقت	۶۳۹	گناہوں کا وبال

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۶۶۹	ولیمہ	۶۵۳	گھر میں آمد و رفت کی دعا کیں اور سنتیں
۶۶۹	نکاح کے بعض اعمال سنو نہ	۶۵۵	رات کی حفاظت
۶۷۰	نکاح کا طریقہ	۶۵۶	بشام اور رات کی احتیاط
۶۷۱	خلاق اور خلج	۶۵۷	بستر حاف کرنا
	بیت رسول حضرت فاطمہؑ کا	۶۵۷	متفرق سنتیں
۶۷۱	بابِ برکت نکاح	۶۵۸	رات کی دعا کیں
۶۷۳	صرفہ فاطمہؑ پر رکھی رکعت کے بعد	۶۵۸	رات میں بستر پر جانے کے وقت
۶۶۳	نومولود	۶۵۹	خواب
۶۷۳	نومولود کے کان میں اذان دینا	۶۶۰	تخمہ
۶۷۳	تمسک	۶۶۰	ہدایت
۶۷۵	اچھے نام کی تجویز	۶۶۱	باب (۷) مناکحت و نومولود
۶۷۵	بچہ کو کبھی تعلیم	۶۶۱	مناکحت اور متعلقہ معاملات
۶۷۵	تعویذ حفاظت	۶۶۱	نکاح کی ترغیب
۶۷۶	عقیقہ	۶۶۱	عورت کا انتخاب
۶۷۷	ختہ	۶۶۲	نکاح کا پیغام
۶۷۸	باب (۸) مرض و عیادت	۶۶۲	نکاح کے لئے اجازت
۶۷۸	موت و مابعد الموت	۶۶۲	نکاح میں برکت
۶۷۸	مرض و علاج	۶۶۳	مہر
۶۷۸	ہر مرض کی دوا ہے	۶۶۳	مہر ادا کرنے کی نیت
۶۷۸	علاج کا اہتمام اور اس میں احتیاط	۶۶۳	نکاح کا انعقاد
۶۷۹	مریضوں کی عیادت	۶۶۳	نکاح کیلئے استخارہ کی دعا
۶۸۰	تسلی و ہمدردی	۶۶۵	نکاح کیلئے خطبہ سنو نہ
۶۸۰	عیادت کے فضائل	۶۶۸	نکاح کے بعد مبارکباد کی دعا
۶۸۱	مریض پر دم اور دعائے صحت		

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۷۰۱	جنازہ لیجانے کا سنن طریقہ	۶۸۴	حالت مرض کی دعا
	جنازہ کے ساتھ چلنے اور نماز		بیماری میں زمانہ شہادت کے
۷۰۱	جنازہ پڑھنے کا ثواب	۶۸۵	اعمال کا ثواب
	جنازہ کے ساتھ حیر رفتاری اور	۶۸۵	تکلیف وجہ دفع درجات
۷۰۲	جلدی کا حکم	۶۸۶	وجہ کفارہ نیات
۷۰۳	نماز جنازہ کے مسائل	۶۸۶	سوت کی یاد اور اس کا شوق
۷۰۳	ترکیب نماز جنازہ	۶۸۶	سوحہ کی نماز اور دعا کرنے کی ممانعت
	جنازہ میں کثرت تعداد کی		سوت کے آثار ظاہر ہونے لگیں
۷۰۶	برکت اور اہمیت	۶۸۷	تو کیا کریں؟
۷۰۷	قبر کی نوعیت	۶۸۷	سکرات الموت
۷۰۸	رقن کا بیان	۶۸۸	جان کنڈنی
۷۰۹	مدفن کے بعد	۶۸۹	میت پر نوحہ و ماتم نہیں کرنا چاہئے
۷۱۰	قبروں پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت	۶۹۱	میت کیلئے آنسو بہانا جائز ہے
۷۱۰	وہ کام جو خلاف سنت ہیں	۶۹۱	آنکھ کے آنسو اور دل کا صدمہ
۷۱۰	نماز غائبانہ	۶۹۲	میت کا بوسہ لینا
۷۱۱	زیارت قبور	۶۹۲	تجسیر و تخفین میں جلدی
۷۱۲	تعزیت	۶۹۳	اہل میت کیلئے کھانا بھیجنا
۷۱۳	ایصال ثواب	۶۹۳	سوت پر صبر اور اس کا اجر
۷۱۳	سوات کیلئے ایصال ثواب	۶۹۳	پسماندگان سے تعزیت
	حضور اکرم ﷺ کا مکتوب تعزیت	۶۹۶	میت کا غسل اور کفن
۷۱۴	معاذ بن جبلؓ کے بیٹے کی وفات پر	۶۹۶	میت کو نہلانے کا سنن طریقہ
۷۱۶	درود شریف	۶۹۸	کفن میں کیا اور کیسے کپڑے ہوں
۷۱۸	نعت شریف	۶۹۹	کفن پہنانے کا سنن طریقہ
۷۲۰	مناجات	۷۰۰	میت کو نہلانے کے بعد غسل

مآخذ

- ۱- قرآن مجید
- ۲- صحیح بخاری شریف
- ۳- شمائل ترمذی شریف
- ۴- فضائل نبوی (شرح شمائل ترمذی) از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ
- ۵- مشکوٰۃ شریف
- ۶- جامع ترمذی
- ۷- حصن حصین
- ۸- الادب المفرد
- ۹- مدارج النبوة (حضرت قاضی حیا خاں قدس سرہ العزیز)
- ۱۰- کتاب الشفاء (حضرت قاضی حیا خاں قدس سرہ العزیز)
- ۱۱- زاد المعاد
- ۱۲- طبقات ابن سعد
- ۱۳- سیرت النبی ﷺ (حضرت سید سلیمان ندوی قدس سرہ)
- ۱۴- تفسیر بیان القرآن (حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحب)
- ۱۵- نشر الطیب //
- ۱۶- زاد السعید //
- ۱۷- حیاة المسلمین //
- ۱۸- بہشتی زیور //
- ۱۹- بہشتی گوہر //
- ۲۰- کثرت الأزواج الصاحب المعراج //
- ۲۱- معارف الحدیث (مکمل) (مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ العالی)
- ۲۲- ترجمان السنہ (مولانا سید بدر عالم صاحب مدنی)

تقدیم

مالی مرتبت جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب
دامت برکاتہم و مدنیہم مفتی اعظم پاکستان و بانی و صدر دارالعلوم کراچی
خلیفہ ارشد حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

قرآن کریم کی بے شمار نصوص اور احادیث صحیحہ شاہد ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور آپ کی تعلیمات اور سنتوں
کا اتباع ہی انسان کی عملی اصلاح کا نسخہ اکسیر اور دنیا و آخرت کی ہر کامیابی
کا ضامن ہے۔

**مگر اکثر لوگوں نے اطاعت و اتباع کو صرف نماز روزہ
وغیرہ چند عبادات میں منحصر سمجھ رکھا ہے۔ معاملات اور حقوق باہمی،
خصوصاً عادت اور آداب معاشرت سے متعلق قرآن و حدیث کے
ارشادات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو عام طور پر ایسا
سمجھ لیا گیا ہے کہ یہ نہ دین کا کوئی جزو ہے اور نہ اطاعت و اتباع رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا کوئی تعلق ہے۔**

اسی کا نتیجہ ہے کہ بہت سے ایسے مسلمان بھی دیکھے جاتے ہیں

جو نماز روزے کے اعتبار سے اچھے خاصے دیندار کہلاتے ہیں مگر معاملات و معاشرت و حقوق باہمی کے معاملہ میں بالکل غافل اور بے شعور ہونے کی بنا پر اسلام اور مسلمانوں کے لئے تنگ و عار ہوتے ہیں جس کی بڑی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے ناواقفیت اور آپ ﷺ کی عادت و خصائل اور منن سے غفلت ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک مثالی نمونہ بنا کر بھیجا ہے اور لوگوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ، ہر دور، ہر حال میں اور عبادات و معاملات و معاشرت و عادات میں اس نمونے کے مطابق خود بھی بنیں اور دوسروں کو بنانے کی فکر کریں۔ آیت قرآنی **لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ** کا یہی مطلب ہے۔ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور شمائل ایک حیثیت سے عملی قرآن پاک ہے۔

اسی لئے ہر زمانے کے علماء نے عربی، فارسی، اردو اور ہر زبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل و خصائل کو مختصر اور مفصل رسالوں اور کتابوں کی صورت میں جمع فرما دیا ہے جو ایک حیثیت سے پوری تعلیمات نبویہ کا خلاصہ ہیں۔

حال میں ہمارے محترم بزرگ عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی نے جو سیدی حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے خلیفہ خاص ہیں۔ عام لوگوں کو اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اتباع

منت کا صحیح مفہوم سمجھانے کے لئے شمائل و خصائل کی مستند کتابوں سے ہر شعبہ زندگی کے متعلق ہدایات کو واضح اور نمایاں کر کے جمع فرما دیا ہے جو کتب شمائل کا اصل مقصد ہے۔

انسوس ہے کہ احقر اپنی علالت اور ضعف کی بناء پر اس مبارک مجموعہ کو خود نہیں دیکھ سکا۔ خاص خاص مقامات اور عنوانات کو پڑھوا کر سنا ہے مگر بعض علماء نے اس کو بالاستعیاب دیکھ کر توثیق فرمائی ہے اور جن کتابوں سے یہ مضامین لئے گئے ہیں ان کا مستند و معتبر ہونا خود اس مجموعہ کے مستند ہونے کی ضمانت ہے الحمد للہ شمائل نبویہ کا یہ بہت اچھا مجموعہ عام فہم اور سلیس زبان میں جمع ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائیں اور کتاب کو مقبول و مفید بنا دیں۔ واللہ المستعان

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

دارالعلوم کراچی نمبر ۱۲

۱۷ رجب ۱۳۹۳ھ

تاثرات

فقیر اسلاف و حبیۃ الخلف مالی جناب حضرت شیخ الحدیث
مولانا حافظ محمد زکریا صاحب (کاندھلوی ثم سہارنپوری)
قدس سرہ العزیز

کتاب ”اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ (طبع اول) معظم و
محترم حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت بابرکت میں پیش کی گئی (آج
کل مدینہ طیبہ میں قیام پذیر ہیں) حضرت ممدوح نے بعد ملاحظہ اپنے جن
تاثرات کا اظہار فرمایا اس کا اقتباس درج ذیل ہے۔ (مؤلف)
جناب کا پہلا گرامی نامہ ملا اور میں اس سے بھی پہلے سے عریضہ لکھنے کا
ارادہ کر رہا تھا مگر ان دنوں میری طبیعت بہت ہی خراب رہی۔

آپ کی مبارک کتاب بہت ہی برکات کی حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول
فرمائے اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ منفعہ فرمائے اور جناب کو دارین کی ترقیات
سے نوازے۔ آپ کی کتاب تو بہت پسند آئی مگر میرے پاس بے وقت پہنچی۔ حج
کے زمانہ میں مدینہ پاک میں عصر کے بعد کی مجلس میں چار پانچ سو کے قریب کم
سے کم لوگ ہوتے تھے اور جو وقت گزرتا گیا اور ہندو پاک کے جہاز جاتے رہے،
آرمیوں کی کمی ہوتی رہی۔ اگر پہلے آ جاتی تو اوروں کے کان میں بھی پڑ جاتی۔

میں اس دوران اکثر بیمار رہا۔ بہت ہی امراض و اختلالات کی حالت میں
رسالہ کو سنا۔ سنتے ہوئے جہاں شبہ ہوا وہاں حاشیہ پر نشان لگا دیا۔ ممکن ہے کہ کچھ
سماع سے رہ گیا ہو۔

فقط والسلام

محمد زکریا _____ از مدینہ طیبہ

پھر دوسرا اگر اسی نامہ صادر ہوا، اس میں ارتکاب فرمایا :-

کتاب کے متعلق میرا تو خیال ہے کہ میں پہلے خط میں لکھوا چکا تھا۔ دعائیں ہی تو ہمارے یہاں اصل ہوا کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کی دعائیں اس سید کا رکے حق میں قبول فرمائیں۔ اس میں تو شک نہیں کہ طبیعت تو بہت گری ہوئی تھی اور ہے، مگر جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا، شوق میں (کتاب کو) سن ہی لیا۔

اس کا ضرور ثلث ہوا کہ کتاب دیر میں پہنچی۔ اگر حج کے زمانے میں پہنچ جاتی تو لوگوں کو زیادہ نفع ہوتا۔ آپ نے صحیح فرمایا کہ اس زمانے میں اتباع سنت تو مفقود ہوتا جا رہا ہے، عوام تو درکنار خواص میں بھی اس کا اہتمام کم ہوتا جا رہا ہے۔
قالی اللہ المستحسنى



حامد ومصليا و مسلما۔ اس بنا کارہ نے عالی جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب زاد مجدہم خلیفہ حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ کی تالیف ”اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم“ کو بہت شوق سے بڑے مجمع میں جونج و عمرہ کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے، سنا اور کہیں کہیں مجھے اشتباہ ہوا تو علماء سے مراجعت کے بعد طبع ثانی میں اس کی اصلاح کے لئے بھی توجہ دلائی۔ رسالہ بہت ہی مفید اور آسان ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات پر مشتمل ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ بہت مفید ہے اور باطنی خوبیوں کے ساتھ ظاہری خوبیاں۔ طباعت کی عمدگی و دلکشی سے بھی آراستہ ہے۔ یہ بنا کارہ دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے لوگوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ انتفاع و تمتع نصیب فرمائے اور حضرت مؤلف دام مجدہم کے لئے اس کو صدقہ جاریہ بنائے۔ فقط والسلام

محمد زکریا کاندھلوی

۱۷ جمادی الثانی ۱۴۹۵ھ

وارد حال مدینہ منورہ

۲۲ جون ۱۹۷۵ء

عرض موقوف

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ

اَکَا بَعْد۔ ادنی خادم بارگاہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی قدس سرہ احتراماً کارہ محمد عبداللہی عرض گزار ہے کہ حضرت اقدس کی عام تعلیمات اور دوسرے بھی اکابر کے ارشادات سے یہ امر بجا اللہ مرکوز خاطر رہا ہے کہ دین و دنیا کی فلاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات اور آپ کی عادات و سنن کے اتباع پر موقوف ہے جو صرف نماز روزہ اور دیگر عبادات کی حد تک نہیں۔ بلکہ زندگی کے ہر شعبے اخلاق و عادات، معاشرت و معاملات سب پر حاوی ہے۔ احادیث رسول اور شمائل نبویہ کے متعلق جتنا عظیم الشان ذخیرہ کتب ہر زمانے کے مشائخ و محدثین نے امت کیلئے مہیا کیا ہے ان سب کا حاصل یہی ہے کہ امت ہر شعبہ زندگی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تولی اور عملی ہدایت سے واقف ہو اور ان کو اپنا مقصد زندگی بنائے۔

موجودہ دور میں جبکہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں سے مغائرت بڑھتی جا رہی ہے اور مسلمان اپنے دین کی تعلیمات کو چھوڑ کر غیروں کے طور طریقے اختیار کر رہے ہیں، اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو بارگاہ اسلامی تعلیمات اور سرکارِ دعو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کی طرف دعوت دی جائے۔ کیونکہ مسلمانوں کی دنیوی اور اخروی ہر طرح

کی صلاح و فلاح اتباعِ سنت ہی میں مضمر ہے۔

اس غرض کے لئے عرصہ دراز سے دل میں آرزو تھی کہ ایک ایسی آسان اور مختصر کتاب مرتب کی جائے جس کا مطالعہ عام مسلمانوں کو اتباعِ سنت کی دلکش زندگی سے روشناس کرا سکے اور جس سے وہ آسانی کے ساتھ سنت کے مطابق زندگی کے بنیادی تقاضے معلوم کر سکیں۔ یہی وہ داعیہ تھا جس نے مجھے اس کتاب کو ترتیب پر آمادہ کیا۔

احقر کوئی عالم نہیں لیکن یہ محض اللہ تعالیٰ شانہ کا فضل عظیم ہے کہ اس نے علمائے اہل تقویٰ و مشائخ کی بابرکت صحبت و تربیت سے فیضیاب و سرفراز ہونے کی سعادت نصیب فرمائی ہے۔ یہ انہیں بزرگوں کا فیضانِ نظر ہے کہ احقر کے دل میں ایک ایسی کتاب مرتب کرنے کا تقاضہ پیدا ہوا جس میں نبی الرحمتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے متعلق ایسی احادیث جمع کی جائیں جن کا تعلق انسان کی زندگی کے ہر شعبہ اور ہر حال سے ہو اور جس کی روشنی میں اتباعِ سنت کا صحیح مفہوم علمی و عملی طور پر خوب واضح ہو جائے اور جن کی بدولت ہر مسلمان اس بڑھتے ہوئے الحاد و زندگی کے ماحول و معاشرے میں اپنے ایمان و اسلام کو محفوظ و سلامت رکھ سکے۔

چنانچہ احقر نے خود اپنے لئے اور اپنے ایسے عام مسلمانوں کے لئے بمشورۂ علمائے کرام احادیث و شمائلِ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مستند کتابوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنن و تعلیمات کا انتخاب کر کے اردو زبان میں آسان عنوانات کے ساتھ ایک مفید اور معتد بہ ذخیرہ جمع کر لیا۔

احقر باوجود اپنے ضعیف اور دیگر مشاغل کے اس کام کے سرانجام

دینے میں ایک طویل مدت تک والہانہ انداز میں محو و متوجہ رہا اور الحمد للہ کہ بقدر اپنی استعداد علمی و صلاحیت فہم جو کچھ بن پڑا، اس کو ہدیہ ناظرین کر دیا۔

اللہ تعالیٰ شانہ کا احسان عظیم ہے کہ اس کتاب کو مشہور و جود میں آتے ہی اس قدر مقبولیت حاصل ہوئی کہ تقریباً ایک ہی ماہ کے اندر مطبوعہ کتاب ختم ہو گئی اور مشتاقین کی تشنگی اور فرمائش باقی رہ گئی۔ اس لئے پیہم تقاضوں کے پیش نظر پھر جلد از جلد دوسرے ایڈیشن کا اہتمام کرنا پڑا۔

اس اثناء میں یہ کتاب اپنی مطبوعہ شکل میں بعض مستند اعلیٰ علم کی نگاہ سے بھی گزری اور اس میں بعض باتیں فقہی نقطہ نظر سے اصلاح طلب معلوم ہوئیں، چنانچہ یہ ایڈیشن بعض مستند اعلیٰ علم کی نظر ثانی کے بعد شائع ہو رہا ہے اور اس میں مذکورہ فقہی مشکلات کو دور کر دیا گیا ہے۔

اس کے باوجود یہ بات میں ایک بار پھر عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ فقہ کی کوئی باقاعدہ کتاب نہیں ہے جس میں موضوع سے متعلق تمام تفصیلی جزئیات موجود ہوں یا مسئلہ کے ہر پہلو کا پورا احاطہ کیا گیا ہو۔ لہذا ایسی فقہی تفصیلات کے لئے مستند اعلیٰ علم و فتویٰ سے رجوع کر کے یا مفصل فقہی کتابوں کو دیکھ کر اور سمجھ کر عمل کرنا چاہئے اور اس غرض کے لئے سیدی و مرشدی حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کی کتاب ”بہشتی زیور“ بے نظیر ہے۔

اسی طرح یہ علم حدیث کی بھی کوئی باقاعدہ کتاب نہیں ہے۔ جس میں اصول حدیث کی تمام فنی باریکیوں کی رعایت ہو بلکہ اگر فنی نقطہ نظر سے اس میں اب بھی کچھ فروگزاشتیں ہوں تو بعید نہیں۔ اگرچہ میں نے تمام تر مواد ان مستند

کتابوں سے لیا ہے جن کے نام مآخذ کے عنوان کے تحت مذکور ہیں لیکن یہ سب مآخذ عربی سے اردو میں کئے ہوئے تراجم ہیں۔ لہذا یہ ممکن ہے کہ نقل در نقل اور ترتیب و انتخاب میں وہ احتیاط باقی نہ رہ سکی ہو جو حدیث کے نقل کرنے میں ضروری ہے۔ چنانچہ اگر کسی حدیث کی علمی تحقیق مقصود ہو تو اصل مآخذ سے مراجعت کی جائے۔

مثلاً ایسا ممکن ہے کہ کسی حدیث کے ساتھ تشریحی اضافے جو تو سین میں آنے چاہئیں تھے کہیں بغیر تو سین کے رہ گئے ہوں۔ البتہ بار بار اہل علم کو دکھانے کے بعد اس بات پر بحمد اللہ اطمینان ہے کہ احادیث کا مرکزی مفہوم ضرور واضح ہو گیا ہے اور کوئی بات علمی نقطہ نظر سے ایسی باقی نہیں رہی جو غیر مستند ہو۔

اسی کے ساتھ کتاب کے ظاہری حسن اور ترتیب میں بعض ایسی باتیں باقی رہ گئی تھیں جو بعض اصحاب ذوق کو گراں گزرتی تھیں۔ اس اشاعت میں ان کو بھی دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ احقر کی کوتاہیوں سے درگزر فرما کر اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اس سے عام مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اور محبت رسولؐ اور اتباع سنت کا سچا جذبہ بیدار کرنے کا ذریعہ بنائے اور ہم سب کو اس پر اخلاص کے ساتھ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

انہ علی کل شیء قدير

احقر

محمد عبداللہ عفی عنہ

۲۴ دسمبر ۱۹۷۵ء

حصہ اول

رُوحٌ وَرِجَانٌ وَجَنَّةٌ نَعِيمٌ

مضامین افتتاحیہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

خطبة

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى
جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَرْسَلَهُ
اللَّهُ تَعَالَى إِلَى كَافَّةِ النَّاسِ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا
وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا وَصَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا
كَثِيرًا كَثِيرًا
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ
عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ -
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

لمعات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلالت شان اور کمالات نبوت خود
اللہ تعالیٰ کے کلام مبین میں ہے :

محمدٌ حامدٌ حمدٌ خدا بس
خدا مدح افزین مصطفیٰ بس

حق تعالیٰ جل شانہ نے ہمارے رسول مقبول احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاء اور رسل میں ایک خاص امتیاز عطا فرمایا۔ آپ کو سید
الانبیاء قرار دیا اور آپ کی ذات اقدس کو دنیا کے لئے ایک مثالی نمونہ بنا کر بھیجا
ہے۔ اسی لئے اعلیٰ عالم کیلئے آپ کے تعارف اور آپ کے اوصاف کمال بتلانے
کا بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنے کلام مبین میں اہتمام فرمایا اور ارشاد فرمایا :

آیات قرآنیہ

”وہ (اللہ) ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت کا سامان یعنی (قرآن) دیا اور سچا دین (یعنی اسلام) دیکر (دنیا) میں (بھیجا ہے تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی گواہ ہے محمدؐ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۖ

اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔ اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدے کر رہے ہیں

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا مندی کی جستجو میں لگے ہیں۔“ (بیان القرآن)

(سورہ فتح آیت ۲۹)

۲۔ نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ :

”حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جبکہ ان میں انہیں کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کی (خیالات و رسومات

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

وَالْحِكْمَةُ

جہالت سے) صفائی کرتے رہتے ہیں

اور انکو کتاب اور فہم کی باتیں بتاتے

رہتے ہیں۔“ (بیان القرآن)

۳۔ نیز یہ بھی واضح فرمایا کہ :

”جو لوگ اپنے رسول نبی کا اتباع کرتے

ہیں حکو وہ لوگ اپنے پاس توریت اور

انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ (جن کی

صفت یہ بھی ہے) وہ ان کو نیک باتوں

کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے

منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو ان

کیلئے حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں

کو (بدستور) ان پر حرام فرماتے ہیں اور

ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق (یعنی شرائع

سابقہ کے احکامات شریعہ) تھے انکو دور

کرتے ہیں۔ سو جو لوگ اس نبی (موصول)

پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت

کرتے ہیں اور انکی مدد کرتے ہیں اور

اس نور کی اتباع کرتے ہیں جو انکے

ساتھ بھیجا گیا ہے۔ ایسے لوگ پوری

فلاح پانے والے ہیں۔“ (بیان القرآن)

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ

الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ

الَّذِي يَجِدُونَ فِي

مَكُتُوبَاتِهِ عِنْدَهُمْ فِي

التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ

يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ

وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ

وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ

وَيَضَعُ عَنْهُمْ أَصْرَهُمْ

وَالْأَعْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ

وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ

الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ

هُمُ الْمُفْلِحُونَ

(سورہ اعراف پارہ ۱۹ آیت ۱۵۷)

۴۔ آپ کے نطق کی شان یوں ارشاد فرمائی :

”اور نہ وہ اپنی خواہش نکھائی سے
بائیں بناتے ہیں۔ ان کا ارشاد ہی وحی
ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔“
(سورہ النجم آیت ۴)

(بیان القرآن)

۵۔ پھر اپنے بندوں سے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات کا
اس طرح تعارف فرمایا :

”اے لوگو! تمہارے پاس ایسے پیغمبر
تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس
(بشر) سے ہیں۔ جن کو تمہاری مضرت
کی بات نہایت گراں گزرتی ہے۔ جو
تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند
(سورہ توبہ آیت ۱۲۸)

رہتے ہیں (یہ حالت تو سب کے ساتھ
ہے پھر بالخصوص) ایمانداروں کے
ساتھ تو بڑے شفیق (اور) مہربان
ہیں۔“
(بیان القرآن)

”نبی مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس
سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپ
کی پیہاں ان (مومنوں کی) مائیں
ہیں (یعنی مسلمانوں پر اپنی

۲۔
النَّبِيِّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ
أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ
أُمَّهَاتُهُمْ (سورہ احزاب)

جان سے بھی زیادہ آپ کا حق ہے اور
آپ کی اطاعت مطلقاً اور تعظیم بدرجہ
کمال واجب ہے۔ اس میں احکام اور
معاملات آگئے۔“ (بیان القرآن)

۷۔ پھر لوگوں کو اپنے رسول برحق اور ہادی دین مبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
اتباع کے لئے اس طرح حکم فرمایا :

”تم لوگوں کے لئے رسول اللہ (کی
ذات میں) ایک عمدہ نمونہ موجود
(سورۃ الزاب) ہے۔“ (بیان القرآن)

۸۔ ”اور رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ
لے لیا کرو اور جس چیز (کے لینے)
سے تم کو روک دیں (اور بالعموم الفاظ
یہی حکم ہے افعال اور احکام میں بھی) تم
رک جایا کرو۔“ (بیان القرآن)

وَمَا أَتَاكُمْ الرَّسُولُ
فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ
عَنْهُ فَأَنْتَهُوا ط

(سورۃ انحر ۳۸)

۹۔ ”جس شخص نے رسول کی اطاعت کی
اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔“

فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ

(سورۃ النساء ۷۵)

۱۰۔ ”اور جو شخص اللہ و اس کے رسول کی
اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو
پہنچے گا۔“ (بیان القرآن)

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
فَقَدْ فَرَّ قَوْراً عَظِیْماً

(سورۃ الزاب ۵۲)

۱۱۔ پھر اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتیوں کو یہ بھی بشارت عطا فرمائی۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ
فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ
أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ
النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ
وَالشَّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ
وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا
(النساء آیت ۶۹)

”اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔“

(بیان القرآن)

۱۲۔ اور اس پر بھی متنبہ فرمایا کہ :

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ
مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ
الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ
سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ
تَوَلَّيْهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ
FOLDER\Scanning
Folder\32-12y.tif not
found.

”اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امر حق واضح ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ ہو لیا تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے جانے کی۔“ (بیان القرآن)

۱۳۔

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ
”اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانے گا اور بالکل ہی اس کے ضابطوں سے نکل جائے گا اس کو آگ میں داخل

فَاَرَا خَالِدًا فِيْهَا وَلَسَتْ
عَذَابًا مُّهِينًا
(النساء آیت ۱۴)
کریں گے اس طور سے کہ وہ اس میں
ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ایسی سزا
ہوگی جس میں ذلت بھی ہے۔“
(بیان القرآن)

۱۴۔ پھر اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی زبان مبارک سے اپنے
منصب رسالت اور مرتبہ رشد و ہدایت کے اعلان کے لئے یہ الفاظ عطا فرمائے۔
قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي
رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا
نِ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا
هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ
(الاعراف رکوع ۱۵)
”آپ کہہ دیجئے کہ اے (دنیا جہان
کے) لوگو! میں تم سب کی طرف اس
اللہ کا بھیجا ہوا (پیغمبر) ہوں۔ جس کی
بارشائی تمام آسمانوں اور زمین میں
ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے
لاائق نہیں۔ وہی زندگی دیتا ہے اور وہی
موت دیتا ہے۔“ (بیان القرآن)

۱۵۔
قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو
إِلَى اللَّهِ قَفَّ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ
أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي
(سورہ یوسف آخری رکوع)
”آپ فرما دیجئے کہ یہ میرا طریقہ ہے
میں (لوگوں کو توحید) خدا کی طرف
اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں
ریل پر قائم ہوں۔“ (بیان القرآن)

۱۶۔
قُلْ إِنِّي هَدَيْتُ
رَبِّيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ
(بیان القرآن)
”اور آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو میرے
رب نے ایک سیدھا راستہ بتلا دیا
ہے۔“

۱۷۔

”آپ فرما دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ

سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع

کرو۔ خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے

لگے اور تمہارے سب گناہوں کو

معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے

معاف کرنے والے بڑی عنایت

فرمانے والے ہیں۔“ (بیان القرآن)

۱۸۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب و حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غایت

لطف و کرم سے ان محترم الفاظ کے ساتھ مخاطب فرمایا :

”یَسَّٰ-متم ہے قرآن با حکمت کی کہ

پیشک آپ ﷺ پیغمبروں کے ہیں

(اور) سیدھے رستے پر ہیں۔“

(بیان القرآن)

۱۹۔

”اے نبی پیشک ہم نے آپ کو اس شان کا

رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ (امت

کیلئے) گواہوں گے اور آپ (مومنین کے)

بشارت دینوالے ہیں اور (کفار کے)

ڈرانوالے ہیں (سب کو) اللہ کی طرف

اسکے حکم سے بلائیوالے ہیں اور آپ

ایک روشن چراغ ہیں۔“ (بیان القرآن)

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ

اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحِبِّکُمْ

اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ

وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

(سورہ آل عمران ۳/۱۱)

یَسَّٰ وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ

اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی

صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

یَاٰیہَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاکَ

شَٰہِدًا وَّ اَوْ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا

وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاَدْنٰہِ

وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا

(۳۲/۱۱ حزب آیت ۴۵)

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ ۚ
بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ (سورہ سبأ آیت ۲۸) بشیر و نذیر ہوتا ہے۔“ (بیان القرآن)
۲۱۔

”اور ہم نے (اپنے مفاہین یا فعدے کر)
آپ کو اور کسی بات کے واسطے نہیں بھیجا مگر
جہان کے لوگوں (یعنی مکلفین) پر
مہربانی کرنے کیلئے۔“ (بیان القرآن)

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا
رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
(سورہ الانبیاء آیت ۱۰۷)

۲۲۔
إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ
۵۷ آیت ۴ پر ہیں۔“ (بیان القرآن)

۲۳۔
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ
(الم نشرح آیت ۴)

۲۴۔
وَلَسَوْتَ يُعْطِيكَ
رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ
(موضع)

۲۵۔
وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِ
وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ (شورہ ہجرت آیت ۸۷)

۲۶۔
وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ
وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ
تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ
عَظِيمًا (النساء آیت ۱۱۳)

”اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور علم کی
باتیں نازل فرمائیں اور آپ کو وہ باتیں
بتلائی ہیں جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر
اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔“ (بیان القرآن)

۲۷۔ باوجود کثیر التعداد دشمنان اسلام کی پیہم اور بے انتہا مخالفتوں اید ارسائیوں اور معرکہ آرائیوں کے نبیِ برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت قلیل عرصہ میں اپنے منصب رسالت و اعلائے کلمۃ الحق میں جو بے مثال اور لازوال کامیابی حاصل کی۔ اس پر اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب خاتم النبیین، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا خصوصی پروانہ خوشنودی اور رضائے کاملہ کی سند امتیازی عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا :

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ لَا وَرَأَيْتَ النَّاسَ
يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا لَا قَسِبَ بِحَمْدِ
رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرُكَ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا (سُورَةُ النَّصْرِ)

”اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح مکہ (مع اپنے آثار کے) آپہنچے (یعنی واقع ہو جائے اور جو آثار اس فتح پر مرتب ہونے والے ہیں یہ ہیں کہ) آپ لوگوں کو دین (اسلام) میں جوق در جوق داخل ہوتا دیکھ لیں (تو اس وقت سمجھ لیجئے کہ مقصود دنیا میں رہنے کا اور آپ کی بعثت کا کہ تکمیل دین ہے وہ پورا ہو گیا اور اب سفر آخرت قریب ہے اس کے لئے تیاری کیجئے اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجئے اور اس سے استغفار کی درخواست کیجئے) (یعنی ایسے امور جو خلاف اولیٰ واقع ہو گئے ہوں ان سے مغفرت مانگئے) وہ ہذا توبہ قبول کرنے والا ہے۔“ (بیان القرآن)

۲۸۔ پھر اپنے خاتم المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے مخلوق عالم پر اپنے تمام احسانات و انعامات کا اس طرح اعلان فرمایا۔

”آج کے دن تمہارے لئے تمہارے
دین کو میں نے مکمل کر دیا اور میں نے تم
پر اپنا انعام تمام کر دیا اور میں نے اسلام
کو تمہارا دین بننے کے لئے پسند کر لیا۔“
(مائدہ آیت ۴)

(بیان القرآن)

۲۹۔ پھر اللہ جل شانہ نے انسانیت کے اس محسن اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
اپنے قرب و محبت خصوصی کی خلعت سے سرفراز فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

”إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ
عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
تَسْلِيمًا“ (سورہ احزاب آیت ۵۶)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

”خالق کائنات اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسانی کو حصول شرف
انسانیت و تکمیل عہدیت کے لئے اور اپنے تمام احسانات و انعامات سے شرف
اور بہرہ اندوز ہونے کے لئے جب ایسے خیر البشر نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو پیکر مثالی بنا کر مبعوث فرمایا تو ایمان لانے والوں پر ازلے سے شکر و امتنان کے

لئے جس طرح آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجنا واجب فرمایا ہے اسی طرح ان کو ہر شعبہ زندگی میں آپ کی اطاعت و اتباع کا بھی مکلف بنایا ہے۔

ان تصریحات ربانی سے بالکل واضح ہے جو بھی آپ سے ہمتا قرب حاصل کرے گا وہ اسی قدر اللہ جل شانہ سے قریب ہوگا اور محبوب بندہ بن جائے گا۔ گویا اتباعِ منت ہی روحِ عبادت ہے اور حاصلِ بندگی ہے اور بندہ کا جو فعل منت کے خلاف ہے وہ عبادت نہیں ہے۔ بلکہ صریحاً گمراہی ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افراد امت پر کن امور میں واجب اور کہاں بطور تقاضائے محبت مستحب ہے۔

”سیرت پاک کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ ”عقائد و اعمال“ کا ہے اور دوسرا آپ کی ”عام زندگی“ کا۔ پھر آپ کی عملی زندگی میں بھی ہم کو دو قسمیں نظر آتی ہیں۔ ایک آپ کی خصوصیات جیسے صوم وصال وغیرہ اور دوسری ”اتفاقیہ عادات“ اسی بناء پر فقہ میں بھی ”سنن ہدیٰ“ اور ”سنن زوائد“ کے دو عنوان الگ الگ قائم کر دیئے گئے ہیں۔ سنن ہدیٰ سے مراد آپ کی وہ شریعت ہے جس کی اتباع پر آپ کی امت بھی مامور ہے اور جو آپ کی ”اتفاقی عادات“ تھیں وہ ”سنن زوائد“ میں داخل ہیں۔ آپ کی امت ان کی اتباع کی مکلف نہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ صحابہ میں ایک جماعت ایک ایسی بھی نظر آتی ہے جنہوں نے اپنے جذبات اور شغفِ اتباع میں آپ کی ”اتفاقیات“ میں بھی اتباع کی ہے۔ پھر آپ کی شریعت کے اس حصہ پر نظر کی جاتی ہے جو ”سنن ہدیٰ“ کہلاتا ہے تو اس کے بھی دو پہلو نظر آتے ہیں۔ ایک وہ جو امت سے متعلق ہے۔ مثلاً کسی چیز کا حلال، حرام، واجب اور مستحب ہونا اور دوسرا وہ جو بندوں کے اعمال کے ثواب و

عقاب سے متعلق ہے۔ مثلاً کسی عبادت کا ثواب یا کسی گناہ کے عذاب کی مقدار یا جنت و روزخ کے راحت و آلام کا تذکرہ۔ اگرچہ دین مجموعی لحاظ سے ان دونوں اجزاء کو شامل ہے لیکن جہاں تک اعمال امت کا تعلق ہے وہ صرف پہلی قسم ہے۔ دین کا یہ حصہ جو عمل یا عقیدے سے متعلق ہے اس میں بال برابر فرق آنے سے ”دین“ اور ”تحریف دین“ یعنی ”منت اور بدعت“ کا فرق پڑ جاتا ہے اس کے برخلاف اگر کوئی شخص بالفرض کسی عبادت کے ثواب یا کسی گناہ کے عذاب میں کچھ نشیب و فراز کر گزرتا ہے تو اگرچہ بلاشبہ وہ ایک بڑی غلطی کا مرتکب ہے لیکن اس سے دین کے عملی حصہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کے بدعواقب کی ذمہ داری تنہا اسی کی ذات تک محدود رہتی ہے۔“ (زحان اسنہ جلد رابع صفحہ ۸۷-۸۸)

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام مکارم اخلاق، انداز اطاعت و عبادات و حالات جلوت و خلوت اور تمام اعمال و اقوال اور تعلقات و معاملات زندگی ہر قوم اور ہر طبقہ و ہر جماعت اور ہر فرد کے لئے ہر زمانہ اور ہر وقت میں بہترین نمونہ و مثال ہیں۔ اسی لئے اللہ جل شانہ نے فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

”اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام بامکت سنتوں کی اتباع کی اور آپ کی پاکیزہ تعلیمات پر اخلاص و صدق کے ساتھ عمل کی توفیق وافر و راسخ عطا فرمائیں اور اس کی بدولت اس دنیا میں حیات و ممات طیبہ اور آخرت میں اپنی رضائے واسعہ و کاملہ اور آپ کی شفاعت کبریٰ کی دولت لازوال نصیب فرمادیں۔ آمین

اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّكَ وَحُبَّ نَبِيِّكَ وَاتِّبَاعَ سُنَّتِهِ
 وَتَوْفِقًا عَلَى مِلَّتِهِ وَاخْشَرْنَا فِي زُمْرَتِهِ آمِينَ
 يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ بِحَقِّ مَحْبُوبِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 وَرَحْمَةِ لِلْعَالَمِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَ
 أَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ صَلَوةً وَسَلَامًا كَثِيرًا

عزم اتباع

اُسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِنِّهَا اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

ہر عمل کا دار و مدار نیت پر ہے۔ (صحیح بخاری)

حضرت شیخ محقق شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اصول دین سے اصل و عظیم اور تمام حدیثوں میں جامع تر اور مفید ترین ہے۔ بعض حضرات تو اسے علم دین کا تہائی حصہ کہتے ہیں، بایں لحاظ کہ دین۔ قول و عمل اور نیت پر مشتمل ہے اور بعض نے اسے نصف علم دین قرار دیا ہے اس اعتبار سے کہ اعمال دو قسم کے ہیں۔ ایک عمل بالقلب دوسرا عمل بالجوارح۔ اعمال قلب میں نیت سب سے زیادہ افضل ہے۔ اس بناء پر عمل اس نصف علم (نیت) سے متعلق ہوگا بلکہ دونوں حصوں میں بہت بڑا۔

دراصل نیت ہی قلبی، جسمانی اور جملہ عبادات کی اصل بنیاد ہے۔ اگر اس اعتبار سے اسے تمام علم کہیں تو یہ مبالغہ بھی درست ہوگا۔

(مدارج النبوة)

اس تالیف کی اصل غایت اور حقیقی ضرورت اور اہمیت یہی ہے کہ

جب ہمارے سامنے حضور آگئے تا مدار خیر البشر نبی الرحمة احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام خصائل و شمائل برگزیدہ کا عملی و نقلی ایک مکمل ضابطہ حیات موجود ہے تو پھر ہمارے لئے شرف انسا نیت اور مرتبہ عہدیت کا دار و مدار اسی پر ہے کہ ہموجب حکم ربانی اور بمقتضائے حق عظمت ہمارے تمام اعمال و فرائض، واجبات، عبادات اور امور و نوای کی ادائیگی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہی کی نیت و عزم سے ہونا چاہئے اور بمقتضائے حق محبت تمام سنن عادیہ و آداب سیرت نبویؐ کو اپنا شعار زندگی بنانے میں آپؐ ہی کی اتباع کی نیت و عزم ہونا چاہئے تاکہ ہمارا ہر ایک عمل انشاء اللہ مقبول بھی ہو اور عند اللہ محبوب بھی ہو اور دنیا میں حیات طیبہ کا باعث اور آخرت میں اسی نسبت گرامی کی بدولت میزان عمل میں گراں بہا اور گرانقدر بھی ہو۔

اور یہ نیت اور عزم امر اختیار ہی ہے اور ہر بشر امر اختیار کا مکلف

ہے۔

پہدار سجد کی کہ راہ صفا تو ان یافت جز در پے مصطفیٰ
خلاف پیہر کے رہ گزید کہ ہرگز یہ منزل نہ خواہد رسید

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ
وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا

بندۂ عاجز

محمد عبدالحی عفی عنہ

فلاح دارین

دنیا و آخرت میں عافیت کی دعا

حضرت ابو بکر صدیقؓ سے مروی ہے فرمایا کہ : میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا۔ ”اللہ سے یقین اور معافیت کی دعا کرو کیونکہ یقین کے بعد عافیت سے زیادہ بہتر کوئی چیز نہیں جو کسی کو عطا ہو۔“ اس میں آپ نے دنیا و آخرت کی عافیت جمع فرمادی ہے۔ اور امر واقعہ بھی یہی ہے کہ دارین میں بندہ کے حالات یقین اور عافیت کے بغیر اصلاح پذیر نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ یقین سے آخرت کی سزائیں دور ہوتی ہیں اور عافیت سے قلب و بدن امراض سے نجات پاتا ہے۔ پس جب عافیت اور صحت کی یہ شان ہے تو ہم ان امور میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت طیبہ بیان کریں گے جو انہیں پڑھے گا وہ محسوس کرے گا کہ آپؐ کی سنت طیبہ علی الاطلاق سب سے کامل طریق زندگی ہے جس سے ہر دو یعنی بدن و قلب اور دنیا و آخرت کی زندگی کی صحت و نعمت حاصل کی جاسکتی ہے۔ (زاد المعاد)

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً ط

(حدیث)

بشارتِ تبلیغ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

”اللہ تعالیٰ اپنے اس بندہ کو سرسبز و شاداب رکھے جو میری بات سنے۔ پھر اسے یاد کر لے اور محفوظ رکھے اور دوسروں تک اسے پہنچائے۔ پس بہت سے لوگ فقہ (یعنی علم دین) کے حامل ہوتے ہیں مگر خود فقہ نہیں ہوتے۔ اور بہت سے علم دین کے حامل اس کو ایسے بندوں تک پہنچا دیتے ہیں جو ان سے زیادہ فقہ ہوں۔“

(جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

دين مبين في أربعين

عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَرْبَعِينَ حَدِيثًا نَبِيُّ اللَّهِ قَالَ مَنْ حَفِظَهَا مِنْ أُمَّتِي دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَمَاهِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ① أَنْ تُوْمِنَ بِاللَّهِ ② وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ③ وَالْمَلَائِكَةِ ④ وَالْكِتَابِ ⑤ وَالنَّبِيِّينَ ⑥ وَالْبَعْثَ بَعْدَ الْمَوْتِ ⑦ وَالْقَدْرَ خَيْرٍ وَشَرٍّ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى ⑧ وَأَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ⑨ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ بَوْضُوعٍ وَسَابِغٍ كَامِلٍ لَوْ قَتَبَهَا ⑩ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ ⑪ وَتَصُومَ رَمَضَانَ ⑫ وَتُحْجَّ الْجَبْتَ إِنْ كَانَ لَكَ مَالٌ ⑬ وَتُصَلِّيَ اثْنَتَيْ عَشْرَ رَكْعَةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ⑭ وَالْوِتْرَ لَا تَمُرُّهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ ⑮ وَلَا تُشْرِكَ بِاللَّهِ شَيْئًا ⑯ وَلَا تَعُقَّ وَالِدَيْكَ ⑰ وَلَا تَأْكُلَ مَالَ الْيَتِيمِ ظُلْمًا ⑱ وَلَا تَشْرَبَ الْخُمْرَ ⑲ وَلَا تَزْنِ ⑳ وَلَا تَحْلِفَ بِاللَّهِ كَاذِبًا ㉑ وَلَا تَشْهَدْ شَهَادَةً رُوبٍ ㉒ وَلَا تَعْمَلَ بِالْعُوهَى ㉓ وَلَا تَغْتَبَ أَخَاكَ الْمُسْلِمَ ㉔ وَلَا تَقْذِفَ الْمُحَصَّنَةَ ㉕ وَلَا تَغُلَّ ㉖ أَخَاكَ الْمُسْلِمَ ㉗ وَلَا تَلْعَبَ ㉘ وَلَا تَلْعَ مَعَ الْكَاهِنِينَ ㉙ وَلَا تَقُلَّ لِلْقَصِيرِ يَا قَصِيرٌ قُرَيْدُ بَيْتِكَ عَيْبُهُ ㉚ وَلَا تَسْخَرُ بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ ㉛ وَلَا تَمْشِ بِالنَّمِيمَةِ بَيْنَ

الْآخَوَيْنِ ۝۳۱ وَاشْكُرِ اللَّهَ تَعَالَى عَلَى نِعْمَتِهِ ۝۳۲ وَاصْبِرْ
 عَلَى الْبَاءَاءِ وَالْمُصِيبَةِ ۝۳۳ وَلَا تَأْمَنْ مِنْ عِقَابِ اللَّهِ ۝۳۴
 وَلَا تَقْطَعْ أَقْرَبًا لَكَ ۝۳۵ وَصَلِّهُمْ ۝۳۶ وَلَا تُلْعَنْ أَحَدًا مِنْ
 خَلْقِ اللَّهِ ۝۳۷ وَأَكْثِرْ مِنَ السَّبِيحِ وَالتَّكْوِينِ وَالتَّهْلِيلِ
 ۝۳۸ وَلَا تَدْعُ حُضُورَ الْجُمُعَةِ وَالْعِيدَيْنِ ۝۳۹ وَاعْلَمْ
 أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَمَا أَخْطَأَكَ لَمْ
 يَكُنْ لِيُصِيبَكَ ۝۴۰ وَلَا تَدْعُ قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ عَلَى كُلِّ حَالٍ
 قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا ثَوَابُ مَنْ حَفِظَ هَذِهِ الْأَرْبَعِينَ قَالَ
 حَشَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى مَعَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْعُلَمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(کتر اعمال صفحہ ۲۳۸ ، ج ۵)

ترجمہ

حضرت سلمان فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ وہ چالیس حدیثیں کیا ہیں جن کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ جو ان کو یاد کر لے جنت میں داخل ہوگا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :

- ۱) تو اللہ پر ایمان لائے ۲) اور آخرت کے دن پر ۳) اور فرشتوں کے وجود پر ۴) اور سب آسمانی کتابوں پر ۵) اور تمام انبیاء پر ۶) اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پر ۷) اور تقدیر پر کہ بھلا اور برا جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ ہی کی طرف سے ہے ۸) اور گواہی دے اس پر کہ اللہ کے سوا کوئی معبود اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے (بچے) رسول ہیں ۹) اور ہر نماز کے وقت کامل وضو کر کے نماز کو قائم کرے (کامل وضو وہ کہلاتا ہے جس میں آداب و مستحبات کی رعایت رکھی گئی ہو اور ہر نماز کے لئے نیا وضو مستحب ہے، اور نماز کے قائم کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے تمام ظاہری و باطنی آداب کا اہتمام کرے ۱۰) زکوٰۃ ادا کرے ۱۱) رمضان کے روزے رکھے۔ ۱۲) اگر مال ہو تو حج کرے۔ ۱۳) بارہ رکعات سنت موکدہ روزانہ ادا کرے (صبح سے پہلے دو رکعت، ظہر سے قبل چار رکعت، ظہر کے بعد دو رکعت،

مغرب کے بعد دو رکعت اور عشاء کے بعد دو رکعت (۱۴) وتر کسی رات میں نہ چھوڑے (۱۵) اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کر (۱۶) والدین کی نافرمانی نہ کر (۱۷) ظلم سے یتیم کا مال نہ کھا (۱۸) شراب نہ پی (۱۹) زنا نہ کر (۲۰) جھوٹی قسم نہ کھا (۲۱) جھوٹی گواہی نہ دے (۲۲) خواہشات نفسانیہ پر عمل نہ کر (۲۳) مسلمان بھائی کی غیبت نہ کر (۲۴) اور غیفہ عورت یا مرد کو تہمت نہ لگا (۲۵) اپنے مسلمان بھائی سے کینہ نہ رکھ (۲۶) لہو و لعب میں مشغول نہ ہو (۲۷) تماشائیوں میں شریک نہ ہو (۲۸) کسی پستہ قد کو عیب کی نیت سے ٹھکنا مت کہہ (۲۹) کسی کا مذاق مت اڑا (۳۰) نہ مسلمانوں کے درمیان چغل خوری کر (۳۱) اللہ جل شانہ کی نعمتوں پر اس کا شکر کر (۳۲) بلا اور مصیبت پر صبر کر (۳۳) اللہ کے عذاب سے بے خوف مت ہو (۳۴) اعزہ سے قطع تعلق مت کر (۳۵) بلکہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کر (۳۶) اللہ کی کسی مخلوق کو لعنت مت کر (۳۷) سبحان اللہ، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کا اکثر ورد رکھا کر (۳۸) جمعہ اور عیدین میں حاضری مت چھوڑ (۳۹) اور اس بات کا یقین رکھ کہ جو تکلیف اور راحت تجھے پہنچی وہ مقدر میں تھی جو ملنے والی نہ تھی اور جو کچھ نہیں پہنچا وہ کسی طرح بھی پہنچنے والا نہ تھا (۴۰) اور کلام اللہ کی تلاوت کسی حال میں بھی مت چھوڑ۔

حضرت سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ جو کوئی ان کو یاد کرے اسے کیا اجر ملے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق سبحانہ اس حشر انبیاء علیہم السلام اور علمائے کرام کے ساتھ فرمائیں گے۔

حصہ دوم

مظہر خلق عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے

مکارم اخلاق

وَأَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي
وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءَ
خُلِقْتَ مُبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

ترجمہ :

”میری آنکھوں نے کبھی آپؐ سے زیادہ کوئی حسین نہیں

دیکھا، عورتوں نے آپؐ سے زیادہ کوئی صاحب جمال

نہیں جنا، آپؐ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا۔

جیسے آپؐ اپنی مرضی کے مطابق پیدا کئے گئے ہوں۔“

(سیدنا حضرت حسان بن ثابتؓ)

صفاتِ قدسیہ

تعارفِ ربانی۔ حدیثِ قدسی

صحیح بخاری میں بروایت حضرت عطاء اللہی حدیث مروی ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکثر اخلاقِ کریمہ کے لئے جامع ہے اور ان میں کچھ صفاتِ عالیہ قرآن کریم میں بھی مذکور ہیں۔ چنانچہ حدیثِ قدسی میں ہے:

۱- **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا قَدْ جِئْنَاكَ بِالْبَيِّنَاتِ**
ترجمہ: ”اے نبی بیشک ہم نے آپ کو حق پر گواہ بنا کر بھیجا۔ فرماں برداروں کو بشارت دینے والا اور گمراہوں کو عذاب سے ڈرانے والا اور امیوں کے لئے چناہ دینے والا بنایا ہے۔“

۲- **أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي** ”آپ میرے خاص الخاص بندے اور رسول ہیں۔“

۳- **سَمِيكَ الْمُتَوَكِّلَ** ”میں نے آپ کا نام متوکل رکھ دیا کیونکہ ہر معاملے میں آپ مجھ پر توکل کرتے ہیں۔“

۴- **لَيْسَ بِفَطٍ وَلَا غَلِيظٍ** ”نہ آپ درشت خو ہیں اور نہ سخت دل ہیں۔“

۵۔ وَلَا سَخَابَ فِي الْأُسُوقِ ”نہ بازاروں میں شور و شغب کرنے

والے ہیں۔“

۶۔ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ ”برائی کا بدلہ برائی سے کبھی نہیں دیتے۔“

۷۔ وَلَكِنْ يَغْفِرُ وَيَغْفِرُ ”بلکہ معاف فرماتے اور درگزر کرتے

ہیں۔“

گویا آپ قرآنی حکم

Folder\49.7.tif not found.

برائی کا

بدلہ بہت عمدہ طریقے پر دیا کرو، پر عمل پیرا ہیں۔

۸۔ ”اللہ آپ کو اس وقت تک وفات نہیں

دے گا جب تک گمراہ قوم کو آپ کے

ذریعہ سیدھے راستے پر نہ لے آئے۔

یعنی جب تک یہ لوگ کلمہ

Folder\50.yy.tif not found.

پڑھ کر

سیدھے مسلمان نہیں ہو جائیں۔“

۹۔ ”آپ کو اس وقت تک وفات نہیں

دے گا جب تک کافروں کی اندھی

آنکھوں کو چپا نہ فرما دے۔“

”اور بھرے کان اور پڑے پڑے

دلوں کو نہ کھول دے۔

بعض روایتوں میں یہ منفات بھی مزید

بیان کی گئی ہیں۔“

”ہر عمدہ خصلت سے آپ کی تسدید یعنی
درستی کرتا رہوں گا۔“

۱۱۔ اَسَدُّدُهُ بِكُلِّ جَمِيلٍ

”ہر اچھی خصلت آپ کو عطا کرتا رہوں
گا۔“

۱۲۔ وَاهْبُ لَهُ كُلَّ خُلُقٍ كَرِيمٍ

”میں اطمینان کو آپ کا لباس اور شعار
اور (بدن سے چمٹے ہوئے کپڑوں کی
طرح) بنا دوں گا۔“

۱۳۔ وَاجْعَلُ السَّكِينَةَ لِبَاسَهُ
وَشِعَارَهُ

”پرہیزگاری کو آپ کا ضمیر یعنی دل
بنا دوں گا۔“

۱۴۔ وَالتَّقْوَى ضَعِيفَةً

”حکمت کو آپ کی سوچی سمجھی بات
بنا دوں گا۔“

۱۵۔ وَالْحِكْمَةَ مَعْقُولَةً

”سچائی اور وفا داری کو آپ کی طبیعت
بنا دوں گا۔“

۱۶۔ وَالصَّدْقَ وَالْوَفَاءَ
طَبِيعَتَهُ

”معافی اور نیکی کو آپ کی عادت بنا
روں گا۔“

۱۷۔ وَالْعَفْوَ وَالْمَعْرُوفَ
خُلُقَهُ

”انصاف کو آپ کی سیرت، حق کو آپ

۱۸۔

وَالْعَدْلَ سَيْرَتَهُ وَالْحَقَّ شَرِيعَتَهُ کی شریعت، ہدایت کو آپ کا امام اور
وَالْهُدَى إِمَامَتَهُ وَالْإِسْلَامَ مِلَّتَهُ دین اسلام کو آپ کی ملت کا درجہ دوں
گا۔“

”آپ کا نام نامی (لقب) احمد ہے۔“

۱۹۔ أَحْمَدُ اسْمُهُ

”آپ ہی کے ذریعے تو میں لوگوں کو
 اُھْدِیْ بِہِ بَعْدَ الضَّلٰلَةِ
 گمراہی کے بعد سیدھا راستہ دکھاؤں
 گا۔“

”جہالت نامہ کے بعد میں آپ ہی کے
 وَاعْلَمِ بِہِ بَعْدَ الْجَهَالَةِ
 ذریعہ علم و عرفان لوگوں کو عطا کروں
 گا۔“

”آپ ہی کے ذریعہ میں اپنی مخلوق کو
 وَارْقِعْ بِہِ الْحِمَاةَ
 پستی سے نکال کر بام عروج تک
 پہنچاؤں گا۔“

آپ کی بدولت اپنی مخلوق کو جاہل ہونا
 وَاسْمِیْ بِہِ بَعْدَ النِّكَرَةِ
 شام حق ہونے کے بعد بلندی عطا
 کروں گا۔“

آپ کی ہدایت کی بدولت آپ کے
 وَاکْثَرِہِ بَعْدَ الْقُلَّةِ
 تابعین کی کم تعداد کو بڑھا دوں گا۔“
 ”لوگوں کے فقر وفاقہ میں مبتلا ہو جانے
 ۲۵۔

وَاعْنِیْ بِہِ بَعْدَ الْعِیْلَةِ
 کے بعد میں آپ کے ذریعہ ان کی
 حالت کو غنا (فراغت) میں تبدیل کر
 دوں گا۔“

”اختلاف رکھنے والے دلوں۔ پراگندہ

۲۶۔

خواہشات اور متفرق قوموں میں، میں
آپ ہی کے ذریعے الفت پیدا کروں
گا۔“

وَالْفَ بَيْنَ قُلُوبٍ
مُخْتَلِفَةٍ وَأَهْوَاءٍ مُّشْتَتَةٍ
وَأُمَمٍ مُّتَفَرِّقَةٍ

”میں آپ کی امت کو بہترین امت

۲۷۔

قرار دوں گا جو انسانوں کی ہدایت کے
لئے ظہور میں آئے گی۔“

وَأَجْعَلُ أُمَّتَهُ خَيْرَ أُمَّةٍ
أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

(مدارج النبوة)

بشریت کاملہ

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکت عالیٰ صفات تمام اخلاق و خصال، صفات جمال میں اعلیٰ و اشرف و اتوقیٰ ہے۔ ان تمام کمالات و محاسن کا احاطہ کرنا اور بیان کرنا انسانی قدرت و طاقت سے باہر ہے کیونکہ وہ تمام کمالات جن کا عالم ارکان میں تصور ممکن ہے سب کے سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہیں۔ تمام انبیاء مرسلین آپ کے آفتاب کمال کے چاند اور انوار جمال کے مظہر ہیں۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (اللہ تعالیٰ ہی کے لئے تمام خوبیاں ہیں)۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ اٰلِهِ قَدْ رَحْسِنِهٖ وَجَمَالِهٖ وَكَمَالِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

(مدارج النبوة)

امتیاز خصوصی

امام نووی کتاب ”تہذیب“ میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اخلاق و عادات کی تمام خوبیاں اور کمالات اور اعلیٰ صفات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی میں جمع فرمادی تھیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اولین و آخرین کے علوم سے بہرہ ور فرمایا تھا حالانکہ آپ اُمی تھے۔ کچھ لکھ پڑھ نہ سکتے تھے، نہ

انسانوں میں سے کوئی آپ کا معلم تھا۔ اس کے باوجود آپ کو ایسے علوم عطا فرمائے گئے تھے جو اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات میں کسی اور کو نہیں دیئے۔ آپ کو کائنات (ارضی) زمین کے خزانوں کی کھجیاں پیش کی گئیں مگر آپ نے دنیوی مال و متاع کے بدلے ہمیشہ آخرت کو ترجیح دی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم علم و حکمت کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ سب سے زیادہ محترم، سب سے زیادہ منصف، سب سے زیادہ حلیم و بردبار، سب سے زیادہ پاکدامن و عقیف اور لوگوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے اور لوگوں کی ایذا رسانی پر سب سے زیادہ صبر و تحمل کرنے والے تھے۔

(وسائل الوصول الی شاکل الرسول)

بخاری و مسلم میں سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ حسین، بہادر اور فیاض تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ تمام انسانوں میں سب سے اشرف تھے اور آپ کے مزاج میں سب سے زیادہ اعتدال تھا اور جس میں یہ اوصاف ہوں تو اس کا ہر فعل بہترین افعال کا نمونہ ہوگا۔ وہ تمام لوگوں میں حسین ترین صورت والا ہوگا اور اس کا خلق اعلیٰ ترین اخلاق کا نمونہ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ جسمانی اور روحانی کمالات کے جامع اور خوبصورتی اور نیک سیرتی پر غالب تھے اور سب سے زیادہ کریم، سب سے بڑھ کر سخی اور سب سے بڑھ کر جو دہن و سخا والے تھے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا

صورتِ زیبا

حدیث : حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کسی کو خوبصورت نہیں دیکھا۔ گویا آپؐ کے رخسار مبارک میں سورج تیر رہا ہے۔ جب آپؐ مسکراتے تھے تو دیواروں پر اس کی چمک پڑتی تھی۔ (مدارج النبوة، از کتاب الشفاء)

ہند بن ابی ہالہؓ سے روایت ہے کہ :

دیکھنے والوں کی نظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور عظیم، بزرگ اور دہدیہ والا تھا۔ آپؐ کا چہرہ ایسا چمکتا تھا جیسے چودھویں کا چاند چمکتا ہے۔

حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

طیب و مطیب ہونا

حضرت انسؓ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے کوئی عطر اور کوئی مشک اور کوئی خوشبودار چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہک سے زیادہ خوشبودار ہرگز نہیں دیکھی۔ آپؐ جب کسی سے مصافحہ فرماتے تو تمام دن اس شخص کو مصافحہ کی خوشبو آتی رہتی اور جب کبھی کسی بچہ کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو وہ خوشبو کے سبب دوسرے لڑکوں میں پیچھا جاتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس رات سے گزرتے اور کوئی شخص آپؐ کی تلاش میں جاتا تو وہ خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپؐ اس رات سے تشریف

لے گئے ہیں۔ یہ خوشبو بغیر خوشبو لگائے ہوئے خود آپ کے بدن مبارک میں تھی۔ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا (نشر المصیب)

بس گئی نضا میں نکلت حسن
وہ جہاں بھی جدھر سے گزرے ہیں (عارفی)

خلق عظیم

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کریم میں سکارم اخلاق محمد صفات اور ان کی کثرت و قوت اور عظمت کے لحاظ سے قرآن کریم میں مدح و ثناء فرمائی ہے اور ارشاد ہے :

اِنَّكَ لَعَلٰی خُلِقَ عَظِيْمًا ”بلاشبہ آپ بڑے ہی صاحب اخلاق (سورۃ الن۔ رکوع ۱۲۹) ہیں۔“

كَانَ قَضٰی اللّٰہِ عَلَیْكَ عَظِيْمًا ”آپ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل (سورۃ النساء۔ رکوع ۷۱) ہے۔“

اور خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ صَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ ”یعنی مجھے سکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔“

اور ایک روایت میں ہے :

لِأَكْمَلَ مَحَاسِنِ الْأَفْعَالِ ”یعنی اچھے کاموں کو مکمل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی ذات مقدس میں تمام محاسن و مکارم اخلاق جمع تھے اور کیوں نہ ہوں جبکہ آپ کا معلم حق تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے۔

سیدنا حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمہ کے بارے میں آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

كَانَ خُلُمَةُ الْقُرْآنِ ”آپ کا اخلاق قرآن تھا۔“

اس کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ جو کچھ قرآن کریم میں اخلاق و صفات محمودہ مذکور ہیں آپ ان سب سے متصف تھے۔

کتاب الشفاء میں قاضی عیاضؒ مزید ذکر فرماتے ہیں (کہ نیز یہ بھی ہے) کہ آپ کی خوشنودی قرآن کی خوشنودی کے ساتھ اور آپ کی ماریٹگی قرآن کی ماریٹگی کے ساتھ تھی مطلب یہ ہے کہ آپ کی رضا امر الہی کی بجا آوری میں اور آپ کی ماریٹگی حکم الہی کی خلاف ورزی میں اور ارتکاب معاصی میں تھی۔

اور عوارف المعارف میں مذکور ہے کہ سیدنا حضرت عائشہؓ کی مراد یہ تھی کہ قرآن کریم ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مہذب اخلاق تھا۔ یعنی

كَانَ خُلُمَةُ الْقُرْآنِ کے یہی معنی و مطلب ہیں۔

حقیقت واقعہ یہ ہے کہ کسی کا فہم اور کسی کا قیاس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام کی حقیقت اور آپ کے حال کی کنہ عظیم تک نہیں پہنچ سکتا اور بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں پہچان سکتا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مانند کا حقہ کوئی نہیں پہچان سکتا۔

لَا يَخْتَصِمُ قَاوِمِلَّةَ اِلَّا اللّٰهُ اس کی تاویل بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔

(حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز - مدارج النبوة)

حلم و عفو

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صبر و بردباری اور درگزر کرنے کے صفات نبوت کی عظیم ترین صفتوں میں سے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی اپنے ذاتی معاملہ اور مال و دولت کے سلسلہ میں کسی سے انتقام نہیں لیا۔ مگر اس شخص سے جس نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام قرار دیا تو اس سے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے بدلہ لیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے زیادہ اشد و سخت صبر غزوہ احد میں تھا کہ کفار نے آپ کے ساتھ جنگ و مقابلہ کیا اور آپ کو شدید ترین رنج و الم پہنچایا۔ مگر آپ نے ان پر نہ صرف صبر و عفو پر ہی اکتفا فرمایا بلکہ ان پر شفقت و رحم فرماتے ہوئے ان کو اس ظلم و جہل میں محذور گردانا اور فرمایا :

اللَّهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

”یعنی اے اللہ میری قوم کو راہ راست پر لا کیوں کہ وہ جانتے نہیں۔“

اور ایک روایت میں ہے اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ (اے اللہ انہیں معاف فرما دے) اور جب صحابہ کو بہت شاق گزارا تو کہنے لگے یا رسول اللہ کاش ان پر بددعا فرماتے کہ وہ ہلاک ہو جاتے۔ آپ نے فرمایا کہ :

”میں لعنت کے لئے مبعوث نہیں ہوا ہوں بلکہ میں حق

کی دعوت اور جہان کے لئے رحمت ہو کر مبعوث ہوا

ہوں۔“ (اشفاء - مدارج النبوة)

صبر و استقامت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا:

”اللہ کے راستے میں مجھے اتنا ڈرایا دھمکایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ڈرایا گیا۔ اور اللہ کی راہ میں مجھے اتنا ستایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ستایا گیا۔ اور ایک دفعہ تمہیں رات دن مجھ پر اس حال میں گزرے کہ میرے اور بلا لے کے لئے کھانے کی کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کو کوئی جاندار کھا سکے سوائے اس کے جو بلا لے اپنی نعل کے اندر چھپا رکھا تھا۔“ (مسند ابی ہریرہؓ - ج ۱ ص ۱۸۱)

واقعہ طائف

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توحید کی تبلیغ کے لئے حضرت زید بن حارثہؓ کو ساتھ لئے ہوئے پانچواں طائف پہنچے اور وہاں کے باشندوں کو اسلام کی دعوت فرمائی جس سے وہ سب براہِ فروخت ہو کر درپے آزار ہوئے۔ وہاں کے سرداروں نے اپنے علاقوں اور شہر کے لڑکوں کو سکھا دیا۔ وہ لوگ وعظ کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتنے پتھر پھینکتے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لبو میں تیرے ہو جاتے۔ خون بہہ بہہ کر نعلین مبارک میں جم جاتا اور وضو کے لئے پاؤں جو تے سے نکالنا مشکل ہو جاتا۔ ایک دفعہ بد معاشوں

اور اوباشوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر گالیاں دیں، تالیاں بجانیں، چٹخیں ماریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مکان کے احاطے میں جانے پر مجبور ہو گئے۔

اسی مقام پر ایک دفعہ وعظ فرماتے ہوئے خدا کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتنی چوٹیں آئیں کہ آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ حضرت زیدؓ نے اپنی پیچھے پر اٹھایا، آبادی سے باہر لے گئے۔ پانی کے چھینے دینے سے ہوش آیا۔

اس سفر میں تکلیفوں اور ایذاؤں کے بعد اور ایک شخص تک کے مسلمان نہ ہونے کے رنج و صدمہ کے وقت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محبت سے لبریز تھا۔ اس وقت آپ نے جو دعا مانگی اس کے الفاظ یہ ہیں :

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَشْكُوْا ضَعْفَ قُوَّتِيْ وَقِلَّةَ حِيَلِيْ وَهَوَانِيْ
عَلَى النَّاسِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعِفِيْنَ
وَاَنْتَ رَبِّيْ اِلَى مَنْ تَطِيْنِيْ اِلَى بَعِيْدٍ يَّتَّخِمْ بَيْنِيْ اَوْ اِلَى عَدُوِّ
مَلَكْتَهُ اَمْرِيْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ بِكَ عَلَيَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِيْ
وَلَكِنْ عَافِيَّتُكَ هِيَ اَوْسَعُ لِيْ اَعُوْذُ بِنُورِ وَجْهِكَ الَّذِي
اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلَحُ عَلَيْهِ اَمْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
مِنْ اَنْ يَنْزِلَ بِيْ غَضَبُكَ اَوْ يَحُلَّ عَلَيَّ سَخَطُكَ لَكَ
الْعُسْبِيُّ حَتّٰى تَرْضٰى لَدٰ حَوْلٍ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ

”اے اللہ میں اپنے ضعف، بے بسی اور لوگوں کی نظروں میں اپنی حقیر اور بے سروسامانی کی فریاد تجھ ہی سے کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین اے در ماندہ مائتوانوں کے مالک تو ہی میرا رب ہے۔ اے میرے آقا مجھے کس کے سپرد کرتا ہے۔ بیگانوں کے جوش روہوں گے یا دشمن کے جو میرے نیک و بد پر قابو رکھے گا لیکن جب تو مجھ سے مافوش نہیں ہے تو مجھے اس کی کچھ پروا نہیں، کیونکہ تیری عافیت اور بخشش میرے لئے زیادہ وسیع ہے۔ میں تیری ذات پاک کے نور کی پناہ چاہتا ہوں، جس سے آسمان روشن ہوئے اور جس سے تاریکیاں دور ہوئیں اور دنیا و آخرت کے کام ٹھیک ہوئے۔ تجھ سے اس بات کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھ پر غضب مازل کرے یا تیری مافوشی مجھ پر وارد ہو عتاب کرنے کا تجھی کو حق ہے حتیٰ کہ تو راضی ہو جائے اور تیری مدد اور تائید کے بغیر کسی کو کوئی قدرت نہیں۔“ (طبری ج ۲، ص ۸۱)

نبی کریم ﷺ نے طائف سے واپس ہوتے ہوئے یہ بھی فرمایا :
 ”میں ان لوگوں کی تباہی کے لئے کیوں دعا کروں۔ اگر یہ لوگ خدا پر ایمان نہیں لاتے تو کیا ہوا۔ امید ہے کہ ان کی آئندہ تسلی ضرور اللہ واحد پر ایمان لانے والی ہوں گی۔“ (عن مائتہ صحیح مسلم۔ کتاب رحمۃ اللعالمین)

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ عفو و کرم

کفار مکہ اکیس سال تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے نام لیواؤں کو ستاتے رہے۔ ظلم و ستم کا کوئی حربہ ایسا نہ تھا جو انہوں نے خدائے واحد کے پرستاروں پر نہ آزمایا ہو حتیٰ کہ وہ گھریا اور وطن تک چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ لیکن جب مکہ فتح ہوا تو اسلام کے یہ بدترین دشمن مکمل طور پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رحم و کرم پر تھے اور آپؐ کا ایک اشارہ ان سب کو خاک و خون میں ملا سکتا تھا۔ لیکن ہوا کیا _____؟

ان تمام جبارانِ قریش سے جو خوف اور ندامت سے سر نیچے ڈالے آپؐ کے سامنے کھڑے تھے۔ آپؐ نے پوچھا :

”تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟“

انہوں نے ربی زبان سے جواب دیا :

”اے صادق! اے امین! تم ہمارے شریف بھائی اور شریف برادر

زارے ہو۔ ہم نے تمہیں ہمیشہ رحم دل پایا ہے۔“

آپؐ نے فرمایا :

”آج میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا

تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

”تم پر کچھ الزام نہیں۔ جاؤ آج تم سب آزاد ہو۔“ (کتاب النقاء۔ ص ۱۳۸)

فطرتِ سلیمہ

آپؐ تمام احوال و افعال میں کبار سے اور محققین کے نزدیک صغائر

سے بھی معصوم تھے۔ اور آپؐ سے کسی قسم کی وعدہ خلافی یا حق سے اعراض کا صدور ممکن ہی نہ تھا، نہ قصد آنہ سہو نہ صحت میں نہ مرض میں نہ واقعی مراد لینے میں نہ خوش طبعی میں نہ خوشی میں نہ غضب میں۔ (نثر الطیب)

ایفائے عہد

جنگ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی اور مسلمانوں کو ایک ایک آدمی کی اشد ضرورت تھی۔ ذنیفہ بن الیمانؓ اور ابو جہیلؓ دو صحابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم مکہ سے آرہے ہیں۔ راستے میں کفار نے ہم کو گرفتار کر لیا تھا اور اس شرط پر رہا کیا ہے کہ ہم لڑائی میں آپؐ کا ساتھ نہیں دیں گے لیکن یہ مجبوری کا عہد تھا۔ ہم ضرور کافروں کے خلاف لڑیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ہرگز نہیں تم اپنا وعدہ پورا کرو اور لڑائی کے میدان میں سے واپس چلے جاؤ۔ ہم (مسلمان) ہر حال میں وعدہ پورا کریں گے۔ ہم کو صرف خدا کی مدد دیکر رہا ہے۔“ (صحیح مسلم۔ باب الوقایع لعہد صفحہ ۸۹ جلد دوم)

حضرت عبداللہ بن ابی الہمامؓ بیان کرتے ہیں کہ بعثت سے پہلے میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی چیز خریدی کچھ رقم باقی رہ گئی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ کیا کہ اسی جگہ لے کر حاضر ہوتا ہوں۔ پھر میں بھول گیا تین دن کے بعد مجھے یاد آیا میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جگہ تشریف فرما ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا۔ تین دن سے اسی جگہ تمہارا انتظار کر رہا

ہوں۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا) اس واقعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تواضع اور ایفائے عہد کی انتہا ہے۔
(مدارج النبوة)

شجاعت

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو اور لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ سخاوت، شجاعت، توت مردی اور مقابلہ پر غلبہ۔ اور آپؐ نبوت کے قبل بھی اور بعد یعنی زمانہ نبوت میں بھی صاحب وجاہت تھے۔ (نشر الطیب)

غزوہ حنین کے موقع پر کفار کے تیروں کی بوچھاڑ سے صحابہ کرام میں ایک قسم کا ہیجان، پریشانی اور ترنزل اور ڈگمگاہٹ پیدا ہو گئی تھی مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی جگہ سے جنبش تک نہ فرمائی۔ حالانکہ گھوڑے پر سوار تھے اور ابوسفیان بن حارثؓ آپؐ کے گھوڑے کی لگام پکڑے کھڑے تھے۔ کفار چاہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کر دیں چنانچہ آپؐ گھوڑے سے اترے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی اور زمین سے ایک مشت خاک لے کر دشمنوں کی طرف پھینکی تو کوئی کافر ایسا نہ تھا، جس کی آنکھ اس خاک سے نہ بھر گئی ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت یہ شعر پڑھے :

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَلَبِ

میں نبی ہوں اس میں کذب نہیں میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں

اس روز آپؐ سے زیادہ بہادر، شجاع اور دلیر کوئی نہ دیکھا گیا۔ (مدارج النبوة)

حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا ہے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے بڑھ کر نہ کوئی شجاع دیکھا اور نہ مضبوط دیکھا اور نہ فیاض دیکھا اور نہ دوسرے اخلاق کے اعتبار سے پسندیدہ دیکھا اور ہم جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آڑ میں پناہ لیتے تھے اور بڑا شجاع وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو میدان جنگ میں آپؐ سے نزدیک رہتا جبکہ آپؐ دشمن کے قریب ہوتے تھے کیونکہ اس صورت میں اس شخص کو بھی دشمن کے قریب رہنا پڑتا تھا۔ (نثر لطیف)

سخاوت

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول تو تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے (کوئی بھی آپؐ کی سخاوت کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا کہ خود فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے اور عطاؤں میں بادشاہوں کو شرمندہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ نہایت سخت احتیاج کی حالت میں ایک عورت نے چادر پیش کی اور سخت ضرورت کی حالت میں آپؐ نے پہنی، اس وقت ایک شخص نے مانگ لی۔ آپؐ نے مرحمت فرمادی، آپؐ قرض لے کر ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا فرماتے تھے اور قرض خواہ کے سخت ٹھانڈے کے وقت کہیں سے اگر کچھ آگیا اور ادائے قرض کے بعد بچ گیا تو جب تک وہ تقسیم نہ ہو جائے گھر میں تشریف نہ لیجاتے تھے) بالخصوص رمضان المبارک کے مہینہ میں اخیر تک بہت ہی فیاض رہتے (کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گیارہ ماہ کی فیاضی بھی اس مہینہ کی فیاضی کے برابر نہ ہوتی تھی) اور اس مہینہ میں جب بھی حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لاتے اور آپؐ کو کلام اللہ سناتے، اس وقت آپؐ بھلائی اور نفع رسانی میں تیز بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے۔ (خصائل نبوی)

ترندی کی حدیث سے نقل کیا گیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ نوے ہزار درہم جس کے تقریباً بیس ہزار روپے سے زیادہ ہوتے ہیں کہیں سے آئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پورے پر ڈلوادیے اور وہیں پڑے پڑے سب تقسیم کرا دیئے۔ ختم ہو جانے کے بعد ایک سائل آیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس تو کچھ رہا نہیں تو کسی سے میرے نام سے قرض لے لے جب میرے پاس ہوگا ادا کروں گا۔ (خصائل نبوی)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول خداؐ سے کچھ مانگا گیا ہو اور آپؐ نے فرمایا ہو میں نہیں دیتا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل کے لئے کوئی چیز نہ اٹھا رکھتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے۔ خاص کر ماہ رمضان میں تو بہت ہی سخی ہو جاتے تھے۔ (صحیح بخاری باب بدعہ الوحي) ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے فرمایا :

”اے ابوذر مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پاس کوہ احد کے برابر سونا ہو اور تیسرے دن تک اس میں سے میرے پاس ایک اشرفی بھی بچ رہے۔ سوائے اس کے جو ادائے قرض کے لئے ہو تو اے ابوذر میں اس مال کو دونوں ہاتھوں سے خدا کی مخلوق میں تقسیم کر کے اٹھوں گا۔“ (صحیح بخاری کتاب الاستقراض۔ ص ۳۳۱)

ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چھ اشرفیاں تھیں، چار تو آپؐ نے خرچ کر دیں اور دو آپؐ کے پاس بچ رہیں۔ انکی وجہ سے آپؐ

کو تمام رات نیند نہ آئی۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا۔ معمولی بات ہے صبح ان کو خیرات کر دیجئے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ”اے حمیرا (حضرت عائشہؓ کا لقب ہے) کیا خبر میں صبح تک زندہ رہوں یا نہیں۔“ (مشکوٰۃ)

قتاحت و توکل

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے دن کے واسطے کسی چیز کا ذخیرہ بنا کر نہیں رکھتے تھے۔ (شمال ترمذی)

(ف) یعنی جو چیز ہوتی کھلا پلا کر ختم فرما دیتے۔ اس خیال سے کہ کل پھر ضرورت ہوگی اس کو محفوظ نہ رکھتے تھے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غایت درجہ توکل تھا کہ جس مالک نے صبح دیا ہے وہ کل بھی عطا فرمائے گا۔ یہ صرف اپنی ذات کے لئے تھا ورنہ ازواج کا نفقہ ان کے حوالہ کر دیا جاتا تھا کہ وہ جس طرح چاہیں تصرف میں لائیں، چاہے رکھیں یا تقسیم کر دیں۔ مگر وہ بھی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج تھیں۔ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں ایک بار دو گونیں درہموں کی نذرانہ کے طور پر پیش کی گئیں جن میں ایک لاکھ درہم سے زیادہ تھے۔ انہوں نے طباق منگوا یا اور بھر بھر کر تقسیم فرما دیا، خود روزہ دار تھیں۔ افطار کے وقت ایک روٹی اور زیتون کا تیل تھا جس سے افطار فرمایا۔ باندی نے عرض کیا کہ ایک درہم کا اگر آج گوشت منگا لیتیں تو آج ہم اسی سے افطار کر لیتے۔ ارشاد فرمایا کہ اب طعن دینے سے کیا ہو سکتا ہے اسی وقت یاد دلادیتی تو میں منگا دیتی۔ (خصائل نبوی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو یہ بات خوش نہیں آتی کہ میرے لئے کوہ احد سونا بن جائے اور پھر رات کو اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس رہے، بجز ایسے دینار کے جسکو کسی واجب مطالبہ کے لئے تمام لوں۔ اور یہ بات آپ کے کمال سخاوت و جوہ و عطاء کی دلیل ہے۔ چنانچہ اسی کمال سخاوت کے سبب آپ مقروض رہتے تھے۔ حتیٰ کہ آپؐ نے جس وقت وفات پائی ہے تو آپ کی زرہ اعلیٰ و عیال کے اخراجات میں رہن رکھی ہوئی تھی۔ (نثر الطیب)

انکسار طبعی

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ بروئے عادت سخت گوشت تھے اور نہ یہ تکلف سخت گوشت تھے، اور نہ بازاروں میں خلاف وقار باتیں کرنے والے تھے اور برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے تھے بلکہ معاف فرما دیتے تھے۔ غایت حیا سے آپ کی نگاہ کسی شخص کے چہرے پر نہ ٹھہرتی تھی اور کسی نامناسب بات کا اگر کسی ضرورت سے ذکر کرنا پڑتا تو کناہیہ میں فرماتے۔

اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپؐ سب سے بڑھ کر دل کے کشادہ تھے۔ بات کے سچے تھے، طبیعت کے نرم تھے۔ معاشرت میں نہایت کریم تھے اور جو شخص آپ کی دعوت کرتا اس کی دعوت منظور فرماتے اور ہدیہ قبول فرماتے اگرچہ (وہ ہدیہ یا طعام دعوت) گائے یا بکری کا پا یہی ہوتا۔ اور ہدیہ کا بدلہ بھی دیتے تھے اور دعوت غلام کی اور آزاد کی اور لونڈی کی اور غریب کی سب کی قبول فرما لیتے اور مدینہ کی انتہائے آبادی پر بھی اگر مریض ہوتا اس کی عیادت فرماتے اور محذرت کرنے والے کا عذر قبول فرماتے اور اپنے اصحاب سے ابتدا مصافحہ کی

فرماتے اور کبھی اپنے اصحاب میں پاؤں پھیلانے ہوئے نہیں دیکھے گئے جس سے اوروں پہ جگہ تنگ ہو جائے اور جو آپؐ کے پاس آتا اس کی خاطر کرتے اور بعض اوقات چٹا کپڑا اس کے جینٹے کے لئے بچھا دیتے اور گدہ بگلیہ خود چھوڑ کر اس کو دیدیتے اور کسی شخص کی بات سچ میں نہ کانٹے اور تبسم فرمانے میں اور خوش مزاجی میں سب سے بڑھ کر تھے جب تک کہ حالت نزول وحی یا وعظ یا خطبہ کی نہ ہوتی (کیونکہ ان حالتوں میں آپؐ کو ایک جوش ہوتا تھا) جس میں تبسم اور خوش مزاجی ظاہر نہ ہوتی تھی۔ (نشر المصیب)

دیانت و امانت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت حق کا آغاز فرمایا تو ساری قوم آپؐ کی دشمن بن گئی اور آپؐ کو ستانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی، لیکن اس حالت میں بھی کوئی شرک ایسا نہ تھا جو آپؐ کی دیانت و امانت پر شک کرتا ہو بلکہ یہ لوگ اپنا روپیہ پیسہ وغیرہ لا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے پاس امانت رکھواتے تھے اور مکہ میں کسی دوسرے کو آپؐ سے بڑھ کر امین نہیں سمجھتے تھے۔ ہجرت کے موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پیچھے چھوڑنے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وہ تمام لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینہ آئیں۔

(مدارج النبوة)

تواضع

حدیث : حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

مسلمانو! میری تعریف حد سے زیادہ نہ کرو جس طرح عیسائیوں نے ابن مریمؑ کی تعریف کی ہے کیونکہ میں خدا کا بندہ ہوں۔ بس تم میری نسبت اتنا ہی کہہ سکتے ہو کہ محمد خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

(مدارج المہجۃ - زاد المعاد - شامل ترمذی)

حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصاء پر ٹیک لگائے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم آپؐ کے لئے کھڑے ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا جس طرح عجی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اس طرح تم نہ کھڑے ہو کر اور فرمایا میں خدا کا بندہ ہوں، اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح بندے کھاتے ہیں اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندے بیٹھتے ہیں۔ آپؐ کا یہ فرمانا آپؐ کی بددباری اور متواضعانہ عادت کریمہ کی وجہ سے تھا۔

(مدارج المہجۃ)

حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک سفر میں چند صحابہؓ نے ایک بکری ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا اور اس کا کام تقسیم فرمالیا۔ ایک نے اپنے ذمہ ذبح کرنا، دوسرے نے کھال نکالنا، کسی نے پکانا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پکانے کے لئے لکڑی اکٹھا کرنا میرے ذمہ ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ کام ہم خود کر لیں گے۔ آپؐ نے فرمایا یہ تو میں بھی سمجھتا ہوں کہ تم لوگ اس کو بخوشی کر لو گے لیکن مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں مجمع میں ممتاز ہوں اور اللہ تعالیٰ بھی اس کو پسند فرماتے ہیں۔

(خصائل نبوی)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بازار آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سراپیل (پاجامہ) کو چار

درہم میں خریدا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وزن کرنے والے سے فرمایا قیمت میں مال کو خوب خوب کھینچ کر تولو (یعنی وزن میں کم یا بڑا نہ ہو بلکہ زیادہ ہو) وہ شخص وزن کرنے والا حیرت زدہ ہو کر بولا میں نے کبھی بھی کسی کو قیمت کی ادائیگی میں ایسا کہتے نہیں سنا۔ اس پر حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا افسوس ہے تجھ پر کہ تو اپنے نبی کو نہیں پہچانتا۔ پھر تو وہ شخص ترازو کو چھوڑ کر کھڑا ہو گیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ آپؐ نے اپنا دست مبارک کھینچ کر فرمایا یہ عجیبوں کا دستور ہے کہ وہ اپنے بادشاہوں اور سربراہوں کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ میں بادشاہ نہیں ہوں میں تو تم ہی میں سے ایک شخص ہوں (یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازارہ تواضع فرمایا جیسا کہ آپؐ کی عادت کریمہ تھی) اسکے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرائیل کو اٹھالیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر ارادہ کیا کہ آپؐ سے سرائیل کو لیلوں مگر آپؐ نے فرمایا کہ سامان کے مالک ہی کا حق ہے کہ وہ اپنے سامان کو اٹھائے۔ مگر وہ شخص جو کمزور ہے اور اٹھانہ سکے تو اپنے اس بھائی کی مدد کرنا چاہتے۔ (مدارج النبوة) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پرانے پالان پر چڑھ کر کیا اس پر ایک کپڑا پڑا ہوا تھا جو چار درہم کا بھی نہ ہو گا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا مانگ رہے تھے یا اللہ اس حج کو ایسا حج فرما جو جس میں ریا اور شہرت نہ ہو۔ (شمال ترمذی)

جب مکہ فتح ہوا، اور آپؐ مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ اس میں داخل ہوئے تو آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عاجزی اور تواضع سے سر کو پالان پر جھکا دیا تھا یہاں تک کہ قریب تھا کہ اس کا گلے لکڑی کے سرے پر آپؐ کا سر لگ

جائے۔ (کتاب الشفاء)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی شخص دنیا میں نہیں تھا۔ اس کے باوجود پھر بھی وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر اس لئے کھڑے نہیں ہوتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات پسند نہ تھی۔ (شامل ترمذی)

ایک مرتبہ نجاشی بادشاہ حبشہ کے کچھ ایلچی آئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی خاطر مدارات کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تو صحابہ غرض کرنے لگے یا رسول اللہ ان کی خدمت کی سعادت ہمیں عنایت فرمائیے۔ فرمایا انہوں نے ہمارے صحابہ کی بڑی خدمت و تکریم کی ہے پسند کرتا ہوں کہ ان کا بدلہ ادا کروں۔ (مدارج النبوة)

صاف دل ہونا

ابن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تاکید فرمائی کہ میرے صحابہ میں سے مجھ سے کوئی کسی کی کوئی بات نہ پہنچایا کرے کیونکہ میرا دل چاہتا ہے کہ جب میں تمہارے پاس آؤں تو میرا دل تم سب کی طرف سے صاف ہو۔ (ابوداؤد ترمذی حسان السنہ - کتاب الشفاء)

نرمی اور شفقت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے خوش اخلاق تھے۔ ایک روز مجھے کسی ضرورت کے لئے بھیجا۔ میں نے کہا کہ خدا کی قسم میں نہ جاؤں گا اور میرے دل میں یہ تھا کہ جو حکم مجھ کو رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا ہے اس کے لئے ضرور جاؤں گا۔ پھر میں نکلا اور میرا گزر کچھ بچوں پر ہوا جو بازار میں کھیل رہے تھے۔ اتنے میں ناگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر کے بال پیچھے سے پکڑے جب میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپؐ کو ہنستا پایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا افسوس تم وہاں گئے تھے جہاں میں نے تم کو بھیجا تھا۔ میں نے کہا ہاں جاؤں گا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ (مشکوٰۃ - حیاۃ المسلمین)

حضرت انسؓ راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اس وقت سے کی جبکہ میں آٹھ برس کا تھا۔ میں نے آپؐ کی خدمت دس برس تک کی۔ آپؐ نے کسی بات پر جو میرے ہاتھ سے ہوئی مجھے ملامت نہیں کی۔ اگر اعلیٰ بیت میں سے کسی نے بھی ملامت کی تو آپؐ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو اگر نقدیر میں کوئی بات ہوتی ہے تو ہو کر رہتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

ایثار و تحمل

ایک روایت میں ہے کہ زید بن شعمہ پہلے یہودی تھے۔ ایک مرتبہ کہنے لگے کہ نبوت کی علامتوں میں سے کوئی بھی ایسی نہیں رہی جس کو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہ دیکھ لیا ہو۔ بجز دو علامتوں کے جس کے تجربے کی اب تک نوبت نہیں آئی تھی۔ ایک یہ کہ آپؐ کا علم آپؐ کے غصہ پر غالب ہوگا۔ دوسرے یہ کہ آپؐ کے ساتھ کوئی جتنا بھی جہالت کا برتاؤ کرے گا اسی قدر آپؐ کا تحمل زیادہ ہوگا۔ میں ان دونوں کے امتحان کا موقع تلاش کرتا رہا اور آمد و رفت بڑھاتا رہا۔ ایک دن آپؐ حجرے سے باہر تشریف لائے۔ حضرت

علیؑ آپؐ کے ساتھ تھے۔ ایک بدوی جیسا شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری قوم مسلمان ہو چکی ہے اور میں نے ان سے یہ کہا تھا کہ مسلمان ہو جاؤ گے تو بھر پور رزق تم کو ملے گا۔ اور اب حالات یہ ہیں کہ قحط پڑ گیا، مجھے ڈر ہے کہ اسلام سے نہ نکل جائیں۔ اگر رائے مبارک ہو تو آپؐ کچھ اعانت ان کی فرمائیں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک شخص کی طرف جو غالباً حضرت علیؑ تھے دیکھا تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تو کچھ نہیں رہا، زید (جو اس وقت بیہوی تھے، اس منظر کو دیکھ رہے تھے) کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر آپؐ ایسا کر سکیں کہ فلاں شخص کے باغ کی اتنی کھجوریں وقت معین پر مجھے دیدیں تو میں قیمت جتنی دے دوں اور وقت معین پر کھجوریں لے لوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ تو نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر باغ کی تعیین نہ کرو تو میں معاملہ کر سکتا ہوں۔ میں نے اس کو قبول کر لیا اور کھجوروں کی قیمت اتنی مثقال، سونا (ایک مثقال مشہور تول کے موافق ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے) دے دیا۔ آپؐ نے وہ سونا اس بدوی کے حوالہ کر دیا اور فرمایا کہ انصاف کی رعایت رکھنا اور اس سے ان کی ضرورت پوری کر لو۔ زید کہتے ہیں کہ جب کھجوروں کی ادائیگی کے وقت میں دو تین دن باقی رہ گئے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے ساتھ جن میں ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ بھی تھے، کسی کے جنازے کی نماز سے فارغ ہو کر ایک دیوار کے قریب تشریف فرما تھے۔ میں آیا اور آپؐ کے کرتے اور چادر کے پلو کو پکڑ کر نہایت ترش روئی سے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپؐ میرا قرضہ ادا نہیں کرتے۔ خدا کی قسم میں تم سب اولاد عبدالمطلب کو خوب جانتا ہوں کہ بڑے ماہند ہو۔ حضرت عمرؓ

نے غصہ سے مجھے گھورا اور کہا کہ اے خدا کے دشمن یہ کیا بک رہا ہے، خدا کی قسم اگر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ڈرنہ ہوتا تو تیری گردن اڑا دیتا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت سکون سے مجھے دیکھ رہے تھے اور تبسم کے لہجہ میں حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ عمرؓ میں اور یہ ایک اور چیز کے زیادہ محتاج تھے، وہ یہ کہ مجھے حق ادا کرنے میں خوبی برتنے کہ کہتے اور اس کو مطالبہ کرنے میں بہتر طریقے کی نصیحت کرتے۔ جاؤ اس کو لے جاؤ اس کا حق ادا کرو۔ اور تم نے جو اسے ڈانٹا ہے اس کے بدلے میں بیس صاع (تقریباً دو من کھجوریں) زیادہ دے دینا۔ حضرت عمرؓ مجھے لے گئے اور پورا مطالبہ اور بیس صاع کھجوریں زیادہ دیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ بیس صاع کیسے؟ حضرت عمرؓ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی حکم ہے۔ زید نے کہا کہ عمرؓ تم مجھ کو پچھانتے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ میں زید بن سعذہ ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ جو یہود کا بڑا علامہ ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں وہی ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ اتنا بڑا آدمی ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تم نے یہ کیسا ہمتاؤ کیا؟ میں نے کہا کہ علامات نبوت میں دو علامتیں ایسی رہ گئی تھیں جن کا مجھ کو تجربہ کرنے کی نوبت نہیں آئی تھی۔ ایک یہ کہ آپؐ کا حلم آپؐ کے غصہ پر غالب ہو گا اور دوسرے یہ کہ ان کے ساتھ سخت جہالت کا ہمتاؤ ان کے حلم کو بڑھائے گا۔ اب ان دونوں کا بھی امتحان کر لیا، اب میں تم کو اپنے اسلام کا گواہ بنانا ہوں اور میرا آدھا مال امت محمدیہؐ پر صدقہ ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے اور اسلام لے آئے۔ اس کے بعد بہت سے غزوات میں شریک ہوئے اور تبوک کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔

(جمع الفوائد۔ خصائل نبوی)

امام بخاریؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارک میں نجرانی سخت حاشیہ دار چادر تھی۔ ایک اعرابی نے قریب آ کر چادر کو پکڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھینچا اور چادر کو سخت پٹینے لگا۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارک کی طرف دیکھا تو سخت حاشیہ دار لپیٹ نے آپ کی گردن مبارک کو چھیل دیا تھا اس کے بعد اعرابی کہنے لگا: ”اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے اس مال میں سے جو آپ کے پاس ہے مجھے دینے کا حکم فرمادیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور مجھے اس کے دینے کا حکم فرمایا۔ (مدارج النبوة) ایک دفعہ مکہ میں قحط پڑا۔ لوگوں نے ہڈیاں اور مردار بھی کھانے شروع کر دیئے۔ ابوسفیان جوان دنوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدترین دشمن تھے۔ آپ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے:

”محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم لوگوں کو صلہ رحمی کی تعلیم

دیتے ہیں۔ تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے، اپنے خدا سے

دعا کیوں نہیں کرتے۔“

کونفرش کی ایذا رسانی اور شرارتیں انسانیت کی حدود کو بھی پھاڑ گئی تھیں لیکن ابوسفیان کی بات سن کر فوراً آپ کے دست مبارک دعا کیلئے اٹھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قدر مینہ برسایا کہ جل تھل ہو گیا اور قحط دور ہو گیا۔ (صحیح بخاری، تفسیر سورہ دھان) زہد و تقویٰ

حدیث: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

والہ وسلم سے دعا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں دنیا سے اٹھا اور مسکینوں کے گروہ میں میرا حشر فرما۔

(جامع ترمذی - بیہقی - ابن ماجہ - ساریف الحدیث)

حدیث : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلیٰ مجلس ایک مرتبہ دولت مندی اور دنیاوی خوشحالی کا کچھ تذکرہ کرنے لگے (کہ یہ چیز اچھی ہے یا بری اور دین اور آخرت کے لئے مفید ہے یا مضید) تو آپؐ نے اس سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے (اور اس کے احکام کی پابندی کرے) اس کے لئے مالداری میں کوئی مضائقہ نہیں اور کوئی حرج نہیں اور صحت مندی صاحبِ تقویٰ کے لئے دولت مندی سے بھی بہتر ہے اور خوش دلی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہے (جس پر شکروا جب ہے)۔ (مسند احمد - ساریف الحدیث)

حدیث : حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے عروہؓ سے فرمایا : میرے بھانجے ہم (اعلیٰ بیت نبوت، اس طرح گزارہ کرتے تھے) کہ کبھی کبھی لگا تار تین تین چاند دیکھ لیتے تھے (یعنی کامل دوسو بیسے گزر جاتے تھے) اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں میں چولہا گرم نہ ہوتا تھا (عروہ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا کہ پھر آپؐ لوگوں کو کیا چیز زندہ رکھتی تھی؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا بس کھجور کے دانے اور پانی (ان ہی پر ہم جیتے تھے) البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض انصاری پڑوسی تھے ان کے ہاں دودھ دینے والے جانور تھے وہ آپؐ کے لئے دودھ بطور ہدیہ کے بھیجا کرتے تھے اور اس میں سے آپؐ ہم کو بھی دے دیتے تھے۔ (بخاری و مسلم - ساریف الحدیث)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے حال میں وفات پائی کہ آپ کی زرہ تمیں صاع جو کہ بدلے ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی۔ (بخاری۔ معارف الحدیث)

خشیت الہی

عبداللہ بن شخیہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ براہِ مغموم رہتے تھے۔ کسی وقت آپؐ کو بچپن نہ تھا (یہ کیفیت فکرِ آخرت سے تھی) اور دن بھر میں ستر یا سوبار استغفار فرماتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ یا تو تعلیم امت کے لئے تھا یا خود امت کے لئے مغفرت طلب کرنا مقصود تھا یا یہ وجہ تھی کہ آپؐ دریاۓ قرب و عرفان میں مستغرق رہتے تھے اور آفاقاً غارتی کرتے رہتے تھے۔ کیونکہ تجلیاتِ متحدہ ہوتی رہتی ہیں اور تجلی حسب استعداد محل تجلی کے ہوتی ہے اور آپؐ کی استعداد براہِ متزائد ہوتی جاتی تھی اس لئے تجلیات بھی لاتقف عند حد (جن کی کوئی غایت نہ ہو) فائز ہوتی تھیں، پس جب مرتبہ بالبعد کو اعلیٰ دیکھتے تھے تو اپنے کو مرتبہ قبل کے اعتبار سے تقصیر کی طرف منسوب فرماتے۔ (شرائط)

وقت قلبی

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اسی قریب الوفا تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو گود میں اٹھالیا اور اپنے سامنے رکھ لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھے رکھے ان کی وفات ہو گئی۔ ام ایمن (جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک کنیز تھیں) چلا کر رونے لگیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا اللہ کے

نبی کے سامنے بھی رونا شروع کر دیا (چونکہ آپ کے بھی آنسو ٹپک رہے تھے اس لئے) انہیوں نے عرض کیا کہ حضور بھی تو رو رہے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رونا ممنوع نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے (کہ بندوں کے قلوب کو نرم فرما دیں اور ان میں شفقت و رحمت کا مادہ عطا فرما دیں) پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن ہر حال میں خیر ہی میں رہتا ہے حتیٰ کہ خود اس کی روح کو نکالا جاتا ہے اور وہ حق تعالیٰ شانہ کی حمد کرتا ہے۔

(شامل ترمذی)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعونؓ کی پیشانی کو ان کی وفات کے بعد بوسہ دیا۔ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو ٹپک رہے تھے۔

عبداللہ بن شخیہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور رونے کی وجہ سے آپ کے سینہ سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسے ہنڈیا کا جوش ہوتا ہے۔

(شامل ترمذی)

عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید سناؤ۔ میں نے عرض کیا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ ہی پر تو نازل ہوا ہے اور آپ ہی کو سناؤں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ دوسروں سے سنوں۔ میں نے امتثال امر میں شروع کیا اور سورۃ ناء پڑھنا شروع کی۔ میں جب اس آیت پر پہنچا:-

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ
وَجِئْنَاكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا

(سورۃ نساء۔ رکوع ۶۔ پارہ ۵)

ترجمہ : ”سو اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ ہر ہر امت
میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ کو ان
لوگوں پر (جن کا آپ سے سابقہ ہوا ہے) گواہی دینے
کے لئے حاضر لاویں گے۔“

تو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف
دیکھا کہ دونوں آنکھیں گریہ کی وجہ سے بہہ رہی تھیں۔
(شامل زندی)
حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی
صاحبزادی (ام کلثومؓ) کی قبر پر تشریف فرما تھے اور آپ کے آنسو جاری تھے۔

(شامل زندی)

رحم و رحم

ایک دفعہ ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہوئے۔ ان کے ہاتھ میں کسی پرندے کے بچے تھے اور وہ پیچیں پیچیں کر رہے
تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ بچے کیسے ہیں۔ صحابی نے عرض کیا
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک جھاڑی کے قریب سے گزرا تو ان بچوں
کی آواز آرہی تھی۔ میں انکو نکال لایا، ان کی ماں نے دیکھا تو بیتاب ہو کر سر پر چکر
کاٹنے لگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، فوراً جاؤ اور ان بچوں کو وہیں رکھ
آؤ، جہاں سے لائے ہو۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد باب الرحمۃ والاعتدال علی الخلق۔ معارف اللہ ربّی)

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے، وہاں ایک اونٹ بھوک سے پلبلا رہا تھا۔ آپ نے شفقت سے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا، اور اس کے مالک کو بلا کر فرمایا۔ اس جانور کے بارے میں تم خدا سے نہیں ڈرتے۔ (ابوداؤد۔ باب الرحۃ۔ معارف الحدیث)

ایک دفعہ حضرت ابومسعود انصاریؓ اپنے غلام کو پیٹ رہے تھے۔ اتفاق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس موقع پر تشریف لائے، آپ نے رنجیدہ ہو کر فرمایا:

”ابومسعود! اس غلام پر تمہیں جس قدر اختیار ہے۔

اللہ تعالیٰ کو تم پر اس سے زیادہ اختیار ہے۔“

حضرت ابومسعودؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک سن کر

خراٹھے اور عرض کیا:

”یا رسول اللہ! میں اس غلام کو اللہ کی راہ میں آزاد کرتا

ہوں۔“

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”مگر تم یہاں نہ کرتے تو دوزخ کی آگ تم کو چھو لیتی۔“

(ابوداؤد۔ کتاب الادب۔ باب حق المملوک)

مقام عبودیت

حضرت فضل فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہوا، میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخار چڑھ رہا ہے اور

سر مبارک پر پٹی باندھ رکھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا ہاتھ پکڑ لے، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پکڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر بیٹھ کر ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو آواز دے کر جمع کرلو۔ میں نے لوگوں کو جمع کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد یہ مضمون ارشاد فرمایا :

’میرا تم لوگوں کے پاس سے چلے جانے کا زمانہ قریب آگیا ہے، اس لئے جسکی کمر پر میں نے مارا ہو، میری کمر موجود ہے، بدلہ لے لے۔ اور جس کی آہو پر میں نے حملہ کیا ہو، میری آہو سے بدلہ لے لے۔ جس کا کوئی مال مطالبہ مجھ پر ہو، وہ مال سے بدلہ لے لے۔ کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ مجھ سے بدلہ لینے سے میرے دل میں بغض پیدا ہونے کا ڈر ہے کہ بغض رکھنا میری طبیعت میں ہے نہ میرے لئے موزوں ہے۔ خوب سمجھ لو کہ مجھے بہت محبوب ہے وہ شخص جو اپنا حق مجھ سے وصول کر لے یا معاف کر دے کہ میں اللہ جل شانہ کے یہاں بداشت قلب کے ساتھ جاؤں۔ میں اپنے اس اعلان کو ایک دفعہ کہہ دینے پر اکتفا کرنا نہیں چاہتا۔ پھر بھی اس کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ اس کے بعد منبر سے اتر آئے اور ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد پھر منبر پر تشریف لے گئے اور وہی اعلان فرمایا۔ نیز بغض کے متعلق بھی مضمون بالا کا

اعادہ فرمایا اور یہ بھی ارشاد فرمایا جس کے ذمہ کوئی حق ہو وہ بھی ادا کر دے اور دنیا کی رسوائی کا خیال نہ کرے کہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہت کم ہے۔“

ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ میرے تین درہم آپ کے ذمہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں کسی مطالبہ کرنے والے کی نہ تکذیب کرتا ہوں نہ اس کو قسم دیتا ہوں لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ (یہ درہم) کیسے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ ایک دن ایک سائل آپ کے پاس آیا تھا تو آپ نے مجھ سے فرما دیا تھا کہ تین درہم اس کو دے دو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فضلؓ سے فرمایا کہ تین درہم اس کو دے دینا۔ اس کے بعد ایک اور صاحب اٹھے انہوں نے عرض کیا کہ میرے ذمہ تین درہم بیت المال کے ہیں، میں نے خیانت سے لے لئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کیوں خیانت کی تھی؟ عرض کیا میں اس وقت بہت محتاج تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فضلؓ سے فرمایا، ان سے وصول کر لو۔ اس کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ جس کسی کو اپنی کسی حالت کا اندیشہ ہو، وہ بھی دعا کرا لے (کہ اب رواگی کا وقت ہے) ایک صاحب اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں جھوٹا ہوں، میں منافق ہوں، بہت سونے کا مریض ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی یا اللہ اس کو سچائی عطا فرما۔ ایمان (کامل) عطا فرما اور زیادتی نیند کے مرض سے صحت بخش دے۔ اس کے بعد اور ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں جھوٹا ہوں۔ منافق ہوں، کوئی گناہ

ایسا نہیں ہے جو نہ کیا ہو۔ حضرت عمرؓ نے اس کو تنبیہ فرمائی کہ اپنے گناہوں کو پھیلاتے ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ عمرؓ چپ رہو، دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے ہلکی ہے۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، یا اللہ اس کو سچائی اور (کامل) ایمان نصیب فرما اور اس کے احوال کو بہتر بنا دے۔ ایک اور صاحب اٹھے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں بزدل ہوں، سونے کا مریض ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے بھی دعا فرمائی۔ حضرت فضلؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے ہم دیکھتے تھے کہ ان کے براہ کوئی بھی بہادر نہ تھا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہؓ کے مکان پر تشریف لے گئے اور اسی طرح عورتوں کے مجمع میں بھی اعلان فرمایا اور جو ارشادات مردوں کے مجمع میں فرمائے تھے یہاں بھی ان کا اعادہ فرمایا۔

ایک صحابیہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی زبان سے عاجز ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے بھی دعا فرمائی۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ جس کسی کو اپنی کسی حالت کا اندیشہ ہو وہ بھی دعا کرا لے (کہ اب روانگی کا وقت ہے) چنانچہ لوگوں نے اپنے متعلق مختلف دعائیں کرائیں۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا

(مجمع الرواۃ۔ خصائل نبوی)

معیت الہیہ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق تعالیٰ کا ذکر ہر لمحہ اور تمام اوقات میں کرتے تھے اور ہمیشہ یاد الہی میں مشغول رہتے تھے اور کوئی چیز آپ کو ذکر الہی سے باز نہ رکھتی تھی اور آپ کی ہر بات یا حق، حمد و ثناء، توحید و تمجید، شیعہ و تشدید اور تکبیر و تہلیل میں ہوتی تھی اور اسماء و صفات الہی وعدہ وعید، امر و نہی، احکام شرع کی تعلیم، ذکر جنت و نار اور ترغیب و ترہیب کا بیان یہ سب ذکر حق تھا اور خاموشی کے وقت اللہ تعالیٰ کی یاد قلب اطہر میں رہتی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر سانس آپ کے قلب و زبان اور آپ کا اٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا، لیٹنا، کھانا پینا، سو گھنا، آنا جانا، سفر و اقامت، پیدل و سواری غرض یہ کہ کسی حالت میں ذکر حق جدا نہ تھا۔ جو بھی صورت یاد کرنے کی ہوتی، خواہ دل میں یا زبان سے ہر فعل میں یا شان میں ذکر الہی ہوتا۔

دن اور رات کے اعمال و اشغال۔ وقت تہجد سے سونے کے وقت تک مختلف اوقات و لمحات و حالات و اوضاع اور اطوار میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعائیں وغیرہ پڑھا کرتے تھے۔ یہی اربعہ، ماثورہ تمام مقاصد و مطالب اور حاجات کو شامل و حاوی ہیں اور ہر خاص مقصد و مطلب کے لئے بھی جدا گانہ دعا بیان فرمانے سے نہیں چھوڑی ہے۔

(مدارج النبوة)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فقر

امام قسطلانیؒ مواہب میں لکھتے ہیں کہ نبی علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کے بارے میں ایک طرف تو روایات میں یہ آتا ہے کہ آپ حضرات کئی

کئی وقت بھوکے رہتے تھے۔ کھانے کے لئے آپؐ کے اور آپؐ کے ساتھیوں کے پاس کچھ نہ ہوتا تھا، کبھی کبھوریں کھا کر گزارہ کر لیا اور کبھی یہ بھی میسر نہ ہوئیں تو صرف پانی ہی پی لیا۔ اور دوسری طرف روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ آپؐ نے اپنے گھر والوں کو سال بھر کا روزینہ ایک ہی بار دے دیا۔ آپؐ نے اپنے چالیس ساتھیوں میں چالیس اونٹ تقسیم فرمائے کہیں یہ ذکر ہے کہ آپؐ نے حج و عمرہ کے دوران سواونٹ ذبح کئے۔ کسی دیہاتی کو بکریوں کا ریوز عنایت فرمایا۔ آپؐ کے ساتھیوں میں سے بھی بعض ایسے ساتھیوں کے واقعات کثرت سے ملتے ہیں جو صاحب ثروت تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ وغیرہم جنہوں نے بہت سے مواقع پر اپنے مال و دولت سے مسلمانوں کی مدد کی تو اگر یہ فراخی اور وسعت تھی تو پھر کئی کئی روز بھوکا رہنے۔ مہینہ مہینہ بھر گھر میں چولہا نہ جلنے کے کیا معنی۔ اور اگر اتنی تنگ دستی تھی کہ کھانے پینے کے لئے بھی کچھ میسر نہ آتا تھا تو پھر بیدار دوش کیسے تھی؟ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو عام آدمی کے ذہن میں الجھن پیدا کرتی ہے۔

امام طبرہنیؒ نے اس کا جواب دیا ہے۔ فتح الباری میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی اپنی جان پر یہ سختیاں اس لئے نہیں تھیں کہ درحقیقت آپؐ حضرات مان شہینہ سے بھی محتاج اور عاجز و درماندہ تھے۔ ایسے صحابہ کی تعداد کم تھی جو واقعی انتہائی عسرت اور تنگدستی میں زندگی بسر کرتے تھے۔ اصل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا بھوکا پیاسا رہنا اچھے کھانوں سے گریز کرنا کبھی کبھی مجبوری کی وجہ سے بھی ہوا۔ ورنہ عام طور پر آپؐ اور آپؐ کے ساتھی بھوک پیاس کی سختیاں بہ اختیار خود اس لئے برداشت

کرتے تھے کہ دوسروں کے لئے ایٹا راور جاں نثاری کا جذبہ پیدا ہو۔ دنیاوی مال و مثال اور عیش و راحت سے نفرت اور پیزاری کا اظہار کیا جائے کیونکہ دنیوی ساز و سامان اور عیش و عشرت انسان کو خدا کی یاد اور حق کی حمایت سے غافل بنا دیتی ہے۔ (فتح الباری)

حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ صحابہؓ میں سے اکثر جب تک مکہ میں رہے، تنگدست تھے۔ جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے وہاں انصار نے ہر طرح ان کے ساتھ تعاون کیا۔ انہیں اپنے گھروں میں ٹھہرایا۔ کاروبار میں شریک کیا، جہاد کا آغاز ہوا۔ دوسرے علاقے فتح ہوئے اور مال غنیمت آنا شروع ہوا تو تقریباً تمام صحابہؓ وسعت اور خوشحالی سے آسودہ ہو گئے لیکن اس کے باوجود صحابہؓ اپنا مال و دولت اپنی ذاتی عیش سامانی پر خرچ نہیں کرتے تھے۔ ان کے تمام مالی ذرائع اور وسائل عام مسلمانوں کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوتے تھے۔

ابو امامہؓ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے رب نے مجھ سے کہا کہ! اے نبی! اگر تم چاہو تو تمہارے لئے وادی مکہ سونے کی بنا دی جائے۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں پروردگار میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں۔ جس دن بھوکا رہوں، تیرے حضور گرہ و زاری کروں اور تیری یاد میں مصروف رہوں اور جس دن سیر ہو کر کھانا کھاؤں، دل کی گہرائی سے تیرا شکر اور تیری تعریف کروں۔ (فتح الباری۔ مدارج النبوة)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ سے پہلے انبیاء پر بھی فقر و فاقہ کی سختیاں گزری ہیں اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ کی نوازشوں میں یہ نوازش

سب سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں نبی علیہ السلام کبھی بھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھاتے تھے اور آپؐ نے کبھی کسی سے اس بات کا ذکر بھی نہیں کیا کیونکہ آپؐ کو فقر، غنا سے اور بھوک پیٹ بھر کر کھانے سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ تھی آپؐ بسا اوقات بھوک کی وجہ سے تمام رات بے چین رہتے، مگر آپؐ کی یہ بھوک آپؐ کو اگلے روز روزہ رکھنے سے نہ روک سکتی۔ رات کو کچھ کھائے پئے بغیر ہی آپؐ روزہ رکھ لیتے حالانکہ آپؐ اگر چاہتے تو اللہ رب العزت سے دنیا کے تمام خزانے اور ہر قسم کی نعمتیں اور فراوانیاں مانگ سکتے تھے مگر آپؐ نے فقر و فاقہ کو عیش سامانی پر ہمیشہ ترجیح دی۔ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حالت دیکھ کر رونے لگتی اور خود میری اپنی یہ حالت ہوتی کہ بھوک سے برا حال ہوتا اور میں پیٹ پر ہاتھ پھیرنے لگتی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنے لگتی :

”کاش ہمیں صرف گزر بسر ہی کی حد تک کھانے پینے کا

سامان میسر ہوتا۔ فراخی اور عیش سامانی نہ سہی کم از کم اتنا

تو ہوتا کہ اطمینان سے ہمارا گزر بسر چلتا۔“

میری یہ بات سن کر آپؐ نے فرمایا :

اے عائشہؓ ہمیں دنیا سے کیا غرض۔ مجھ سے پہلے

میرے بہت سے بھائی جو جلیل القدر و متغیر تھے اس دنیا

میں آئے، انہوں نے مجھ سے زیادہ سختیاں برداشت

کیں مگر صبر کیا اور اسی حال میں اپنے خدا سے جا ملے،

وہاں انہیں بلند مقامات سے نوازا گیا اور طرح طرح کی

نعمتیں ان کو عطا کی گئیں ہیں۔ میں ڈرتا ہوں کہ مجھے اس
دنیا میں فراخی دے دی جائے اور آخرت کی لازوال
نعمتوں میں کمی ہو جائے۔ میرے نزدیک اس سے زیادہ
محبوب اور پسندیدہ کوئی بات نہیں کہ میں اپنے دوستوں
اور بھائیوں سے اسی حالت میں جا لوں۔“

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے یہ بات فرمائی۔ اس کے بعد مشکل سے ایک ماہ آپؐ ہم میں رہے۔ پھر
آپؐ کا وصال ہو گیا، اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا ۝

(کتاب اشغاء۔ مدارج النبوة۔ شامل الرسول)

آپؐ کے بعض عوارض بشریت کے ظہور کی حکمت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی مثل دوسرے انسانوں کے شدائد جھیلنے کا اتفاق ہوا ہے تاکہ آپؐ کا ثواب بہت زیادہ ہو اور درجات بلند ہوں۔ چنانچہ آپؐ کو مرض بھی لاحق ہوا، اور درد وغیرہ کی بھی شکایت ہوئی اور آپؐ کو گرمی و سردی کا بھی اثر ہوا، اور بھوک و پیاس بھی لگی اور آپؐ کو (موقع پر) غصہ بھی آیا اور انقباض بھی ہوا، اور آپؐ کو ماندگی و خشکی بھی ہوئی اور کمزوری و بیماری بھی ہوئی اور سواری پر سے گر کر خراش بھی آئی اور جنگ احد میں کفار کے ہاتھ سے آپؐ کے چہرے اور سر مبارک میں زخم بھی ہوا، اور کفار طائف نے آپؐ کے قدم مبارک کو خون آلود بھی کیا۔ آپؐ کو زہر بھی کھلایا گیا اور آپؐ پر جادو بھی کیا گیا۔ آپؐ نے روا بھی کی، سچے بھی لگوائے، جھڑپھونک کا بھی استعمال کیا اور اپنا وقت پورا کر کے عالم بالا سے ملحق ہو گئے وارس دارالامتحان والبلاء سے آزاد ہو گئے۔ (اگر یہ جسمانی تکلیف نہ ہوتی تو شاید کسی کو آپؐ پر الوہیت کا شبہ ہو جاتا)

اس کے علاوہ آپؐ کے تمام حالات و واقعات زندگی سبق آموز ہیں تاکہ مصائب میں آپؐ کی امت کے لئے تسلی کا سبب ہو کہ جب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی تکلیف پہنچی ہے تو ہم کیا چیز ہیں اور یہ عوارض مذکورہ صرف آپؐ کے عصری جسم شریف پر بوجہ مشارکت نوعی کے طاری ہوتے تھے۔ رہا

آپؐ کا قلب مبارک سورہ تعلق بالخلق سے منزہ و مقدس اور مشاہدہ حق میں مشغول تھا کیونکہ آپؐ ہر آن ہر لحظہ اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے اللہ تعالیٰ ہی میں مستغرق اور اللہ تعالیٰ ہی کی معیت میں تھے حتیٰ کہ آپؐ کا کھانا پینا پہننا، حرکت و سکون، بولنا، خاموش رہنا سب اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے اور اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے تھا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے :

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

ترجمہ : اور آپؐ نہسانی خواہش سے کچھ نہیں بولتے یہ

سب وحی ہی ہے جو آپؐ پر نازل کی جاتی ہے۔“

(نشر المصیّب)

بعض شائل وعاداتِ طیبہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور دریافت فرماتے کہ کیا کوئی مریض ہے جس کی عیادت کروں یا کوئی جنازہ ہے کہ اس کی نماز پڑھوں اگر ضرورت ہوتی تو تشریف لے جاتے۔

آپؐ زمین پر بیٹھتے اور زمین ہی پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے اور اکثر زمین ہی پر استراحت فرماتے۔ غریب اور بے سہارا لوگوں کی عیادت کو تشریف لے جاتے اور خود ان کا کام کاج کرتے، کبھی کسی کو فقیر نہ سمجھتے، ہمیشہ غریبوں کے جنازے میں شریک ہوتے، کمزور، فاقہ مست اور مفلس لوگوں کے پاس خود جاتے اور ان کی اعانت فرماتے۔ غریب سے غریب آدمی کی بھی دعوت قبول فرما لیتے۔ غریبوں اور یتیموں کی مدد کرتے، ان کا بوجھ اٹھاتے، مہمانوں کی مدارات کرتے اور بھلائی کے کاموں میں تعاون فرماتے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا ۝

اپنے ساتھیوں میں سے جب کسی کو آپ کہیں کا حاکم وغیرہ بنا کر بھیجتے تو اس کو یہی نصیحت فرماتے کہ لوگوں کو اچھی باتیں بتانا۔ ان کے لئے آسانیاں پیدا کرنا۔ دین کو اس طرح پیش کرنا کہ انہیں اس کی رغبت ہو۔ انہیں احکام سے مصیبت میں نہ ڈالنا وغیرہ۔

جو لوگ اعلیٰ علم و فضل ہوتے اور اچھے اخلاق والے ہوتے، آپؐ ان کی عزت و احترام فرماتے جو لوگ عزت و مرتبہ والے ہوتے ان پر آپؐ احسان فرماتے۔ عزیز و اقارب کی عزت کرتے اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتے۔ اپنے عزیز و اقارب میں یہ نہ دیکھتے کہ کون افضل ہے اور کون نہیں، جس کو زیادہ مستحق سمجھتے اس کی زیادہ مدد کرتے۔ جب اپنے ساتھیوں سے ملے تو پہلے خود سلام کرتے اور بڑی گرم جوشی کے ساتھ مصافحہ کرتے۔

آپؐ جب جہاد کا حکم فرماتے تو خود سب سے پہلے جہاد کے لئے تیار ہو جاتے اور جب میدان کارزار گرم ہوتا تو سب سے آگے اور دشمن کے سب سے زیادہ قریب ہوتے۔ (ماخوذ از وسائل الوصول الی شامل الرسول)

تخل و درگزر

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے ایذا دینے پر سب سے زیادہ صابر تھا و سب سے بڑھ کر حلیم تھے۔

برائی کرنے والے سے درگزر فرماتے تھے اور جو شخص آپؐ سے بدسلوکی کرتا تھا آپؐ اس سے نیک سلوک کرتے تھے اور جو شخص آپؐ کو نہ دیتا، آپؐ اس کو دیتے اور جو شخص آپؐ پر ظلم کرتا آپؐ اس سے درگزر فرماتے اور کسی کام کے دو پہلوؤں میں جو آسان ہوتا، آپؐ اس کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا (اس میں اپنے تابعین کے لئے آسانی کی رعایت فرمائی نیز تجربہ ہے کہ آسانی پسند طبیعت دوسروں کے لئے بھی آسانی تجویز کرتی ہے)

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام

نہیں لیا، آپؐ نے کبھی کسی چیز کو (یعنی آدمی یا جانور کو) اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، اللہ کی راہ میں جو جہاد کیا وہ اور بات ہے۔ (شامل ترمذی، نشر الطیب)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اللہ تعالیٰ کے لئے جہاد کے علاوہ کبھی کسی کو نہیں مارا۔ نہ کبھی کسی خادم کو نہ کسی عورت (بیوی یا باندی) کو مارا۔ آپؐ فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی کے ظلم کا بدلہ لیا ہو، البتہ اللہ کی حرمتوں میں سے کسی کی توہین ہوتی ہو (مثلاً کسی حرام فعل کا کوئی مرتکب ہوتا ہو) تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ غصہ والا کوئی شخص نہیں ہوتا تھا۔ (شامل ترمذی)

ایک مرتبہ ایک ہدوی آیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر پکڑ کر اس زور سے کھینچی کہ گردن مبارک پر نشان پڑ گیا اور یہ کہا کہ میرے ان اونٹوں پر غلہ لد وا دو۔ تم اپنے مال میں سے یا اپنے باپ کے مال میں سے نہیں دیتے ہو (گویا بیت المال کا مال ہم ہی لوگوں کا ہے، تمہارا نہیں ہے) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تک تو اس چادر کو کھینچنے کا بدلہ نہیں دے گا میں غلہ نہیں دوں گا۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں بدلہ نہیں دیتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قسم فرما رہے تھے اور اسکے اونٹوں پر غلہ لد وا دیا۔ (صالح ترمذی)

مسکت

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مریضوں کی عیادت فرماتے تھے، جنازوں میں شرکت فرماتے تھے، دراز گوش پر سوار ہو

جاتے تھے اور غلاموں کی دعوت قبول فرما لیتے تھے۔ (شامل ترمذی)
 اور اپنی بکری کا دودھ دودھ لیتے اور اپنے کپڑے میں خود پیوند لگا لیتے
 اور اپنے پاپوش کو (وقت ضرورت) سی لیا کرتے اور اپنے اور اپنے گھر والوں کا
 کام کر لیا کرتے۔ (ابن سعد)

آپؐ خدمت گار کے ساتھ کھانا کھا لیتے اور اسکے ساتھ آنا گونڈھوا
 لیتے۔ اچھا سودا بازار سے خود لے آتے، اور سب سے بڑھ کر احسان کر نیوالے
 اور عدل کر نیوالے اور عقیف اور بچ بولنے والے تھے۔ (مدارج النبوة)

رفق و تواضع

آپؐ نہایت حلیم تھے، نہ کسی کو دشنام دیتے تھے۔ نہ سخت بات فرماتے
 تھے نہ لعنت کرتے نہ بددعا دیتے تھے۔

آپؐ کا فر اور دشمن سے بھی اس کی تالیف قلب کی توقع پر کشادہ روی
 کے ساتھ پیش آتے تھے اور ظاہر کی بے تمیزی کی بات پر صبر کرتے اور اپنے گھر
 میں آکر گھر والوں کے کام کا انتظام فرماتے اور چارواڑھنے میں بہت اہتمام
 فرماتے کہ اس میں ہاتھ اور پیر ظاہر نہ ہوں (غالباً بیٹھنے کی حالت میں ایسا ہوتا
 ہوگا) اور آپؐ کی کشادہ روئی اور انصاف سب کے لئے عام تھا اور غصہ آپؐ کو
 بیتاب نہیں کرتا تھا۔

اور اپنے جلیسوں سے کوئی بات (خلاف ظاہر) دل میں نہ رکھتے تھے
 اور آنکھوں کی خیانت (یعنی زبرد نظر) آپؐ میں نہ تھی تو قلب کی خیانت کا تو
 کیا احتمال ہے۔ (نثر الہیب)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بری عادتوں میں جھوٹ بہت
 مانگا رہتا تھا۔ (بیہقی - ابن سعد)

فکر آخرت

آپؐ اپنے آپ کو دنیا میں مسافر کی طرح سمجھتے تھے۔ دنیوی عیش و آرام
 سے تعلق نہ تھا بلکہ ”مَنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَيْرُ نَبٍ أَوْ عَابِدٍ سَبِيلُ“ (دنیا میں
 غریب الوطن مسافر یا رامہ گزر رہا ہو ایسی طرح رہو) کا عملی نمونہ تھے۔ (نثر لطیب)
 جو دوسخا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں کہیں سے کوئی
 صدقہ وغیرہ کی رقم آتی تو جب تک آپؐ اس کو غریبوں اور مستحقین میں تقسیم نہ فرما
 دیتے، گھر کے اندر تشریف نہ لے جاتے۔ (نثر لطیب)

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی ضرورت مند محتاج کو دیکھتے تو اپنا کھانا
 بچا تک اٹھا کر عنایت فرما دیتے حالانکہ اس کی آپؐ کو بھی ضرورت ہوتی۔

آپؐ کی عطا اور سخاوت مختلف صورتوں سے ہوتی تھی۔ کسی کو کوئی چیز
 بہرہ فرما دیتے، کسی کو اس کا حق دیتے، کسی کو ہدیہ دیتے، کبھی کپڑا خریدتے اور اس
 کی قیمت ادا کر کے اس کپڑے والے کو کوئی کپڑا بخش دیتے اور کبھی قرض لیتے
 اور اس سے زیادہ عطا فرما دیتے اور کبھی کپڑا خرید کر اس کی قیمت سے زیادہ رقم
 عطا فرما دیتے اور کبھی ہدیہ قبول فرماتے اور اس سے کئی گنا زیادہ اس کو انعام عطا
 فرما دیتے۔ (مدارج النبوة)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی

کسی شخص سے کوئی چیز مانگنے پر انکار نہیں فرمایا (اگر اس وقت موجود ہوتا تو عطا فرما دیتے ورنہ دوسرے وقت کا وعدہ فرما لیتے یا اس کے حق میں دعا فرماتے کہ حق تعالیٰ شانہ اس کو کسی اور طریقے سے عطا فرمادیں)۔ (شامل ترمذی)

بہر نوع جس طرح بھی ممکن ہے آپ طرح طرح کی صورتوں میں خیرات و عطیات تقسیم فرمایا کرتے تھے باوجود اس کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خود اپنی زندگی فقیرانہ طور پر بسر ہوتی تھی۔ ایک ایک روز وسیع گزر جاتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاشانہ میں چولہا تک نہ جلتا اور بے اوقات شدت بھوک سے اپنے شکم اطہر پر پتھر باندھ لیا کرتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فقر تنگی و مجبوری اور کچھ نہ ہونے کے سبب سے نہ تھا بلکہ اس کا سبب زہد اور جود و سخا تھا اور کبھی اپنی ازواج کے لئے ایک سال کا گزارہ مہیا فرما دیتے لیکن اپنے لئے کچھ بچا کر نہ رکھتے۔ (مدارج النبوة)

اُمور طبعی

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت بڑے سخی تھے کسی سوال کرنے والے کو نہیں، کبھی نہیں کہا۔ ہوا تو فوراً دے دیا ورنہ نرمی سے سمجھا دیا کہ دوسرے وقت آنا تو لے جانا۔ (ابن سعد)

بات کے آپ بہت سچے تھے۔ سب باتوں میں آسانی اور سہولت اختیار فرماتے اپنے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والوں کا سب کا خیال رکھتے۔ ان کے حالات کو دریافت کرتے رہتے۔ جب رات کے وقت باہر جانا ہوتا تو آہستہ سے اٹھتے اور آہستہ سے جوتا پہنتے اور آہستہ سے کواڑ کھولتے اور پھر آہستہ سے باہر

چلے جاتے۔ اسی طرح گھر میں تشریف لاتے تو آہستہ سے آتے اور آہستہ سے سلام کرتے تاکہ سونے والوں کو تکلیف نہ ہو اور کسی کی نیند خراب نہ ہو جائے۔

(زاد المعاد)

جب کوئی آپؐ کے پاس آتا اور آپؐ اس کو خوش و خرم دیکھتے تو اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتے تاکہ انیسیت ہو جائے۔ (ابن سعد)

جب آپؐ کے پاس کوئی ایسا شخص آتا جس کا نام آپؐ کو محبوب نہ ہوتا تو اس کا نام تبدیل کر دیتے تھے۔ (ابن سعد)

جب کوئی (شخص) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مال زکوٰۃ اس غرض سے لانا کہ مستحقین میں تقسیم فرمائیں تو آپؐ اس لانے والے کو دعا دیتے اے اللہ اس فلاں شخص پر رحم فرما۔ (مسند احمد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو دروازے کے سامنے نہ کھڑے ہوتے بلکہ داہنی یا بائیں جانب کھڑے ہوتے اور گھر والوں کی اطلاع کے لئے فرماتے۔ السلام علیکم (ابوداؤد زاد المعاد)

رات کو کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو ایسی آواز سے سلام کرتے کہ جاگنے والا سن لیتا اور سونے والا نہ جاگتا۔ (زاد المعاد)

چلتے تو نیچی نگاہ زمین کی طرف رکھتے۔ مجمع کے ساتھ چلتے تو سب سے پیچھے ہوتے اور کوئی سامنے آتا تو سلام پہلے آپؐ ہی کرتے۔ عاجزانہ صورت سے بیٹھتے۔ غریبوں مسکینوں کی طرح بیٹھ کر کھانا کھاتے۔ خاص مہمانوں کی مہمانی خود یہ نفس نفیس انجام دیتے۔ (زاد المعاد)

آپؐ اکثر اوقات خاموش رہتے۔ بلا ضرورت کلام نہ فرماتے، جب

بولتے تو اتنا صاف کہ سننے والا خوب سمجھ لے۔ نہ اتنا لمبا کلام فرماتے کہ آدمی اکتا جائے نہ اتنا مختصر کہ بات ادھوری رہ جائے۔ کسی بات میں کسی کام میں سختی نہ فرماتے۔ نرمی کو پسند فرماتے، اپنے پاس آنے والے کی بے قدری نہ کرتے، نہ کسی کی بات کا مننے، اگر خلاف شرع ہوتی تو اس کو روک دیتے تھے یا وہاں سے خود اٹھ کر چلے جاتے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کی بڑی قدر فرماتے۔ (نثر لطیب)

کسی چیز کے ٹوٹ جانے بگڑ جانے پر مثلاً کوئی چیز کسی نے توڑ دی یا کام بگاڑ دیا تو آپ کو غصہ نہ آتا تھا، البتہ اگر کوئی بات دین کے خلاف ہوتی تو آپ کو سخت غصہ آتا تھا۔ (نثر لطیب)

کبھی آپؐ نے ذاتی معاملہ میں غصہ نہیں کیا اور نہ اپنے نفس کا کسی سے بدلہ لیا، کسی سے ناراضگی کا اظہار فرماتے تو چہرے کو اس طرف سے پھیر لیتے تھے لیکن زبان سے سخت سست نہیں کہتے۔ جب خوش ہوتے تو ہنسی نگاہ کر لیتے، نہایت ہی شرمیلے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنواری لڑکی سے جو اپنے پردے میں ہو شرم و حیا میں کہیں زیادہ بڑھے ہوئے تھے۔ شدت حیا کی وجہ سے کسی شخص کے چہرہ پر نظر جما کر نہ دیکھتے۔ کبھی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہ دیکھتے۔ (ابن سعد)

کسی شخص کو اتفاقاً آپؐ کے ہاتھ سے کوئی تکلیف پہنچ جاتی تو آپؐ اس کو بلا تکلف بدلہ لینے کا حق دیتے اور کبھی اس کے عوض میں اس کو کوئی چیز مرحمت فرماتے۔ (زاد المعاد)

اگر کوئی غریب آیا یا کوئی باندی یا بڑھیا آپؐ سے بات کرنا چاہتی تو سڑک کے ایک کنارے پر سننے کے لئے کھڑے ہو جاتے یا بیٹھ جاتے۔ بیمار ہونا

تو اس کی بیمار پرسی فرماتے، کسی کا جنازہ ہوتا اس میں شریک ہو جاتے۔

(ابن سعد)

آپؐ کے مزاج میں اس قدر تواضع تھی کہ اپنی امت کو اس کی تاکید

فرمائی ہے کہ مجھ کو میرے درجہ سے زیادہ نہ بڑھاؤ۔ فرمایا: لَا تَقْطَعُوْنِيْ

(زاد المعاد)

جب صحابہ کرامؓ ملتے تو آپؐ ان سے مصافحہ کرتے اور دعا فرماتے

تھے۔ (نسائی)

جب کسی کا نام معلوم نہ ہوتا اور اس کو بلا نام مقصود ہوتا تو یا عبد اللہ (اے

اللہ کے بندے) کہہ کر بلا تے۔ (ابن اسبی)

جب آپؐ چلتے تو دائیں بائیں نہیں دیکھتے تھے۔ (حاکم۔ ابن سعد)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کی دلجوئی فرماتے، ایسا برتاؤ

نہ کرتے جس سے کوئی گھبرا جائے۔ ظالموں اور شریروں سے خوش اسلوبی کے

ساتھ اپنا بچاؤ بھی کرتے مگر سب کے ساتھ خندہ پیشانی خوش اخلاقی کے ساتھ

پیش آتے۔ ہر کام کو انتظام کے ساتھ کیا کرتے۔ پیٹھتے اٹھتے خدا تعالیٰ کی یاد

کرتے۔ کسی محفل میں تشریف لے جاتے تو جہاں بھی کنارے پر جگہ ملتی، بیٹھ

جاتے۔ اگر بات کرنے والے کئی آدمی ہوتے تو باری باری سب کی طرف منہ کر

کے بات کرتے۔ (شرطیہ)

آپؐ تین دن سے قبل قرآن شریف ختم نہ کرتے تھے۔ (ابن سعد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جائز کام سے منع نہیں فرماتے تھے۔

اگر کوئی آپؐ سے سوال کرتا اور اس کے سوال کو پورا کرنے کا ارادہ ہوتا تو ہاں کہہ

رہتے ورنہ خاموش ہو جاتے۔ (ابن سعد)

عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کوئی شخص اپنے خلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا نہ تھا۔ خواہ کوئی صحابی بلانا یا گھر کا کوئی شخص، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے جواب میں لبیک (حاضر ہوں) ہی فرمایا کرتے۔ (زاد المعاد) عبادتِ ناقہ چھپ کر ادا فرماتے تاکہ امت پر اس قدر عبادت کرنا شاق نہ ہو۔ (زاد المعاد)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کیساتھ میں نے معاہدہ کیا ہے کہ جس شخص کو میں دشنام دوں یا لعنت کروں، وہ دشنام اس شخص کے حق میں گناہوں کا کفارہ۔ رحمت و بخشش اور قرب کا ذریعہ بنادی جائے۔

(زاد المعاد)

نیک کام کو شروع فرماتے تو پھر اس کو ہمیشہ کیا کرتے۔ (ابوداؤد) جب آپ کو کھڑے ہوئے غصہ آتا تو بیٹھ جاتے اور بیٹھے بیٹھے غصہ آتا تو لیٹ جاتے تھے۔ (تاکہ غصہ فرو ہو جائے) (زاد المعاد۔ ابن ابی الدنیا)

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدھا ہاتھ وضو اور کھانے پینے کیلئے استعمال فرماتے تھے اور بایاں ہاتھ استنجا اور اس جیسے کاموں کیلئے استعمال فرماتے تھے۔ (زاد المعاد۔ ابوداؤد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب آپ کے صحابہؓ میں سے کوئی آپ سے ملتا اور وہ ٹھہر جاتا تو اس کے ساتھ آپ بھی ٹھہر جاتے اور جب تک وہ خود نہ جاتا، آپ ٹھہرے ہی رہتے۔

اور جب کوئی آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دینا چاہتا تو آپ اپنا ہاتھ دے

دیتے اور جب تک وہ خود ہاتھ نہ چھوڑتا، آپؐ ہاتھ نہیں چھڑاتے تھے۔ (ابن سعد)
ایک روایت میں ہے کہ آپؐ کسی سے اپنا چہرہ نہ پھیرتے جب تک وہ
خود نہ پھیرتا اور کوئی چپکے سے بات کہنا چاہتا تو آپؐ کان اس کی طرف کر دیتے اور
جب تک وہ فارغ نہ ہو جاتا، آپؐ کان نہیں ہٹاتے تھے۔ (ابن سعد)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بچوں کے پاس سے گزرتے تو ان کو
سلام کرتے۔ (زاد المعاد)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے سامنے جو کوئی یکبارگی آ جاتا وہ مرعوب ہو جاتا اور جو شخص شناسائی کے ساتھ
ملا جلتا تھا، آپؐ سے محبت کرتا تھا۔ میں نے آپؐ جیسا صاحب جمال و صاحب
کمال نہ آپؐ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپؐ کے بعد کسی کو دیکھا۔ (شرطیہ)
خوشی کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر نیچی فرما لیتے۔

جب آپؐ کو کسی کے متعلق بری بات معلوم ہوتی تو یوں نہیں فرماتے
کہ فلاں شخص کو کیا ہوا؟ ایسا کیا کرتا ہے۔ بلکہ یوں فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا
ہے، وہ ایسا کیا کرتے ہیں۔ (شامل نبوی۔ ابو داؤد)

زبان مبارک سے وہی بات فرماتے جس میں ثواب ملے۔ کوئی
پرہیزی آتا تو اس کی خبر گیری کرتے۔ ہر شخص کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے جس سے
ہر شخص کو یہی محسوس ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرے ساتھ سب سے
زیادہ محبت ہے۔ اگر کوئی شخص بات کرنے بیٹھ جاتا تو جب تک وہ ندا ٹھے آپؐ نہ
اٹھتے تھے۔ (شرطیہ)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب فکر مند ہوتے تو

آسمان کی طرف سراٹھا کر فرماتے۔ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ اور جب زیادہ گریہ و زاری اور دعا کا اظہار کیا تو فرماتے۔
يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ (ترمذی)

ایک روایت میں ہے کہ غم کے وقت اکثر آپؐ ریش مبارک پر ہاتھ لے جایا کرتے کبھی انگلیوں سے اس میں خلل فرماتے۔ اور فرماتے :
حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

ترجمہ : ”میرے لئے اللہ رب العزت کافی ہے اور
وہی بہترین کارساز ہے۔“ (زاد المعاد)



حصہ سوم

خیر البشر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی

خصوصیات

اندازِ زندگی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ
مَنْ وَجَّهَكَ الْمُنِيرُ لَقَدْ نَوَّرَ الْقَمَرُ
لَا يُمَكِّنُ الشَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ
بعد از خدا بزرگ تویی قصہ مختصر

ترجمہ : ”اے صاحب جمال اور انسانوں کے سردار۔

آپ کے نورانی چہرے سے تو چاند کو روشنی بخشی گئی ہے۔

جیسا کہ آپ کی تعریف کا حق ہے، ایسی تعریف ممکن

نہیں۔ خدائے ذوالجلال کے بعد آپ ہی سب سے

بڑے ہیں۔ یہی مختصر بات ہے۔“

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ
تَسْلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا كَثِيرًا

درس گاہ رشد و ہدایت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجالس خیر و برکت

آپؐ کی مجلس، حلم و علم، حیا و صبر اور متانت و سکون کی مجلس ہوتی تھی۔ اس میں آوازیں بلند نہ کی جاتی تھیں اور کسی کی حرمت پر کوئی داغ نہ لگایا جاتا تھا اور کسی کی غلطیوں کی تشہیر نہ کی جاتی تھی۔

آپؐ کے اعلیٰ مجلس ایک دوسرے کی طرف تقویٰ کے سبب متواضعانہ طور پر مائل ہوتے تھے۔ اس میں بڑوں کی توقیر کرتے تھے اور چھوٹوں پر مہربانی کرتے تھے اور صاحب حاجت کی اعانت کرتے تھے اور بے وطن پر رحم کرتے تھے۔ (نثر لطیف)

حضرت زید بن حارثہؓ سے روایت ہے کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمسایہ تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپؐ مجھے بلا بھیجتے میں حاضر ہو کر اس کو لکھ لیتا تھا (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں کے ساتھ حد درجہ دلداری اور بے تکلفی فرماتے تھے) جس قسم کا ذکر تذکرہ ہم لوگ کرتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی قسم کا ذکر فرماتے (یہ نہیں کہ بس آخرت ہی کا ذکر ہمارے ساتھ کرتے ہوں اور دنیا کی بات سننا بھی گوارا نہ کریں) اور جس وقت ہم آخرت کی طرف متوجہ ہوتے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ

والہ وسلم بھی آخرت کے تذکرے فرماتے، یعنی جب آخرت کا کوئی تذکرہ شروع ہو جاتا تو اسی کے حالات و تفصیلات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرماتے اور جب کھانے پینے کا کچھ ذکر ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ویسا ہی تذکرہ فرماتے، کھانے کے آداب و فوائد لہذا تذکرہ کھانوں کا ذکر مضر کھانوں کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب کچھ آپ ہی کے حالات کا تذکرہ کر رہا ہوں۔ (خصائل نبوی)

آپ مجلس میں اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما ہوتے تو اپنے زانوائے مبارک کو ہم جلسوں سے آگے نہیں بڑھنے دیتے کہ امتیاز پیدا نہ ہو جائے۔ (زاد المعاد)

اگر کوئی شخص کھڑے کھڑے کسی بات کے متعلق سوال کرتا تو آپ اس کو پسند فرماتے اور تعجب سے اس کی طرف دیکھتے۔

اگر کسی مسئلہ کے بیان میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصروف ہوتے اور قبل اس کے کہ سلسلہ بیان ختم ہو، کوئی شخص دوسرا سوال پیش کر دیتا تو آپ اپنے سلسلہ تقریر کو بدستور جاری رکھتے۔ معلوم ہوتا کہ گویا آپ نے حاسی نہیں۔ جب گفتگو ختم کر لیتے تو سائل سے اس کا سوال معلوم کرتے اور اس کا جواب دیتے۔

صحابہ کرام کے مجمع میں ہوتے تو درمیان میں تشریف رکھتے اور صحابہ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارد گرد حلقے پر حلقہ لگائے بیٹھے ہوتے اور آپ بوقت گفتگو کبھی ادھر رخ کر کے مخاطب فرماتے اور کبھی ادھر۔ گویا حلقہ میں سے ہر شخص بوقت گفتگو آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھ لیتا۔

آپ جب مجلس میں بیٹھتے تو دونوں پاؤں کھڑے کر کے ان کے گرد

ہاتھوں کا حلقہ بنا کر بیٹھتے اور ویسے بھی آپ کی نشست اسی ہیئت سے ہوا کرتی تھی اور یہ سادگی اور تواضع کی صورت ہے بعض اوقات آپؐ چار زانو بھی بیٹھتے ہیں اور بعض اوقات بغل میں ہاتھ دے کر اکڑوں بھی بیٹھتے ہیں۔ (نثر لطیف)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹھنا اور اٹھنا سب ذکر اللہ کے ساتھ ہوتا اور اپنے لئے کوئی جگہ بیٹھنے کی ایسی معین نہ فرماتے کہ خواہ مخواہ اسی جگہ بیٹھیں اور اگر کوئی بیٹھ جائے تو اس کو اٹھا دیں اور دوسروں کو بھی جگہ معین کرنے سے منع فرماتے تھے۔ اور جب کسی مجمع میں تشریف لے جاتے تو جس جگہ مجلس ختم ہوتی وہیں بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی یہی حکم فرماتے اور اپنے تمام جلیسوں میں سے ہر شخص کو اس کا حصہ اپنے خطاب و توجہ سے دیتے۔ یعنی سب سے جدا جدا متوجہ ہو کر خطاب فرماتے، یہاں تک کہ آپؐ کا ہر جلیس یوں سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ آپؐ کو کسی کی خاطر عزیز نہیں۔

جو شخص کسی ضرورت کے لئے آپؐ کو لے کر بیٹھ جاتا یا کھڑا رہتا تو جب تک وہی شخص نہ اٹھ جائے آپؐ اس کے ساتھ مقید رہتے۔ جو شخص آپؐ سے کچھ حاجت چاہتا تو بغیر اس کے کہ اس کی حاجت پوری فرماتے یا زنی سے جواب دیتے اس کو واپس نہ کرتے۔

آپؐ کی کشادہ روئی اور خوش خوئی تمام مسلمانوں کے لئے عام تھی، کیوں نہ ہوتی کہ آپؐ ان کے روحانی باپ تھے۔

اور تمام لوگ آپؐ کے نزدیک حق میں فی نفسہ مساوی تھے۔ البتہ تقویٰ کی وجہ سے متفاوت تھے یعنی تقویٰ کی زیادتی سے تو ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے تھے اور دیگر امور میں سب باہم مساوی تھے اور حق میں سب آپؐ کے

نزدیک برآمد تھے۔ (روایات از حسن ابن علی)

اہل مجلس کے ساتھ سلوک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمہ وقت کشادہ رو رہتے۔ نرم اخلاق تھے۔ آسانی سے موافق ہو جاتے تھے، نہ سخت خو تھے نہ درشت گو تھے، نہ چلا کر بولتے اور نہ مناسب بات فرماتے۔ جو بات (یعنی خواہش) کسی شخص کی آپ کی طبیعت کے خلاف ہوتی تو اس سے تغافل فرما جاتے (یعنی اس پر گرفت نہ فرماتے) اور (تصریحاً) اس سے باز پرس بھی نہ فرماتے بلکہ خاموش ہو جاتے۔

آپؐ نے تین چیزوں سے اپنے کو بچا رکھا تھا:

- ۱۔ ریا سے اور ۲۔ کثرت کلام سے اور ۳۔ بے سود بات سے اور تین چیزوں سے دوسرے آدمیوں کو بچا رکھا تھا:
- ۱۔ کسی کی مذمت نہ فرماتے
- ۲۔ کسی کو عار نہ دلاتے اور
- ۳۔ نہ کسی کا عیب تلاش کرتے۔

آپؐ وہی کلام فرماتے جس میں امید ثواب کی ہوتی اور جب آپؐ کلام فرماتے تھے، آپؐ کے تمام جلیں اس طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے ان کے سروں پر پرندے آکر بیٹھ گئے ہوں اور جب آپؐ ساکت ہوتے تب وہ بولتے۔ آپؐ کے سامنے کسی بات پر نزاع نہ کرتے۔

آپؐ کے پاس جو شخص بولتا اس کے فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے (یعنی بات کے بیچ میں کوئی نہ بولتا)۔

اہل مجلس میں ہر شخص کی بات رغبت کے ساتھ سنے جانے میں ایسی ہوتی جیسے سب سے پہلے شخص کی بات تھی، (یعنی کسی کے کلام کی بقدری نہ کی جاتی)۔ جس بات سے سب ہنستے، آپ بھی ہنستے، جس سے سب تعجب کرتے، آپ بھی تعجب فرماتے۔ یعنی حداباحت تک اپنے جلیسوں کے ساتھ شریک رہتے۔ پر ویسی آدمی کی بے تمیزی کی گفتگو پر تحمل فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی صاحب حاجت کو طلب حاجت میں دیکھو تو اس کی اعانت کرو۔

جب کوئی آپ کی ثناء کرتا تو آپ اس کو جائز نہ رکھتے البتہ اگر کوئی احسان کے مکافات کے طور پر کرتا تو خیر (بوجہ شروع ہونے کے اس ثناء کو بشرط عدم تجاوز حد کے گوارا فرما لیتے) اور کسی کی بات کو نہ کانٹتے یہاں تک کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا اس وقت اس کو ختم کرا دینے سے یا اٹھ کر کھڑے ہو جانے سے منقطع فرما دیتے۔ (شرطیہ)

الطاف کریمانہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زبان کو لائینی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے۔

لوگوں کی تالیف قلب فرماتے تھے اور ان میں تفریق نہ ہونے دیتے تھے۔ اور ہر قوم کے آمد و دار آدمی کی عزت کرتے تھے اور ایسے آدمی کو اس قوم پر سردار مقرر فرما دیتے تھے۔

لوگوں کو نقصان دینے والی باتوں سے بچنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے، اور ان کے شر سے اپنا بھی بچاؤ رکھتے تھے مگر کسی شخص سے کشادہ روئی اور

خوش خونی میں کمی نہ فرماتے تھے۔ اپنے ملنے والوں کے بارے میں استفسار فرماتے تھے اور لوگوں میں جو واقعات ہوتے تھے، آپ وہ پوچھتے رہتے (تاکہ مظلوم کی نصرت اور مقصدوں کا اندازہ ہو سکے)

اور اچھی بات کی تحسین اور تصوب اور بری بات کی تنبیہ (نہد مت) اور تحقیر فرماتے۔ (شرطیہ)

سلام میں سبقت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تواضع میں یہ بھی ہے کہ جو بھی آپ کے پاس آتا، آپ سلام کرنے میں سبقت فرماتے تھے اور آنے والے کے سلام کا جواب بھی دیتے تھے۔

اس جگہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کرنے والوں کے لئے بٹارت ہے کہ آپ جب اپنی ظاہری حیات میں اس خوبی کے ساتھ متصف رہے تو اب بھی ہر زیارت کرنے والا آپ کے سلام سے شرف ہوتا ہوگا۔ چنانچہ بعض مقررین بارگاہ ایسے ہوئے ہیں جو بطریق کرامت اپنے کانوں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلام سننے سے شرف ہوئے ہیں۔ بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کے لئے اس دنیوی حیات میں بھی رحمت ہیں اور بعد وفات بھی رحمت۔ (مدارج النبوة)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا

امدازِ کلام (روایات از حسن ابن علی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت آخرت کے غم میں اور ہمیشہ

امور آخرت کی سوچ میں رہتے۔ کسی وقت آپ کو یچیں نہ ہوتا تھا اور بلا ضرورت کلام نہ فرماتے، آپ کا سوکت طویل ہوتا تھا۔ کلام کو شروع اور ختم منہ کو بھر کر فرماتے (یعنی گفتگو اول سے آخر تک نہایت صاف ہوتی) کلام جامع فرماتے تھے، جس کے الفاظ مختصر ہوں مگر پر مغز ہوں۔ آپ کا کلام حق و باطل میں فیصلہ کن ہوتا جو نہ حشو و زائد ہوتا اور نہ تنگ ہوتا۔

آپ نرم مزاج تھے۔ مزاج میں سختی نہ تھی اور نہ مخاطب کی اہانت فرماتے۔ نعمت اگر قلیل بھی ہوتی تب بھی اس کی تعظیم فرماتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ فرماتے مگر کھانے کی چیز کی مذمت اور مدح دونوں نہ فرماتے (مذمت تو اس لئے نہ فرماتے کہ وہ نعمت ہے اور مدح زیادہ اس لئے نہ فرماتے کہ اکثر اس کا سبب حرص اور طلب لذت ہوتی ہے)۔

جب امر حق کی کوئی شخص ذرا مخالفت کرتا تو اس وقت آپ کے غصے کی کوئی تاب نہ لاسکتا تھا۔ جب تک اس حق کو غالب نہ کر لیتے، اور اپنے نفس کے لئے غضبناک نہ ہوتے تھے اور نہ اپنے نفس کے لئے انتقام لیتے اور گفتگو کے وقت جب آپ اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے اور جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو لوٹتے اور آپ جب بات کرتے تو اپنے اپنے ہاتھ کے انگوٹھے کو بائیں ہتھیلی سے متصل کرتے یعنی اس پر مارتے اور جب آپ کو غصہ آتا تو آپ ادھر سے منہ پھیر لیتے اور کروٹ بدل لیتے اور جب خوش ہوتے تو نظر نیچی کر لیتے (بیدونوں امر ناشی حیا سے ہیں) اکثر ہنسنا آپ کا ہنسم ہوتا اور اس میں دندان مبارک جو ظاہر ہوتے تو ایسے معلوم جیسے بارش کا ولے۔

(شرطیہ۔ شامل تہذیب)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب کی سب زبانیں (لغات) جانتے تھے۔ ام معبد کہتی ہیں کہ آپؐ شیریں کلام اور واضح بیان تھے۔ نہ بہت کم گو تھے کہ ضروری بات میں بھی سکوت فرماویں اور نہ زیادہ گو تھے کہ غیر ضروری امور میں مشغول ہوں۔ آپؐ کی گفتگو ایسی تھی جیسے موتی کے دانے پر دریغ نہ ہوئے۔

(نثر لطیب)

حضرت جامعہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ آپؐ کے کلمات میں نہایت وضاحت ہوتی تھی اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ اس طرح کلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی الفاظ شمار کرنے والا چاہے تو شمار کر سکتا تھا۔

(نثر لطیب)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو تم لوگوں کی طرح سے لگانا ر جلدی جلدی نہ ہوتی تھی بلکہ صاف صاف ہر مضمون دوسرے مضمون سے ممتاز ہوتا تھا۔ پاس بیٹھنے والے اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیتے تھے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (بعض مرتبہ) کلام کو (حسب ضرورت) تین تین بار دہراتے تاکہ آپؐ کے الفاظ اچھی طرح سمجھ لیں۔

جس بات کا تفصیل سے ذکر کرنا تہذیب سے گرا ہوا ہوتا تو اس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنایہ میں بیان فرماتے۔

بات کرتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکراتے اور نہایت خندہ پیشانی سے گفتگو فرماتے۔

(نثر لطیب)

وعظ فرمانے کا انداز

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں وعظ فرماتے تو عصاء مبارک پر ٹیک لگا کر قیام فرماتے اور اگر میدان جہاد میں نصیحت فرماتے تو کمان پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے۔

وعظ و تلقین کے خصوصی اور مختصر جلسے تو تقریباً ہر نماز اور خاص طور سے نماز صبح کے بعد منعقد ہوا ہی کرتے تھے مگر افادۂ عام کی غرض سے ایک جلسہ بھی کبھی کبھی طلب فرمایا کرتے تھے۔

دوران وعظ جس امر پر نہایت زور دینا ہوتا تو اس پر ان الفاظ سے قسم لکھاتے "وَاللّٰی نَفْسِیْ بَیْـٔـٰةٌ لِّعَیْـٔـٰتِکَۃِ" یعنی "قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔"

انداز سکوت

آپ کا سکوت چار امور پر مشتمل ہوتا تھا :

۱۔ حلم ۲۔ بیدار مغزی ۳۔ انداز کی رعایت اور ۴۔ فکر
انداز کی رعایت تو یہ کہ حاضرین کی طرف نظر کرنے میں اور ان کی عرض معروض سننے میں براہِ مری فرماتے تھے۔

اور فکر باقی وفائی میں فرماتے تھے یعنی دنیا کے فقا اور عقلمندی کی بقاء کو سوچا کرتے اور حلم کو آپؐ نے صبر یعنی ضبط کے ساتھ جمع فرمایا تھا سو آپؐ کو کوئی چیز اتنا غضبناک نہ کرتی تھی کہ آپؐ کو از جا رفته کر دے اور بیدار مغزی آپؐ کی چار چیزوں کی جامع ہوتی تھی :

- ۱۔ ایک نیک بات کا اختیار کرنا تاکہ اور لوگ آپ کی افتخار کریں۔
- ۲۔ دوسرے بری بات کو ترک کرنا تاکہ اور لوگ بھی بازر ہیں۔
- ۳۔ تیسرے رائے کو ان امور میں صرف کرنا جو آپ کی امت کیلئے مصلحت ہو۔
- ۴۔ چوتھے امت کے لئے ان امور میں اہتمام کرنا جن میں ان کی دنیا اور آخرت دونوں کے کاموں کی درستی ہو۔ (شرطیہ)

انتظام امور

آپ کا ہر معمول اعتدال کے ساتھ ہوتا تھا۔ اس میں بے انتظامی نہیں ہوتی تھی۔ (کہہ بھی کسی طرح کر لیا۔ کبھی کسی طرح کر لیا)

لوگوں کی تعلیم میں مصلحت کو پیش نظر رکھتے اس میں غفلت نہ فرماتے۔ اس احتمال سے کہ اگر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو بعض تو خود دین سے غافل ہو جائیں گے یا بعض امور دین میں اعتدال سے زیادہ مشغول ہو کر دین سے اکتا جائیں گے۔

ہر حالت کا آپ کے یہاں ایک خاص انتظام تھا۔ حق سے کبھی کوتاہی نہ کرتے اور کبھی تجاوز کر کے حق کی طرف نہ جاتے۔

سب میں افضل آپ کے نزدیک وہ شخص ہوتا جو عام طور سے سب کا خیر خواہ ہوتا اور سب سے بڑا رتبہ اس شخص کا ہوتا جو لوگوں کی غم خواری اور اعانت بخوبی کرتا۔ (شرطیہ)

نظام الاوقات اندرون خانہ

تقسیم اوقات

حضرت حسنؑ اپنے والد ماجد حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ:

آپ کا اپنے گھر میں اپنے ذاتی حوائج (طعام و منام) کے لئے تشریف لے جانا ظاہر ہوا اور آپؐ اس بات کے لئے منجانب اللہ ماذون تھے۔ سو آپؐ اپنے گھر میں تشریف لاتے تو اپنے اندر رہنے کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔

۱۔ ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے۔

۲۔ ایک حصہ اپنے گھر والوں کے معاشرتی حقوق ادا کرنے کے لئے۔

(جس میں ان سے ہنسنا بولنا شامل تھا)

۳۔ اور ایک حصہ اپنے نفس کی راحت کے لئے۔

پھر اپنے حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان میں تقسیم فرما دیتے۔ یعنی اس میں سے بھی بہت سا وقت امت کے کام میں صرف فرماتے اور اس حصہ وقت کو خاص احباب کے واسطے سے عام لوگوں کے کام میں لگا دیتے۔ (یعنی اس حصہ میں عام لوگ تو نہ آ سکتے تھے مگر خواص حاضر ہوتے اور دین کی باتیں سن کر عوام کو پہنچاتے، اس طرح عام لوگ بھی ان منافع میں شریک ہو جاتے) اور لوگوں سے کسی چیز کا انہما نہ فرماتے، نہ تو احکام دینیہ کا اور نہ متاع دنیوی کا بلکہ ہر طرح کا نفع بلا دریغ پہنچاتے اور اس حصہ وقت میں آپؐ کا طرز یہ تھا کہ اعلیٰ فضل

(یعنی اعلیٰ علم و عمل) کو آپ اس امر میں اوروں پر ترجیح دیتے کہ ان کو حاضر ہونے کی اجازت عطا فرماتے اور اس وقت کو ان لوگوں پر بقدر ان کی فضیلت دینیہ کے تقسیم فرماتے۔ سوان میں سے کسی کو ایک ضرورت ہوتی، کسی کو دو ضرورتیں ہوتیں، کسی کو زیادہ ضرورتیں ہوتیں سوائے حاجت میں مشغول ہوتے اور ان کو ایسے شغل میں لگاتے جس میں ان کی اور بقیہ امت کی اصلاح ہو۔ وہ شغل یہ کہ وہ لوگ آپ سے پوچھتے اور آپ ان کے مناسب حال امور کی ان کو اطلاع دیتے اور آپ یہ فرمایا کرتے کہ جو تم میں حاضر ہے وہ غیر حاضر کو بھی خبر کر دیا کرے اور یہ بھی فرماتے کہ جو شخص اپنی حاجت مجھ تک کسی وجہ سے مثلاً پردہ یا ضعف یا بعد وغیرہ کے سبب نہ پہنچا سکے تم لوگ اس کی حاجت مجھ تک پہنچا دیا کرو۔ کیونکہ جو شخص ایسے شخص کی حاجت کسی ذی اختیار تک پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو پل صراط پر بڑا بہت قدم رکھے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں انہیں باتوں کا ذکر ہوتا تھا اور اس کے خلاف دوسری بات کو قبول نہ فرماتے۔ (مطلب یہ کہ لوگوں کے حوائج و منافع کے سوا دوسری لایعنی یا فضول باتوں کی سماعت بھی نہ فرماتے)۔

لوگ آپ کے پاس طالب ہو کر آتے اور کچھ نہ کچھ کھا کر واپس ہوتے (یعنی آپ علاوہ نفع علمی کے کچھ نہ کچھ کھلاتے تھے) اور ہادی یعنی فقیہ ہو کر آپ کے پاس سے باہر نکلتے۔ (نثر الطیب)

اوقات خلوت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چائیک گھر میں کبھی تشریف نہ لاتے کہ

گھر والوں کو پریشان کر دیں بلکہ اس طرح تشریف لاتے کہ (گھر والوں) کو پہلے سے آپ کی تشریف آوری کا علم ہوتا۔ پھر آپ سلام کرتے۔ جب آپ اندر تشریف لاتے تو کچھ نہ کچھ دریا فنت فرمایا کرتے۔ بسا اوقات پوچھتے کہ کیا کچھ کھانے کو ہے؟ اور بسا اوقات خاموش رہتے یہاں تک کہ ماحضر پیش کر دیا جاتا۔ نیز منقول ہے کہ جب آپ گھر میں تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَفَانِي وَأَوَانِي وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
أَطْعَمَنِي وَسَقَانِي وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي مَنَّ عَلَيَّ
أَسْأَلُكَ أَنْ تُجِيرَنِي مِنَ النَّارِ

ترجمہ: ”تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے

میری (تمام ضروریات کی) کفایت فرمائی اور مجھے ٹھکانہ

بخشا، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے مجھے کھلایا

اور پلایا اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے مجھ

پر احسان فرمایا (اے اللہ) میں آپ سے درخواست کرتا

ہوں کہ آپ مجھے (عذاب) نار سے بچا لیجئے۔“

نیز ثابت ہے کہ آپ نے حضرت انسؓ سے فرمایا کہ جب تم گھر

والوں کے پاس جاؤ تو انہیں سلام کرو یہ تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لئے

باعث برکت ہوگا۔ (زاد المعاد، شمائل ترمذی)

۲۔ حضرت اسوٰہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر والوں میں آکر کیا کیا کرتے تھے۔ انہوں نے

فرمایا کہ اپنے گھر والوں کی خدمت یعنی گھریلو زندگی میں حصہ لیتے تھے۔ مخدوم اور ممتاز بن کر نہ رہتے تھے بلکہ گھر کا کام بھی کر لیتے تھے۔ مثلاً بکری کا دودھ دودھ لینا، اپنی نعلین مبارک سی لینا (بکذافی نشر الطیب) (اس میں دوسرے اعمال اور دیگر معمولات و مشاغل کی نفی نہیں ہے) (مسند احمد)

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر والوں اور خادموں کے ساتھ بہت خوش اخلاقی کا سلوک فرماتے اور کبھی کسی سے سرزنش اور سختی سے پیش نہ آتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر والوں کے لئے اس کا بڑا اہتمام فرماتے کہ کسی کو کسی قسم کی ناگواری نہ ہو۔

۴۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازواج مطہرات کے پاس ہوتے تو بہت نرمی اور خاطر داری کرتے اور بہت اچھی طرح ہنستے بولتے تھے۔ (ابن مساکر)

۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گھر میں تشریف رکھتے تو خانگی کاموں میں مصروف رہتے۔ خالی اور بیکار کبھی نہ بیٹھتے۔ معمولی معمولی کام خود انجام دے لیتے۔ مثلاً گھر کی صفائی، مویشی کو چارہ دینا، اونٹ اور بکری کا انتظام فرمانا اور بکری کا دودھ بھی خود ہی نکال لیا کرتے۔

خادم کے ساتھ مل کر کام کر لیا کرتے۔ آنا گندھوا لیتے۔

بازار سے خود سودا خریدنے جاتے اور کپڑے میں باندھ کر لے آتے۔ اپنا جوتا خود ہی سی لیتے۔ اپنے کپڑے میں خود پیوند لگا لیتے وغیرہ وغیرہ۔

(زاد العباد مدارج النبوة)

خواب اور بیداری میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرز و طریق

آپؐ ابتداً شب میں سوتے اور نصف شب کی ابتدا میں بیدار ہو جاتے۔ اٹھ کر مسواک فرماتے اور وضو کر کے جس قدر اللہ تعالیٰ نے مقدر کر رکھی ہوئی نماز پڑھتے، گویا بدن کے جملہ اعضاء اور تمام قویٰ کو نیند اور استراحت سے حاصل جاتا۔

آپؐ ضرورت سے زیادہ نہیں سوتے تھے اور ضرورت سے زیادہ جاگتے بھی نہ تھے۔ چنانچہ جب ضرورت لاحق ہوتی تو آپؐ دائیں طرف اللہ کا ذکر کرتے ہوئے آرام فرماتے حتیٰ کہ آپؐ کی آنکھوں پر نیند غالب آجاتی۔ اس وقت آپؐ شکم سیر نہ ہوتے نہ آپؐ سطح زمین پر لیٹ جاتے اور نہ زمین سے کچھ ہٹا اونچا ہوتا بلکہ آپؐ کا بستر چڑے کا ہوتا، جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوتی۔ آپؐ نگلیہ پر ٹیک لگاتے اور کبھی رخسار کے نیچے ہاتھ رکھ لیتے اور سب سے بہتر نیند دائیں جانب کی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند بقدر اعتدال تھی۔ قدر ضرورت سے زیادہ آپؐ نہ سویا کرتے تھے اور نہ قدر ضرورت سے زیادہ اپنے آپ کو سونے سے باز رکھا کرتے تھے یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب بھی فرماتے اور قیام بھی فرماتے جیسا کہ نوافل و عبادات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت کریمہ تھی، کبھی رات میں سو جاتے پھر اٹھ کر نماز پڑھتے اس کے بعد پھر سو جاتے۔ اس طرح چند بار سوتے اور اٹھتے تھے۔ اس صورت میں یہ

بات درست ہے کہ جو نیند میں دیکھنا چاہتا وہ بھی دیکھ لیتا اور جو بیدار دیکھنا چاہتا وہ بھی دیکھ لیتا۔
(زاد المعاد مدارج النبوة)

بستر استراحت

حضرت امام باقرؑ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے کسی نے پوچھا آپؐ کے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر کیسا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ چڑے کا تھا، جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی۔ حضرت حفصہؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپؐ کے گھر میں آپؐ کا بستر کیسا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ ایک ماٹ تھا جس کو دوہرا کر کے ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے تو ایک روز مجھے خیال ہوا کہ اگر اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا جائے تو زیادہ زرم ہو جائے گا، میں نے اسی طرح بچھا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کو دریافت فرمایا کہ میرے نیچے رات کو کیا چیز بچھائی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ وہی روزمرہ کا بستر تھا، رات کو اس کو چوہرا کر دیا تھا تا کہ زیادہ زرم ہو جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو پہلے ہی حال پر رہنے دو، اس کی نرمی رات کو مجھے شجہ سے مانع ہوئی۔ (شمائل ترمذی)

اکثر حدیثوں میں وارد ہے کہ بستر کبھی ماٹ کا ہوتا تھا، کبھی صرف پوریا ہوتا تھا۔

متعدد احادیث میں یہ مضمون ہے کہ صحابہ کرامؓ جب زرم بستر بنانے کی درخواست کرتے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ مجھے دنیوی راحت و آرام سے کیا کام۔ میری مثال تو

اس راگبیر کی سی ہے جو چلتے چلتے رامتہ میں ذرا آرام
لینے کے لئے کسی درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھ گیا ہو اور
تھوڑی دیر بیٹھ کر آگے چل دیا ہو۔ (خصائل نبوی)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک انصاری عورت نے
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر دیکھا کہ عبا بچھا رکھا ہے۔ انہوں نے ایک بستر
جس میں اون بھری ہوئی تھی، تیار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے
میرے پاس بھیج دیا جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو اس کو
رکھا ہوا دیکھا تو دریا منت فرمایا، یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ فلاں انصاری
عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بنا کر بھیجا ہے۔ حضور اقدس صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کو واپس کر دو۔ مجھے وہ اچھا معلوم ہوتا تھا،
اس لئے دل نہ چاہتا تھا کہ واپس کروں مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصرار
فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو حق تعالیٰ شانہ میرے لئے سونے اور
چاندی کے پہاڑ چلتے ہوئے کر دیں۔ اس ارشاد پر میں نے وہ بستر واپس کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ ایک بورے پر آرام فرما رہے تھے
جس کے کنارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن اطہر پر ظاہر ہو رہے
تھے، میں یہ دیکھ کر رونے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بات
ہے، کیوں رو رہے ہو۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ قیصر
و کسریٰ تو ریشم و مخمل کے گدوں پر سوئیں اور آپؐ اس بورے پر۔ حضور صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم نے فرمایا، رونے کی بات نہیں ہے۔ ان کے لئے دنیا ہے اور ہمارے

لئے آخرت ہے۔ (خصائل نبوی)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چھوٹے سے پورے پر نماز پڑھا کرتے تھے۔ (ابن سعد)

اندازِ استراحت

حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت آرام فرماتے چاندیاں ہاتھ داکیں رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے :

رَبِّ قَبْنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ

ترجمہ : ”اے رب تو مجھے اپنے عذاب سے بچاؤ

جس روز تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔“ (شمائل ترمذی)

حضرت صدیقہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے :

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَ اَحْيَا

ترجمہ : ”اے اللہ! میں تیرا نام لے کر مرنا اور جیتنا

ہوں۔“ (شمائل ترمذی)

اور جب جاگتے تو یہ دعا پڑھتے :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَاْنَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَ اِلَيْهِ النُّشُوْرُ

ترجمہ : ”سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے

ہمیں مار کر زندگی بخشی اور ہم کو اسی کی طرف اٹھ کر جانا

ہے۔“ (خصائل نبوی)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر رات میں جب بستر پر لیٹتے تھے تو دونوں ہاتھوں کو دعا مانگنے کی طرح ملا کر اور سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر ان پر دم فرماتے پھر تمام بدن پر سر سے پاؤں تک جہاں جہاں ہاتھ جاتا، ہاتھ پھیر لیا کرتے تھے۔ تین مرتبہ ایسا ہی کرتے تھے۔ سر سے ابتدا کرتے اور پھر منہ اور بدن کا اگلا حصہ پھر بقیہ بدن پر۔ (شمائل ترمذی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سونے کے مختلف دعائیں پڑھنا بھی ثابت ہے اور کلام اللہ کی مختلف سورتیں پڑھنا بھی ثابت ہے۔

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بھی نقل ہے کہ جو شخص قرآن مجید کی کوئی سورۃ سوتے ہوئے پڑھے اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ محافظ اس کے لئے مقرر ہو جاتا ہے جو جاگنے کے وقت تک اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔

مذکورہ بالا تین سورتوں کا پڑھنا خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔ ان کے علاوہ سبحات یعنی ان سورتوں کا پڑھنا جو سبح، یسبح، سبحان سے شروع ہوتی ہیں وارد ہے۔ نیز الم سجده اور تبارک المدی کا ہمیشہ پڑھنا وارد ہے نیز آیۃ الکرسی اور سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتوں کا پڑھنا بھی وارد ہے۔ (فتح الباری۔ خصال نبوی)

ایک صحابی کہتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سوتے ہوئے ہمیشہ قل یا ایہا الکفرون پڑھ کر سویا کرو۔ اس کے علاوہ بہت سی دعائیں پڑھنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔ (فتح الباری۔ خصال نبوی)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے :

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَّانَا
وَاَوَانَا فَاَكْمَرْمَمْنَ لَا كَافِيَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِيْ

(شامل زندی)

ترجمہ : ”تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور ہماری (تمام ضروریات کی) کفالت فرمائی اور ہمیں ٹھکانہ بخشا۔ چنانچہ کتنے ہی ایسے شخص ہیں جن کا نہ کوئی کفالت کرنے والا ہے اور نہ کوئی انہیں ٹھکانہ دینے والا ہے۔“

دیگر معمولات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کی چھال بھرے ہوئے چڑے کے گڈے پر چٹائی پر، ماٹ پر، کبھی کبھی بان کی بنی ہوئی چارپائی پر یا چڑے پر، زمین پر آرام فرمایا کرتے تھے۔ گھر میں کبھی آرام کیلئے تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے۔ (زاد المعاد) جس ماٹ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرماتے اس کو صرف دو تہہ کر کے بچھانے کا حکم دیتے۔ سوتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سانس کی آواز سنائی دیا کرتی تھی۔

آپؐ بھی چٹ لیٹتے اور پاؤں پر پاؤں رکھ کر آرام فرماتے مگر اس طرح کہ بستر نہیں کھٹا۔ اگر ستر کھٹنے کا اندیشہ ہو تو ایسے لیٹنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے۔ (زاد المعاد)

عشاء سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نہ سوتے۔

آپؐ رات کو ایسے گھر میں آرام نہ فرماتے کہ جس میں چراغ نہ بجایا گیا ہو۔ (زاد المعاد)

○ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحالت جنابت آرام فرمانے کا ارادہ فرماتے تو پہلے پا پاک جگہ کو دھو لیتے اور پھر وضو کر کے سو رہتے۔ (زاد المعاد)

○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام طور سے سونے سے پہلے وضو کر کے سونے کے عادی تھے۔ اگر رات کے کسی حصہ میں آنکھ کھلتی تو قضاے حاجت کے بعد صرف چہرے اور ہاتھوں کو دھو کر سوتے۔ (زاد المعاد)

○ سونے سے پہلے دوسرے کپڑے کی تہ بند باندھتے اور کرتا اتار کر مانگ دیتے اور پھر آرام فرمانے سے پہلے بستر کو کپڑے سے جھاڑ لیتے۔

(زاد المعاد)

○ رات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرماتے تو چارپائی کے نیچے ایک لکڑی کی حاجتی رکھی رہتی۔ رات کو جاگتے تو اس میں بیٹھا بکرتے۔

○ آپؐ کے سرہانے ایک سرمہ دانی رکھی رہتی۔ ہر رات سوتے وقت سرمہ لگاتے۔

○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیاہ رنگ کی سرمہ دانی رکھا کرتے تھے۔

○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرمہ لگاتے تو ہر آنکھ میں تین تین مرتبہ سلائی لگاتے اور کبھی ہر آنکھ میں دو دو مرتبہ اور آخری ایک سلائی دونوں آنکھوں میں لگا لیتے۔ (ابن سعد)

○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوتے وقت اپنے اہل بیت سے کچھ ادھر ادھر کی باتیں کیا کرتے، کبھی گھر کے متعلق اور کبھی عام مسلمانوں کے معاملات کے بارے میں۔ (نشر الطیب)



حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اثاثہ

آپ کے پاس زرہ، کمائیں، تیر، نیزے، ڈھال بھی تھے۔ آپ کے پاس تین بیٹے تھے جن کو جہاد کے مواقع پر استعمال کرتے تھے۔ آپ کے پاس ایک عصا تھا اسے لے کر آپ چلتے تھے اور اس کے سہارے سواری پر بیٹھتے تھے اور اسے اپنے اونٹ پر لٹکا دیا کرتے تھے۔ آپ کے پاس ایک لکڑی کا پیالہ بھی تھا جس میں کنڈے لگے ہوئے تھے اور ایک شیشہ کا پیالہ بھی تھا۔ ایک ایسا پیالہ بھی تھا جو آپ کی چارپائی کے نیچے رات میں پیشاب کرنے کے لئے رکھا رہتا تھا۔

آپ کے پاس ایک مشکیزہ تھا اور ایک پتھر کا برتن بھی تھا کہ جس سے آپ وضو فرماتے تھے۔ نیز کپڑے دھونے کا برتن اور ایک ہاتھ دھونے کا برتن بھی تھا۔ تیل کی ایک شیشی تھی، ایک تھیلہ تھا جس میں آمیز اور کنگھی رکھی رہتی تھی۔

آپؐ کی کنگھی ساگون کی تھی اور ایک سرمہ دانی تھی کہ جب آپؐ رات کو سوتے تو ہر آنکھ میں سرمہ اشد کی تین سلائیاں ڈالتے (اشد سرمہ کی اعلیٰ قسم ہے اور آپؐ نے اس کی بہت تعریف اور لگانے کی تاکید فرمائی ہے) آپؐ کے پاس ایک آمیزہ بھی تھا۔ نیز آپؐ کے تھیلے میں دو قینچیاں اور مسواک رہتی تھی۔ اس کے علاوہ آپؐ کے پاس ایک بڑا پیالہ تھا جس کے چار کنڈے تھے اور چار آدنی اسے اٹھاتے تھے اور ایک مدتھا۔ آپؐ کی چار پائی کے پائے ساگون کی لکڑی کے بنے ہوئے تھے۔ آپؐ کے پاس ایک ڈنڈا بھی تھا۔ آپؐ کا بستر چڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

یہ کل سامان رسالت آپؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا جو مختلف احادیث میں مروی ہے۔ (زاد المعاد)

ترکہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترکہ میں نہ دینار تھے نہ درہم اور نہ بکری تھی نہ اونٹ۔ اور عمر بن حارث کی حدیث میں ہے کہ آپؐ نے اپنے ترکہ میں کچھ نہ چھوڑا سوائے ہتھیاروں اور ایک خنجر اور تھوڑی سے زمین کے، وہ بھی صدقہ کر دی گئی تھی۔

(کتاب الشفاء)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پرانے کجاوہ پر حج فرمایا اس پر جو صوف کی چادر تھی وہ چار درہم سے زیادہ کی نہ تھی۔ اس حال میں آپؐ نے یہ دعا مانگی :

”اے اللہ ! اس کو خالص حج بنا جس میں ریا اور نمود نہ

ہو۔“

حالانکہ آپؐ نے یہ حج اس وقت کیا تھا جب آپؐ پر زمین کے خزانے
کھول دیئے گئے تھے اور اس حج میں سواونٹ ہدی (قربانی) کے لئے ساتھ لے
گئے تھے۔ (کتاب اشفاء)



محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن سلوک ازواجِ مطہرات کے ساتھ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیرونی زندگی اور خانگی زندگی کے عمل کو سرانجام دینے کے لئے اللہ جل شانہ نے خاص خاص وسائل اور اسباب مہیا فرمادیئے۔ چنانچہ آپ کے سامنے ایسی دو جماعتیں موجود تھیں جنہوں نے اس ضروری فرض کو ایسی خوش اسلوبی اور احتیاط کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچا دیا کہ ساری دنیا کے سامنے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام زندگی اور خلوت و جلوت کی ایک مکمل تصویر، رشد و ہدایت کے لئے موجود ہے۔

پہلی جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تھی اور دوسری جماعت امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین کی تھی۔

جنہوں نے من وعن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام حالات و معمولات و معاملات خلوت و علانہ امت کے سامنے پیش فرمادیئے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارک کا یہ روشن شعبہ بھی شرافت انسانیت کے حصول کے لئے واضح ہو جائے۔

ازدواجی معاملات و معمولات

آپ ازواجِ مطہرات کے حقوق میں پوری مساوات و عدل ملحوظ

رکھتے تھے۔ کسی طرح کا فرق نہ کرتے تھے۔ ربی محبت تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ جس کا مجھے اختیار ہے اس کی تقسیم تو میں نے مساوی طور پر کر دی لیکن جو بات میرے بس میں نہیں ہے اس پر مجھے ملامت نہ کیجئے گا (اختیاری چیز سے مراد معاملات و معاشرت اور غیر اختیاری بات سے مراد محبت و میلان طبع)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق بھی دی لیکن پھر رجوع فرمایا۔ یک ماہ تک ازواج مطہرات سے ایلاء بھی کیا تھا (ایلاء کے معنی ہیں کچھ مدت تک علیحدگی بغیر طلاق کے)۔

آپ کے ازدواجی تعلقات حسن معاشرت اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ حضرت عائشہ کے زانوں سے ٹیک بھی لگا لیتے تھے اور اسی حالت میں قرآن کی تلاوت بھی فرماتے بھی ایسا بھی ہوتا کہ وہ ایام سے ہوتیں مگر آپ ان کی طرف انکسار فرماتے۔ ایسا بھی ہوتا کہ بحالت صوم تقبیل کرتے۔ یہ سب آپ کے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ حسن اخلاق اور لطف و کرم کا نتیجہ تھا۔ جب آپ سفر کا ارادہ کرتے تو ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے۔ جس کے نام کا قرعہ نکل آتا وہی ساتھ جاتیں۔ پھر کسی کے لئے کوئی عذر نہ رہ جاتا۔ جمہور کا بھی یہی مسلک ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرتا ہو۔ اور میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ تم سب سے بہتر سلوک کرتا ہوں۔

جب آپ نماز عصر پڑھ لیتے تو تمام ازواج مطہرات کے گھروں میں روزانہ تشریف لے جاتے۔ ان کے پاس بیٹھتے، ان کے حالات معلوم کرتے۔

جب رات ہوتی تو وہاں تشریف لے جاتے جہاں باری ہوتی، شب وہیں بسر کرتے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ باری کی اتنی پابندی فرماتے کہ کبھی ہم میں کسی کو کسی پر ترجیح نہ دیتے اور ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا کہ آپؐ سب ازواج مطہرات کے یہاں روزانہ تشریف نہ لے گئے ہوں۔

ایک بار حضرت صفیہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ اگر تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجھ سے راضی کر دو تو اپنی باری تم کو بخش دوں گی۔ انہوں نے کہا اچھی بات ہے۔ چنانچہ حضرت صفیہؓ کی باری کے دن حضرت عائشہؓ آپؐ کے پاس حاضر ہوئیں۔ آپؐ نے فرمایا عائشہؓ تم کیسے آگئیں؟ واپس جاؤ، یہ تو صفیہؓ کی باری ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور سارا واقعہ عرض کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت صفیہؓ سے خوش ہو گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے آخری اور پہلے ہر حصہ میں ازواج مطہرات کے پاس جایا کرتے تھے۔ آپؐ بھی غسل فرما کر سوتے اور کبھی وضو کر کے سو جاتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار کی لڑکیوں کو حضرت عائشہؓ کے پاس کھیلنے کو بلایا کرتے تھے اور جائز امور میں آپؐ بھی ان کے ساتھ ہو جاتے اور جب عائشہؓ پانی پیتیں تو آپؐ ان کے ہاتھ سے پیالہ لے کر وہیں لب مبارک لگا لیتے جہاں سے انہوں نے پیا تھا۔

اور جب وہ ہڈی پر سے گوشت کھاتیں تو آپؐ وہ ہڈی جس پر گوشت

ہوتا لے کروہاں منہ لگاتے جہاں سے حضرت عائشہؓ نے کھایا تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے ساتھ مسابقت فرمائی اور ایک دوسرے کے ساتھ دوڑے۔ حضرت عائشہؓ دوڑ میں آگے نکل گئیں۔ پھر کچھ زمانہ کے بعد دوسری مرتبہ دوڑ ہوئی تو حضرت عائشہؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے نکل گئے۔ وجہ یہ تھی کہ پہلی مرتبہ حضرت عائشہؓ عام جسم کی تھیں۔ دوسری بار کے وقت بھاری جسم کی ہو گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہلی مرتبہ مجھ سے تمہارے آگے نکل جانے کا آج تم سے میرے آگے نکل جانے کا بدلہ ہے۔ (مدارج النبوة)

بعض وقت ازواجِ مطہرات ادھر ادھر کے قصے یا گزرے ہوئے واقعات بیان کرتیں تو آپؐ براہِ سنتے رہتے اور خود بھی کبھی اپنے گزشتہ واقعات سناتے۔ سیدہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ ہم میں اس طرح ہنستے بولتے بیٹھے رہتے تھے کہ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ کوئی اولوالعزم نبی ہیں لیکن جب کوئی دینی بات ہوتی یا نماز کا وقت آ جاتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپؐ وہ آدمی ہی نہیں ہیں۔

کھانے پینے میں ازواجِ مطہرات کو کوئی روک ٹوک نہیں تھی جو چاہتیں کھاتیں جو چاہتی پینتیں۔ ہر چند عسرت کی وجہ سے اچھا کھانا میسر نہ آتا۔ اہل بیت کے لئے سونے چاندی کے زیور پسند نہ فرماتے۔ اس زمانہ میں ہاتھی دانت کے زیوروں کا رواج تھا۔ آپؐ اس قسم کے زیور پہننے کا حکم دیتے۔ بیویوں کا پاک صاف رہنا پسند فرماتے۔ بیویوں پر لعن طعن نہ کرتے نہ ان سے سخت اور درشت لہجہ میں گفتگو کرتے۔ اگر کوئی بات ناگوار خاطر ہوتی تو اتفاقات میں کمی کر دیتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر کے

اندر تشریف لاتے تو نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ مسکراتے ہوئے داخل ہوتے۔
(اسوہ حسنہ)

بعض واقعات

بنی سواہ کے ایک شخص روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کی نسبت دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ تم قرآن میں نہیں پڑھتے انکے لعلی خلق عظیم ”یعنی قرآن شاہد ہے کہ آپؐ کے اخلاق اعلیٰ درجہ کے تھے۔ آپؐ کے اخلاق کا یہی نقشہ کافی ہے۔“ راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا اس کے متعلق مجھ سے کچھ بیان کیجئے۔ (یعنی کوئی خاص واقعہ جس سے اس آیت کی کچھ تفسیر بطور نمونے کے ہو جائے) حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ میں نے ایک بار آپؐ کے لئے کچھ کھانا تیار کیا اور کچھ کھانا آپؐ کے لئے حضرت حفصہؓ نے تیار کیا۔ میں نے اپنی لونڈی سے کہا کہ جا (دیکھتی رہ) اگر حضرت حفصہؓ کھانا لاویں اور میرے کھانے سے پہلے دسترخوان پر رکھ دیں تو کھانا گرا دینا (چنانچہ) وہ کھانا لائیں اور لونڈی نے اس کو گرا دیا۔ رکابی بھی گر گئی اور ٹوٹ گئی اور جس میں کھانا گرا (وہ دسترخوان چڑے کا تھا اس لئے ضائع نہیں ہوا)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کھانے کو جمع کیا اور (حضرت) حفصہؓ سے فرمایا تم (حضرت) عائشہؓ سے بدلہ لو یعنی اپنے برتن کے بدلہ برتن لو۔ (مسند احمد)

(ف) بدلہ دلوانا حضرت حفصہؓ کی دلجوئی کے لئے تھا تا کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی حضرت عائشہؓ کے فعل کو گوارا

فرمایا۔ ایسے معمولی خفیف معاملات میں ایسی دقیق رعایتیں کرنا یہ غایت درجہ کی شفقت و عنایت و تواضع کی دلیل ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حریرہ لائی جو میں نے آپؐ کے لئے تیار کیا تھا۔ میں نے حضرت سودہؓ سے جو وہاں موجود تھیں کہا کہ تم بھی کھاؤ انہوں نے کسی وجہ سے انکار کیا۔ میں نے کہا یا تو کھاؤ ورنہ تمہارا منہ اس حریرہ سے سان دوں گی۔ انہوں نے پھر بھی انکار کیا۔ میں نے حریرہ میں ہاتھ بھر کر ان کا منہ سان دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دیکھ کر ہنسے۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ سے مجھ کو (حضرت عائشہؓ) دبا یا (تاکہ مدافعت نہ کر سکیں) حضرت سودہؓ سے فرمایا تم ان کا منہ سان دو انہوں نے میرا منہ سان دیا۔ آپؐ پھر ہنسے۔ (جمع الفوائد۔ عن الموصلی)

ف (آپؐ کا حسن سلوک اور ازواج میں آپس میں بے تکلفی اور محبت واضح ہے)

حدیث : حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شب ان کے پاس سے باہر تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھ کو آپؐ پر شک ہوا (اس گمان سے کہ شاید کسی بی بی کے پاس تشریف لے گئے ہوں۔ حالانکہ یہ گمان نہ صحیح تھا نہ آپؐ کے معمول ملتزم کے اعتبار سے صحیح ہو سکتا تھا گو عدل بھی آپؐ پر واجب نہ ہو اور عقلاً حضرت عائشہؓ بھی ایسا گمان نہیں کر سکتی تھیں مگر طبعاً معذور تھیں۔ اسی واسطے اس کو غیرت سے تعبیر کیا جو امر ملعی ہے) (نثر لطیب)

پھر آپؐ تشریف لے گئے اور میں اضطراب میں جو کچھ کر رہی تھی

(مثلاً اضطراب کی حرکات) اس کو دیکھ کر آپؐ نے فرمایا، اے عائشہ تم کو کیا ہوا؟ کیا تم کو رشک ہوا؟ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیا وجہ کہ مجھ جیسا (محبت) آپؐ جیسے (محبوب) پر رشک نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تجھ کو تیرے شیطان نے پکڑ لیا۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میرے ساتھ کوئی شیطان ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں اور (تمہاری کیا تشخیص ہے) ہر آدمی کے ساتھ ایک شیطان ہے۔ میں نے کہا آپؐ کے ساتھ بھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپؐ نے فرمایا، ہاں! لیکن میرے رب جل جلالہ نے اس کے مقابلہ میں میری اعانت فرمائی۔ یہاں تک کہ میں اس سے سالم (یعنی محفوظ) رہتا ہوں یا (ایک روایت کے مطابق) یہ فرمایا کہ وہ اسلام لے آیا۔ (ب)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حضرت خدیجہؓ کا ذکر فرماتے تو ان کی تعریف فرماتے اور بہت زیادہ تعریف فرماتے تو مجھ کو ایک روز (بہت) رشک ہوا، اور میں نے کہا کہ آپؐ الہی عورت کا کیا کثرت سے ذکر فرماتے جس کی بانٹیں لال لال تھیں (یعنی دانت ٹوٹ جانے کی وجہ سے جلد سرخ نظر آنے لگتی ہے) اللہ تعالیٰ نے اس کی جگہ اس سے اچھی دے دی (یعنی میں) آپؐ نے فرمایا اس سے اچھی اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نہیں دی (یعنی تم ان سے اچھی نہیں ہو کیونکہ) وہ مجھ پر ایسے وقت میں ایمان لائیں جب اور لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا اور ایسے وقت میں میری تصدیق کی جب اور لوگوں نے میری تکذیب کی اور انہوں نے میری مالی مدد کی جبکہ اور لوگوں نے مجھ کو محروم رکھا (یعنی کسی نے مجھ سے ہمدردی نہیں کی کیونکہ دعوت نبوت کے بعد

عام طور پر لوگوں کو بغض ہو گیا تھا) اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان سے اولاد بھی دی جبکہ دوسری بیویوں سے مجھ کو اولاد نہیں دی۔ (مسند احمد)

(اس واقعہ میں آپ کا تعلق حضرت ضحیٰؓ کے ساتھ حضرت عائشہؓ کے تعلق سے اتنی تھا۔ صاف ظاہر ہے حالانکہ جذبہ طبعیہ کے اسباب حضرت عائشہؓ میں زیادہ تھے)

ایثار حقوق

حدیث : حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت میمونہؓ کے گھر میں بیمار ہو گئے تو آپؐ نے اپنی بیبیوں سے اس کی اجازت چاہی کہ میرے گھر میں آپؐ کی تیمارداری کی جائے ان سب نے اجازت دیدی۔ (ب)

ف۔ اس سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیبیوں کے پاس رہنے میں عدل فرماتے تھے۔ اگرچہ ایک تول میں آپؐ پر عدل واجب نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ اگر شوہر ایک کی باری میں دوسری کے گھر رہنا چاہے تو باری والی سے اجازت حاصل کرے۔ تیسرے یہ کہ بی بی کو بھی مناسب ہے کہ ایسے امور میں شوہر کی راحت کی رعایت کرے۔

رفیق اعلیٰ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شدت مرض کی حالت میں عبدالرحمن ابن ابی بکر صدیقؓ آئے تو ان کے پاس تازہ مسواک تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا۔ میں نے

خیال کیا کہ آپؐ کو اس کی خواہش ہے۔ میں نے عبدالرحمنؓ سے لے کر اس کو چبایا اور اس کو صاف کر کے آپؐ کو دے دیا۔ آپؐ نے خوب اچھی طرح مسواک کی (جیسے کبھی مسواک کرنے کی عادت تھی) پھر اس کو میری طرف بڑھایا۔ مسواک آپؐ کے ہاتھ سے گر گئی (اور اسی حدیث میں یہ بھی ہے) پھر آپؐ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور دعا کی : ”اے اللہ رفیقِ اعلیٰ میں ملا دے۔ اور اس کے بعد آپؐ اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔“ (مشکوٰۃ)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبل آپؐ کی وفات کے اپنے سینہ کے سہارے بٹھا رکھا تھا۔ اسی حالت میں میں نے آپؐ کو یہ کہتے سنا۔ اے اللہ میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھ کو رفیقِ اعلیٰ میں شامل فرما (یعنی ارواحِ طیبہ و ملائکہ کی جماعت میں)۔ (ج) ف۔ بعض اہل غلو قربِ حق کے لئے ازواج و اولاد سے بعد کو شرط سمجھتے ہیں۔ اس میں رد ہے اس کا، دیکھئے، اس وقت سے زیادہ کتنا وقت ہوگا، قربِ حق کا؟ اور اس میں بی بی سے اتنا قرب ہے کہ ان کے سہارے لگے بیٹھے ہیں۔ اہل غلو نے قرب کی حقیقت ہی نہیں سمجھی۔ اس کی حقیقت ذکر و طاعت ہے اگر بی بی اس میں معین ہو تو یہ تعلق اس قرب کا موکد ہے۔

(ماخوذ از کتاب کثرت الازواج لصاحب المعراج)

(مؤلفہ: حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی ندس سرہ العزیز)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھانے پینے کا انداز

عاداتِ طیبہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹیک لگا کر کھانا تناول نہ فرماتے۔ آپؐ فرماتے تھے میں بندہ ہوں اور بندوں کے مانند بیٹھتا ہوں اور ایسے ہی کھاتا ہوں جیسے بندے کھاتے ہیں (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشست اس قسم کی تھی کہ گویا گھٹنوں کے بل ابھی کھڑے ہو جائیں گے) یعنی اکڑوں بیٹھ کر۔

(زاد المعاد)

ٹیک لگانے سے مراد جم کر بیٹھنا اور کھانے کے وقت چوکڑی مار کر سرین پر بیٹھنا، اس بیٹھنے کے مانند ہے جو کسی چیز کو اپنے نیچے رکھ کر ٹیک لگا کر بیٹھے۔

صاحبِ مواہب کہتے ہیں۔ کھانے کے لئے اس طرح بیٹھنا مستحب

ہے کہ دونوں رانوں کو کھڑا کرے اور دونوں قدموں کی پشت پر نشست کر کے یا اس طرح کہ اپنے پاؤں کو کھڑا کرے اور بائیں پاؤں پر بیٹھے۔ ابنِ قیمؒ نے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تواضع و ادب کی خاطر بائیں قدم کے اندر کی جانب کو اپنے قدم کی پشت پر رکھتے تھے۔

(مدارج النبوة)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تواضع میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کھانے میں کبھی عیب نہ بتاتے تھے اگر چاہا تو کھالیا اور نہ چھوڑ دیا اور یہ کبھی نہ فرمایا کہ یہ کھانا برا ہے ترش ہے، نمک زیادہ ہے یا کم ہے، شوربہ گاڑھا ہے یا تپلا ہے۔
(مدارج النبوة)

قائدہ : اس جگہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھانے میں عیب نکالنا غلطی اور خلاف اتباع سنت ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اگر طعام میں تذکرۂ برائی بتائیں اور کہیں کہ برا پکا ہے اور مال ضائع کر دیا ہے تو یہ جائز ہے لیکن اس میں بھی پکانے والے کی دل شکنی ہے۔ اگر ایسا نہ کریں تو بہتر ہے۔
(مدارج النبوة)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانے کی ابتدا میں بسم اللہ پڑھتے اور آخر میں حمد کرتے **الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ**

(زاد المعاد)

آپ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے اور سیدھے ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھانا شروع کرتے۔
(زاد المعاد)

کھانا اگر برتن کی چوٹی تک ہوتا تو آپ چوٹی سے کھانا شروع نہ فرماتے بلکہ اپنے سامنے نیچے کی جانب سے شروع کرتے اور فرماتے کہ کھانے میں برکت چوٹی ہی میں ہوتی ہے۔

(خصائل نبوی۔ نشر الطیب۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

آپ جب کسی کھانے میں ہاتھ ڈالتے تو انگلیوں کو جڑوں تک کھانے میں نہیں بھرتے۔
(نشر الطیب)

حدیث : کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریفہ تین انگلیوں سے کھانا تناول فرمانے کی تھی اور ان کو چاٹ بھی لیا کرتے تھے۔ (شمائل ترمذی - مسلم)

بعض روایات میں ہے کہ پہلے بیچ کی انگلی چاٹتے تھے اس کے بعد شہادت کی انگلی اس کے بعد انگوٹھا۔ (خصائل نبوی)

اگر کوئی چیز پتلی ہوتی تو شاذ و نا درجہ والی انگلی کے برابر والی انگلی کو بھی استعمال کرتے تھے۔ (طبرانی - خصائل نبوی)

کھانے یا پینے کی چیز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھونک نہیں مارتے اور اس کو برا جانتے۔ (ابن سعد)

آپ کھانے کو کبھی نہیں سونگھتے اور اس کو برا جانتے۔ (شرطیب)

کھانا اگر ایک قسم کا آپ کے سامنے ہوتا تو آپ صرف اپنے ہی سامنے سے تناول فرماتے اور اگر مختلف قسم کا کھانا ہوتا چاہے برتن ایک ہی ہوتا تو بلا تامل دوسری جانب بھی ہاتھ بڑھاتے۔ (زاد المعاد)

جب کھانا پاس آتا تو فرماتے :

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَآرِزِ قُنَّا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ يَسْمِ اللّٰهُ

ترجمہ : ”اے اللہ آپ نے ہمیں جو رزق عنایت

فرمایا، اس میں ہمیں برکت عنایت فرما اور ہمیں روزخ

کے عذاب سے بچا، اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔“

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانے میں سے اول لقمہ لیتے تو

فرماتے۔ یا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ ترجمہ : ”اے بہت بخشنے والے“ جب

آپ کھانا تناول فرما چکے تو فرماتے :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ
(شمائل ترمذی)

ترجمہ : ”سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے

ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا۔“

جب دسترخوان اٹھ جاتا تو آپ ارشاد فرماتے :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا کَثِیْرًا طِیْبًا مُّبَارَکًا فِیْهِ غَیْرُ
مَکْفِیٍّ وَلَا مُوَدِّعٍ وَلَا مُسْتَغْنٰی عَنْهُ رَبَّنَا

(بخاری۔ زاد المعاد۔ شمائل ترمذی)

ترجمہ : سب تعریفیں اللہ کے لئے سزاوار ہیں جو بہت

ہی عہدہ بڑی بابرکت انداز میں ہو۔ ہم اس دسترخوان کو

یہ سمجھ کر نہیں اٹھا رہے ہیں کہ یہ کھانا ہمارے لئے کافی

نہیں ہے اور یہ کہ ہم اس سے مستغنی ہو گئے ہیں۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں مدعو ہوتے تو داعی کے حق

میں ان الفاظ سے ضرور دعا فرماتے :

اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَہُمْ فِیْ مَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَہُمْ وَارْحَمْہُمْ
(زاد المعاد۔ مدارج النبوة)

ترجمہ : ”اے اللہ ان کے رزق میں برکت دے اور

ان کو بخش دے اور ان پر رحم فرما۔

کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے اور ہاتھوں پر جو تری ہوتی اس کو

ہاتھوں، چہرے اور سر مبارک پر مل کر شگ کر لیتے۔ ایک روایت میں اعضائے وضو پر ہاتھ پونچھنا بھی آیا ہے۔

(ابن ماجہ)

کھانے کے لئے وضو

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء سے فراغت پر باہر تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں کھانا حاضر کیا گیا اور وضو کا پانی لانے کے لئے عرض کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے وضو کا اسی وقت حکم ہے جب نماز کا ارادہ کروں۔ (شمائل ترمذی)

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد وضو (ہاتھ منہ دھونا) بہرکت کا سبب ہے۔ (شمائل ترمذی)

کھانے سے پہلے بسم اللہ

عمر بن ابی سلمہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھانا رکھا ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا بیٹا قریب ہو جاؤ اور بسم اللہ کہہ کے داڑھے ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھانا شروع کرو۔ (شمائل ترمذی)

بسم اللہ کہنا بالاتفاق سنت ہے اور داڑھے ہاتھ سے کھانا جمہور کے نزدیک سنت ہے اور بعض کے نزدیک واجب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے کہ داڑھے ہاتھ سے کھاؤ اور داڑھے ہاتھ سے پیو اس لئے کہ بائیں ہاتھ

سے شیطان کھانا اور پیتا ہے۔ (خصائل نبوی)

حضرت انسؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ جل جلالہ و شانہ بندہ کی اس بات پر بہت ہی رضا مندی ظاہر فرماتے ہیں کہ جب ایک لقمہ کھانا کھالے یا ایک گھونٹ پانی پئے تو حق تعالیٰ شانہ کا اس پر شکر ادا کرے۔

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ أَحْصِيَ شَاءَ عَلَيْكَ
(شما کی تہذیب)

جو شخص بسم اللہ پڑھے بغیر کھانا شروع کر دیتا تو آپؐ اس کا ہاتھ پکڑ لیا کرتے اور اس کو بسم اللہ پڑھنے کے لئے تاکید فرماتے۔ (زاد المعاد)
علماء نے لکھا ہے کہ بسم اللہ کو آواز سے پڑھنا اولیٰ ہے تاکہ دوسرے ساتھی کو اگر خیال نہ رہے تو یاد آ جائے۔ (خصائل نبوی)
جس نعمت کے اول بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ ہو اس نعمت سے قیامت میں سوال نہ ہوگا۔ (ابن حبان)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو درمیان میں یا بعد میں یاد آنے پر اس طرح پڑھیں : بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلُهُ وَآخِرُهُ

(زاد المعاد شما کی تہذیب)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کھانا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات تک آپؐ کے اہل و عیال نے مسلسل روزوں بھی جو کی روٹی سے پیٹ بھر کر کھانا

نہیں کھایا۔ (شمائل ترمذی)

(یعنی کھجوروں سے اگر چہ اس کی نوبت آگئی ہو لیکن روٹی سے کبھی یہ نوبت نہیں آئی کہ مسلسل رو دینا ملے ہو)

کبھی کبھی گیسوں کی روٹی بھی تناول فرمائی ہے۔ (خصائل نبوی)
سہیل بن سعد سے کسی نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی سفید میدہ کی روٹی بھی کھائی ہے انہوں نے جواب دیا کہ آپؐ کے سامنے آخر عمر تک میدہ آیا بھی نہ ہوگا۔ (بخاری۔ شمائل ترمذی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا نہ چھوٹی ٹشتریوں میں کھایا نہ آپؐ کے لئے کبھی چپاتی پکائی گئی۔ آپؐ کھانا چڑے کے دسترخوان پر تناول فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

مرغوبات

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا سرکہ بھی کیسا اچھا سالن ہے۔ (شمائل ترمذی)
ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ نے سرکہ میں برکت کی دعا فرمائی ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ پہلے انبیاء کا بھی یہی سالن رہا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس گھر میں سرکہ ہو وہ محتاج نہیں ہے یعنی سالن کی احتیاج باقی نہیں رہتی۔

(ابن ماجہ)

ابو اسیدؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ہے کہ زیتون کا تیل کھانے میں بھی استعمال کرو اور مالش میں بھی۔ اس لئے کہ یہ ایک بابرکت درخت کا تیل ہے۔ (شمائل ترمذی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بونگ کا گوشت پسند تھا۔ آپؐ نے اس کو دانٹوں سے کاٹ کر تناول فرمایا۔ (یعنی چھری وغیرہ سے نہیں کاٹا)

دانٹوں سے کاٹ کر کھانے کی ترغیب بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ گوشت کو دانٹوں سے کاٹ کر کھایا کرو کہ اس سے ہضم بھی خوب ہوتا ہے اور بدن کو زیادہ موافق پڑتا ہے۔

(خصائل نبوی)

ایک حدیث شریف میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ ہاتھ کا گوشت بہترین گوشت ہے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھنا ہوا گوشت اور سالن میں کدو بہت مرغوب تھا۔ (ابن سعد، شمائل ترمذی)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرکہ کو اور روغن زیتون کو اور شیریں چیز کو اور شہد کو پسند فرماتے تھے۔ (زاد المعاد)

آپؐ نے مرغ کا، مرغاب کا اور بکری کا اور اونٹ اور گائے کا گوشت کھایا۔ آپؐ شید کو (یعنی شوربے میں توڑی ہوئی روٹی کو) پسند فرماتے تھے۔ آپؐ فلفل اور مصالحے بھی کھاتے تھے۔

آپؐ نے خرمائے نیم پختہ تازہ اور خرمائے خشک اور چغندر اور جیس (یعنی کھجور اور گھی اور پنیر کا امیدہ بھی) کھایا ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہانڈی اور

پیالہ کا بچا ہوا کھانا مرغوب تھا۔

آپؐ کڑی خرمہ کے ساتھ کھاتے تھے جیسا کہ عبد اللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے روایت کیا ہے کہ آپؐ تربوز خرمہ کے ساتھ کھاتے اور فرماتے کہ اس کی گرمی کا اس کی سردی سے تدارک ہو جاتا ہے اور پانی آپؐ کو وہ پسند تھا جو شیریں اور سرد ہو، اور آپؐ مٹا کر کے اس کا زلال اور دودھ اور پانی سب ایک ہی پیالہ میں پیا کرتے تھے۔ یہ پیالہ کڑی کا مونا سانا ہوا تھا اور اس میں لوہے کے پتر لگے تھے۔ (ابن سعد)

آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ دودھ کے سوا کوئی چیز نہیں جو کھانے اور پینے دونوں کا کام دے سکے۔ (نثر لطیف)

مہمان کی رعایت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مہمانوں سے کھانے کے لئے اصرار فرماتے اور بار بار کہتے۔ ایک بار ایک شخص کو دودھ پلانے کے بعد اس سے بار بار فرمایا، اطرب اطرب اور پیو اور پیو۔ یہاں تک کہ اس شخص نے قسم کھا کر عرض کیا۔ قسم ہے اس خدا نے برتری جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اب اور گنجائش نہیں ہے۔ (بخاری۔ مدارج النبوة)

کسی مجمع میں کھانا تناول فرمانے کا اگر اتفاق ہوتا تو سب سے آخر میں آپؐ ہی اٹھتے۔ کیونکہ بعض آدمی دیر تک کھاتے رہنے کے عادی ہوتے ہیں اور ایسے لوگ جب دوسروں کو کھانے سے اٹھتا دیکھتے ہیں تو شرم کی وجہ سے خود بھی اٹھ جاتے ہیں۔ لہذا ایسے لوگوں کا لحاظ فرماتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

وہم بھی یہ تکلف تھوڑا تھوڑا کھاتے ہی رہتے۔ (زاد المعاد۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)
 اگر کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور کسی ہم جلیس کو کوئی چیز کھانے یا
 پینے کی عنایت فرماتے تو راہنی طرف بیٹھنے والے کو اس کا زیادہ حقدار سمجھتے اور اس
 کو دیتے اور اگر بائیں جانب بیٹھنے والے کو عنایت فرمانا چاہتے تو راہنی طرف
 والے سے اجازت لے لیتے۔ یہ ترتیب اور یہ عمل ہمیشہ ملحوظ رہتا، گو بائیں طرف
 کا آدمی کتنا ہی بڑی شخصیت کا ہوتا۔ (بخاری و مسلم۔ زاد المعاد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہیں مدعو ہوتے اور کوئی شخص
 بغیر بلائے ساتھ ہو جاتا تو آپؐ اس کو ساتھ لے لیتے مگر داعی کے گھر پہنچنے پر داعی
 سے اس کے لئے اجازت طلب فرماتے اور اجازت حاصل کرنے پر ہمراہ
 رکھتے۔ (مدارج النبوة)

کھانے کے متعلق بعض سنن طیبہ

حضرت اسماءؓ سے مروی ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کے پاس گرم کھانا لایا جاتا تو آپؐ اس کو اس وقت تک ڈھانپ کے رکھتے
 جب تک اس کا جوش نہ ختم ہو جاتا۔ اور فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم سے سنا ہے کہ سرد کھانے میں عظیم برکت ہے۔ (دارق۔ مدارج النبوة)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 ہے جب کھانا سامنے رکھ دیا جائے تو جوتے اتار ڈالو۔ اس لئے کہ جوتوں کے
 اتار ڈالنے سے قدموں کو بہت آرام ملتا ہے۔ (ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانے کے بعد پانی نوش نہ فرماتے

کیونکہ مضر ہضم ہے۔ جب تک کھانا ہضم کے قریب نہ ہو پانی نہ پینا چاہئے۔

(مدارج النبوة)

آپؐ رات کا کھانا بھی تناول فرمایا کرتے تھے۔ اگرچہ کھجور کے چند دانے ہی کیوں نہیں فرمایا کرتے تھے کہ عشاء کا کھانا چھوڑ دینا بڑھاپا لانا ہے۔

(جامع ترمذی۔ سنن ابن ماجہ۔ زاد المعاد)

کھجور یا روٹی کا کوئی ٹکڑا کسی پاک جگہ پڑا ہوتا تو اس کو صاف کر کے کھا لیتے۔

آپؐ کھانا کھاتے ہی سو جانے کو منع فرماتے تھے۔ (یہ دل میں ثقالت پیدا کرتا ہے)

دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر کے لئے لیٹ جانا بھی مسنون ہے۔

جس قدر کھانا میسر ہو اس پر قناعت کرنا یعنی جیسا بھی اور جتنا بھی مل جائے اس پر راضی رہنا اور اس کو اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھ کر کھانا چاہئے۔ (مالک)

اور یہ نیت رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت اس کی عبادت پر ثواب حاصل ہونے کے لئے کھانا ہوں۔ (الترغیب والترہیب)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقلیل غذا کی رغبت دلایا کرتے اور فرماتے تھے کہ محدہ کا ایک تہائی حصہ کھانے کے لئے اور ایک تہائی پانی کے لئے اور ایک تہائی خود محدہ کے لئے چھوڑ دینا چاہئے۔ (زاد المعاد)

پھلوں، ترکاریوں کا استعمال ان کے مصلح چیزوں کے ساتھ فرمایا کرتے۔ (زاد المعاد)

کسی دوسرے کو کھانا دینا یا کسی سے کھانا لینا ہو تو دایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہئے۔ (ابن ماجہ)

چند آدمیوں کے ساتھ کھانا باعث برکت ہوتا ہے۔ (ابوداؤد)

کھانے میں جتنے ہاتھ جمع ہوں گے اتنی ہی برکت زیادہ ہوگی۔ (مشکوٰۃ)

کھانے کے دوران جو چیز دسترخوان یا پیالہ سے گر جائے اسے اٹھا کر کھالینا بھی ثواب ہے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ اس میں محتاجی، برص اور کوڑھ سے حفاظت ہے اور جو کھاتا ہے اس کی اولاد حماقت سے محفوظ رہتی ہے اور انہیں عافیت دی جاتی ہے۔ (مدارج النبوة)

حضرت عباسؓ سے روایت کی جاتی ہے کہ فرمایا کہ جو دسترخوان پر گری ہوئی چیز اٹھا کر کھاتا ہے اس کی اولاد حسین و جمیل پیدا ہوتی ہے اور اس سے محتاجی دور کی جاتی ہے۔ (مدارج النبوة)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچا لہسن کھانے سے منع فرمایا ہے مگر جبکہ اس کو پکا لیا جائے تو اس کا کھانا درست ہے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

کھانے کی مجلس میں جو شخص بزرگ اور بڑا ہو اس سے کھانا پہلے شروع کرانا چاہئے۔ (مسلم)

کھانا کھاتے ہوئے کھانے کی چیز یا لقمہ نیچے گر جائے تو اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھالینا چاہئے۔ شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔ (ابن ماجہ۔ مسلم)

کھانے کے درمیان کوئی شخص آجائے تو اس سے کھانے کے لئے پوچھ لینا چاہئے۔

دستر خوان پہلے اٹھالیا جائے اس کے بعد کھانے والے اٹھیں۔ (ابن ماجہ)

نئے پھل کا استعمال

جب آپ کی خدمت میں موسم کا نیا پھل پیش ہوتا تو آپ اس کو آنکھوں اور ہونٹوں پر رکھتے اور یہ الفاظ دعا ارشاد فرماتے :

اَللّٰهُمَّ كَمَا اَرْيَتْنَا اَوَّلَهُ، اَرِنَا اٰخِرَهُ

ترجمہ : اے اللہ جس طرح آپ نے ہمیں اس پھل

کا شروع دکھلایا (اسی طرح) اس کا آخر بھی ہمیں دکھا۔

اور پھر آپ کی خدمت میں جو سب سے کم عمر بچہ ہوتا، اس کو عنایت

فرماتے۔ (زاد المعاد)

مشروبات میں عادت طیبہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی پینے میں تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ اس طرح سے پینا زیادہ خوشگوار ہے اور خوب سیر کرنے والا ہے اور حصول شفاء کے لئے اچھا ہے۔

(شامل ترمذی)

دوسری حدیث میں صراحت کے ساتھ وارد ہے کہ جب تم میں سے

کوئی پانی پئے تو چپا لے میں سانس نہ لے بلکہ چپا لے سے منہ ہٹا لے۔

(زاد المعاد شامل ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سرد اور شیریں پانی زیادہ محبوب تھا۔ (زاد المعاد)

کھانے کے بعد پانی پیچھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت نہیں ہے خصوصاً اگر گرم ہو یا زیادہ سرد ہو کیونکہ یہ دونوں صورتیں بہت زیادہ نقصان دہ ہوتی ہیں۔ (زاد المعاد)

آپؐ ورزش کے بعد تکان ہونے پر اور کھانا یا پھل کھانے پر اور جماع یا غسل کے بعد پانی پینے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ (زاد المعاد)

احادیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانی چوس چوس کر پیو اور غٹ غٹ کر نہ پیو۔

(مدارج النبوة)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پینے کی چیز کسی مجلس میں تقسیم کراتے تو حکم دیتے کہ عمر میں بڑے لوگوں سے دور شروع کیا جائے اور آپؐ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب مجلس میں کسی پینے کی چیز کا دور چل رہا ہوتا اور بار بار پیالہ آرہا ہوتا تو دوسرا پیالہ آنے پر اسکو اسی جگہ سے شروع کراتے جہاں پہلا دور ختم ہوا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے احباب کو کوئی چیز پلاتے تو آپؐ خود سب سے آخر میں نوش فرماتے اور فرماتے ساتی سب سے آخر میں پیتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارک بیٹھ کر پانی پینے کی تھی اور صحیح روایات میں آپؐ سے منقول ہے کہ آپؐ نے کھڑے ہو کر پینے کو منع فرمایا ہے، نیز ایک ہاتھ سے بھی پینے کو منع فرمایا ہے۔ (زاد المعاد)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی شخص کو حق تعالیٰ شانہ کوئی چیز کھلائیں تو یہ دعا پڑھنی چاہئے:

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ

ترجمہ : ”اے اللہ تو ہمیں اس میں برکت عنایت فرما

اور اس سے بہتر نصیب فرما۔“ (شامل ترمذی)

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ

ترجمہ : ”اے اللہ تو اس میں ہمیں برکت دے اور ہم

کو اس سے اچھی چیز نصیب فرما۔“

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاشبہ آب شیریں و سرکو پسند فرماتے۔

آپ کے لئے دور سے ایسا پانی لایا جاتا تھا۔ (خصائل نبوی مدارج النبوة)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہر میں پانی ملا کر نوش فرمایا ہے اور علی

الصبح نوش فرماتے۔ اور جب اس پر کچھ وقت گزر جاتا اور بھوک معلوم ہوتی تو جو

کچھ کھانے کی قسم کامو جو رہوتا تناول فرماتے۔ (مدارج النبوة)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دودھ کو پسند فرماتے تھے، آپ نے فرمایا

کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کھانے اور پینے دونوں کے کام آئے، بجز دودھ کے

کھانے کے بعد دعا فرماتے :

اللَّهُمَّ زِدْنَا خَيْرًا مِنْهُ

ترجمہ : ”اے اللہ ہمیں (یہ) زیادہ (اور) اس سے

بہتر عطا فرما۔“ (مدارج النبوة)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی خدمت میں آپ زم زم کا ڈول لایا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے

کھڑے ہو کر پیا۔ (اس وقت اس جگہ جینٹے کا موقع نہ تھا) (شامل ترمذی)

بعض کا تول ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پیٹا آب وضو اور آب زم زم کے

(مدارج النبوة)

ساتھ خاص ہے۔

www.darsequran.com

نبی الرحمة صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول لباس و آرائش

لباس کا معمول مبارک

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت کریمہ لباس شریف میں وسعت اور ترک تکلف تھی۔ مطلب یہ ہے کہ جو پاتے زیب تن فرماتے۔ اور تعین کی تنگی اختیار نہ فرماتے اور کسی خاص قسم کی جستجو نہ فرماتے اور کسی حال میں عمدہ نفیس کی خواہش نہ فرماتے اور نہ ادنیٰ و حقیر کا تکلف فرماتے جو کچھ موجود میسر ہوتا پہن لیتے اور جو لباس ضرورت کو پورا کر دے اسی پر اکتفا کرتے۔

اکثر حالتوں میں آپ کا لباس چادر اور ازار (یعنی تہبند) ہوتا جو کچھ سخت اور موٹے کپڑے کا ہوتا اور کبھی پشمینہ بھی پہنا ہے۔

منقول ہے کہ آپ کی چادر شریف میں متعدد پینڈ لگے ہوتے تھے جسے آپ اڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے میں بندہ ہی ہوں اور بندوں ہی جیسا لباس پہنتا ہوں۔ (شیخین نے روایت کیا ہے)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی تمام خوبیوں میں لباس کا ستھرا رکھنا اور کم پر راضی ہونا پسند ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میلے اور گندے کپڑوں کو کمرہ اور
ناپسند جانتے تھے۔ (مدارج النبوة)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی تہبند کو سامنے کی جانب لٹکاتے
اور عقب میں اونچا رکھتے۔ (مدارج النبوة)

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکبر و غرور کی مذمت فرماتے تو صحابہ
عرض کرتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے
اچھے ہوں اور اس کی جوتیاں عمدہ ہوں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا :

إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ (الکبر بطرالحق)

ترجمہ : ”بیشک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا
ہے۔“

ایک اور حدیث شریف میں ہے :

إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ يُحِبُّ اللَّطَافَةَ

ترجمہ : ”بیشک اللہ تعالیٰ لطیف ہے اور لطافت کو پسند
کرتا ہے۔“

چنانچہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فود کے آنے پر ان کے لئے نخل
فرماتے اور جمعہ وعیدین کے لئے بھی آرائش فرماتے اور مستقل جدالباس محفوظ
رکھتے تھے۔ (مدارج النبوة)

حضرت ام سلمہؓ سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب
ترین لباس قمیص (کرتا) تھی۔ اگرچہ تہبند اور چادر شریف بھی بکثرت زیب تن

فرماتے تھے لیکن قمیص کا پہننا زیادہ پسندیدہ تھا۔ (شامل ترمذی)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیر بن مبارک سوتی اور ننگ رامن اور آستین والا ہوتا تھا اور آپؐ کے قمیص مبارک میں گھنڈیاں لگی ہوئی تھیں اور قمیص مبارک میں سینہ کے مقام پر گریبان تھا اور یہی قمیص کی سنت ہے۔ (مدارج النبوة)

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس حال میں دیکھا کہ میرے جسم پر کم قیمت کے کپڑے تھے تو فرمایا کہ کیا تیرے پاس از قسم مال ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کے مال و دولت سے نوازا ہے۔ پھر فرمایا خدا کی نعمت اور اس کی بخشش کو تمہارے جسم سے ظاہر ہونا چاہئے۔ مطلب یہ ہے کہ تو نگری کی حالت کے مناسب کپڑے پہنو اور خدا کی نعمت کا شکر ادا کرو۔

اور ایک الجھے ہوئے بالوں والے پریشان حال سے فرمایا کہ کیا یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے سر کو تسکین دے۔ (یعنی بالوں کو کٹھکا کرے)

اور ایسے شخص کو دیکھا جس پر میلے اور غلیظ کپڑے تھے۔ فرمایا کہ یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے کپڑوں کو دھو لے۔ (یعنی صابن وغیرہ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید لباس پہننے کو پسند فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ حسین ترین لباس سفید کپڑوں کا ہے۔ چاہتے کہ تم میں سے زندہ لوگ بھی پہنیں اور اپنے مردوں کو بھی سفید کفن دیں۔ (مدارج النبوة۔ شامل ترمذی)

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلی اوزہا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ صبح کے وقت باہر تشریف لے گئے تو آپؐ کے بدن پر ایک سیاہ بالوں کی چادر تھی۔ (شمائل ترمذی)

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے دن داخل ہوئے تو سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ (مدارج النبوة)

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پشینہ یعنی اونی کپڑے بھی پہنے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر چادر پہینا کرتے تھے۔ (مدارج النبوة)

چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں میں اطمینان و الطیف تھے اس لئے اس کی علامت آپؐ کے بدن مبارک میں ظاہر تھی کہ آپؐ کے جسم اطہر سے نکلنے کی وجہ سے آپؐ کے کپڑے میلے نہ ہوتے تھے اور نہ آپؐ کے لباس مبارک میں جوں پڑتی تھی اور نہ کپڑوں پر اور نہ آپؐ کے جسم اطہر پر مکھی بیٹھی تھی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چڑے کے موزے پہنے ہیں اور ان پر مسح فرمایا ہے۔ یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ (مدارج النبوة)

لباس میں سب سے بہترین طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے جو مسنون ہے جس کا آپؐ نے حکم دیا ہے یا ترغیب دی اور خود اس پر مسلسل عمل فرمایا۔ آپؐ کا طریقہ (سنت) لباس یہ ہے کہ :

سپاس کا بنا ہوا یا صوف کا یا کتان کا بنا ہوا کوئی سا بھی ہو اور جو بھی لباس میسر آئے پہن لیا جائے۔ آپؐ نے یمنی چادروں، جبہ، قبا، قمیص، پاجامہ، تہبند، چادر (سادہ) موزہ، جو تاہر چیز استعمال فرمائی ہے۔

آپؐ نے نشان زدہ سیاہ کپڑا (سیاہ دھاری دار) اور سیاہ کپڑا بھی پہنا

ہے اور سادہ کپڑا بھی پہنا ہے۔ سیاہ لباس اور سبز ریشم کی آستین والا لباس بھی پہنا ہے۔

پا جامہ: آپؐ نے ایک پا جامہ بھی خریدا ہے اور ظاہر ہے کہ پہننے ہی کے لئے خریدا ہوگا۔ اور اصحاب کرامؓ آپؐ کی اجازت سے پہنا بھی کرتے تھے۔ (زاد المعاد)

حضرت عائشہؓ سے صحیح روایات میں ہے کہ انہوں نے ایک پرانا کھل اور مونے سوت کی ایک چادر نکالی اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کپڑوں میں رحلت فرمائی۔ (زاد المعاد)

قمیص مبارک

ملا علی ثارئیؓ نے دمیا طئی سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرتا (قمیص) سوت کا بنا ہوا تھا جو زیادہ لمبا بھی نہ تھا اور اس کی آستین بھی زیادہ لمبی نہ تھی۔ یجوریؓ نے لکھا ہے کہ آپؐ کے پاس صرف ایک ہی کرتا تھا۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپؐ کا معمول صبح کے کھانے میں شام کے لئے بچا کر رکھنے کا نہ تھا۔ نہ شام کے کھانے میں سے صبح کے لئے بچا کر کا تھا۔ اور کوئی کپڑا، کرتا، چادر یا لنگی یا جوتہ دعوہ نہ تھے۔ مناویؓ نے حضرت عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آپؐ کا کرتہ (قمیص) زیادہ لمبا نہ ہوتا تھا نہ اس کی آستین لمبی ہوتی تھی۔ دوسری حدیثوں میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آپؐ کا کرتہ ٹخنوں سے اونچا ہوتا تھا۔ (علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ نصف پنڈلی تک ہونا چاہئے)۔

(شامل ترمذی۔ خصائل نبوی)

حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرتہ کی آستین بہو نیچے تک ہوتی تھی۔ (شامل ترمذی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قمیص (کرتے) کی آستین نہ بہت تنگ رکھتے اور نہ بہت کشادہ۔ بلکہ درمیانی ہوتی اور آستین ہاتھ کے گٹے تک رکھتے اور جو غوغیر نیچے تک گر آگلیوں سے متجاوز نہ ہوتا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفر کا کرتا (قمیص) وطن کے کرتے سے دامن اور آستین میں کسی قدر چھوٹا ہوتا تھا۔ (زاد المعاد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص کا گریبان سینہ پر ہوتا تھا۔ کبھی آپؐ اپنے کرتے کا گریبان کھول لیا کرتے اور سینہ اطہر صاف نظر آتا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لیتے۔ (شامل ترمذی)

جب آپؐ قمیص زیب تن فرماتے تو پہلے سیدھا ہاتھ سیدھی آستین میں ڈالتے اور پھر بایاں ہاتھ بائیں آستین میں۔ (زاد المعاد)

ایسا بن جعفرؓ انصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک رومال تھا۔ جب آپؐ وضو کرتے تو اسی سے پونچھ لیتے۔ (ابن اسعد)

عمامہ

عمامہ کا باندھنا سنت مستحب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عمامہ باندھنے کا حکم بھی نقل کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ عمامہ باندھا کرو، اس سے ظلم میں بڑھ جاؤ گے۔ (فتح الباری) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے کسی نے پوچھا کیا عمامہ باندھنا سنت ہے۔ انہوں نے فرمایا ہاں سنت ہے۔ (بخاری)

مسلم شریف اور نسائی شریف میں ہے کہ عمرو بن حرث کہتے ہیں کہ وہ منظر گویا اس وقت میرے سامنے ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے، سیاہ عمامہ آپ کے سر مبارک پر تھا اور اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان تھا۔

آپ جب عمامہ باندھتے تھے تو (شملہ) دونوں شانوں کے درمیان چھوڑ دیتے تھے اور کبھی بے شملہ عمامہ باندھتے تھے۔ (نشر الطیب - شامل ترمذی)

آپ عمامہ کا شملہ بالشت کے قریب چھوڑتے۔ شملہ کی مقدار ایک ہاتھ سے زیادہ بھی ثابت ہے۔ عمامہ تقریباً سات گز ہوتا تھا۔ (خصائل نبوی)

صافہ کے نیچے ٹوپی رکھنا سنت ہے۔

۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ٹوپی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید ٹوپی اوڑھا کرتے تھے۔ وطن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید کپڑے کی چوٹی ہوئی ٹوپی اوڑھا کرتے تھے۔ (السراج الممیر)

آپ نے سوزنی نما سلے ہوئے کپڑے کی گاڑھی ٹوپی بھی اوڑھی ہے۔ (السراج الممیر)

تہبند اور پاجامہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریفہ لگی باندھنے کی تھی۔ پاجامہ پہننا مختلف فیہ ہے۔ بعض احادیث سے اس کا پہننا ثابت ہے اور اپنے اصحاب کو پہنے دیکھا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ

آپؐ پا جامہ پہنتے ہیں تو فرمایا کہ پہنتا ہوں۔ مجھے بدن کے ڈھانکنے کا حکم ہے۔
اس سے زیادہ پردہ اور چیزوں میں نہیں ہے۔ (خصائل نبوی۔ زاد المعاد)

آپؐ کی تہبند چار ہاتھ اور ایک بالشت لمبی تھی اور تین ہاتھ ایک بالشت
چوڑی تھی۔ (شمائل ترمذی)

بعض احادیث میں ہے کہ چادر چار ہاتھ لمبی اور اڑھائی ہاتھ چوڑی
اور تہبند چار ہاتھ اور ایک بالشت لمبی اور دو ہاتھ چوڑی۔ تہبند ہمیشہ نصف پنڈلی
سے اونچا رکھتے۔ تہبند کا گلا حصہ پچھلے حصہ سے قدرے نیچا رہتا۔ (خصائل نبوی)
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کی لنگی آدمی
پنڈلی تک ہونا چاہئے، اور اس کے نیچے ٹخنوں تک بھی کچھ مضائقہ نہیں لیکن ٹخنوں
سے نیچے جتنے حصہ پر لنگی لٹکے گی وہ آگ میں جلے گا۔ اور جو شخص متکبرانہ کپڑے کو
لٹکانے کا۔ قیامت میں حق تعالیٰ شانہ اس کی طرف نظر نہیں کریں گے۔

(ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ زاد المعاد)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یمنی منقش
چادر کپڑوں میں زیادہ پسندیدہ تھی۔ (شمائل ترمذی)

کبھی آپؐ چادر کو اس طرح اوڑھتے کہ چادر کو سیدھی بغل سے نکال
کر اٹنے کا ندھے پر ڈال لیتے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جب نیا لباس پہنتے تو جمعہ کے دن پہنتے۔

سفید لباس تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب تھا ہی مگر رنگین لباس
میں سبز رنگ کا لباس طبیعت پاک کو بہت زیادہ پسند تھا۔ (زاد المعاد)

خالص و گہرا سرخ رنگ طبیعت پاک کو بہت زیادہ ناپسند تھا۔
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیا لباس زیب تن فرماتے تو
کپڑے کا نام لے کر خدا تعالیٰ کا شکر ان الفاظ میں ادا فرماتے :

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ
خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ
شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ

ترجمہ : ”اے اللہ تیرے ہی لئے سب تعریف ہے
جیسا کہ تو نے یہ کپڑا مجھے پہنایا میں تجھ سے اس کی بھلائی
کا اور اس چیز کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کے لئے
یہ بنایا گیا ہے اور میں تجھ سے اس کی برائی اور اس چیز کی
برائی سے پناہ چاہتا ہوں جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے۔“

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ
عَوْرَتِي وَاتَّجَمَلُ بِهِ فِي حَيَاتِي

(زاد المعاد)

ترجمہ : ”سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے
مجھے کپڑا پہنایا جس سے میں اپنی شرم کی چیز چھپاتا ہوں
اور اپنی زندگی میں اس کے ذریعہ خوبصورتی حاصل کرتا
ہوں۔“

اور جو کپڑا پرانا ہو جانا اسے خیرات کر دیتے۔ (زاد المعاد)

آپؐ اکثر اوقات سوتی لباس زیب تن فرماتے۔ کبھی کبھی صوف اور

کٹان کا لباس بھی پہنا ہے۔ (زاد المعاد)

آپؐ چادر اوڑھنے میں بہت اہتمام فرماتے تھے کہ بدن ظاہر نہ ہو۔ غالباً لپٹنے کی حالت میں یہ معمول تھا۔

ابورسہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوسرے چادریں اوڑھے ہوئے دیکھا ہے۔ (شمائل ترمذی)

نعلین شریف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھل نمایا کھڑاؤں نما جوتا پہنا کرتے تھے۔ آپؐ نے سیاہ چرمی موزے بھی پہنے اور ان پر وضو میں مسح فرمایا ہے اور آپؐ کے نعلین مبارک میں انگلیوں میں پہنے کے دو روٹھے تھے۔

(ایک انگوٹھے اور سبابہ کے درمیان میں اور ایک وسطیٰ اور اس کے پاس والی کے درمیان میں) اور ایک پشت پر کا تسمہ بھی دوہرا تھا۔

آپؐ کا نعلین پاک ایک بالشت رواٹگل لبا تھا اور سات انگلی چوڑا تھا اور دونوں تسموں کے درمیان نیچے سے رواٹگل کا فاصلہ تھا۔

بالوں سے صاف کئے ہوئے چڑے کے نعلین پہنتے تھے اور وضو کر کے ان میں پاؤں بھی رکھ لیتے تھے۔ روایت کیا اس کو حضرت ابن عمرؓ نے اور آپؐ نعلین میں نماز بھی پڑھ لیتے تھے۔ (کیونکہ وہ پاک ہوتے تھے اور ایسی بناوٹ کے ہوتے تھے جن میں انگلیاں زمین سے لگ جاتی تھیں)

آپؐ نے بغیر بالوں کے چڑے کا جوتا بھی پہنا ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

فرمایا کہ جب کوئی شخص تم میں سے جوتا پہنے تو داہنی طرف سے ابتداء کرنا چاہئے اور جب نکالے تو بائیں پیر سے پہلے نکالے۔ رایاں پاؤں جوتا پہننے میں مقدم ہونا چاہئے اور نکالنے میں موخر۔ (شامل ترمذی)

جوتا کبھی کھڑے ہو کر پہنتے اور کبھی بیٹھ کر۔

آپؐ اپنا جوتا اٹھاتے تو آلے ہاتھ کے انگوٹھے کے پاس والی انگلی سے اٹھاتے۔ (شامل ترمذی)

عادات برگزیدہ خوشبو کے بارے میں

آپؐ خوشبو کی چیز اور خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے اور کثرت سے اس کا استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے۔ (شرطیب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر شب میں بھی خوشبو لگا پکرتے تھے۔

سونے سے بیدار ہوتے تو قضاے حاجت سے فراغت کے بعد وضو کرتے اور پھر خوشبو لباس پر لگاتے۔

خدمت اقدس میں خوشبو اگر ہدیہ پیش کی جاتی تو آپؐ اس کو ضرور قبول فرماتے، خوشبو کی چیز واپس کرنے کو پسند فرماتے تھے۔ (شامل ترمذی)

ریحان کی خوشبو کو بہت پسند فرماتے اس کے رد کرنے کو منع فرماتے تھے۔ (شامل ترمذی)

مہندی کے پھول کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت محبوب رکھتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منک اور عود کی خوشبو کو تمام خوشبوؤں

میں زیادہ محبوب رکھتے۔ (زاد المعاد)

آپؐ خوشبو مبارک پر بھی لگایا کرتے تھے۔

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں نہ لو نا چاہئیں۔ بکیہ، تیل، خوشبو اور زور دھ۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مردانہ خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو پھیلتی ہے اور رنگ غیر محسوس ہو جیسے گلاب اور کیوڑہ۔ اور زنانہ خوشبو وہ ہے جس کا رنگ غالب ہو اور خوشبو مفلوب ہو جیسے حنا، زعفران۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مکہ (عطر دان یا عطر کا مرکب) تھا اس میں سے خوشبو استعمال فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

سرمہ لگانا

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک سرمہ دانی تھی جس سے آپؐ سوتے وقت ہر آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے تھے۔ (ابن سعد۔ شمائل ترمذی)

عمران بن ابی النسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی داہنی آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے اور بائیں میں دو مرتبہ۔ (ابن سعد)

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں اشما استعمال کرنا چاہئے کیونکہ یہ نظر کو تیز کرتا ہے۔ بال لگانا ہے اور آنکھ

روشن کرنے والی چیزوں میں سے بہترین ہے۔ (شمائل ترمذی۔ ابن سعد)

سر کے موئے مبارک

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر مبارک کے بالوں کی لمبائی کانوں کے درمیان تک اور دوسری روایات میں کانوں تک اور ایک تیسری روایت میں کانوں کی لو تک تھی۔ انکے علاوہ کندھوں تک یا کندھوں کے قریب تک کی روایتیں بھی ہیں۔ (شمائل ترمذی)

ان سب روایتوں میں باہمی مطابقت اس طرح ہے کہ آپؐ کبھی تیل لگاتے یا کنگھی فرماتے تو بال دراز ہو جاتے ورنہ اسکے برعکس رہتے یا پھر ترشوانے سے پہلے اور بعد میں ان میں اختصار و طول ہوتا رہتا تھا۔

مواہب لدنیہ میں اور اس کے موافق مجمع البحار میں یہ مذکور ہے کہ جب بالوں کے ترشوانے میں طویل وقفہ ہو جاتا تو بال لمبے ہو جاتے اور جب ترشواتے تو چھوٹے ہو جاتے تھے۔ اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالوں کو ترشواتے تھے۔ منڈاتے نہ تھے لیکن حلق (منڈوانے) کے بارے میں خود فرماتے ہیں کہ آپؐ حج و عمرہ کے دو موقعوں کے سوا بال نہیں منڈواتے تھے۔ واللہ اعلم (مدارج النبوة)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالوں میں کثرت سے کنگھی کیا کرتے تھے۔ آپؐ جس کسی کے پرانگندہ اور نکھرے ہوئے بال دیکھتے تو کراہت سے فرماتے کہ تم میں سے کسی کو وہ نظر آیا ہے۔ یہ اشارہ شیطان کی طرف ہے۔ اسی طرح آپؐ بہت زیادہ بننے سنورنے اور لمبے بالوں والوں سے بھی کراہت

فرماتے۔ اعتدال اور میانہ روی آپ کو بہت پسند تھی۔ (مدارج العبوة)

عادات پسندیدہ کنگھا کرنے اور تیل لگانے میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوتے وقت مسواک کرتے، وضو کرتے اور سر کے بالوں اور داڑھی مبارک میں کنگھا کرتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں ہوتے یا حضر میں ہمیشہ بوقت خواب آپ کے سرہانے سات چیزیں رکھی رہتیں۔ تیل کی شیشی، کنگھا، سرمہ دانی، قینچی، مسواک، آمیزہ اور ایک لکڑی کی چھوٹی سی بیخ جو سر کے کھجانے میں کام آتی تھی۔ (زاد المعاد)

آپ پہلے داڑھی مبارک اور سر مبارک میں تیل لگاتے اور پھر کنگھا کرتے۔

ابن جریرؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھی دانت کا کنگھا تھا جس سے آپ کنگھا کرتے تھے۔ (ابن سعد)

خالد بن معدانؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں کنگھا، آمیزہ، تیل، مسواک اور سرمہ لے جاتے تھے۔ (ابن سعد)

انس بن مالکؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکثرت سر میں تیل ڈالتے اور داڑھی پانی سے صاف کرتے تھے۔ (ابن سعد)

اعتدالِ تزئین

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شروع میں اپنے سر کے بالوں کو بے مانگ نکالے جمع کر لیا کرتے تھے پھر بعد میں آپ مانگ نکالنے لگے تھے۔

(شمالِ رندی۔ نشر المطیب)

اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ ایک روز ناغہ کر کے کنگھا کیا کرتے تھے۔ (نثر الطیب) اور ایک اور روایت میں ہے حضرت حمید بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ گا ہے گا ہے کنگھی کرتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال نہ بالکل پیچیدہ اور نہ بالکل کھلے ہوئے بلکہ کچھ کھنگھر یا لا پن لئے ہوئے تھے جو کانوں کی لوٹک پہنچتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے منہ کو رکھنے میں، کنگھی کرنے میں، جوتہ پہننے میں داہنی طرف کو مقدم رکھتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی لگا کر بھی داڑھی مبارک میں کنگھا کیا کرتے تھے۔ آپؐ جب آمینہ میں چہرہ انور کو دیکھتے تو یہ الفاظ زبان مبارک پر ہوتے :

اللَّهُمَّ حَسَنْتَ خَلْقِي فَحَسِّنْ خُلُقِي وَأَوْسِعْ عَلَيَّ فِي رِزْقِي

ترجمہ : ”میرے اللہ تو نے جس طرح میری تخلیق کو بہتر بنایا ویسے ہی میری خلق یعنی عادت کو بھی بہتر بنا اور میرے رزق میں وسعت دے۔“ (نثر الطیب - شمائل ترمذی)

سر میں تیل کا استعمال

آپؐ جب سر میں تیل لگانے کا قصد فرماتے تو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں تیل رکھتے اور پہلے ابروؤں میں تیل لگاتے پھر آنکھوں پر پھر سر میں تیل

لگاتے۔

اسی طرح جب داڑھی میں تیل لگاتے تو پہلے آنکھوں پر لگاتے پھر
داڑھی میں لگاتے۔ (زاد المعاد)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے
سر مبارک میں اکثر تیل کا استعمال فرماتے تھے اور اپنی داڑھی میں اکثر کنگھی کیا
کرتے تھے۔ اور اپنے سر مبارک پر ایک کپڑا ڈال لیا کرتے تھے جو تیل کے
کثرت استعمال سے ایسا ہوتا تھا جیسے تیلی کا کپڑا ہو۔ (شامل ترمذی۔ زاد المعاد)
داڑھی مبارک میں تیل لگاتے تو داڑھی کے اس حصہ سے شروع
فرماتے جو گردن سے ملا ہوا ہے۔

سر میں تیل لگاتے تو پہلے پیشانی کے رخ سے شروع فرماتے۔

(زاد المعاد)

ریش مبارک

سردارانِ نبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک اتنی گہری اور گنجان
تھی کہ آپؐ کے سینہ مبارک کو بھرتی تھی۔ (شامل ترمذی)

مدارج النبوة میں مذکور ہے کہ کتاب (الشفاء: مصنفہ قاضی عیاض)
میں کہا گیا ہے کہ آپؐ کی ریش مبارک کے بال اس کثرت سے تھے جس سے
آپؐ کا سینہ مبارک بھر گیا تھا۔

مذہب حنفی میں داڑھی کی حد ایک قبضہ (مٹھی) ہے یعنی اس سے کم نہ

(مدارج النبوة)

ہو۔

موئے بغل

بعض احادیث میں تحف الابط بھی آیا ہے یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغل کے بال اکھیر ڈالا کرتے تھے۔ واللہ اعلم (مدارج المبوۃ)

موئے زیر ناف

موئے زیر ناف صاف کرنے کے بارے میں بعض احادیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو مونڈتے تھے اور بعض میں آیا ہے کہ نورہ استعمال فرماتے تھے۔ واللہ اعلم (مدارج المبوۃ)

ماخن کٹوانا

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول بعض روایات کے مطابق جمعہ کے دن اور بعض روایات میں جمعرات کے دن مآخن ہائے مبارک ترشوانے کا تھا۔ ہاتھ کے مآخن کٹوانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترتیب ذیل ملحوظ فرماتے :

سیدھا ہاتھ : شہادت کی انگلی بیچ کی انگلی۔ اس کے برابر والی انگلی پھر چھنگلیا۔
الٹا ہاتھ : چھنگلیا۔ اس کے برابر والی انگلی۔ بیچ کی انگلی۔ اس کے برابر انگلی۔
انگوٹھا۔ پھر سیدھے ہاتھ کا انگوٹھا۔

پاؤں کے مآخن کاٹنے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسب ذیل ترتیب ملحوظ رکھتے :

سیدھا پاؤں : چھنگلیا سے شروع کرتے اور بالترتیب انگوٹھے تک ختم کرتے۔

التا پاؤں : انگوٹھے سے شروع کرتے اور بالترتیب چھنگلیا تک ختم کرتے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پندرہویں دن ماخن کا منٹے۔ (شمائل نبوی)

سر کے بالوں کے متعلق

سر منڈانے میں آپ کی سنت یہ ہے کہ یا تو سارا سر منڈواتے یا سارے بال رہنے دیتے اور ایسا نہ کرتے کہ کچھ حصہ منڈواتے اور کچھ حصہ رہنے دیتے۔ (زاد المعاد)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مونچھیں تراشتے تھے۔ (زاد المعاد)

متعدا حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی مختلف الفاظ سے وارد ہوا ہے جس میں داڑھی کے بڑھانے کا حکم ہے اور مونچھوں کے کاٹنے میں مبالغہ کرنے کی تاکید ہے۔ اکثر علماء کی تحقیق یہ ہے کہ مونچھوں کا کترنا سنت ہے لیکن کتروانے میں ایسا مبالغہ ہو کہ مونڈنے کے قریب ہو جائے۔

(شمائل نبوی)

صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چالیس دن رات نہ گزرنے پائیں کہ تم مونچھیں کٹواؤ، ماخن کٹواؤ۔

صحیحین میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شرکوں کی مخالفت کرو، داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں ترشواؤ۔

(زاد المعاد)

جو شخص بال رکھے اس کو چاہئے کہ ان کو دھولیا کرے۔ اور صاف رکھے۔ روزانہ سر اور داڑھی میں کنگھا کرنے کی نسبت بہتر یہ ہے کہ ایک آدھ دن بیچ میں مانعہ کر لیا کرے۔ (ابوداؤد۔ زادالمعاد۔ مشکوٰۃ)

داڑھی کے سفید بالوں کو مہندی سے خضاب کرنے کی اجازت ہے۔ البتہ سیاہ خضاب کی ممانعت ہے کہ مکروہ ہے۔ (ہیثمی گوہر۔ خصال نبوی)

بال داڑھی اور مونچھوں کے متعلق سنتیں

سنت (ایک مشیت ہو جانے کے بعد) داڑھی کے دائیں بائیں جانب سے بڑھے ہوئے بال لینا تاکہ خوبصورت ہو جائے۔ داڑھی کو ٹھوڑی کے نیچے ایک مٹھی سے ہرگز کم نہ ہونا چاہئے۔

داڑھی منڈوانا یا کٹوانا ناجائز ہے۔ (خصائل نبوی)
مونچھوں کو کتر وانا اور کتر وانا میں مبالغہ کرنا چاہئے۔ (ترمذی)
حد شرع میں رہ کر خط ہونا۔ سر اور داڑھی کے بالوں کو درست کر کے تیل ڈالنا چاہئے۔ (مولانا امام مالک)

سر پر یا تو سارے سر کے بال رکھے یا بالکل منڈوا دے۔ صرف ایک حصہ پر بال رکھنا حرام ہے۔

سر پر سنت کے مطابق چٹھے رکھنا چاہئے۔ (مشکوٰۃ شریف)
زیر ناف، بغل، ناک کے بال لینا چاہئیں۔ (بخاری مسلم)

نوٹ: چالیس روز گزر جائیں اور صفائی نہ کرے تو گتھا رہتا ہے۔ داڑھی کو مہندی کا خضاب کرنا یا سفید رہنے دینا دونوں باتیں جائز ہیں۔ عورتوں کو مانتوں

پر مہندی لگانا چاہئے۔ (ابوداؤد)

نوٹ : لیکن ٹیل پالش اگر لگائے تو وضو و غسل کے لئے اس کو صاف کر لے

ورنہ وضو و غسل نہ ہوگا۔ (بہشتی زیور)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

بعض عادات مبارکہ

آپ کی نشست

حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ چارزانو بھی بیٹھتے تھے اور بعض وقت اکڑوں بغل میں ہاتھ دے کر بیٹھ جاتے۔ اور ان کا کہنا ہے کہ میں نے آپؐ کو بائیں کروٹ پر ایک نگلیہ کا سہارا لگائے ہوئے بیٹھے دیکھا ہے۔

(شمائل ترمذی)

حضرت حذفہ بن حذیمہؓ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپؐ کو چارزانو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے۔ (دایاں پاؤں بائیں پر) (الادب المفرد)

امداز رفقار (روایات از حسن ابن علیؑ)

آپؐ چلنے کے لئے قدم اٹھاتے تو قوت سے پاؤں اکھڑتا تھا، اور

قدم اس طرح رکھتے کہ آگے جھک پڑنا اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے۔
 چلنے میں ایسا معلوم ہوتا گویا کسی بلندی سے پستی میں اتر رہے ہیں۔ جب کسی
 کروٹ کی طرف کی چیز کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے (یعنی کن انکھیوں
 سے دیکھنے کی عادت نہ تھی) نگاہ نیچی رکھتے۔ آسمان کی طرف نگاہ کرنے کے یہ
 نسبت زمین کی طرف آپ کی نگاہ زیادہ رہتی۔ عموماً عادت آپ کی گوشہ چشم سے
 دیکھنے کی تھی (مطلب یہ کہ غایت حیاء سے پورا سراٹھا کر نگاہ بھر کر نہ دیکھتے) اپنے
 اصحاب کو چلنے میں آگے کر دیتے، جس سے ملتے تو پہلے سلام فرماتے۔ (نثر الہیہ)
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام جب بلندی پر چڑھتے
 تو تکبیر کہتے اور جب نیچے وادیوں میں اترتے تو تسبیح کہتے۔ (زاد المعاد)

تبسم

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہنسا صرف
 تبسم ہوتا تھا۔ (شمائل ترمذی)
 بلکہ آپ محض تبسم ہی فرماتے۔ کسی ہنسی کی بات پر آپ صرف مسکرا ہی
 دیتے۔ (زاد المعاد)

عبداللہ بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم سے زیادہ تبسم کرنے والا نہیں دیکھا۔ (شمائل ترمذی)
 حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جب بھی حضور اندس صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم مجھے دیکھتے تو تبسم فرماتے (یعنی خندہ پیشانی سے مسکراتے ہوئے ملتے
 تھے)۔ (شمائل نبوی)

آپ کا گریہ

ہنسنے کی طرح آپ کا رونا بھی ایسا ہی تھا کہ جس میں آواز پیدا نہ ہوتی۔ گریہ کے وقت اتنا ضرور ہوتا کہ آپ کی آنکھیں ڈبڈباتیں اور آنسو بہہ جاتے اور سینہ سے رونے کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دیتی۔ کبھی تو میت پر رحمت کے باعث رو دیتے کبھی امت پر نرمی اور خطرات کے باعث، کبھی اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ سے اور کبھی کلام اللہ سنتے سنتے رو پڑتے۔ یہ آخری رونا محبت و اشتیاق اور اللہ تعالیٰ کے جلال و خشیت کی وجہ سے ہوتا۔ (زاد المعاد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزاج مبارک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجالس میں گوشتار، سنجیدگی اور متانت کی فضا ہر وقت قائم رہتی۔ یہاں تک کہ خود صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت با برکت میں ایسے با ادب و باتمکین ہو کر بیٹھتے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ ادنیٰ سی حرکت سے اڑ جائیں گے۔ مگر پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوش طبعی کی جھلک ان متبرک صحبتوں کو خوشگوار بناتی رہتی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر ایک طرف نبی مرسل کی حیثیت سے احترام رسالت کو ملحوظ رکھتے ہوئے وعظ و تلقین میں مصروف رہتے تو آپ دوسری طرف صحابہ کے ساتھ ایک بے تکلف دوست اور ایک خوش مزاج ساتھی کی حیثیت سے بھی میل جول رکھتے۔ اگر زیادہ اوقات میں آپ کی مجلس ایک دینی درسگاہ اور تعلیمی ادارہ بنی رہتی تو کچھ دیر کے لئے خوش طبع مہذب دوستوں کی بیشک بھی

بن جاتی۔ جسمیں ظرافت کی باتیں بھی ہوتیں۔ گھربار کے روزانہ کے قصے بھی بیان ہوتے۔ غرض بے تکلفی سے آپ صحابہ سے اور صحابہ آپس میں گفتگو کرتے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ کی ظرافت کس طرح کی تھی۔ اس تشریح کی یوں ضرورت ہے کہ بہت سے کاموں میں ہمارے غلط عمل سے ہمارے نظریات بدل چکے ہیں، مثال کہاں سے کہاں چلا گیا ہے۔ ہر معاملہ میں اعتدال کھو بیٹھے ہیں۔ اگر ہم سنجیدہ اور متین بننے ہیں تو اتنے کہ خوش طبعی اور ظرافت ہم سے کوسوں دور رہتی ہے اور اگر خوش طبع بننے ہیں تو اس قدر کہ تہذیب ہم سے کوسوں دور رہتی ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل سے ہمیں ایک خاص معیار اپنے سامنے رکھنا ہے۔ آپ کی ظرافت کی تعریف آپ ہی کی زبان مبارک سے سن لیجئے۔ صحابہ کرامؓ نے آپؐ سے تعجب سے پوچھا کہ آپ بھی مذاق کرتے ہیں؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں بیشک! مگر میرا مزاح سراسر چٹائی اور حق ہے۔

(شامل نبوی)

اس کے مقابلہ میں ہمارا آج کل کا مذاق وہ ہے جس میں جھوٹ، نصیبت، بہتان، طعن و تشنیع اور بیجا مبالغوں سے پورا پورا کام لیا گیا ہو۔ اب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظرافت کے چند واقعات قلمبند کرتا ہوں۔ کہ جن کے تحت ہم ظرافت کا صحیح مثال قائم کر سکیں۔ اسی طرح اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بچوں کے ساتھ محبت میں بھی مجھے صرف واقعات ہی بیان کرنا ہیں جن سے ہمیں یہ اندازہ ہو سکے گا کہ آپ کا بچوں کے ساتھ محبت کا کیا طریقہ تھا۔

ایک شخص نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر سواری کے لئے

درخواست کی۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم کو سواری کے لئے اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ وہ شخص حیران ہوا کیونکہ اونٹنی کا بچہ سواری کا کام کب دے سکتا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں اونٹنی کے بچہ کا کیا کروں گا؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی اونٹ ایسا بھی ہوتا ہے جو اونٹنی کا بچہ نہ ہو۔ (شمائل نبوی)

ایک مرتبہ ایک بڑھیا خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو جنت نصیب کرے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی۔ یہ فرما کر آپؐ نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ اور بڑھیا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ سنتے ہی زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ آپؐ نماز سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب سے آپؐ نے فرمایا ہے کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی، یہ بڑھیا رو رہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ بوڑھی عورتیں جنت میں جائیں گی مگر جوان ہو کر۔ (شمائل نبوی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک دیہاتی زاہر نامی دوست تھے جو اکثر آپؐ کو ہدیے بھیجا کرتے تھے۔ ایک روز بازار میں وہ اپنی کوئی چیز بیچ رہے تھے، اتفاق سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادھر سے گزرے۔ ان کو دیکھا تو بطور خوش طبعی چپکے سے پیچھے سے جا کر ان کو گود میں اٹھا لیا اور بطور ظرافت آواز لگائی کہ اس غلام کو کون خریدتا ہے؟ زاہرؓ نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو کون ہے؟ مزکر دیکھا تو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ حضرت زاہرؓ نے کہا کہ ”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھ جیسے غلام کو جو خریدے گا نقصان

(شامل نبوی)

اٹھائے گا۔“

بچوں سے خوش طبعی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں پر بہت شفقت فرماتے، ان سے محبت کرتے، ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے، ان کو پیار کرتے اور ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے۔ بچے قریب آتے تو ان کو گود میں لیتے۔ بڑی محبت سے ان کو کھلاتے، کبھی بچہ کے سامنے اپنی زبان مبارک نکالتے۔ بچہ خوش ہوتا اور بہلتا۔ کبھی لیٹے ہوتے تو اپنے قدموں کے اندر کے تلووں پر بچہ کو بٹھالیتے اور کبھی سینہ اطہر پر بچہ کو بٹھالیتے۔

اگر کئی بچے ایک جگہ جمع ہوتے تو آپؐ ان کو ایک قطار میں کھڑا کر دیتے اور آپؐ اپنے دونوں بازوؤں کو پھیلا کر بیٹھ جاتے اور فرماتے۔ بھئی تم سب دوڑ کر ہمارے پاس آؤ جو بچہ سب سے پہلے ہم کو چھو لے گا ہم اس کو یہاں یہاں دیں گے۔ بچے بھاگ کر آپؐ کے پاس آتے، کوئی آپؐ کے پیٹ پر گرنا، کوئی سینہ اطہر پر، آپؐ ان کو سینہ مبارک سے لگاتے اور پیار کرتے۔ (خصائل نبوی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بچوں کے قریب سے ہو کر گزرتے تو ان کو خود السلام علیکم فرماتے اور ان کے سر پر ہاتھ رکھتے اور چھوٹے بچوں کو گود میں اٹھالیتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کی ماں کو دیکھتے کہ اپنے بچے سے پیار کر رہی ہے تو بہت متاثر ہوتے۔ کبھی ماؤں کی بچوں سے محبت کا ذکر آتا تو

فرماتے۔ اللہ تعالیٰ جس شخص کو اولاد دے اور وہ اس سے محبت کرے اور اس کا حق بجالائے تو وہ روزِ خ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر سے تشریف لاتے تو راستے میں جو بچے ملتے، انہیں نہایت شفقت سے اپنے آگے یا پیچھے سواری پر بٹھالیتے تھے۔ بچے بھی آپؐ سے بڑی محبت کرتے تھے۔ جہاں آپؐ کو دیکھا، لپک کر آپؐ کے پاس پہنچ گئے۔ آپؐ ایک ایک کو گود میں اٹھاتے، پیار کرتے اور کوئی کھانے کی چیز عنایت فرماتے۔ کبھی کھجوریں، کبھی تازہ پھل اور کبھی کوئی اور چیز۔ نماز کے وقت مقتدی عورتوں میں سے کسی کا بچہ رونا تو آپؐ نماز مختصر کر دیتے، تاکہ بچے کی ماں بے چین نہ ہو۔ (فضائل نبوی)

اشعار سے دلچسپی

حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سو مجلسوں سے زیادہ بیٹھا ہوں جن میں صحابہ اشعار پڑھتے تھے اور جاہلیت کے زمانے کے قصے نقل فرماتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو روکتے نہ تھے خاموشی سے سنتے تھے بلکہ کبھی کبھی ان کے ساتھ ہنسنے میں شرکت فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت شریفؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سواری پر آپؐ کے پیچھے بیٹھا تھا اس وقت میں نے آپؐ کو امیہ کے سو شعر سنائے، ہر شعر پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ اور سناؤ۔ اخیر میں آپؐ نے فرمایا کہ اس کا اسلام لے آنا بہت قریب تھا۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسان بن ثابت کے لئے مسجد میں منبر رکھا کرتے تھے تاکہ اس پر کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مفاخرہ کریں یعنی آپ کی تعریف میں فخر یہاں شعار پڑھیں، یا رسول اللہ کی طرف سے مدافعت کریں یعنی کفار کے الزامات کا جواب دیں۔ اور آپؐ یہ بھی دعا فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ جل شانہ روح القدس سے حسان کی امداد فرمائے جب تک وہ دین کی امداد کرتے ہیں۔ (شمائل ترمذی)

خواب پوچھنے کا معمول

آپؐ کی عادت طیبہ تھی کہ صبح کی نماز کے بعد چارزانو بیٹھ جاتے اور لوگوں سے ان کے خواب پوچھتے جس نے خواب دیکھا ہوتا وہ کہتا۔ خواب سننے سے پہلے یہ الفاظ ارشاد فرماتے :

خَيْرٌ تَلَقَّاهُ وَشَرٌّ تَوَقَّاهُ خَيْرٌ لِّنَا وَشَرٌّ
لِّاَعْدَانِنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ترجمہ : ”خیر کا سامنا کرو اور شر سے بچو اور (یہ خواب)

ہمارے واسطے بہتر ہو اور ہمارے دشمنوں کے لئے شر ہو

اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔“

بعد میں آپؐ نے یہ معمول ترک فرما دیا تھا۔ (زاوالعاد۔ شمائل ترمذی)

سیدھے اور الٹے ہاتھ سے کام لینا

علاوہ ایسے کاموں کے جن میں غلامت کی صفائی کو دخل ہوتا اور ہاتھ میں نجاست لگنے کا خوف ہوتا۔ مثلاً ناک صاف کرنا، آہستہ لینا، جوتا اٹھانا

وغیرہ وغیرہ۔ باقی تمام کام داپنے ہاتھ سے انجام دینا پسند فرماتے۔ اسی طرح جب آپ کسی کو کوئی چیز دیتے تو سیدھے ہاتھ سے دیتے اور اگر کوئی چیز لیتے تو سیدھے ہاتھ سے لیتے۔
(زاد المعاد - شامل ترمذی)

پیغام پر سلام کا جواب

جب کسی کا سلام آپ کو پہنچتا تو سلام پہنچانے والے کے ساتھ سلام لانے والے کو بھی سلام کا جواب دیتے اور اس طرح فرماتے :

علیک وعلی فلان سلام (شامل ترمذی)

خط لکھوانے کا انداز

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت طیبہ خط لکھوانے کے متعلق یہ تھی کہ بسم اللہ کے بعد مرسل کا نام لکھواتے اور پھر مرسل الیہ کا نام لکھواتے۔ اس کے بعد خط کا مضمون لکھواتے۔

تفریح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باغات کی تفریح کو پسند فرماتے اور کبھی کبھی تفریح کے لئے باغات میں تشریف لے جاتے۔

تیرنے کا شوق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کبھی تیرنے کا بھی شوق فرماتے۔
(شامل نبوی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

معمولاتِ سفر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر کے لئے خود روانہ ہوتے یا کسی اور کو روانہ فرماتے تو جمعرات کے روز کو روانگی کے لئے مناسب خیال فرماتے۔ آپؐ سفر میں سواری کو زیادہ تیز رفتاری سے چلانا پسند فرماتے اور جب دیکھتے کہ راستہ لمبا ہے تو رفتار اور تیز کر دیتے۔

سفر میں کہیں پڑاؤ کر کے روانہ ہوتے تو عادت طبعی کہ صبح کے وقت کوچ فرماتے۔ سفر میں کتنی ہی کم مدت کے لئے ٹھہرتے جب تک نماز و گناہ ادا نہ فرماتے وہاں سے روانہ نہیں ہوتے۔

جب کوئی مسافر سفر سے واپس آتا اور خدمتِ اقدس میں حاضری دیتا تو اس سے معاف کر دیتے اور اس کی بیٹانی پر بوسہ دیتے۔ (زاد المعاد)

سفر میں آپؐ اپنے ہر اچھوں کے ساتھ ہوتے اور کوئی کام سب کو کرنا ہوتا (مثلاً کھانا وغیرہ کھانا) تو آپؐ کام کاج میں ضرور حصہ لیتے۔ مثلاً ایک پڑاؤ پر سب اصحاب نے کھانا پکانے کا ارادہ کیا اور ہر ایک نے ایک ایک کام اپنے ذمہ لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکڑیاں چن لانے کا کام اپنے ذمہ لیا۔

(زاد المعاد)

سفر سے واپسی پر آپؐ سیدھے مکان کے اندر تشریف نہیں لے جاتے بلکہ پہلے مسجد میں جا کر نماز و گناہ ادا فرماتے اور پھر گھر میں تشریف لے جاتے۔

سفر سے تشریف لاتے وقت شہر میں آکر بچے راستے میں ملتے تو انکو آپ اپنی سواری پر بٹھالیتے۔ چھوٹے بچے کو اپنے آگے بٹھاتے اور بڑے کو پیچھے۔

(زاد المعاد)

آپؐ جب سفر میں جاتے یا جہاد کے لئے تو اصحاب میں سے کسی ایک صحابی کو اپنے ہمراہ سواری پر بٹھاتے۔

(زاد المعاد)

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر کے لئے روانہ ہوتے اور سواری پر اچھی طرح بیٹھ جاتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے اور پھر یہ الفاظ دعا کے زبان مبارک پر ہوتے:

سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقَرَّبِينَ وَ
إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ۝ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي
سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَىٰ وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَىٰ
اللَّهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَ الْأَرْضِ
اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ

(زاد المعاد)

ترجمہ : ”اللہ پاک ہے جس نے اس کو ہمارے قبضہ میں دے دیا اور اس کی قدرت کے بغیر ہم اسے قبضہ میں کرنے والے نہ تھے اور بلاشبہ ہم کو اپنے رب کی طرف جانا ہے۔ اے اللہ ہم تجھ سے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری کا سوال کرتے ہیں اور ان اعمال کا سوال کرتے ہیں جس سے آپ راضی ہوں۔ اے اللہ

ہمارے اس سفر کو ہم پر آسان فرما اور زمین کی مسافت کو
ہم پر آسان فرما۔ اے اللہ آپ ہی رفیق ہیں سفر میں اور
خبر گیری کرنے والے لگھریا اور مال میں۔

اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہی دعا
پڑھتے مگر اس کے ساتھ یہ الفاظ اور بڑھا دیتے :

اَيُّوْنَ تَاَيُّوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَمْدُوْنَ
ترجمہ : ”ہم سفر سے آنے والے ہیں، توبہ کرنے
والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، اپنے پروردگار کی
حمد کرنے والے ہیں۔“
(زاد المعاد)

جب کسی بلندی پر سواری چڑھتی تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے اور یہ
فرماتے :

اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرْفُ عَلٰی كُلِّ شَرَفٍ وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰی كُلِّ حَالٍ
ترجمہ : ”اے اللہ اس بلندی پر شرف آپ ہی کے
لئے ہے اور آپ کے لئے ہر حال میں تعریف ہے۔“
(زاد المعاد)

جب کسی پستی میں سواری اترتی تو تین مرتبہ فرماتے سبحان اللہ۔

رکاب میں پاؤں رکھتے وقت فرماتے : بسم اللہ۔

جب شہر یا گاؤں میں آپ کے قیام کا ارادہ ہوتا اور آپ اس کو دور

سے دیکھ لیتے، زبان مبارک پر یہ الفاظ ہوتے : اللھم بارک لنا فیہا (تین

مرتبہ کہتے) اور جب اس میں داخل ہونے لگتے تو فرماتے :

اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا وَحَبِيبَنَا إِلَى أَهْلِهَا وَحَبِيبُ
صَالِحِي أَهْلِهَا إِلَيْنَا

ترجمہ : ”اے اللہ نصیب کیجئے ہمیں ثمرات اس کے

اور ہمیں عزیز کر دیجئے اہل شہر کے نزدیک اور ہمیں اہل

شہر کے نیک لوگوں کی محبت دیجئے۔“ (زاد المعاد)

جب آپ کسی شخص کو سفر کے لئے رخصت فرماتے تو یہ الفاظ زبان

مبارک پر ہوتے :

أَسْتَودِعُ اللَّهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ أَعْمَالِكَ

ترجمہ : ”اللہ کے سپرد کرتا ہوں تیرے دین کو اور تیری

قابل حفاظت چیزوں کو اور تیرے اعمال کے انجاموں

کو۔“ (زاد المعاد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی سفر سے واپس ہوتے اور

اپنے گھر والوں میں تشریف لے جاتے تو فرماتے :

تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا أَوْ بَالًا لَا يَغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًا

ترجمہ : ”بہت بہت توبہ کرتے ہیں ہم اپنے رب کی

طرف رجوع کرتے ہیں ہم کہ نہ چھوڑے ہم میں کوئی

گناہ۔“ (زاد المعاد)

جب آپ سفر کرتے تو ابتدائی دن میں نکلتے اور اللہ تعالیٰ سے دعا

فرماتے کہ آپ کی امت کو سویرے سویرے سفر کو جانے میں برکت دے۔ اگر مسافر تین ہوتے تو ان کو حکم فرماتے کہ ایک کو امیر بنالیں۔ (زاد المعاد)

سفر کے متعلق ہدایات

بہتر اور مسنون یہ ہے کہ سفر میں کم از کم دو آدمی جائیں۔ تنہا آدمی سفر نہ کرے البتہ ضرورت اور مجبوری میں کوئی حرج نہیں۔ (محمد ثین فقہا کا بھی یہی ارشاد ہے)

جمعرات کے دن سفر میں جانا مسنون ہے۔ شنبہ کے دن بھی مستحب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب سفر کی ضرورت پوری ہو جائے تو اپنے گھر لوٹ آئے۔ باہر سفر میں بلا ضرورت ٹھہرنا اچھا نہیں۔ دور دراز کے سفر سے بہت دنوں کے بعد لوٹے تو منت یہ ہے کہ اچانک گھر میں داخل نہ ہو بلکہ اپنے آنے کی خبر کرے اور کچھ دیر بعد گھر میں داخل ہو۔ البتہ اہل خانہ تمہارے آنے کے وقت سے پہلے سے باخبر ہوں اور ان کو تمہارا انتظار بھی ہو تو اس وقت گھر میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ ان مسنون طریقوں پر عمل کرنے سے دین و دنیا کی بھلائی حاصل ہوگی۔

سفر سے لوٹ کر آنے والے کے لئے یہ مسنون ہے کہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے۔ (زاد المعاد)



حصہ چہارم

معلم اولین و آخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی

تعلیمات _____ دین اکمل و اتم

- | | |
|--------------------------|-------------------------------------|
| باب ۱ - ایمانیات | باب ۲ - عبادات |
| باب ۳ - معاملات | باب ۴ - معاشریات |
| باب ۵ - اخلاقیات | باب ۶ - حیات طیبہ کے صحیح و شام |
| باب ۷ - مناکحت و نومولود | باب ۸ - مرض و عیادت - موت و بعد موت |

مناجات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّؤُوفِ الرَّحِيمِ ■

يَسْبَحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ
الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ هُوَ الَّذِي بَعَثَ
فِي الْأُمَمِينَ رُسُلًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ
وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ؕ (سورة البقرة)

ترجمہ : ”سب چیزیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو
کچھ زمین میں ہیں (تالا و حالاً) اللہ کی پاکی بیان کرتی
ہیں جو کہ بارشاد ہے (عیبوں سے) پاک ہے۔
زبردست حکمت والا ہے۔ وہی ہے جس نے (عرب
کے) ماخواندہ لوگوں میں انہیں (کی قوم) میں سے
(یعنی عرب میں سے) ایک پیغمبر بھیجا۔ جو ان کو اللہ کی
آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو (عقائد باطلہ و
اخلاق ذمیمہ سے) پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب اور
دانشندی کی باتیں سکھاتے ہیں اور یہ لوگ (آپ کی
بہشت کے) پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔“

(بیان القرآن)

باب ۱

ایمانیات

اسلام، ایمان اور احسان

حدیث : حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے (اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہؓ کے ایک بڑے مجمع سے خطاب فرما رہے تھے) کہ اچانک ایک شخص سامنے سے نمودار ہوا، جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال بہت ہی زیادہ سیاہ تھے اور اس شخص پر سفر کا کوئی اثر بھی معلوم نہ ہوتا تھا (جس سے خیال ہوتا کہ یہ کوئی بیرونی شخص نہیں ہے) اور اسی کے ساتھ یہ بات بھی تھی کہ ہم میں سے کوئی شخص اس نووارد کو پہنچاتا نہ تھا۔ جس سے خیال ہوتا کہ یہ کوئی باہر کا آدمی ہے تو یہ شخص حاضرین کے حلقہ میں سے ہوتا ہوا آیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آکر دوڑا تو اس طرح بیٹھ گیا کہ اپنے گھٹنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھٹنوں سے ملا دیئے اور اپنے ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زانو پر رکھ دیئے اور کہا :

”اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے بتلائیے کہ اسلام

کیا ہے؟“

آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے (یعنی اس کے ارکان یہ ہیں کہ دل و زبان سے) تم یہ شہادت ادا کرو کہ اللہ کے سوا کوئی الہ (کوئی ذات عبادت و بندگی کے لائق نہیں) اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور ماہ رمضان کے روزے رکھو اور حج بیت اللہ کی تم استطاعت رکھتے ہو تو حج کرو۔ اس نو وارد سائل نے آپؐ کا یہ جواب سن کر کہا۔ آپؐ نے سچ کہا۔

راوی حدیث حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم کو اس پر تعجب ہوا کہ یہ شخص پوچھتا بھی ہے اور پھر خود تصدیق و تصویب بھی کرتا جاتا ہے۔

اسکے بعد اس شخص نے عرض کیا اب مجھے یہ بتلائیے کہ ایمان کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا، ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں کو اور یوم آخر یعنی روز قیامت کو حق جانو اور ہر خیر و شر کی تشدیر کو بھی حق جانو اور حق مانو (یہ سن کر بھی) اس نے کہا آپؐ نے سچا کہا۔

اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا مجھے بتلائیے کہ احسان کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت و بندگی تم اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ اگرچہ تم اس کو نہیں دیکھتے ہو لیکن وہ تو تم کو دیکھتا ہی ہے۔

پھر اس شخص نے عرض کیا مجھے قیامت کی بابت بتلائیے۔ (کہ کب واقع ہوگی)

آپؐ نے فرمایا کہ جس سے یہ سوال کیا جا رہا ہے وہ اس کو سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔

پھر اس نے عرض کیا تو پھر مجھے اس کی کچھ نشانیاں ہی بتلائیے :

آپ نے فرمایا (اس کی ایک نٹا فی تو یہ ہے) کہ لونڈی اپنے آقا اور ملکہ کو جنے گی اور (دوسری نٹا فی یہ ہے کہ) تم دیکھو گے کہ جن کے پاؤں میں جوتا اور تن پر کپڑا نہیں ہے اور جو تہی دست اور بکریاں چرانے والے ہیں وہ بڑی بڑی عمارتیں بنانے لگیں گے اور اس میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کریں گے۔

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ یہ باتیں کر کے وہ نواور شخص چلا گیا۔ پھر مجھے کچھ عرصہ گزر گیا تو مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر! کیا تمہیں پتہ ہے کہ وہ سوال کرنے والا شخص کون تھا؟ میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جاننے والے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ جبریل (علیہ السلام) تھے۔ تمہاری اس مجلس میں اس لئے آئے تھے کہ تم لوگوں کو تمہارا دین سکھائیں۔
(صحیح مسلم صحیح بخاری۔ معارف الحدیث)

ایمان، دین کی تمام باتوں کی تصدیق کرنے کا نام ہے

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دین پانچ چیزوں کا مجموعہ ہے (جو سب کی سب ضروری ہیں) ان میں کوئی چیز بھی دوسرے کے بغیر مقبول نہیں۔ اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں، کتابوں اور اس کے رسولوں اور جنت و دوزخ پر یقین رکھنا اور اس پر کہ مرنے کے بعد پھر (حساب و کتاب

کے لئے) جی اٹھنا ہے۔ یہ ایک بات ہوئی اور پانچ نمازیں اسلام کا ستون ہیں۔ اللہ تعالیٰ نماز کے بغیر ایمان بھی قبول نہیں کریگا۔ زکوٰۃ گناہوں کا کفارہ ہے۔ زکوٰۃ کے بغیر اللہ تعالیٰ ایمان اور نماز بھی قبول نہیں کریگا۔ پھر جس نے یہ ارکان ادا کر لئے اور رمضان شریف کا مہینہ آگیا اور کسی عذر کے بغیر جان بوجھ کر اس میں روزے نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ نہ اس کا ایمان قبول کرے گا اور نہ نماز و زکوٰۃ۔ اور جس شخص نے یہ چار رکن ادا کر لئے، اس کے بعد حج کرنے کی بھی وسعت ہوئی پھر اس نے نہ خود حج کیا اور نہ اس کے بعد کسی دوسرے عزیز نے اس کی طرف سے حج کیا تو اس کا ایمان، نماز، زکوٰۃ اور روزے کچھ قبول نہیں، قبول نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسی رکن اسلام میں کوتاہی ہونے سے بقیہ اعمال روزِ حج سے فوری نجات دلانے کیلئے کافی نہ ہوں گے۔ (الحلیہ۔ ترجمان السنہ)

اسلام کا مل

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، باضابطہ نماز پڑھو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھا کرو، بیت اللہ کا حج کرو، بھلی بات بتایا کرو، بری بات سے روکا کرو، (گھر میں آکر) گھر والوں کو سلام کیا کرو، جو شخص ان باتوں میں سے کوئی بات نہیں کرتا، وہ اسلام کا ایک جزو ناقص کرتا ہے اور جو ان سب ہی کو چھوڑ دے اس نے تو اسلام سے پشت پی پھیر لی۔

(حاکم۔ ترجمان السنہ)

حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص جو علاقہ نجد کا رہنے والا تھا، اور اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے (کچھ کہتا ہوا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آیا۔ ہم اس کی بھینھنا ہٹ کو تو سنتے تھے مگر آواز صاف نہ ہونے کی وجہ سے (اور شاید فاصلہ کی زیادتی بھی اس کی وجہ ہو) ہم اس کی آواز کو سمجھ نہیں رہے تھے، یہاں تک کہ وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قریب آگیا۔ اب وہ سوال کرتا ہے، اسلام کے بارے میں (یعنی اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ”مجھے اسلام کے وہ خاص احکام بتلائیے جن پر عمل کرنا بحیثیت مسلمان میرے لئے اور ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے)۔

آپؐ نے فرمایا۔ پانچ تو نمازیں ہیں۔ دن رات میں (جو فرض کی گئی ہیں اور اسلام میں یہ سب سے اہم اول فریضہ ہے)۔

اس نے عرض کیا کہ کیا ان کے علاوہ اور کوئی نماز بھی میرے لئے لازم ہوگی؟

آپؐ نے فرمایا : نہیں (فرض تو بس یہی پانچ نمازیں ہیں) مگر تمہیں حق ہے کہ اپنی طرف سے اور اپنے دل کی خوشی سے (ان پانچ فرض نمازوں کے علاوہ) اور بھی زائد نمازیں پڑھو (اور مزید ثواب حاصل کرو)۔

پھر آپؐ نے فرمایا اور سال میں پورے ماہ رمضان کے روزے فرض کئے گئے ہیں (اور یہ اسلام کا دوسرا عمومی فریضہ ہے)۔

اس نے عرض کیا : کیا رمضان کے علاوہ کوئی اور روزے بھی میرے لئے لازم ہوں گے؟

آپؐ نے فرمایا : نہیں (فرض تو بس رمضان ہی کے روزے ہیں) مگر تمہیں حق ہے کہ اپنے دل کی خوشی سے تم اور نفل روزے رکھو (اور اللہ تعالیٰ کا

مزید قرب اور ثواب حاصل کرو)۔

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے فریضہ زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمایا۔ اس پر بھی اس نے یہی کہا کہ :

کیا اس زکوٰۃ کے علاوہ کوئی اور صدقہ ادا کرنا بھی میرے لئے ضروری

ہوگا؟

آپؐ نے فرمایا : نہیں (فرض تو بس زکوٰۃ ہی ہے) مگر تمہیں حق ہے کہ اپنے دل کی خوشی سے تم نفل صدقہ دے دو۔ (اور مزید ثواب حاصل کرو)

راوی حدیث طلحہ بن عبید اللہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ سوال کرنے والا شخص واپس لوٹ گیا اور وہ کہتا جا رہا تھا کہ (مجھے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلایا ہے) میں اس میں (اپنی طرف سے) کوئی زیادتی یا کمی نہیں کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اس کی یہ بات سن کر) فرمایا :

”فلاح پائی اس نے اگر یہ سچا ہے۔“ (بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

اللہ تعالیٰ سے حسن ظن

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اچھا گمان رکھنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مجملہ بہترین عبادات کے ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن بھی عبادت میں داخل ہے)۔

(مسند احمد۔ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

علامت ایمان

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کو اپنے ماں باپ اپنی
اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میری محبت نہ ہو۔ (سارِف الحدیث۔ بخاری و مسلم)
حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی ستر سے بھی کچھ اوپر شائیں ہیں۔ ان میں سب سے
اعلیٰ اور افضل تو ”لا الہ الا اللہ“ کا قائل ہونا یعنی توحید کی شہادت دینا ہے اور ان
میں دینی درجے کی چیز اذیت اور تکلیف دینے والی چیزوں کا راستے سے ہٹنا ہے
اور حیا و ایمان کی ایک اہم شاخ ہے۔ (سارِف الحدیث۔ بخاری و مسلم)

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو اپنے اچھے
عمل سے مسرت ہو اور بے کام سے رنج اور قلق ہو تو تم مومن ہو۔
(سارِف الحدیث۔ مسند احمد)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
حیا اور شرم ایمان سے پیدا ہوتی ہے اور ایمان کا نتیجہ جنت ہے اور بے حیائی اور
نفسِ کلامی درشتی فطرت سے پیدا ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ دوزخ ہے۔ (مسند احمد ذی)
ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ حیا اور ایمان دونوں ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں جب ان میں سے
ایک اٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھا لیا جاتا ہے۔ (سارِف الحدیث)

اور ابن عباسؓ کی روایت میں یہ مضمون اس طرح ہے کہ جب ان میں
سے ایک چھین لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہو جاتا ہے۔

(شعب الایمان۔ ترجمان السنہ)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی ہے ایسا شخص جو ان باتوں پر خود عمل کرے یا کم از کم ان لوگوں ہی کو بتا دے جو ان پر عمل کریں۔ میں بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوں۔ آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑا اور یہ پانچ باتیں شمار فرمائیں :

- ۱۔ فرمایا حرام باتوں سے دور رہنا، بڑے عبادت گزار بندوں میں شمار ہوگا۔
- ۲۔ اللہ تعالیٰ جو تمہاری تقدیر میں لکھ چکا ہے اس پر راضی رہنا، بڑے بے نیاز بندوں میں ہو جاؤ گے۔
- ۳۔ اپنے پڑوسی سے اچھے سلوک کرتے رہنا، مومن بن جاؤ گے۔
- ۴۔ جو بات اپنے لئے چاہتے ہو وہی دوسروں کے لئے پسند کرنا، کامل مسلمان بن جاؤ گے۔
- ۵۔ اور بہت قہقہے نہ لگانا، کیونکہ یہ دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔

(مسند احمد - ترمذی - ترمذی - ترمذی)

ابو شریح خزاعیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

”قسم اللہ تعالیٰ کی وہ مومن نہیں، قسم اللہ تعالیٰ کی وہ مومن

نہیں، قسم اللہ تعالیٰ کی وہ مومن نہیں۔“

میں نے کہا یا رسول اللہ کون مومن نہیں ؟

آپؐ نے فرمایا وہ آدمی جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں

اور آفتوں سے خاکف رہتے ہوں۔“

(بخاری - معارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ”تم جنت میں نہیں جا سکتے جب تک کہ صاحب ایمان نہ ہو جاؤ اور تم پورے مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم میں باہمی محبت نہ ہو۔ کیا میں تم کو ایک ایسی بات نہ بتلا دوں کہ اگر تم اس پر عمل کرنے لگو تو تم میں باہمی محبت پیدا ہو جائے اور وہ بات یہ ہے کہ تم اپنے درمیان سلام کا رواج پھیلادو اور اس کو عام کرو۔“ (مسلم۔ ستارف الحدیث)

ایمان اور اسلام کا خلاصہ

حضرت تمیم داریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”دین نام ہے ”خلوص اور وفاداری کا“۔ ہم نے عرض کیا کہ کس کے ساتھ خلوص اور وفاداری کا؟ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کے رسول کے ساتھ، مسلمانوں کے سرداروں اور پیشواؤں کے ساتھ اور ان کے عوام کے ساتھ۔“ (ستارف الحدیث۔ مسلم)

ایمان کا آخری درجہ

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو کوئی تم میں سے کوئی بڑی اور خلاف شرع بات دیکھے تو لازم ہے کہ اگر طاقت رکھتا ہو تو اپنے ہاتھ سے (یعنی زور اور قوت سے) اس کو بد لئے کی (یعنی درست کرنے کی) کوشش کرے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر اپنی زبان ہی سے اس کو بد لئے کی کوشش کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل ہی سے برا سمجھے۔“

اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے۔ (مسلم۔ معارف الحدیث)

اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول سے محبت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں ہوں گی اس کو ان کی وجہ سے ایمان کی حلاوت نصیب ہوگی۔

۱۔ ایک وہ شخص جس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول سب ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں۔ یعنی جتنی محبت اس کو اللہ اور رسول سے ہوتی کسی سے نہ ہو۔

۲۔ اور ایک وہ شخص جس کو کسی بندے سے محبت ہو اور محض اللہ ہی کے لئے ہو۔ (یعنی کسی دنیوی غرض سے نہ ہو محض اس وجہ سے محبت ہو کہ وہ شخص اللہ والا ہے)

۳۔ اور ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے کفر سے بچا لیا ہو (خواہ پہلے ہی سے بچا رکھا ہو، خواہ کفر سے توبہ کر لی اور بچ گیا) اور اس (بچا لینے) کے بعد وہ کفر کی طرف آنے کو اس قدر ناپسند کرتا ہے، جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے (روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے) (حیۃ المسلمین)

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ایمان کے متعلق سوال کیا (یعنی پوچھا کہ ایمان کا اعلیٰ اور افضل درجہ کیا ہے اور وہ کون سے اعمال و اخلاق ہیں جن کے ذریعہ اس کو حاصل

کیا جاسکتا ہے)

تو آپؐ نے ارشاد فرمایا یہ کہ بس اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کسی سے تمہاری محبت ہو اور اللہ تعالیٰ کے واسطے بغض و عداوت ہو (یعنی دوستی اور دشمنی جس سے بھی ہو، صرف اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہو) اور دوسرے یہ کہ اپنی زبان کو تم اللہ تعالیٰ کی پاری میں لگائے رکھو۔

حضرت معاذؓ نے عرض کیا، اور کیا؟ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپؐ نے فرمایا اور یہ کہ دوسرے لوگوں کے لئے بھی وہی چاہو اور وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے اور چاہتے ہو اور ان کے لئے ان چیزوں کو بھی ناپسند کرو جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔ (بخاری و مسلم۔ مسند احمد۔ معارف الحدیث)

محبت، ذریعہ قرب و معیت

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا فرماتے ہیں ایسے شخص کے بارے میں جس کو ایک جماعت سے محبت ہے لیکن وہ ان کے ساتھ نہیں ہو سکا؟ تو آپؐ نے فرمایا جو آدمی جس سے محبت رکھتا ہے اس کے ساتھ ہی ہے (یا یہ کہ آخرت میں اس کے ساتھ کر دیا جائے گا)۔ (صحیح بخاری۔ مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ حضرت قیامت کب آئے گی؟ آپؐ نے فرمایا: وائے بر حال تو! قیامت کا وقت اور اس کے آنے کی خاص گھڑی دریافت کرنا چاہتا ہے

بتلا) تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا میں نے اس کے لئے کوئی خاص تیاری تو نہیں کی (جو آپؐ کے سامنے ذکر کرنے کے لائق اور بھروسے کے قابل ہو) البتہ (توفیق الہی سے مجھے یہ ضرور نصیب ہے کہ) مجھے محبت ہے اللہ سے اور اس کے رسولؐ سے۔ آپؐ نے فرمایا تجھ کو جس سے محبت ہے تو انہی کے ساتھ ہے اور تجھ کو ان کی معیت نصیب ہوگی۔

حدیث کے راوی حضرت انس اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا مسلمانوں کو (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو) کہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد ان کو کسی چیز سے اتنی خوشی ہوئی ہو جتنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بشارت سے ہوئی۔

(صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ سفارۃ المحدثین)

ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے اپنی بیوی، اپنی اولاد اور اپنی جان سے بھی زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے اور میرا حال یہ ہے کہ میں اپنے گھر پر ہوتا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے یاد آ جاتے ہیں تو اس وقت تک مجھے صبر اور قرار نہیں آتا جب تک حاضر خدمت ہو کر ایک نظر دیکھ نہ لوں اور جب میں اپنے مرنے کا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا خیال کرتا ہوں تو میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو جنت میں پہنچ کر انبیاء علیہم السلام کے بلند مقام پر پہنچا دیئے جائیں گے اور میں اگر اللہ کی رحمت سے جنت میں بھی پہنچ گیا تو میری رسائی اس مقام عالی تک تو نہ ہو سکے گی، اس لئے آخرت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے بظاہر

مخرومی ہی رہے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کی اس بات کا کوئی جواب اپنی طرف سے نہیں دیا۔ یہاں تک کہ سورۃ نساء کی مینا زل ہوئی :

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِينَ وَحَسَنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ۝

(سورۃ النساء، رکوع ۹، پارہ ۵)

ترجمہ : ”اور جو لوگ فرمانبرداری کریں اللہ کی اور اس کے رسول کی۔ پس وہ اللہ کے ان خاص بندوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ کا خاص انعام ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہ سب بڑے ہی اچھے رفیق ہیں۔“
(طبرانی۔ معارف الحدیث)

اللہ کے لئے آپس میں میل محبت کرنے والے

اللہ کے محبوب ہو جاتے ہیں

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میری محبت واجب ہے، ان لوگوں کے لئے جو باہم میری وجہ سے محبت کریں اور میری وجہ سے اور میرے تعلق سے کہیں جزا کرنا نہیں اور میری وجہ سے باہم ملاقات کریں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کریں۔ (موطا امام مالک۔ معارف الحدیث)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا : اللہ کے بندوں میں کچھ ایسے خوش نصیب بھی ہیں جو نبی یا شہید تو نہیں ہیں لیکن قیامت کے دن بہت سے انبیاء اور شہداء ان کے خاص مقام قرب کی وجہ سے ان پر رشک کریں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیں بتلا دیجئے کہ وہ کون بندے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا : وہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے بغیر کسی رشتہ اور قرابت کے، اور بغیر کسی مالی لین دین کے محض خوشنودی خداوندی کی وجہ سے باہم محبت کی پس قسم ہے خدا کی، ان کے چہرے قیامت کے دن نورانی ہوں گے۔ بلکہ مراسم نور ہوں گے اور وہ نور کے منبروں پر ہوں گے اور عام انسانوں کو جس وقت خوف و ہراس ہوگا اس وقت وہ بے خوف اور مطمئن ہوں گے اور جس وقت عام انسان مبتلائے غم ہوں گے۔ وہ اس وقت بے غم ہوں گے اور اس موقع پر آپؐ نے یہ آیت پڑھی :

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ط

(سورۃ یونس۔ رکوع ۷۔ پارہ ۱۱)

”معلوم ہونا چاہئے کہ جو اللہ کے دوست اور اس سے

خاص تعلق رکھنے والے ہیں ان کو خوف اور غم نہ ہوگا۔“

(سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مجھ پر واجب ہے کہ میں ان لوگوں سے

محبت کروں جو لوگ میری خاطر آپس میں محبت اور دوستی کرتے ہیں اور میرے

ذکر کے لئے ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھتے ہیں اور میری محبت کے سبب ایک دوسرے

سے ملاقات کرتے ہیں اور میری خوشنودی چاہنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں۔ (احمد۔ ترمذی)

ایک بار آپؐ کے سامنے سے ایک شخص گزرا۔ کچھ لوگ آپؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے اس شخص سے محض خدا کی خاطر محبت ہے۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تو کیا تم نے اس شخص کو یہ بات بتادی ہے وہ شخص بولا نہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ اور اس پر ظاہر کر دو کہ تم خدا کے لئے اس سے محبت کرتے ہو۔ وہ شخص فوراً اٹھا اور جا کر اس جانے والے سے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ اس کے جواب میں اس نے کہا، تجھ سے وہ ذات محبت کرے جس کی خاطر تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا

حضرت ابوزینہؓ سے روایت ہے۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں جس پر اس دین کا (بڑا) مدار ہے، جس سے تم دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر سکتے ہو۔ ایک تو اعلیٰ ذکر کی مجالس کو مضبوط پکڑ لو (اور دوسرے) جب تنہا ہو کرو جہاں تک ممکن ہو ذکر اللہ کے ساتھ زبان کو متحرک رکھو (اور تیسرے) اللہ تعالیٰ ہی کے لئے محبت رکھو اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے بغض رکھو۔“ (ابو نعیم فی شعب الایمان)

یہ بات تجربہ سے بھی معلوم ہوتی ہے۔ صحبت نیک جڑ ہے تمام دین کی، دین کی حقیقت، دین کی حلاوت، دین کی قوت کے جتنے ذریعے ہیں۔ سب سے

بڑھ کر ذریعہ ان چیزوں کا صحبت نیک ہے۔ (جامعہ السلسلین)

وسو سے ایمان کے منافی نہیں اور ان پر مواخذہ بھی نہیں ہے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ کبھی کبھی میرے دل میں ایسے بڑے خیالات آتے ہیں کہ جل کر کوئلہ ہو جاتا۔ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اس کو زبان سے نکالوں۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر ہے جس نے اس کے معاملہ کو وسوسہ کی طرف لوٹا دیا ہے۔“ (ابوداؤد۔ معارف الحدیث)

(یعنی وہ خیالات صرف وسوسے کی حد تک ہیں تشکیک اور بد عملی کا موجب نہیں ہیں)

(ابوداؤد۔ معارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں ہمیشہ فضول سوالات اور چوں و چرا کا سلسلہ جاری رہے گا۔ یہاں تک کہ یہ حتمی سوال بھی کیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے سب مخلوق کو پیدا کیا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ پس جس کو اس سے سابقہ پڑے وہ یہ کہہ کر بات ختم کر دے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر میرا ایمان ہے۔

(معارف الحدیث۔ بخاری و مسلم)

تقدیر کا ماننا بھی شرائط ایمان ہے

حضرت ابو خزائمہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا :

”کیا ارشاد ہے اس بارے میں کہ جھاڑ پھونک کے وہ طریقے جن کو ہم دکھ درد میں استعمال کرتے ہیں یا دوائیں جن سے ہم اپنا علاج کرتے ہیں یا مصیبتوں اور تکلیفوں سے بچنے کی وہ تدبیریں جن کو ہم اپنے بچاؤ کے لئے استعمال کرتے ہیں، کیا یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر کو ماننا دیتی ہیں؟“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ سب چیزیں بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہیں۔ (مسند احمد - ترمذی - ابن ماجہ - معارف اللہ ص ۸۷)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ (مسجد نبوی میں بیٹھے) قضاء و قدر کے مسئلہ میں بحث و مباحثہ کر رہے تھے کہ اسی حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے آئے (اور ہم کو یہ بحث کرتے دیکھا) تو آپؐ بہت برا فروخت اور غضبناک ہوئے یہاں تک کہ چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور اس قدر سرخ ہوا کہ معلوم ہوتا تھا کہ آپؐ کے رخساروں پر مارا رنچوڑ دیا گیا ہے۔ پھر آپؐ نے ہم سے فرمایا : ”کیا تم کو یہی حکم کیا گیا ہے، کیا میں تمہارے لئے یہی پیام لایا ہوں (کہ تم قضاء و قدر کے جیسا ہم اور نازک مسکوں میں بحث کرو) خبردار تم سے پہلی امتیں اسی وقت ہلاک ہوئیں جبکہ انہوں نے اس مسئلہ میں حجت اور بحث کو اپنا طریقہ بنا لیا۔ میں تم کو قسم دیتا ہوں، میں تم پر لازم کرتا ہوں کہ اس مسئلہ میں ہرگز حجت اور بحث نہ کیا کرو۔“ (ترمذی - معارف اللہ ص ۸۷)

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : ”تم میں سے ہر ایک کا ٹھکانہ روزِ خ کا اور جنت کا لکھا جا چکا ہے“ (مطلب یہ ہے کہ جو شخص روزِ خ میں یا جنت میں جہاں بھی جائے گا اس کی وہ جگہ پہلے سے مقدر اور مقرر ہو چکی ہے) صحابہؓ نے عرض کیا تو ہم اپنے اس نوعینہ تقدیر پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں اور سعی و عمل نہ چھوڑ دیں (مطلب یہ ہے کہ جب سب کچھ پہلے ہی سے طے شدہ اور لکھا ہوا ہے تو پھر ہم سعی و عمل کی در دسری کیوں مول لیں) آپؐ نے فرمایا : نہیں۔ ”عمل کئے جاؤ کیونکہ ہر ایک کو اسی کی توفیق ملتی ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے۔ پس جو شخص نیک بخنوں میں سے ہے اس کو سعادت اور نیک بنش کے کاموں کی توفیق ملتی ہے اور جو کوئی بد بخنوں میں سے ہے اس کو شقاوت اور بد بنش والے اعمال بدی کی توفیق ملتی ہے اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی :

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنِيْرُهُ
لِلْيُسْرٰی وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی وَكَذَّبَ
بِالْحُسْنٰی فَسَنِيْرُهُ لِّلْعُسْرٰی

(سورۃ الکحل - پارہ ۳۰ - سحارف الحدیث)

ترجمہ : ”سو جس نے دیا اور ڈرتا رہا اور سچ جانا بھلی بات کو تو ہم اس کو آہستہ آہستہ پہنچا دیں گے آسانی میں اور جس نے نہ دیا اور بے پرواہ رہا اور جھوٹ جانا بھلی بات کو، سو ہم اس کو آہستہ آہستہ پہنچا دیں گے سختی میں۔“

کسی کام کے ہو جانے کے بعد اس قول کی ممانعت ہے کہ ”کاش

میں یوں نہ کرتا یوں کرتا۔“ فرمایا کہ اس طرح شیطان کے اثر کا دروازہ کھلتا ہے بلکہ ارشاد فرمایا کہ اس سے زیادہ نفع مند یہ کلمہ ہے۔

جو کچھ اللہ کی تقدیر تھی وہ ہوا، اور جو اللہ چاہے گا وہ ہوگا۔ (زاد المعاد)
حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے تھا۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا: ”اے لڑکے میں تجھے کو چند باتیں بتلاتا ہوں، اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ وہ تیری حفاظت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ تو اس کو اپنے سامنے (یعنی قریب) پائے گا۔ جب تجھے کو کچھ مانگنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگ اور جب تجھے کو مدد کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد چاہ، اور یہ یقین کر لے کہ تمام گروہ اگر اس بات پر متفق ہو جائیں کہ تجھے کو کسی بات سے نفع پہنچاویں تو تجھے کو ہرگز نفع نہیں پہنچا سکتے، بجز ایسی چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دی تھی اور اگر وہ سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ تجھے کو کسی بات سے ضرر پہنچاویں تو تجھے کو ہرگز ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ بجز ایسی چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دی تھی۔“ (ترمذی۔ حلیۃ المسلمین)

تقویٰ

آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ اللہ کے تقوے کی کیونکہ یہ تقویٰ بہت زیادہ آرامتہ کرنے والا اور سنوارنے والا ہے۔ تمہارے سارے کاموں کو۔“ ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت! اور وصیت فرمائیے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”تم قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کو لازم پکڑ لو کیونکہ یہ تلاوت اور ذکر ذریعہ ہوگا آسمان میں تمہارے ذکر کا اور اس

زمین میں نور ہوگا تمہارے لئے۔“ ابوذرؓ کہتے ہیں میں نے پھر عرض کیا حضرتؐ مجھے کچھ اور نصیحت فرمائیے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”زیادہ خاموش رہنے اور کم بولنے کی عادت اختیار کرو کیونکہ یہ عادت شیطان کو دفع کرنے والی اور دین کے معاملے میں تم کو مدد دینے والی ہے۔“

ابوذرؓ کہتے ہیں، میں نے عرض کیا مجھے اور نصیحت فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا: ”زیادہ ہنسنا چھوڑ دو، کیونکہ یہ عادت دل کو مردہ کر دیتی ہے اور آدمی کے چہرے کا نور اس کی وجہ سے جاتا رہتا ہے۔“ میں نے عرض کیا کہ حضرتؐ مجھے اور نصیحت فرمائیے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”ہیشہ حق اور سچی بات کہو اگرچہ (لوگوں کے لئے) کا خوشگوار اور کڑوی ہو۔“

میں نے عرض کیا، مجھے اور نصیحت فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا: ”اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کرو۔“ میں نے عرض کیا کہ حضرتؐ مجھے اور نصیحت فرمائیے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”تم جو کچھ اپنے نفس کے اور اپنی ذات کے بارے میں جانتے ہو، چاہتے کہ وہ تم کو باز رکھے دوسروں کے عیبوں کے پیچھے پڑنے سے۔“ (شعب الایمان - للبیہقی - ستارف الحدیث)

حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو خط لکھا اور اس میں درخواست کی کہ آپؓ مجھے کچھ نصیحت اور وصیت فرمائیں لیکن بات مختصر اور جامع ہو، بہت زیادہ نہ ہو۔ تو حضرت ام المومنین نے ان کو یہ مختصر خط لکھا:

”سلام ہو تم پر _____ ما بعد _____ میں نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے ”جو

کوئی اللہ کو راضی کرنا چاہے لوگوں کو اپنے سے خفا کر کے
تو اللہ مستغنی کر دے گا اس کو لوگوں کی فکر اور بار برداری
سے اور خود اس کے لئے کافی ہوگا۔ اور جو کوئی بندوں کو
راضی کرنا چاہے گا اللہ کو ناراض کر کے تو اللہ اس کو سپرد کر
دیگا لوگوں کے۔“ والسلام (جامع ترمذی۔ معارف اللہ ص ۷۳)

اعمالِ صالحہ کی وجہ سے لوگوں میں اچھی شہرت

اللہ کی ایک نعمت ہے

حضرت ابو ذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا ارشاد ہے ایسے شخص کے بارے میں جو کوئی اچھا
عمل کرتا ہے اور اس کی وجہ سے لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں؟ اور ایک روایت
میں ہے کہ پوچھنے والے نے یوں عرض کیا۔ کیا ارشاد ہے ایسے شخص کے بارے
میں جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے اور اس کی وجہ سے لوگ اس سے محبت کرتے ہیں؟
آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”یہ تو مومن بندے کی نقد بشارت ہے۔“ (صحیح مسلم)
اسی طرح اگر کوئی شخص کوئی نیک عمل اس لئے لوگوں کے سامنے کرتا
ہے کہ وہ اس کی افتدائیں کریں اور اس کو سیکھیں تو یہ بھی ریا نہ ہوگا بلکہ اس صورت
میں اللہ کے اس بندے کو تعلیم و تبلیغ کا بھی ثواب ملے گا۔ بہت سی حدیثوں سے
معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے اعمال میں یہ مقصد بھی
لمحوظ ہوتا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقتِ اخلاص نصیب فرمائے۔ اپنا مخلص بندہ

بنائے اور ریا، سمعہ جیسے مہلکات سے ہمارے قلوب کی حفاظت فرمائے۔

اللہم آمین۔ (معارف الہدیہ)

اسلام کی خوبی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”آدمی کے اسلام کی خوبی اور اس کے کمال میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ فضول اور غیر مفید کاموں اور باتوں کا تارک ہو۔“ (معارف الہدیہ - ابن ماجہ ترمذی)

دولت دنیا کا مصرف

حضرت ابو کبشہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ : ”تین باتیں ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں اور ان کے علاوہ ایک اور بات ہے جس کو میں تم سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ پس تم اس کو یاد کر لو جن تین باتوں پر میں قسم کھاتا ہوں۔ ۱۔ ان میں ایک تو یہ ہے کہ کسی بندہ کا مال صدقہ کی وجہ سے کم نہیں ہوتا۔ ۲۔ اور دوسری بات یہ کہ نہیں ظلم کیا جائے گا کسی بندہ پر ایسا ظلم جس پر وہ مظلوم بندہ صبر کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اس کی عزت کو بڑھا دے گا۔ ۳۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ نہیں کھولے گا کوئی بندہ سوال کا دروازہ مگر اللہ تعالیٰ کھول دے گا اس پر فقر کا دروازہ۔“ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اور جو بات ان کے علاوہ تم سے بیان کرنا چاہتا ہوں جس کو تمہیں یاد کر لینا اور یاد رکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ دنیا چار قسم کے لوگوں کے لئے ہے : ۱۔ ایک وہ بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اور صحیح طریق زندگی کا علم بھی اس کو دیا ہے پس وہ اس مال کے صرف استعمال میں اللہ

تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اس کے ذریعہ صلہ رحمی (یعنی اعزہ و اقارب کے ساتھ سلوک) کرتا ہے اور اس میں جو عمل اور تصرف کرنا چاہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہی کرتا ہے، پس ایسا بندہ سب سے اعلیٰ و افضل مرتبہ پر فائز ہے اور ۲۔ (دوسری قسم) وہ بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے صحیح علم تو عطا فرمایا ہے لیکن اس کو مال نہیں دیا۔ پس اس کی نیت صحیح و سچی ہے اور وہ اپنے دل و زبان سے کہتا ہے کہ مجھے مال مل جائے تو میں بھی فلاں (نیک بندہ) کی طرح اس کو کام میں لاؤں، پس ان دونوں کا اجر برابر ہے اور ۳۔ تیسری قسم وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس کے صرف استعمال کا صحیح علم (اور جذبہ) نہیں دیا وہ نادانی کے ساتھ اور خدا سے بے خوف ہو کر اس مال کو اندھا دھند غلط راہوں میں خرچ کرتے ہیں، اس کے ذریعہ صلہ رحمی نہیں کرتے اور جس طرح اس کو صرف و استعمال کرنا چاہئے، اس طرح نہیں کرتے۔ پس یہ لوگ سب سے بڑے مقام پر ہیں اور ۴۔ (چوتھی قسم) وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مال بھی نہیں دیا اور صحیح علم (اور صحیح جذبہ) بھی نہیں دیا، پس ان کا حال یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم کو مال مل جائے تو ہم بھی فلاں (عیاش اور فضول خرچ) شخص کی طرح اور اسی طریقے پر صرف کریں۔ پس یہی ان کی نیت ہے اور ان دونوں گروہوں کا گناہ برابر ہے۔ (جامع ترمذی۔ ستارف الحدیث)

دنیا و آخرت کی حقیقت

حضرت عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا۔ اس میں ارشاد فرمایا: ”مَنْ لَوِ اُرِيَا دَرَكْهُو كَدُنْيَا اَيَّك“

عارضی اور وقتی سودا ہے جو فی الوقت حاضر اور نقد ہے (اور اس کی کوئی تدوین قیمت نہیں ہے اسی لئے) اس میں ہر نیک و بد کا حصہ ہے اور سب اس سے کھاتے ہیں اور یقین کرو کہ آخرت وقت مقررہ پر آنے والی ہے۔ یہ ایک نچی، اٹل حقیقت ہے اور سب کچھ قدرت رکھنے والا شہنشاہ اسی میں (لوگوں کے اعمال کے مطابق جزا و سزا کا) فیصلہ کرے گا۔ یاد رکھو کہ ساری خیر اور خوشگوار ی اور اسکی تمام قسمیں جنت میں ہیں اور سارا دکھ اور شر اور اس کی تمام قسمیں روزخ میں ہیں۔ پس خبردار (جو کچھ کرو) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے کرو۔ (اور ہر عمل کے وقت آخرت کے انجام کو پیش نظر رکھو) اور یقین کرو کہ تم اپنے اپنے اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کئے جاؤ گے جسے ذرہ برابر کوئی نیکی کی ہوگی وہ اسکو بھی دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر کوئی برائی کی ہوگی وہ اسکو پا لے گا۔“ (مسند امام شافعی - مدار النہج ص ۵۷)

خدا کا خوف

اور تقویٰ ہی فضیلت و قرب کا باعث ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو جب یمن کے لئے وہاں کا قاضی یا عامل بنا کر روانہ فرمایا تو ان کو رخصت کرتے وقت (ایک طویل حدیث میں) آپؐ نے چند نصیحتیں اور وصیتیں ان کو فرمائیں اور ارشاد فرمایا: ”اے معاذ! شاید میری زندگی کما س سال کے بعد میری تمہاری ملاقات اب نہ ہو۔“ یہ سن کر حضرت معاذؓ آپؐ کے فراق کے صدمہ سے رونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف سے منہ پھیر کر اور مدینہ کی طرف رخ کر کے فرمایا: ”(غالباً) آپؐ خود بھی آبدیدہ ہو گئے تھے اور بہت متاثر

تھے) مجھ سے بہت زیادہ قریب اور مجھ سے تعلق رکھنے والے وہ سب بندے ہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں (اور تقویٰ والی زندگی گزارتے ہیں) وہ جو بھی ہوں اور جہاں کہیں بھی ہوں۔“ (مسند احمد - معارف الحدیث)

دنیا سے دل نہ لگانا اور آخرت کی فکر میں رہنا

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک کان کٹے، مرے ہوئے بکری کے بچے پر گز رہا۔ آپؐ نے فرمایا کہ: ”تم میں کون پسند کرتا ہے کہ (مردہ بچہ) اس کو ایک درہم کے بدلے مل جائے۔“ لوگوں نے عرض کیا (درہم تو بڑی چیز ہے) ہم تو اس کو پسند نہیں کرتے کہ وہ ہم کو کسی ادنیٰ سی چیز کے بدلے میں بھی ملے۔ آپؐ نے فرمایا: ”قسم اللہ کی دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جس قدر یہ تمہارے نزدیک۔“ (مسلم - حلیۃ المسلمین)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چٹائی پر سوئے پھر اٹھے تو آپؐ کے بدن مبارک پر چٹائی کا نشان ہو گیا تھا۔ ابن مسعودؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپؐ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم آپؐ کے لئے بستر بچھا دیں اور (بستر) بنادیں۔ آپؐ نے فرمایا: ”مجھ کو دنیا سے کیا واسطہ میری اور دنیا کی تو ایسی مثال ہے جیسے کوئی سوار (چلتے چلتے) کسی درخت کے نیچے سایہ لینے کو ٹھہر جائے۔ پھر اس کو چھوڑ کر (آگے) چل دے۔“ (احمد - ترمذی - ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کثرت سے یاد کیا کرو۔ لذتوں کو قطع کرنے والی چیز یعنی موت کو۔

(ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ حلیۃ السالین)

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا، موت تجھے ہے مومن کا۔ (بیہقی)

ف۔ سو تجھے سے خوش ہونا چاہئے اور اگر کوئی عذاب سے ڈرنا ہو تو

اس سے بچنے کی تدبیر کرے یعنی اللہ اور رسول کے احکام کو بجالائے۔ کتنا ہی پر

توبہ کرے۔ (حلیۃ السالین)

حضرت براء بن عازبؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن دنیا سے آخرت کو جانے

لگتا ہے تو اس کے پاس سفید چہرے والے فرشتے آتے ہیں، اس کے پاس جنت کا

کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے، پھر ملک الموت آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے

جان پاک! اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف چل! پھر جب اسکو لے

لیتے ہیں تو وہ فرشتے ان کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے اور اس کو اس کفن اور اس

خوشبو میں رکھ لیتے ہیں۔ اور اس سے منک کی سی خوشبو مہکتی ہے اور اسکو لے کر

(اوپر) چڑھتے ہیں اور (زمین پر رہنے والے) فرشتوں کی جس جماعت پر گزر

ہوتا ہے وہ پوچھتے ہیں یہ پاک روح کون ہے۔ یہ فرشتے اچھے اچھے القاب سے

اسکا نام بتلاتے ہیں کہ یہ فلاں ابن فلاں کا بیٹا ہے۔ پھر آسمان دنیا تک اسکو

پہنچاتے ہیں اور اس کیلئے دروازے کھلواتے ہیں اور دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اور

ہر آسمان کے مقرب فرشتے اپنے قریب والے آسمان تک لیجاتے ہیں۔ یہاں

تک کہ ساتویں آسمان تک اس کو پہنچایا جاتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کا اعمال نامہ علیہ میں لکھ دو اور اس کو سوال و جواب کے لئے زمین کی طرف لے جاؤ سو اس کی روح اس کے بدن میں لوٹائی جاتی ہے مگر اس طرح نہیں جیسے دنیا میں تھی بلکہ اس عالم کے مناسب جس کی حقیقت مرنے کے بعد معلوم ہو جائے گی۔

پھر اسکے پاس دفن شے آتے ہیں، اور کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ پھر کہتے ہیں، تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر کہتے ہیں یہ کون شخص ہیں جو تمہارے پاس بھیجے گئے تھے؟ وہ کہتا ہے وہ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ ایک پکارنے والا اللہ کی طرف سے آسمان سے پکارتا ہے میرے بندے نے صحیح جواب دیا۔ اس کے لئے جنت کا فرش کروا اور اس کو جنت کی پوشاک پہنا دو، اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول دو، سو اس کو جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے (اس کے بعد اس حدیث میں کافر کا حال بیان کیا گیا ہے جو بالکل اس کی ضد ہے)۔ (مسند احمد - ح ۱۰۰۰۰)

موت کی یاد

ایک طویل حدیث میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن گھر سے مسجد میں نماز کے لئے تشریف لائے تو آپؐ نے لوگوں کو اس حال میں دیکھا کہ گویا (وہاں مسجد میں) وہ کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں (اور یہ علامت تھی غفلت کی زیادتی کی) اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ان کی اس حالت کی اصلاح کے لئے) ارشاد فرمایا :

”میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اگر تم لوگ لذتوں کو توڑ دینے والی موت کو زیادہ یاد کیا کرو تو وہ تمہیں اس غفلت میں مبتلا نہ ہونے دے، لہذا موت کو زیادہ یاد کیا کرو۔“

(جامع ترمذی۔ سفارۃ الہدٰی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جوان کے پاس اس کے آخری وقت میں جبکہ وہ اس دنیا سے رخصت ہو رہا تھا، تشریف لے گئے اور آپؐ نے اس سے فرمایا کہ: ”تم اس وقت اپنے کو کس حال میں پاتے ہو؟“ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرا یہ حال ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید بھی رکھتا ہوں اور اسی کے ساتھ مجھے اپنے گناہوں کی سزا اور عذاب کا بھی ڈر ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ: ”جس دل میں امید و خوف کی یہ دونوں کیفیتیں ایسے عالم میں (یعنی موت کے وقت میں) جمع ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ ضرور عطا فرمادیں گے، جس کی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے اور اس عذاب سے اس کو ضرور محفوظ رکھیں گے۔ جس کا اس کے دل میں خوف اور ڈر ہے۔“

(جامع ترمذی۔ سفارۃ الہدٰی)

خشیت الہی کے آنسو

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”اللہ تعالیٰ کے خوف و ہیبت سے جس بندہ مومن کی آنکھوں سے کچھ آنسو نکلے اگرچہ وہ مقدار میں بہت کم مثلاً مکھی کے سر کے برابر (یعنی بقدر ایک قطرہ) ہوں، پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے چہرے پر پہنچ جائیں تو اللہ تعالیٰ اس چہرے کو آتش دوزخ کے لئے حرام فرمادیں گے۔“

(سنن ابن ماجہ۔ سفارۃ الہدٰی)

تبلیغ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا اور اس میں کچھ مسلمانوں کی تعریف فرمائی۔ پھر فرمایا کہ ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں میں دین کی سمجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے اور انہیں دین نہیں سکھاتے اور انہیں دین سے ناواقف رہنے کے عبرت ناک نتائج نہیں بتاتے اور انہیں برے کاموں سے نہیں روکتے اور ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں سے دین کا علم حاصل نہیں کرتے اور دین کی سمجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے اور دین سے جا مل رہنے کے عبرت ناک نتائج معلوم نہیں کرتے۔ خدا کی قسم لوگ لازماً اپنے پڑوسیوں کو دین کی تعلیم دیں، ان کے اندر دین کی سمجھ بوجھ پیدا کریں، انہیں نصیحت کریں، ان کو اچھی باتیں بتائیں اور ان کو بری باتوں سے روکیں۔ نیز لوگوں کو چاہئے کہ لازماً اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھیں، دین کی سمجھ پیدا کریں اور ان کی نصیحتوں کو قبول کریں۔ (طہرانی۔ معارف الہدیٰ)

ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہا کہ میں تبلیغ دین کا کام کرنا چاہتا ہوں، امرا بالمعروف ونہی عن المنکر کا کام کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ کیا تم اس مرتبہ پر پہنچ چکے ہو؟ اس نے کہا، ہاں تو قیغ تو ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ اگر تمہیں یہ اندیشہ نہ ہو کہ قرآن کی تین آیتیں رسوا کر دیں گی تو ضرور تبلیغ دین کا کام کرو۔ اس نے کہا کہ وہ کون سی تین آیتیں ہیں؟ ابن عباسؓ نے فرمایا۔ پہلی آیت یہ ہے :

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ

(سورۃ بقرہ۔ رکوع ۵۔ پارہ ۱۵)

”کیا تم لوگوں کو نیکی کا وعظ کہتے ہو اور اپنے کو بھول جاتے ہو۔“

ابن عباسؓ نے کہا کیا اس آیت پر اچھی طرح عمل کر لیا ہے؟
اس نے کہا، نہیں۔ اور دوسری آیت :

لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ (سورۃ الفہم - رکوع ۱۰ - پارہ ۳۸)

”تم کیوں کہتے ہو، وہ بات جس کو کرتے نہیں۔“

تو اس پر اچھی طرح عمل کر لیا ہے؟ اس نے کہا، نہیں۔ اور تیسری آیت :
مَا أُرِيدُ أَنْ أَمْلِكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْتُمْ مَعَهُ (سورۃ ہور)

شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا۔ جن بری باتوں سے میں تمہیں منع کرتا ہوں ان کو بڑھ کر خود کرنے لگوں۔ میری نیت یہ نہیں بلکہ میں تو ان سے بہت دور رہوں گا (تم میرے قول اور عمل میں تضاد نہ دیکھو گے) ابن عباسؓ نے پوچھا کہ اس آیت پر اچھی طرح عمل کر لیا ہے؟ اس نے کہا، نہیں۔

تو فرمایا جاؤ پہلے اپنے کو نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔ یہ مبلغ کی پہلی منزل ہے۔ (سارف اللہ، ص ۱۷۷ - الدعوتہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے : ”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم لوگ لازماً نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو، ورنہ خدا عنقریب تم پر ایسا عذاب بھیج دے گا کہ پھر تم پکارتے رہو گے اور کوئی شنوائی نہ ہوگی۔“ (ترمذی)

حضرت عکرمہؓ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ ہر ہفتہ ایک مرتبہ وعظ کیا کرو اور دو دفعہ کر سکتے ہو اور تین مرتبہ سے زیادہ وعظ مت

کہنا اور اس قرآن سے لوگوں کو متفرق نہ کرنا اور یا کبھی نہ ہو کہ تم لوگوں کے پاس پہنچو اور وہ اپنی کسی بات میں مشغول ہوں اور تم اپنا وعظ شروع کر دو اور ان کی بات کاٹ دو اگر تم ایسا کرو گے تو ان کو وعظ و نصیحت سے متفرق کر دو گے بلکہ ایسے موقع پر خاموشی اختیار کرو اور جب ان کے اندر خواہش دیکھو اور وہ تم سے مطالبہ کریں تو پھر وعظ کو اور دیکھو مسجع و منشی عبارتیں بولنے سے بچو کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب کو دیکھا ہے کہ وہ تکلف کے ساتھ عبارت آرائی نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

دنیا کی محبت اور موت سے بھاگنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ”میری امت پر وہ وقت آنے والا ہے جب دوسری قومیں قہر سے تجھ کو تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانے والے دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔“ کسی نے پوچھا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا اس زمانے میں ہماری تعداد اس قدر کم ہو جائے گی کہ ہمیں نکل لینے کے لئے تو میں متحد ہو کر ہم پر ٹوٹ پڑیں گی۔ ارشاد فرمایا: ”نہیں۔ اس وقت تمہاری تعداد کم نہ ہوگی البتہ تم سیلاب میں بہنے والے تنکوں کی طرح بے وزن ہو گے اور تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا رعب نکل جائے گا اور تمہارے دلوں میں بزدلی اور پست ہمتی پیدا ہو جائے گی۔“ اس پر ایک آدمی نے پوچھا یہ بزدلی کیوں پیدا ہو جائے گی؟

فرمایا: ”اس وجہ سے کہ تم دنیا سے محبت کرنے لگو گے اور موت سے بھاگنے اور نفرت کرنے لگو گے۔“ (ابوداؤد - معارف الحدیث)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : ”ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا جس میں دین پر صبر کرنے والا شخص اس آدمی کے مانند ہوگا جس نے اپنی مٹھی میں انگارہ لے لیا ہو (یعنی جس طرح انگارہ کو ہاتھ میں رکھنا دشوار ہے، اسی طرح دین پر قائم رہنا بھی دشوار ہوگا)۔“ (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

جامع اور اہم نصیحتیں اور وصیتیں

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میرے رب نے ان نوباتوں کا خاص طور پر حکم فرمایا ہے کہ :

- ۱۔ ایک اللہ سے ڈرنا خلوت میں اور جلوت میں۔
- ۲۔ عدل و انصاف کی بات کہنا خصہ میں اور رضا مندی میں (یعنی ایسا نہ ہو کہ جب کسی سے ناراض اور اس پر خصہ ہو تو اس کی حق تلفی اور اس کے ساتھ بے انصافی کی جائے۔ اور جب کہیں سے دوستی اور رضا مندی ہو تو اس کی بیجا حمایت اور طرفداری کی جائے۔ بلکہ ہر حال میں عدل و انصاف اور اعتدال کی راہ پر چلا جائے)۔
- ۳۔ اور حکم فرمایا میانہ روی پر قائم رہنے کا۔ غریبی و ناداری اور فراخ دستی اور دولت مندی، دونوں حالتوں میں (یعنی جب اللہ تعالیٰ ناداری اور غریبی میں مبتلا کرے تو بے صبری اور پریشان حالی کا اظہار نہ ہو اور جب وہ فراخ دستی اور خوش حالی نصیب فرمائے تو

بندہ اپنی حقیقت کو بھول کر غرور اور سرکشی میں مبتلا نہ ہو جائے۔ الغرض ان دونوں امتحانی حالتوں میں افراط و تفریط سے بچا جائے اور اپنی روش درمیانی رکھی جائے۔ یہی وہ میانہ روی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم فرمایا (۲) گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں)

۴۔ اور مجھے حکم فرمایا کہ میں ان اعلیٰ قرابت کے ساتھ رشتہ جوڑوں اور ان کے حقوق قرابت اچھی طرح ادا کروں جو مجھ سے رشتہ قرابت توڑیں اور میرے ساتھ بدسلوکی کریں۔

۵۔ اور یہ کہ میں ان لوگوں کو بھی دوں جنہوں نے مجھے محروم رکھا ہو اور میرا حق مجھے نہ دیا ہو۔

۶۔ اور یہ کہ میں ان لوگوں کو معاف کر دوں جنہوں نے مجھ پر ظلم کیا ہو اور مجھے ستایا ہو۔

۷۔ مجھے حکم دیا ہے کہ میری خاموشی میں تفکر ہو (یعنی جس وقت میں خاموش ہوں تو اس وقت سوچنے کی چیزیں سوچوں اور جو چیزیں قابل تفکر ہیں ان میں غور و فکر کروں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسکی آیات اور مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کا میرے ساتھ معاملہ کیا ہے اور اسکا مجھے کیا حکم ہے؟ اور میرا معاملہ اللہ کے ساتھ اور اس کے احکام کے ساتھ کیا ہے؟ اور کیا ہونا چاہئے؟ اور میرا انجام کیا ہونے والا ہے؟ اور مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کے غافل بندوں کو اللہ کے ساتھ کس طرح جوڑا جائے؟ الغرض خاموشی میں اسی طرح کا تفکر ہو)۔

۸۔ اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میری گفتگو ذکر ہو (یعنی میں جب بھی بولوں اور جو کچھ بھی بولوں اس کا اللہ سے تعلق ہو، خواہ اس طرح کہ وہ اللہ کی ثناء و صفت ہو یا اس کے احکام کی تعلیم و تبلیغ ہو یا اس طرح کہ اس میں اللہ کے احکام اور حدود کی رعایت اور نگہداشت ہو۔ ان سب صورتوں میں جو گفتگو ہوگی وہ ”ذکر“ کے قبیل سے ہوگی) اور

۹۔ مجھے حکم ہے کہ میری نظر عبرت والی نظر ہو (یعنی میں جس چیز کو دیکھوں اس سے سبق اور عبرت حاصل کروں) اور لوگوں کو حکم کروں اچھی باتوں کا۔ (سارف الحدیث۔ رزین)

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک دفعہ) مجھے دس باتوں کی نصیحت فرمائی فرمایا :

۱۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اگرچہ تم کو قتل کر دیا جائے اور

۲۔ اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو اگرچہ وہ تم کو حکم دیں کہ اپنے اہل و عیال اور مال و منال چھوڑ کے نکل جاؤ۔

۳۔ کبھی ایک فرض نماز بھی قصداً نہ چھوڑو کیونکہ جس نے ایک فرض نماز قصداً چھوڑی اس کے لئے اللہ کا عہد اور ذمہ نہیں رہا۔

۴۔ ہرگز کبھی شراب نہ پیو، کیونکہ شراب نوشی سارے فواحش کی جڑ اور بنیاد ہے۔ (اسی لئے اس کو ام النجاست کہا گیا ہے)

۵۔ ہر گناہ سے بچو، کیونکہ گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غصہ نازل ہوتا

۶۔ جہاد کے معرکے سے پٹھ پھیر کر نہ بھاگو اگرچہ کشتوں کے پٹے لگ رہے ہوں۔

۷۔ اور جب تم کسی جگہ لوگوں کے ساتھ رہتے ہو اور وہاں کسی وبائی مرض کی وجہ سے موت کا بازار گرم ہو جائے تو تم وہیں جے رہو (جان بچانے کے خیال سے وہاں سے مت بھاگو)

۸۔ اور اپنے اہل و عیال پر اپنی استطاعت اور حیثیت کے مطابق خرچ کرو۔ (نہ بخل سے کام لو کہ پیسہ پاس ہوتے ہوئے ان کو تکلیف ہو اور نہ خرچ کرنے میں اپنی حیثیت سے آگے بڑھو)

۹۔ اور آپ دینے کے لئے ان پر (حسب ضرورت و موقع) سختی بھی کیا کرو۔

۱۰۔ اور ان کو اللہ سے ڈرایا بھی کرو۔ (مشہحون۔ معارف الحدیث)

حضرت ابویوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمائیے اور مختصر فرمائیے (تاکہ یاد رکھنا آسان ہو) آپؐ نے ارشاد فرمایا : ”(ایک بات تو یہ یاد رکھو) جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اس شخص کی سی نماز پڑھو جو سب کو الواع کہنے والا اور سب سے رخصت ہونے والا ہو (یعنی دنیا سے جانے والے آدمی کی نماز جیسی ہونی چاہئے۔ تم ہر نماز ولیٰ ہی پڑھنے کی کوشش کرو اور (دوسری بات یہ یاد رکھو) ایسی کوئی بات زبان سے نہ نکالو جس کی کل تم کو معذرت اور جوابدہی کرنی پڑے (یعنی بات کرتے وقت ہمیشہ اس کا خیال رکھو کہ ایسی بات منہ سے نہ نکلے جس کی جوابدہی کسی کے سامنے اس دنیا میں یا قیامت کے دن خدا

کے حضور میں کرنی پڑے) اور (تیسری بات یہ یاد رکھو) آدمیوں کے پاس اور ان کے ہاتھ میں جو کچھ نظر آتا ہے۔ اس سے اپنے آپ کو قطعاً مایوس کرلو۔ (یعنی تمہاری امیدوں اور توجہ کا مرکز صرف رب العالمین ہو اور مخلوق کی طرف سے اپنی امیدوں کو بالکل منقطع کرلو) (مسند احمد۔ معارف الحدیث)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ”میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور میری وقت کا حکم سننے اور اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ وہ حاکم غلام حبشی کیوں نہ ہو۔ تم میں جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا۔ عنقریب وہ اختلاف کثیر کو دیکھے گا پس ایسے وقت تم لوگ میرے اور میرے رشد و ہدایت یافتہ خلفاء کے طریقے کو لازم پکڑنا اور ان طریقوں کو خوب مضبوط پکڑنا بلکہ دانتوں سے پکڑنا اور بدعات سے بچتے رہنا کیونکہ ہر جدید امر (دین میں جس کی کوئی سند شرعی نہ ہو) بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“ (مشکوٰۃ معارف الحدیث)

حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ حضرت مجھے ایسا عمل بتا دیجئے جس کی وجہ سے میں جنت میں پہنچ جاؤں اور روزخ سے دور کر دیا جاؤں۔

آپؐ نے فرمایا ”تم نے بہت بڑی بات پوچھی ہے لیکن (بڑی اور بھاری ہونے کے باوجود) وہ اس بندے کے لئے آسان ہے، جس کے لئے اللہ تعالیٰ اس کو آسان کر دے (اور توفیق دیدے) لو سنو!

(سب سے مقدم بات تو یہ ہے کہ دین کے ان بنیادی مطالبوں کو فکر اور اہتمام سے ادا کرو۔ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو) اور اچھے طریقے اور دل کی توجہ کے ساتھ نماز ادا کیا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور

رمضان کے روزے رکھا کرو اور بیت اللہ کا حج کرو۔“

پھر فرمایا : ”کیا میں تمہیں خیر کے دروازے بھی بتا دوں؟ (گویا جو کچھ آپ نے بتلایا یہ تو اسلام کے ارکان اور فرائض تھے، اس کے بعد آپ نے فرمایا تم چاہو تو میں تمہیں خیر کے اور دروازے بتلاؤں، غالباً اس سے آپ کی مراد نقل عبادات تھیں۔ چنانچہ حضرت معاویہ کی طلب دیکھ کر آپ نے ان سے فرمایا: ”روزہ (گناہوں سے اور روزِ خ کی آگ سے بچانے والی) سپر اور ڈھال ہے اور صدقہ گناہ کو (اور گناہوں سے پیدا ہونے والی آگ کو) اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، اور رات کے درمیانی حصے کی نماز (یعنی تہجد کی نماز کا بھی یہی حال ہے اور ابوابِ خیر میں اس کا خاص الخاص مقام ہے) اس کے بعد آپ نے (تہجد اور صدقہ کی فضیلت کے سلسلہ میں) سورۃ سجدہ کی یہ آیت پڑھی :

تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ
خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ فَلَا
تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً
بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

ترجمہ : ”شب کو ان کے پہلو خواہگا ہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں (نماز یا دیگر اذکار کے لئے) اس طور پر کہ وہ لوگ اپنے رب کو (ثواب کی) امید اور (عذاب کے) خوف سے پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔ سو کسی شخص کو خبر نہیں کہ کیا کیا

آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لئے خزانہ
غیب میں موجود ہے یہ ان کو ان کے (اعمال نیک) کا
صلہ ملا ہے۔“

پھر آپؐ نے فرمایا کیا میں تمہیں معاملہ کا (یعنی دین کا) سراور اس کا
عمود یعنی ستون اور اس کی بلند چوٹی بتا دوں؟ (معاذ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا
حضرت! ضرور بتا دیں! آپؐ نے فرمایا۔ دین کا سراور اسلام ہے، اور اس کا ستون
نماز ہے اور اس کی بلند چوٹی جہاد ہے۔

پھر آپؐ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ چیز بھی بتا دوں جس پر گویا ان سب
کا دار و مدار ہے (اور جس کے بغیر یہ سب بچھ اور بے وزن ہیں، معاذ کہتے ہیں)
میں نے عرض کیا حضرت! وہ چیز بھی ضرور بتلا دیجئے، پس آپؐ نے اپنی زبان
پکڑی اور فرمایا اس کو روکو (یعنی اپنی زبان قابو میں رکھو، یہ چلنے میں بے باک اور
بے احتیاط نہ ہو۔ معاذ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا حضرت! ہم جو باتیں
کرتے ہیں، کیا ان پر بھی ہم سے مواخذہ ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: ”اے معاذؓ
تجھے تیری ماں نہ جنتی (عربی محاورہ کے مطابق یہاں پر یہ پیار کا کلمہ ہے)
آرمیوں کو روزِ فتح میں ان کے منہ کے بل، یا فرمایا کہ ان کی ٹانگوں کے بل (زیادہ
تر) ان کی زبانوں کی ہیا کا نہ باتیں ہی ڈلوائیں گی۔“

(مسند امام احمد۔ جامع ترمذی۔ سنن ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ابوذر غفاریؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی دو خصلتیں بتا دوں جو پینچہ پر
بہت ہلکی ہیں (ان کے اختیار کرنے میں آدمی پر کچھ زیادہ بوجھ نہیں پڑتا) اور اللہ

کی میزان میں وہ بہت بھاری ہوں گی؟) ابوذر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ دونوں خصلتیں ضرور بتلا دیجئے۔

آپؐ نے فرمایا زیادہ خاموش رہنے کی عادت اور دوسرے حسن اخلاق، قسم اس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، مخلوقات کے اعمال میں یہ دونوں چیزیں بے مثل ہیں۔ (شعب الایمان - للبیہقی - معارف اللہ ص ۷۷)

عمران بن حطان تابعی سے روایت ہے کہ میں ایک دن حضرت ابوذر غفاریؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے ان کو مسجد میں اس حالت میں دیکھا کہ ایک کالی کالی لپٹے ہوئے بالکل اکیلے بیٹھے ہیں۔ میں نے عرض کیا : اے ابوذر! یہ تنہائی اور یکسوئی کیسی ہے؟ (یعنی آپؐ نے اس طرح اکیلے اور سب سے الگ تھلگ رہنا کیوں اختیار فرمایا ہے) انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، آپؐ فرماتے تھے کہ : ”میرے ساتھیوں کی ہم نشینی سے اکیلے رہنا اچھا ہے اور اچھے سانھی کے ساتھ بیٹھنا تنہائی سے بہتر ہے اور کسی کو اچھی باتیں بتانا خاموش رہنے سے بہتر ہے اور بری باتیں بتانے سے بہتر خاموش رہنا ہے۔“ (شعب الایمان للبیہقی - معارف اللہ ص ۷۷)

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ مجھے میرے محبوب دوست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات باتوں کا خاص طور سے حکم فرمایا :

- ۱۔ مساکین اور غرباء سے محبت رکھنے اور ان سے قریب رہنے کا۔
- ۲۔ اور آپؐ نے حکم فرمایا کہ دنیا میں ان لوگوں پر نظر رکھوں جو مجھ سے نیچے درجہ کے ہیں (یعنی جن کے پاس دنیوی زندگی کا سامان مجھ سے بھی کم ہے) اور ان پر نظر نہ کروں جو مجھ سے اوپر کے درجہ کے

ہیں (یعنی جن کو دنیوی زندگی کا سامان مجھ سے زیادہ دیا گیا ہے)۔
اور بعض دوسری احادیث میں ہے کہ ایسا کرنے سے بندے میں
صبر و شکر کی صفت پیدا ہوتی ہے اور یہ ظاہر بھی ہے۔ آگے حضرت
ابو ذرؓ فرماتے ہیں اور مجھے آپؐ نے حکم دیا۔

۳۔ کہ میں اپنے اہل قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کروں اور قرابتی رشتہ
کو جوڑوں (یعنی ان کے ساتھ وہ معاملہ اور سلوک کرتا رہوں جو
اپنے عزیزوں اور قریبوں کے ساتھ کرنا چاہئے) اگرچہ وہ میرے
ساتھ نہ کریں، اور آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ :

۴۔ کسی آدمی سے کوئی چیز نہ مانگوں (یعنی اپنی ہر حاجت کے لئے
اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے ہاتھ پھیلاؤں اور اس کے سوا کسی کے درکا
سائل نہ بنوں)۔

۵۔ میں ہر موقع پر حق بات کہوں اگرچہ وہ لوگوں کے لئے کڑی ہو
(اور ان کے اغراض اور خواہشات کے خلاف ہونے کی وجہ سے
انہیں بری لگے) اور آپؐ نے مجھے حکم فرمایا :

۶۔ کہ میں اللہ کے راستہ میں کبھی ملامت کرنے والے کی ملامت
سے نہ ڈروں (یعنی دنیا والے اگرچہ مجھے برا کہیں، لیکن میں وہی
کہوں اور وہی کروں جو اللہ کا حکم ہو اور جس سے اللہ راضی ہو اور
کسی کے برا کہنے کی ہرگز پروا نہ کروں۔ اور آپؐ نے مجھے حکم فرمایا
کہ :

۷۔ میں کلمہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کثرت سے پڑھا کروں کیونکہ

یہ سب باتیں اس خزانے سے ہیں جو عرش کے نیچے ہے (یعنی یہ اس خزانہ کے قیمتی جواہرات ہیں جو عرش الہی کے نیچے ہے اور جن کو اللہ ہی جن بندوں کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے کسی اور کی وہاں دسترس نہیں ہے) (مسند احمد - معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”قیامت کے دن حساب کے لئے بارگاہ الہی میں جب پیشی ہوگی تو آدمی کے پاؤں اپنی جگہ سے سرک نہ سکیں گے جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کا سوال نہ کر لیا جائے گا۔“

۱۔ اول یہ کہ اس کی پوری زندگی اور عمر کے بارے میں کہ کن کاموں میں گزاری۔

۲۔ اور دوسرے اس کی جوانی (اور جوانی کی توہوں) کے بارے میں کہ کن مشاغل میں جوانی اور اس کی توہوں کو بوسیدہ اور پرانا کیا۔

۳۔ تیسرے مال و دولت کے بارے میں کہ کہاں سے اور کن طریقوں اور کن راستوں سے اس کو حاصل کیا۔

۴۔ اور اس دولت کو کن کاموں اور کن راہوں میں صرف کیا۔

۵۔ پانچواں سوال یہ ہوگا کہ جو کچھ معلوم تھا اس کے بارے میں کیا عمل کیا۔ (جامع ترمذی - معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چار باتیں اور خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر تم کو وہ نصیب ہو جائیں تو پھر دنیا (اور اس کی نعمتوں) کے ثبوت ہو جانے اور ہاتھ نہ آنے میں کوئی

مضا لقمہ ہے اور نہ گھانا۔

۱۔ امانت کی حفاظت۔

۲۔ باتوں میں سچائی۔

۳۔ حسن اخلاق۔

۴۔ کھانے میں احتیاط اور پرہیزگاری۔ (مسند احمد۔ بیہقی۔ معارف الحدیث)

عمر بن مہمون اودھ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ پانچ حالتوں کو دوسری پانچ حالتوں کے آنے سے پہلے غنیمت جانو اور ان سے جو فائدہ اٹھانا چاہو وہ اٹھا لو۔

۱۔ غنیمت جانو جوانی کو، بڑھاپے کے آنے سے پہلے۔

۲۔ غنیمت جانو سدرستی کو، بیمار ہونے سے پہلے۔

۳۔ غنیمت جانو خوش حالی، اور فراخ رستی کو، ناداری اور تنگدستی سے پہلے۔

۴۔ غنیمت جانو فرصت اور فراغت کو، مشغولیت سے پہلے۔

۵۔ غنیمت جانو زندگی کو، موت آنے سے پہلے۔

(جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

عورتوں کو نصیحت

ابن عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپؐ نے (ایک بار) فرمایا : ”اے عورتوں کی جماعت تم (خاص طور پر) صدقہ دیا کرو اور زیادہ استغفار کیا کرو۔ کیونکہ دوزخیوں میں زیادہ تعداد میں نے

عورتوں کی دیکھی ہے۔“ ان میں ایک ہوشیار عورت بولی : ”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے کیا قصور کیا ہے؟ کہ ہم روزِ رخ میں زیادہ جاکیں گے؟“ آپؐ نے فرمایا : ”تمہیں (باہم گفتگو میں) لعنت کرنے کی زیادہ عادت ہوتی ہے۔ اور تم اپنے شوہر کی بھی بہت ناشکری کرتی ہو۔ میں نے تم جیسا دین و عقل میں ناقص ہو کر پھر ایک دانشمند شخص پر غالب آنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

(بخاری و مسلم۔ ترجمان السنہ)

نذر

حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ : ”نذر دو قسم کی ہے۔ ایک تو وہ نذر جو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت کے لئے مانی جائے اس کا پورا کرنا ضروری ہے اس لئے کہ یہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور دوسری نذر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ کے لئے کی جائے۔ یہ نذر شیطان کے لئے ہے اور اس کا پورا کرنا جائز نہیں اور اس قسم کی نذر کا کفارہ دے جو قسم کا کفارہ دیا جاتا ہے۔ (نسائی۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی غیر معین چیز کی نذر مانے تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جو شخص کسی گناہ کی نذر مانے اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔ اور جو شخص ایسی چیز کی نذر مانے جس کا پورا کرنا اس سے ممکن نہ ہو تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جو شخص ایسی چیز کی نذر مانے جس کو پورا کر سکے تو اس کو پورا کرے۔

(ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

قسم

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے قسم کھائی اور اس کے ساتھ اثنا عشر اللہ بھی کہا (تو قسم کے خلاف کرنے میں) اس پر گناہ نہیں۔ (ترمذی۔ ابوداؤد نسائی)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

فال

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ بد شکوئی کوئی چیز نہیں ہے۔ بہترین چیز فال نیک ہے۔ لوگوں نے عرض کیا فال کیا چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ”وہ اچھا کلمہ جس کو تم میں سے کوئی شخص کسی شخص سے یا کسی ذریعہ سے سنے۔“ (بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت عروہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے شکون بدکار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا: بہترین چیز فال نیک ہے اور شکون بد کسی مسلمان کو اس کے مقصد اور ارادے سے ندر کے۔ پھر جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی بات کو دیکھے جس کو وہ برا خیال کرتا ہے یعنی شکون تو یہ کہے:

اللَّهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ
السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

(ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

خواب

حضرت ابو ہذیل عقیلی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کا خواب نبوت کا چھپا لیساں حصہ ہے اور خواب جب تک اس کو بیان نہ کیا جائے پروں کے پاؤں پر ہوتا ہے۔ (یعنی غیر مستقل اور غیر قائمہ) لیکن جب اس کو بیان کر دیا جائے (یعنی جب اس کی تعبیر بھی بیان کر دی جائے) تو خواب واقع ہو جاتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میرا خیال ہے کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ خواب کسی کے سامنے بیان نہ کرو مگر دوست یا عقلمند آدمی کے سامنے۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

علم دین کے شروع کرنے کے دن کی فضیلت

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : ”جو کوئی چالیس حدیثیں میری امت کو پہنچا دے تو میں خاص طور پر اس کی سفارش کروں گا۔“ (جامع صغیر)

حدیث میں آیا ہے کہ علم روشنبہ کے روز طلب کرو۔ اس سے علم حاصل کرنے میں سہولت ہوتی ہے، یہی مضمون جمعرات کے متعلق بھی آیا ہے۔ بعض احادیث میں بدھ کے دن کے متعلق بھی وارد ہے۔ صاحب ہدایہ سے منقول ہے کہ وہ کتاب کے شروع کرنے کا بدھ کے دن اہتمام کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو چیز بدھ کے دن شروع کی جاتی ہے وہ اختتام کو پہنچتی ہے۔

(شرح تعلیم الموعلم۔ بہشتی زیور)

کسی سنت کا احیاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : ”جس وقت میری امت میں دین کا بگاڑ پڑ جائے گا اس وقت جو شخص میرے طریقے تھامے رہے گا اس کو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔“ (بہشتی زیور)

وصیت نبی الرحمتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اس کو تھامے رہے تو کبھی نہ بھٹکو گے۔ ”ایک تو اللہ کی کتاب (قرآن مجید) اور دوسرے نبی کی سنت یعنی حدیث۔“ (بہشتی زیور)

عبادات

باب ۲

نماز و متعلقات نماز
طہارت

طہارت جزو ایمان ہے

ابو مالک اشعرئی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ طہارت اور پاکیزگی جزو ایمان ہے اور کلمہ الْحَمْدُ لِلّٰہ میزان عمل کو بھر دیتا ہے۔

اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ بھر دیتے ہیں آسمانوں کو اور زمین کو، نماز نور ہے اور صدقہ دلیل و برہان ہے اور صبر اجالا ہے اور قرآن یا تو جنت ہے تمہارے حق میں یا جنت ہے، تمہارے خلاف۔ ہر آدمی صبح کرتا ہے پھر وہ اپنی جان کو سودا کرتا ہے پھر یا تو اسے نجات دلا دیتا ہے یا اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔ (صحیح مسلم۔ سحارف الحدیث)

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ دس چیزیں ہیں جو امورِ فطرت میں سے ہیں :

- ۱۔ مونچھوں کا ترشونا
- ۲۔ دھاڑی کا چھوڑنا
- ۳۔ مسواک کرنا
- ۴۔ ناک میں پانی لیکر صفائی کرنا
- ۵۔ باخن ترشونا
- ۶۔ انگلیوں کے جوڑوں کو (جن میں اکثر میل کچیل رہ جاتا ہے) اہتمام سے دھولینا
- ۷۔ بغل کے بال لینا
- ۸۔ مونے زیر ناف کی صفائی کرنا
- ۹۔ پانی سے استنجا کرنا
- ۱۰۔

حدیث کے راوی زکریا کہتے ہیں کہ ہمارے شیخِ معصوم نے بس یہی نو چیزیں ذکر کیں اور فرمایا دسویں چیز بھول گیا ہوں اور میرا گمان یہی ہے کہ وہ کھلی کر رہے۔ (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عاداتِ ستودہ و قضا ئے حاجت کے بارے میں

استنجا

- ۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو بایاں قدم پہلے اندر رکھتے اور جب باہر نکلتے تو دایاں قدم پہلے باہر رکھتے۔ (ترمذی)
- ۲۔ جب بیت الخلاء میں جاتے تو یہ دعا پڑھتے :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْتِ وَالْخَبَائِثِ

ترجمہ : ”اے اللہ تیری پناہ چاہتا ہوں خبیث جنوں سے۔ مردہوں یا عورت۔“

۲۔ جب آپؐ باہر آتے تو یہ دعا پڑھتے : عَفْرًا ذَكَكَ يَا
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذَى وَعَاقَانِي يَا رُونُوں

ترجمہ : ”سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے مجھ سے ایذا دینے والی چیزوں کو دور کیا اور مجھے بچھن دیا۔“ (زاد المعاد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

۴۔ جب آپؐ رُفَع حاجت کو پہنچتے تو جب تک آپؐ زمین سے بالکل قریب نہ ہو جاتے اپنا ستر نہ کھولتے۔ (زاد المعاد)

۵۔ آپؐ میثاب کرنا چاہتے تو نرم زمین کی تلاش رہتی اگر آپؐ کو نرم زمین نہ ملتی تو لکڑی یا کسی اور چیز سے سخت زمین کھود کر نرم کر لیتے، پھر میثاب کرنے پہنچتے۔ (زاد المعاد)

۶۔ حبیب بن صالحؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مقام فراغت میں داخل ہوتے تو اپنا جوتہ پہن لیتے تھے اور اپنا سر ڈھانک لیتے تھے۔ (ابن سعد)

۷۔ کبھی آپؐ پانی سے استنجا فرماتے کبھی ڈھیلے سے کبھی دونوں کا استعمال فرماتے۔ ڈھیلوں کی تعداد طاق ہوتی، کم سے کم تین ہوتی۔ آپؐ استنجا کرنے میں بایاں ہاتھ استعمال کرتے جب آپؐ پانی سے استنجا فرماتے تو اس کے بعد زمین پر ہاتھ رگڑ کر دھوتے۔

(زاد المعاد)

۸۔ میٹاب کرنے کے لئے اکڑوں بیٹھتے تو رانوں کے درمیان کافی فاصلہ چھوڑتے۔ قضائے حاجت کو بیٹھنے کے لئے ریت یا مٹی کے ٹیلے یا پتھروں کی ٹیکری یا کسی کھجور وغیرہ کی آڑ کو بہت پسند فرماتے۔ (ابن سعد)

۹۔ جب آپؐ رفع حاجت کے لئے بیٹھتے تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرتے اور نہ پشت کرتے۔ (زاد المعاد)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب استنجے کو جاتے تھے تو میں آپؐ کو پانی لا کر دیتا تھا تو آپؐ اس سے طہارت کرتے تھے پھر اپنے ہاتھ کو مٹی پر ملتے تھے، پھر میں دوسرا برتن لاتا تھا تو آپؐ اس سے وضو کرتے تھے۔ (سنن ابوداؤد)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈھیلے وغیرہ سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے بھی طہارت فرماتے تھے۔ اس کے بعد ہاتھ کو زمین پر مل کر دھوتے تھے اس کے بعد وضو فرماتے تھے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپؐ کی عادت مبارک یہی تھی کہ قضائے حاجت اور استنجے سے فارغ ہو کر وضو بھی فرماتے تھے لیکن کبھی کبھی یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وضو کرنا صرف اولیٰ اور افضل ہے فرض یا واجب نہیں ہے، اس کو ترک بھی کیا ہے۔ چنانچہ سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میٹاب سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ وضو کے لئے پانی لے کر کھڑے ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا اے عمرؓ یہ کیا ہے؟ کس لئے پانی لے کر کھڑے ہو۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا، آپؐ کے وضو کے لئے پانی لایا ہوں۔

آپؐ نے فرمایا میں اس کے لئے مامور نہیں ہوں کہ جب چیٹاب کروں تو ضروری وضو کروں اور اگر میں ایسی پابندی اور مداومت کروں تو امت کے لئے ایک قانون اور دستور بن جائے گا۔ (سحارف الحدیث)

قضائے حاجت اور استنجے سے متعلق ہدایات

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں تم لوگوں کے لئے مثل ایک باپ کے ہوں۔ اپنی اولاد کے لئے (یعنی جس طرح اولاد کی خیر خواہی اور ان کی زندگی کے اصول و آداب سکھاتا ہر باپ کی ذمہ داری ہے، اسی طرح تمہاری تعلیم و تربیت بھی میرا کام ہے اسی لئے) میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جب تم قضائے حاجت کے لئے جاؤ تو نہ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھو نہ اس کی طرف پشت کر کے۔ (بلکہ اس طرح بیٹھو کہ قبلہ کی جانب نہ تمہارا منہ ہو نہ تمہاری پیٹھ ہو)۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے استنجے میں تین دھیلوں کے استعمال کرنے کا حکم دیا، اور منع فرمایا استنجے میں لید اور ہڈی استعمال کرنے سے اور منع فرمایا اپنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے۔

(سحارف الحدیث۔ سنن ابن ماجہ واری)

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ تم میں سے کوئی ہرگز ایسا نہ کرے کہ اپنے غسل خانے میں پہلے چیٹاب کرے پھر اس میں غسل یا وضو کرے کیونکہ اکثر وضو سے اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ (سحارف الحدیث۔ سنن ابی داؤد)

قضاے حاجت کے مقام پر جانے کی دعا

حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، قضاے حاجت کے مقامات میں خبیث مخلوق شیطین وغیرہ رہتے ہیں۔ پس تم میں سے کوئی جب بیت الخلاء میں جائے تو چاہے کہ پہلے یہ دعا کرے۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبَيْثِ وَالْخَبَائِثِ

(ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ مسند احمد۔ بخاری)

حضرت عبداللہ بن ارقم فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جب جماعت کھڑی ہو جائے اور تم میں سے کسی کو استنجے کا تقاضا ہو تو اس کو چاہے کہ پہلے استنجے سے فارغ ہو۔

(جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ مسند احمد۔ بخاری)

استنجے سے متعلق مسائل (از ہشتی زیور)

○ جو نجاست آگے یا پیچھے کی راہ سے نکلے اس سے استنجا کرنا ضروری ہے۔ (شامی)

○ اگر نجاست ادھر ادھر بالکل نہ لگے اور اس کے لئے پانی سے استنجا نہ کر سکے بلکہ پاک پتھر یا مٹی کے ڈھیلے سے استنجا کر لے اور اتنا پونچھ ڈالے کہ نجاست جاتی رہے اور بدن صاف ہو جائے تو بھی جائز ہے لیکن یہ بات طبیعت کی صفائی کے خلاف ہے البتہ اگر پانی نہ ہو یا کم ہو تو مجبوری ہے۔ (تذویر شامی)

- ڈھیلے سے استنجا کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے بس اتنا خیال رکھے کہ نجاست ادھر ادھر نہ پھیلے پائے، بدن خوب صاف ہو جائے۔ (فتاویٰ ہندیہ)
- ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا سنت ہے۔ (ترمذی)
- لیکن اگر نجاست پھیلی کے گہراؤ (روپیہ کے برابر) سے زیادہ پھیل جائے تو ایسے وقت پانی سے دھونا واجب ہے۔ بغیر دھوئے نماز نہ ہوگی اور اگر نجاست پھیلی نہ ہو تو فقط ڈھیلے سے پاک کر لے تو نماز پڑھ سکتا ہے لیکن سنت کے خلاف ہے۔ (شرح العمیر)
- جب بیت الخلاء میں جائے تو دروازے سے باہر بسم اللہ کہے اور دعائے مسنونہ پڑھے۔
- بیت الخلاء میں نگلے سر نہ جائے۔ (زاد المعاد)
- اگر کسی انگلی پر اللہ رسول کا نام لکھا ہو تو اس کو اتار ڈالے۔ (سنائی)
- تعویذ جس پر موم جامہ کر لیا گیا ہو یا کپڑے میں سی لیا گیا ہو، اس کو پہن کر جانا جائز ہے۔
- بیت الخلاء کے اندر اگر چھینک آئے تو صرف دل ہی دل میں الحمد للہ کہہ لے، زبان سے اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے۔
- اور جب تک اندر رہے کوئی بات کرے نہ بولے۔ (مشکوٰۃ)
- پھر جب باہر نکلے تو پہلے داہنا قدم باہر نکالے اور دروازہ سے نکل

کر دے مٹھنہ پڑھے۔

○ استنجا کے بعد بائیں ہاتھ کو زمین پر رگڑ کر یا مٹی سے مل کر دھوئے۔ (درالحقار)

○ بائیں ہاتھ سے استنجا کرنا چاہئے۔ اگر بایاں ہاتھ نہ ہو تو پھر ایسی مجبوری کے وقت دائیں ہاتھ سے جائز ہے۔

○ ایسی جگہ استنجا کرنا کہ کسی شخص کی نظر استنجا کرنے والے کے ستر پر پڑتی ہو گناہ ہے۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا، نہر، کنویں یا حوض کے اندر یا ان کے کناروں پر پیشاب یا پاخانہ کرنا مکروہ ہے۔

○ مسجد کی دیوار کے پاس پاخانہ یا پیشاب کرنا، قبرستان میں پاخانہ یا پیشاب کرنا، چوہے کے بل یا کسی سوراخ میں پیشاب کرنا منع ہے۔

○ نہی جگہ بیٹھ کر اونچی جگہ پر پیشاب کرنا۔ آدمیوں کے بیٹھنے یا راستہ چلنے کی جگہ پاخانہ یا پیشاب کرنا اور

○ وضو یا غسل کرنے کی جگہ میں پاخانہ یا پیشاب کرنا یہ سب باتیں مکروہ ہیں اور منع ہیں۔

○ رفع حاجت کرتے وقت (بلا ضرورت شدیدہ) کلام نہ کرنا چاہئے۔ (مشکوٰۃ)

○ پیشاب کرتے وقت یا استنجا کرتے وقت عضو خاص کو داہنا ہاتھ نہ لگائیں بلکہ بایاں ہاتھ لگائیں۔ (بخاری و مسلم)

○ پیشاب، پاخانہ کی چھینٹوں سے بہت بچنا چاہئے کیونکہ اکثر

عذاب قبر میٹاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے سے ہوتا ہے۔

(ترمذی)

○ جنگل یا شہر کے باہر میدان میں قضاے حاجت کی ضرورت پیش

آئے تو اتنی دور جانا چاہئے کہ لوگوں کی نگاہ نہ پڑے۔

(مسارف الحدیث۔ سنن ابی داؤد۔ ترمذی)

○ یا کسی نشیبی زمین میں چلا جائے جہاں کوئی نہ دیکھ سکے۔

○ میٹاب کرنے کے لئے نرم زمین تلاش کرنا تاکہ میٹاب کی

چھینٹیں نہ اڑیں بلکہ زمین جذب کرتی چلی جائے۔ (ترمذی)

○ بیٹھ کر میٹاب کرنا چاہئے، کھڑے ہو کر میٹاب نہ کریں۔ (ترمذی)

○ اگر میٹاب کے بعد استنجا سکھانا ہو تو دیوار وغیرہ کی آڑ میں کھڑا

ہونا چاہئے۔ (ہشتی کوہر)

مسواک

مسواک کی فضیلت و اہمیت میں بکثرت احادیث مروی ہیں۔ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر امت پر دشوار ہونے کا خوف نہ ہوتا

تو میں ان پر ہر نماز کے لئے مسواک کو واجب قرار دیتا۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

مسواک کرنا منہ کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے اور موجب رضائے حق

سبحانہ و تعالیٰ و تقدس ہے۔ (بخاری) اور فرمایا جب بھی جبریل علیہ السلام آئے تو

انہوں نے مجھے مسواک کرنے کے لئے ضرور کہا۔ خطرہ ہے کہ (جبریل علیہ السلام

کی بار بار تاکید اور وصیت پر) میں اپنے منہ کے اگلے حصہ کو مسواک کرتے کرتے

تھکس نہ ڈالوں۔ (مسند احمد)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قرأت قرآن یا سونے کا ارادہ فرماتے تو مسواک کرتے اور گھر میں داخل ہوتے وقت بھی مسواک کرتے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شانہ اقدس میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلا کام جو کرتے وہ مسواک کرنا ہوتا تھا اور وضو اور نماز کے وقت بھی مسواک کرتے تھے۔

انگلی سے مسواک کرنا بھی کافی ہے۔ خواہ اپنی انگلی سے ہو یا دوسرے کی انگلی سے اور سخت و درشت کپڑے سے ہو تب بھی کافی ہے۔

ابو نعیم اور ترمذی روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دانتوں کے عرض پر مسواک کرتے تھے اور مواہب لدنیہ میں ہے کہ مسواک اپنے ہاتھ سے کرنا چاہئے یہ مستحب ہے۔

بعض شراح حدیث نے کہا ہے کہ مسواک میں یکس سے مراد یہ ہے کہ ابتدا راہنی طرف سے کرے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسواک رکھ دی جاتی۔ جب رات کی نماز کو اٹھتے تو مسواک کرتے، وضو کرتے۔ (بخاری و مسلم۔ ابن سعد)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ دن یا رات میں جب بھی آپؐ سوتے تو اٹھنے کے بعد وضو کرنے سے پہلے مسواک ضرور فرماتے۔ (معارف الحدیث۔ مسند احمد۔ سنن ابی داؤد)

مسواک کے متعلق سنتیں

۱۔ مسواک ایک بالشت سے زیادہ لمبی نہ ہو اور انگلی سے زیادہ موٹی نہ

ہو۔ (بحر الرائق)

۲۔ کم از کم تین مرتبہ مسواک کرنی چاہئے اور ہر مرتبہ پانی میں بھگوئی

چاہئے۔

۳۔ اگر انگلی سے مسواک کرنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ منہ کی دائیں

جانب اوپر نیچے انگلیوں سے صاف کرے اور اسی طرح بائیں

جانب شہادت کی انگلی سے کرے۔

۴۔ مسواک پکڑنے کا طریقہ

چھنگلی مسواک کے نیچے کی طرف اور انگلیوں کا سرے کے

نیچے اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر ہونا چاہئے (شامی) مسواک دانتوں میں

عرضاً اور زبان پر طولا کرنا چاہئے دانتوں کے ظاہر و باطن اور اطراف کو بھی

مسواک سے صاف کیا جائے اور اسی طرح منہ کے اوپر اور نیچے کے حصہ اور

جڑے میں بھی مسواک کرنی چاہئے۔ (طحاوی)

جن اوقات میں مسواک کرنا سنت یا مستحب ہے

۱۔ سونے کے بعد اٹھنے پر ۲۔ وضو کرتے وقت

۳۔ قرآن مجید کی تلاوت کے لئے ۴۔ حدیث شریف پڑھنے پڑھانے

کیلئے

- ۵۔ منہ میں ہد بو ہو جانے کے وقت یا دانتوں کے رنگ میں تغیر پیدا ہونے پر
 ۲۔ نماز میں کھڑے ہونے کے وقت اگر وضو اور نماز میں زیادہ فصل ہو گیا ہو
 ۷۔ ذکر الہی کرنے سے پہلے ۸۔ خانہ کعبہ یا حطیم میں داخل ہونے
 کے وقت

- ۹۔ اپنے گھر میں داخل ہونے کے بعد ۱۰۔ بیوی کے ساتھ مقاربت سے
 پہلے

- ۱۱۔ کسی بھی مجلس خیر میں جانے سے ۱۲۔ بھوک پیاس لگنے کے وقت
 پہلے

- ۱۳۔ موت کے آثار پیدا ہو جانے ۱۴۔ سحری کے وقت
 سے پہلے

- ۱۵۔ کھانا کھانے سے قبل ۱۶۔ سفر میں جانے سے قبل
 ۱۷۔ سفر سے آنے کے بعد ۱۸۔ سونے سے قبل

الترغیب والترہیب

غسل

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنابت کا غسل فرماتے تو سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوتے تھے پھر بائیں ہاتھ سے مقام استنجا کو دھوتے اور دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے۔ (یہ ہاتھ سے پانی ڈالنا ایسی حالت میں تھا کہ کوئی چھو نہ تن پانی لینے کے لئے نہ تھا) پھر وضو کرتے۔ اسی طرح جس طرح نماز کے لئے وضو فرمایا کرتے تھے پھر پانی لیتے اور بالوں کی جڑوں میں انگلیاں ڈال کر وہاں پانی پہنچاتے تھے۔ یہاں تک

کہ جب آپؐ یہ سمجھتے کہ آپؐ نے سب میں پوری طرح پانی پہنچا لیا ہے تو دونوں ہاتھ بھر کر تین دفعہ پانی اپنے سر کے اوپر ڈالتے تھے، اس کے بعد سارے بدن پر پانی بہاتے پھر دونوں پاؤں دھوتے۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اسی طرح کی حدیث حضرت میمونہؓ سے بھی روایت کرتے ہیں جس میں حضرت میمونہؓ یہ بھی اضافہ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے آپؐ کو رومال دیا تو آپؐ نے اس کو واپس فرما دیا۔ صحیحین ہی کی دوسری روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ رومال استعمال کرنے کے بجائے آپؐ نے جسم پر سے پانی سونت کر جھاڑ دیا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

حضرت عائشہؓ اور حضرت میمونہؓ کی ان حدیثوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل کی پوری تفصیل معلوم ہو جاتی ہے یعنی یہ کہ آپؐ سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ دو تین دفعہ دھوتے تھے (کیونکہ ان ہاتھوں کے ذریعہ ہی پورے جسم کو غسل دیا جاتا ہے) اس کے بعد آپؐ مقام استنجا کو بائیں ہاتھ سے دھوتے تھے اور اپنے ہاتھ سے اس پر پانی ڈالتے تھے اس کے بعد بائیں ہاتھ کو مٹی سے مل کر اور رگڑ رگڑ کر خوب مانجھتے اور دھوتے تھے پھر اس کے بعد وضو فرماتے تھے (جس کے ضمن میں تین تین دفعہ کلی کرتے اور ناک میں پانی لے کر اس کی اچھی طرح صفائی کر کے منہ اور ناک کے اندرونی حصہ کو غسل دیتے تھے) اور حسب عادت ریش مبارک میں خلال کر کے اس کے ایک ایک بال کو غسل دیتے تھے اور بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچاتے تھے۔ اس کے بعد اسی طرح سر کے بالوں کو اہتمام سے دھوتے تھے اور ہر بال کی جڑ تک پانی پہنچانے کی کوشش کرتے تھے اس کے بعد باقی سارے جسم کو غسل دیتے تھے پھر غسل کی اس جگہ

سے ہٹ کر پاؤں کو پھر دھوتے تھے (غالباً آپؐ یہ اس لئے کرتے تھے کہ غسل کی وہ جگہ صاف اور رنخیدہ نہیں ہوتی تھی)۔ (سحارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حائضہ عورت اور ضعیفی آدمی قرآن پاک میں سے کچھ بھی نہ پڑھے، (یعنی قرآن مجید جو اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام ہے اس کی تلاوت ان دونوں کے لئے منوع ہے)۔ (سحارف الحدیث۔ جامع ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جسم کے ہر بال کے نیچے جنابت کا اثر ہوتا ہے اس لئے غسل جنابت میں بالوں کو اچھی طرح دھونا چاہئے (تاکہ جسم انسانی کا وہ حصہ جو بالوں سے چھپا رہتا ہے، پاک صاف ہو جائے) اور جلد کا جو حصہ ظاہر ہے (جس پر بال نہیں ہیں) اس کو بھی اچھی طرح دھونا اور صاف کرنا چاہئے۔ (سنن ابی داؤد۔ جامع ترمذی۔ سنن ابن ماجہ۔ سحارف الحدیث)

جن صورتوں میں غسل کرنا سنت ہے

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر مسلمان پر حق ہے (یعنی اس کیلئے ضروری ہے) کہ ہفتہ کے سات دنوں میں ایک دن (یعنی جمعہ کے دن) غسل کرے اس میں اپنے سر کے بالوں کو اور سارے جسم کو اچھی طرح دھوئے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم و سحارف الحدیث)

حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے دن (نماز جمعہ کے لئے) وضو کرے تو

بھی کافی ہے اور ٹھیک ہے اور جو غسل کرے تو غسل کرنا افضل ہے۔

(مسند احمد۔ سنن ابی داؤد۔ جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

○ جمعہ کے دن نماز فجر کے بعد سے جمعہ تک ان لوگوں کے لئے غسل

کرنا سنت ہے، جن پر نماز جمعہ واجب ہو۔

○ عیدین کے دن بعد فجر ان لوگوں کے لئے غسل کرنا سنت ہے جن

پر عیدین کی نماز واجب ہے۔

○ حج یا عمرہ کے حرام کے لئے غسل کرنا سنت ہے۔

○ حج کرنے والے کو عرفہ کے دن بعد زوال آفتاب غسل کرنا سنت

(بہشتی گوہر)

ہے۔

وضو

قیامت میں اعضائے وضو کی نورانیت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ میرے امتی قیامت کے دن بلائے جائیں گے تو وضو کے اثر سے ان

کے چہرے اور ہاتھ اور پاؤں روشن اور منور ہوں گے۔ پس تم میں سے جو کوئی اپنی

وہ روشنی اور نورانیت بڑھا سکے اور مکمل کر سکے تو ایسا ضرور کرے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

وضو کا طریقہ

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن اس طرح وضو

فرمایا کہ پہلے اپنے دونوں ہاتھوں پر تین دفعہ پانی ڈالا۔ پھر تین دفعہ کلی کی اور تین

دفعہ ہاتھ میں پانی لے کر اس کو نکالا اور ہاتھ کی صفائی کی پھر تین دفعہ اپنا پورا چہرہ

دھویا پھر اس کے بعد داہنا ہاتھ کہنی تک تین دفعہ دھویا پھر اسی طرح بائیں ہاتھ کہنی تک تین بار دھویا۔ اس کے بعد سر کا مسح کیا۔ پھر داہنا پاؤں تین دفعہ دھویا پھر اسی طرح بائیں پاؤں تین دفعہ دھویا (اس طرح پورا وضو کرنے کے بعد) حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے بالکل میرے اس وضو کی طرح وضو فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر دو رکعت نماز پوری توجہ کے ساتھ ایسی پڑھی جو حدیثِ نفس سے خالی رہی (یعنی دل میں ادھر ادھر کی باتیں نہیں سوچیں) تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف ہو گئے۔ (صحیح بخاری و مسلم و معارف الحدیث)

وضو کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے :

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ
أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ
وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ وَاجْعَلْنِي مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ
وَاجْعَلْنِي مِنَ الَّذِينَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ط

ترجمہ : ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود

نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اے اللہ آپ مجھے خوب زیادہ توبہ کرنے والوں میں اور

خوب زیادہ پاکی حاصل کرنے والوں میں شامل فرما اور

اپنے نیک بندوں میں شامل فرما اور ان لوگوں میں شامل

فرما جن کو (قیامت کے دن) نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور

نہ وہ غمگین ہوں گے۔“

سنسنائی میں مروی ہے کہ وضو کے بعد آپؐ فرمایا کرتے تھے :

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا
أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ (زاد المعاد)

ترجمہ : ”اے اللہ تو پاک ہے اور میں تیری تعریف

بیان کرتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ صرف تو ہی مجبور

ہے اور میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیرے سامنے

توبہ کرتا ہوں۔“

حضرت ابو موسیٰ اشعرئیؓ سے مروی ہے کہ میں جناب رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وضو کے وقت حاضر ہوا تو میں نے آپؐ سے وضو کرتے

وقت سنا کہ آپؐ دعا کر رہے تھے :

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَوَسِّعْ لِي فِي دَارِي وَمَا بَارِكْ لِي فِي رِزْقِي (زاد المعاد)

ترجمہ : ”اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے

گھر کو وسیع فرما اور میرے رزق میں برکت دے۔“

مسئور بن شدادؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ جب وضو فرماتے تو ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی (چھنگلی)

سے پاؤں کی انگلیوں کو (یعنی ان کے درمیانی حصہ کو) ملتے تھے، (یعنی خلال

فرماتے تھے)۔ (جامع ترمذی۔ ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

طریقہ تھا کہ جب وضو فرماتے تو ایک ہاتھ سے پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے ریش

مبارک کے اندرونی حصہ میں پہنچاتے اور اس سے ریش مبارک میں خلال فرماتے (یعنی ہاتھ کی انگلیاں اس کے درمیان سے نکالتے) اور فرماتے کہ میرے رب نے مجھے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔ (سارف الحدیث۔ سنن ابی داؤد) وضو میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی اچھی طرح استعمال فرماتے لیکن پھر بھی امت کو پانی کے استعمال میں اسراف سے پرہیز کی تلقین فرماتے۔ (زاد المعاد)

وضو کی سنتیں اور اس کے آداب

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا اے ابو ہریرہؓ جب تم وضو کرو تو بسم اللہ والحمد للہ کہہ لیا کرو اس کا اثر یہ ہو گا کہ جب تک تمہارا یہ وضو باقی رہے گا اس وقت تک تمہارے محافظ فرشتے (یعنی کاتبین اعمال) تمہارے لئے براہمنیکیاں لکھتے رہیں گے۔

(معجم صغیر طبرانی۔ سارف الحدیث)

لقیط بن صبرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے وضو کی بابت بتائیے (یعنی یہ بتائیے کہ کن باتوں کا وضو میں مجھے خاص طور سے اہتمام کرنا چاہئے) آپؐ نے فرمایا (ایک تو یہ کہ) پورا وضو خوب اچھی طرح اور کامل طریق سے کیا کرو (جس میں کوئی کمی کسر نہ رہے) اور (دوسرے یہ کہ) ہاتھ پاؤں دھوتے وقت ان کی انگلیوں میں خلال کیا کرو اور (تیسرے یہ کہ) ناک کے ننھوں میں پانی چڑھا کے اچھی طرح ان کی صفائی کیا کرو۔ (تیسرے یہ کہ) تم روزے سے ہو۔ (یعنی روزے کی حالت میں ناک میں پانی

زیادہ نہ چڑھاؤ۔ (سحارف الحدیث - سنن ابی داؤد - جامع ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر خود ہی وضو کر لیتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ

دوسرا آدمی پانی ڈال دیتا۔ (زاوالمعاد)

وضو پر وضو

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے طہارت کے باوجود (یعنی وضو ہونے کے باوجود

تازہ) وضو کیا اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (جامع ترمذی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں اکثر نیا وضو فرماتے اور کبھی

کبھی کئی نمازیں ایک ہی وضو میں پڑھ لیتے۔ (زاوالمعاد)

وضو کا مسنون طریقہ

وضو کرنے والے کو چاہئے کہ وضو سے پہلے نیت کرے کہ نماز کے

لئے وضو کر رہا ہوں (اس سے ثواب بڑھ جاتا ہے) وضو کرتے وقت قبلہ رخ کسی

اونچی جگہ بیٹھے تاکہ پانی کی چھینٹیں نہ پڑیں۔ پھر بسم اللہ الرحمن

الرحیم پڑھ کر وضو شروع کرے بعض روایات میں اس طرح ہے کہ پڑھے :

○ بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی دِيْنِ الْاِسْلَامِ ط

○ پھر دونوں ہاتھوں کو ہونچوں تک تین بار دھوئے۔

○ پھر مسواک کرے، اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانتوں کو میلے اور

تین بار کلی کرے اس طرح کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے۔

(البتہ اگر روزہ ہو تو غرارہ نہ کرے کہ پانی حلق میں چلا جائے)۔

○ پھر تین بار ناک میں پانی چڑھائے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے (اگر روزہ ہو تو جتنی روزہ مزہم گوشت ہے اس سے اوپر پانی نہ لے جائے)۔

○ پھر تین بار منہ دھوئے۔ پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک، سب جگہ پانی بہہ جائے۔ دونوں ابروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے۔ کہیں سوکھا نہ رہے۔ چہرہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرے، داڑھی کے نیچے سے انگلیوں کو ڈال کر خلال کرے۔

○ پھر تین بار داہنا ہاتھ کہنی سمیت دھوئے۔ پھر بائیں ہاتھ کہنی سمیت دھوئے اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کرے۔ عورت اگر انگوٹھی یا چوڑی جو کچھ پہنے ہو اس کو ہلا لے کہ کہیں سوکھا نہ رہ جائے۔

○ پھر ایک بار سارے سر کا مسح کرے اور اس کے ساتھ دونوں کانوں کا مسح کرے۔ کان کے اندر کی طرف کلمہ کی انگلی سے اور کانوں کے اوپر انگوٹھوں سے مسح کرے پھر انگلیوں کی پشت کی طرف سے گردن کا مسح کرے (لیکن گلے کا مسح نہ کرے، یہ ممنوع ہے) کانوں کے مسح کے لئے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ سر کے مسح سے جو بچا ہوا پانی ہاتھ میں لگا ہے وہی کافی ہے۔

(ترمذی۔ مشکوٰۃ)

○ پھر داہنا پاؤں کچھ سمیت تین بار دھوئے۔ پھر تین بار بائیں پاؤں کچھ سمیت دھوئے اور بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے پیر کی انگلیوں میں غلال کرے۔ داہنے پیر کی داہنی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں پیر کی چھنگلیا پر ختم کرے۔ (یہ وضو کا مسنون طریقہ ہے) (بہشتی زیور)

وضو کے متعلق مسائل

- ☆ اعضائے وضو کو خوب مل کر دھونا چاہئے۔
- ☆ وضو مسلسل کرنا چاہئے یعنی ایک عضو دھونے کے بعد دوسرے عضو کے دھونے میں وقفہ اور تاخیر نہ ہونا چاہئے۔
- ☆ وضو ترتیب دار کرنا سنت ہے۔

وضو کے درمیان یہ دعا پڑھے :

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَوَسِّعْ لِي فِي دَارِي وَبَارِكْ لِي فِي رِزْقِي

جب وضو کر چکے یہ دعا پڑھے :

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

پھر یہ دعا پڑھے :

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ
سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا
أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ (ترمذی) بہشتی زیور

تیمم

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم (کی حقیقت، ہاتھ کا پاک زمین پر) دو مرتبہ مارنا ہے ایک بار چہرے کے لئے اور ایک بار کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کیلئے۔ (مشترک)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے لئے جدا گانہ تیمم نہ فرماتے نہ آپؐ نے کبھی اس کا حکم دیا بلکہ تیمم کو بالکل وضو کا قائم مقام فرمایا ہے۔

(زاد المعاد)

تیمم کا طریقہ امام اعظمؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک یہ ہے کہ دو مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنا۔ ایک بار چہرے کے لئے اور ایک بار کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کے لئے۔ (مدارج المبوۃ)

مسئلہ : جس عذر سے وضو کے لئے تیمم جائز ہے اسی طرح غسل کے لئے تیمم جائز ہے۔ غسل کے تیمم کا بھی یہی طریقہ ہے (جو غسل جنابت پر فرض ہوتا ہے)۔ (بہشتی زیور)

مسئلہ : پاک مٹی اور ریت۔ پتھر اور چونا اور مٹی کے کچے اور کچے برتن جن پر روغن نہ ہو اور مٹی کی کچی اور کچی اینٹیں مٹی یا اینٹوں پتھر یا چونے کی دیوار، گیر واور ملنا مٹی پر تیمم کرنا جائز ہے۔ تیمم کے تین فرض ہیں:

- ۱۔ نیت کرنا
- ۲۔ دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر منہ پر پھیرنا
- ۳۔ دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر دونوں ہاتھوں کو کہنی سمیت ملنا۔ (بہشتی زیور)

تیمم کا مسنون طریقہ

تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ اول نیت کرے کہ میں پانی کی رو کر نے کے لئے تیمم کرتا ہوں پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے۔ پھر دونوں ہاتھ مٹی کے بڑے ڈھیلے پر مار کر انہیں جھاڑ دے۔ زیادہ مٹی لگ جائے تو اسے پھونک مار کر اڑا دے اور دونوں ہاتھوں کو منہ پر اس طرح پھیرے کہ کوئی جگہ باقی نہ رہ جائے۔ اگر ایک بال کے برابر بھی جگہ چھوٹ جائے گی تو تیمم صحیح نہ ہوگا۔ پھر دوسری مرتبہ دونوں ہاتھ مٹی پر مارے اور انہیں جھاڑ کر پہلے بائیں ہاتھ کی چاروں انگلیاں سیدھے ہاتھ کی انگلیوں کے سروں کے نیچے رکھ کر کھینچتا ہوا کہنی تک لے جائے اس طرح لے جانے میں سیدھا ہاتھ نیچے کی جانب پھر جائے گا۔ پھر بائیں ہاتھ کی پھیلی سیدھے ہاتھ کے اوپر کی طرف کہنی سے انگلیوں تک کھینچتا ہوا لائے اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کی پشت پر پھیرے۔ اسی طرح سیدھے ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر پھیرے پھر انگلیوں کا خلال کرے۔ اگر انگوٹھی پہنی ہوئی ہو تو اسے اتارنا یا ہلانا ضروری ہے۔ انگلیوں کا خلال کرنا بھی فرض ہے۔

وضو اور غسل دونوں کے تیمم کا یہی طریقہ ہے۔ (بہشتی زیور)

نماز کا اعادہ ضروری نہیں

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ میں سے دو شخص سفر کو گئے۔ کسی موقع پر نماز کا وقت آگیا اور ان کے ساتھ پانی نہ تھا اس لئے دونوں نے پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لی۔ پھر نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے پانی بھی مل گیا، تو ایک صاحب نے وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھی اور دوسرے صاحب نے

نماز کا اعادہ نہیں کیا۔ جب دونوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس کا ذکر کیا تو جن صاحب نے نماز کا اعادہ نہیں کیا تھا ان سے آپؐ نے فرمایا تم نے ٹھیک طریقہ اختیار کیا اور تم نے جو نماز تیمم کر کے پڑھی وہ تمہارے لئے کافی ہوگئی (شرعی مسئلہ یہی ہے کہ ایسے موقع پر تیمم کر کے نماز پڑھ لینا کافی ہے بعد میں وقت کے اندر پانی مل جانے پر بھی اعادہ کی ضرورت نہیں اس لئے تم نے جو کیا ٹھیک مسئلہ کے مطابق کیا) اور جن صاحب نے وضو کر کے نماز دوبارہ پڑھی تھی ان سے آپؐ نے فرمایا کہ تمہیں دوہرا ثواب ملے گا کیونکہ تم نے دوبارہ جو نماز پڑھی وہ نفل ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نیکوں کو ضائع نہیں فرماتا۔

(سنن ابی داؤد و مسند دارمی۔ معارف الحدیث۔ ج ۳)

نماز

حضرت عبداللہ بن قریظ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے اول جس چیز کا سوال بندہ سے ہوگا وہ نماز ہے اگر وہ ٹھیک اتری تو اس کے سارے اعمال ٹھیک اتریں گے اور اگر وہ خراب نکلی تو اس کے سارے اعمال خراب نکلیں گے۔ (طبرانی اوسط۔ ج ۱۰ ص ۱۰۰)

حضرت عبادۃ بن الصامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانچ وقت کی نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں جس نے ان کے لئے اچھی طرح وضو کیا اور ٹھیک وقت پر ان کو پڑھا اور رکوع و سجود بھی جیسے کرنا چاہئے ویسے ہی کئے اور خشوع کی صفت کے ساتھ ان کو ادا کیا تو ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کا پکا وعدہ ہے کہ وہ اس کو بخش دے گا۔ اور جس نے ایسا

نہیں کیا (اور نماز کے بارے میں اس نے کوتاہی کی) تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں ہے چاہے گا تو اس کو بخش دے گا اور چاہے گا تو سزا دے گا۔

(سورۃ الحجہ ۷۷۔ مسند احمد۔ سنن ابی داؤد)

پنجگانہ فرض نمازوں کے اوقات

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے ان سے فرمایا کہ ان دونوں دن (آج اور کل) تم ہمارے ساتھ نماز پڑھو۔ پھر (دوپہر کے بعد) جیسے ہی آفتاب ڈھلا۔ آپؐ نے بلالؓ کو حکم دیا اور انہوں نے اذان دی پھر آپؐ نے ان سے فرمایا تو انہوں نے ظہر کی نماز کے لئے اقامت کہی (اور ظہر کی نماز پڑھی گئی) پھر (عصر کا وقت آنے پر) آپؐ نے بلالؓ کو حکم دیا تو انہوں نے (قاعدہ کے مطابق پہلے اذان اور پھر) عصر کی نماز کے لئے اقامت کہی (اور عصر کی نماز ہوئی) یہ اذان اور پھر یہ نماز ایسے وقت ہوئی کہ آفتاب خوب اونچا اور پوری طرح روشن تھا (یعنی اس کی روشنی میں وہ ذرق نہیں پڑا تھا جو شام کو ہو جاتا ہے) پھر آفتاب غروب ہوتے ہی آپؐ نے بلالؓ کو حکم دیا تو انہوں نے مغرب کی قاعدے کے مطابق اذان کہی پھر اقامت کہی عبارت رہ گئی (اور عشاء کی نماز پڑھی گئی) پھر رات کے ختم ہونے پر جیسے ہی صبح صادق نمودار ہوئی، آپؐ نے بلالؓ کو حکم دیا اور انہوں نے فجر کی (قاعدے کے مطابق اذان کہی پھر) اقامت کہی۔ (اور فجر کی نماز پڑھی گئی) پھر جب دوسرا دن ہوا تو آپؐ نے بلالؓ کو ٹھنڈے وقت ظہر کی نماز قائم کرنے کا حکم دیا اور فرمایا ظہر آج (تاخیر کر کے)

ٹھنڈے وقت پڑھی جائے تو آپؐ کے حسب حکم انہوں نے ٹھنڈے وقت پر ظہر کی اذان پھر اتنا مت کبی اور خوب اچھی طرح ٹھنڈا وقت کر دیا یعنی کافی تاخیر کر کے ظہر اس دن بالکل آخری وقت پڑھی گئی اور عصر کی نماز ایسے وقت پڑھی کہ آفتاب اگر چہ اونچا ہی تھا لیکن گزشتہ روز کے مقابلہ میں زیادہ سوخا کر کے پڑھی اور عشاء تہائی رات گزر جانے کے بعد پڑھی اور فجر کی نماز اسفار کے وقت میں (یعنی دن کا جالا بھیل جانے پر) پڑھی۔ پھر آپؐ نے فرمایا وہ صاحب کہاں ہیں جو نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کرتے تھے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپؐ نے فرمایا تمہاری نمازوں کا مستحب وقت اسکے درمیان میں ہے جو تم نے دیکھا۔ (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

نمازِ ظہر

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب گرمی سخت ہو تو ظہر کو ٹھنڈے وقت پڑھا کرو۔ (صحیح بخاری)

نمازِ عشاء

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشاء کی نماز کے لئے اس وقت باہر تشریف لائے جب تہائی رات ہو چکی تھی۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ میری امت کے لئے یہ وقت بھاری اور مشکل ہو جائے گا تو میں یہ نماز (ہمیشہ دیر کر کے) اسی وقت پڑھا کرتا کیونکہ اس نماز کے لئے ہمیشہ یہی وقت افضل ہے۔ (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

نمازِ فجر

حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نمازِ فجر اسقار میں ادا کرو۔ (یعنی صبح کا اجالا پھیل جانے پر فجر کی نماز پڑھو) کیونکہ اس میں زیادہ اجر و ثواب ہے۔

(سنن ابی داؤد۔ جامع ترمذی۔ مسند دارمی۔ معارف الحدیث)

نماز میں تاخیر کی ممانعت

حضرت علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: علی! تین کام وہ ہیں جن میں تاخیر نہ کیجو:

- ۱۔ نماز جب اس کا وقت آجائے۔
 - ۲۔ اور جنازہ جب تیار ہو کر آجائے۔
 - ۳۔ بے شوہروالی عورت جب اس کے لئے کوئی مناسب جوڑ مل جائے۔
- (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

سونے یا بھول جانے کی وجہ سے نماز قضا ہو جائے تو.....

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی نماز کو بھول گیا یا نماز کے وقت سوتا رہ گیا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب یاد آئے یا سو کے اٹھے، اسی وقت پڑھ لے۔ (معارف الحدیث۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم)

نماز میں تساہل

حضرت ابو ذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے مجھ سے فرمایا : تمہارا کیا حال ہوگا اور کیا رویہ ہوگا جب ایسے (غلط کار و روضا ماترس) لوگ تم پر حکمران ہوں گے جو نماز کو مردہ اور بے روح کریں گے (یعنی ان کی نمازیں خشوع و خضوع اور آداب کے اہتمام نہ ہونے کی وجہ سے بے روح ہوں گی) کیا وہ نمازوں کو ان کے صحیح وقت کے بعد پڑھیں گے؟ میں نے عرض کیا تو آپ کا میرے لئے کیا حکم ہے؟ یعنی ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟ آپ نے فرمایا تم وقت آ جانے پر اپنی نماز پڑھ لو۔ اس کے بعد اگر ان کے ساتھ نماز پڑھنے کا موقع آئے تو ان کے ساتھ پڑھ لو۔ یہ تمہارے لئے نفل ہو جائے گی۔ (سوانح الحدیث - صحیح مسلم)

دوسری نماز کا انتظار

ایک بار مغرب کی نماز کے بعد کچھ لوگ عشاء کی نماز کا انتظار کر رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور آپ اس قدر تیز تیز چل کر آئے کہ آپ کی سانس پھول گئی تھی۔ آپ نے فرمایا لوگو! خوش ہو جاؤ تمہارے رب نے آسمان کا ایک دروازہ کھول کر تمہیں فرشتوں کے سامنے کیا اور فخر کے طور پر فرمایا دیکھو یہ میرے بندے ایک نماز ادا کر چکے اور دوسری نماز کا انتظار کر رہے ہیں۔ (ابن ماجہ)

جمع بین الصلوٰتین

بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے اس کے غیر وقت میں کوئی نماز پڑھی ہو۔ مگر مغرب و عشاء کی دو نمازوں میں جن کو

مزدلفہ میں جمع فرمایا اور احادیث میں عرفات میں ظہر و عصر کی نمازیں بھی جمع فرماتا مروی ہے اور یہ جمع برائے مناسک حج تھی، نہ کہ سفر کی وجہ سے اور جامع الاصول میں بروایت ابو داؤد و حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی سفر میں مغرب و عشاء کو ملا کر نہیں پڑھا مگر ایک مرتبہ جمع بین الصلواتین کے معنی یہ ہیں کہ پہلی نماز کو تا موخر کیا جائے کہ اس کے آخری وقت میں پڑھا جائے اور دوسری نماز میں اتنی تعیل کی جائے کہ اسے اس کے شروع وقت میں پڑھا جائے اور بعض اسے جمع صوری کا نام دیتے ہیں کیونکہ یہ ظاہر صورت میں تو جمع ہے مگر درحقیقت جمع نہیں ہے اور یہی وہ صورت ہے جس پر احناف سفر میں جمع کا اطلاق کرتے ہیں۔ (مدارج المبوۃ)

جامع الاصول میں ابو داؤد سے بروایت مافع اور عبداللہ بن واقدی مروی ہے کہ ایک بار سفر میں حضرت ابن عمرؓ سے موذن نے کہا ”الصلوۃ“ ابن عمرؓ نے فرمایا چلتے رہو یہاں تک کہ غروب شفق سے پہلے اترے اور نماز مغرب ادا کی۔ اس کے بعد انتظار کیا یہاں تک کہ شفق غائب ہوگئی۔ پھر عشاء کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سفر میں جلدی ہوتی تو آپ یہی فرماتے اور یہی حکم دیتے جیسا کہ میں نے کیا ہے۔ (مدارج المبوۃ)

نماز کے اوقات ممنوعہ

حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ تین وقتوں میں نماز پڑھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور انہی اوقات میں مردوں کو دفن کرنے سے بھی یعنی نماز جنازہ پڑھنے سے بھی منع فرمایا ہے :

۱۔ طلوع آفتاب کے وقت ۲۔ زوال کے وقت ۳۔ غروب آفتاب کے وقت۔
(مسلم)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز

احادیث میں روایات ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اس تکبیر تحریمہ کے ساتھ دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے اور اس کے بعد ہاتھ باندھ لیتے۔ اس طرح کہ داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھتے۔

ہاتھ باندھنے کے بعد ثناء پڑھتے :

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ _____ (الح)

اس کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الْمَرْجِيْمِ پڑھتے۔ اس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے۔

پھر اس کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھتے اور اس کے آخر میں آمین کہتے۔
(امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مذہب میں آمین آہستہ کہنا ہے)

سیدنا عمرؓ سے روایت ہے کہ امام چار چیزوں میں انشاء کرے۔ یعنی آہستہ سے کہے۔ تعوذ، بسم اللہ، آمین اور سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ _____ (الح)

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ پڑھتے۔ پھر آپؐ جب اس قراءت سے فارغ ہوتے تو تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جاتے

(جھکنے کے ساتھ ہی نکبیر کہتے) اسی طرح جب رکوع سے سراٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ فرماتے۔

رکوع میں دونوں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر خوب جماتے اور انگلیوں کو کھول کر رکھتے (علماء فرماتے ہیں کہ نماز میں انگلیوں کی تین حالتیں ہیں۔ ایک رکوع کی حالت میں کھول کر رکھنا چاہئے۔ دوسرے سجدے کی حالت میں انگلیوں کو ملا کر رکھنا چاہئے۔ تیسرے تمام حالتوں میں انگلیوں کو اپنے حال پر چھوڑنا خواہ قیام کی حالت ہو، خواہ تشہد کی ہو)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع میں بازوؤں کو پہلو سے دور رکھتے اور اپنی پشت کو سیدھا رکھتے اور سر کو اس کے برابر نہ نیچا کرتے اور نہ اٹھاتے اور تین بار سبحان ربی العظیم کہتے (یہ کم از کم ہے بسا اوقات آپ اس سے بھی زیادہ کہتے تھے اور زیادہ مرتبہ کہنا طاق عدد میں افضل ہے) اور جب رکوع سے سراٹھاتے تو سجدہ میں اس وقت تک نہ جاتے جب تک کہ سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ اسی انداز سے کرتے۔ آپ جب سجدہ میں جاتے تو ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھتے، اس کے بعد ہاتھوں کو رکھتے، پھر پہلے بنی (ناک) زمین پر رکھتے، پھر بیٹھانی مبارک رکھتے، سجدہ میں بازوؤں اور پیٹ کو رانوں سے دور رکھتے اتنا کہ بکری کا بچہ اس کے درمیان سے گزر سکتا تھا۔ سجدہ میں سر مبارک کو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان میں رکھتے۔ سجدہ میں پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب ہوتا تھا۔ سجدہ میں کم از کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہتے اور جب سجدہ سے سراٹھاتے تو جب تک بالکل سیدھے نہ بیٹھ جاتے دوسرا سجدہ نہ فرماتے۔ جب قیام طویل ہوتا تو رکوع و سجدہ

اور جلسہ بھی طویل ہوتا اور جب قیام مختصر ہوتا تو یہ سب مختصر ہوتے۔

(مدارج النبوة)

آپؐ ہر دو رکعت پر التیمات پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم)

حضرت وائلؓ کی حدیث میں ہے کہ آپؐ جب سجدہ سے (قیام کے لئے) کھڑے ہوتے تو رانوں اور گھٹنوں پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے اور سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے اور اسی سے ٹیک لگاتے ہوئے کھڑا ہو جائے۔ اور حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہوتے وقت زمین پر ہاتھوں سے ٹیک لگا کر کھڑے ہونے کو منع فرمایا ہے۔ (لیکن بحکم ضرورت زیادتی مشقت، کبرسنی اور کمزوری کے وقت زمین پر ٹیک لگانا جائز ہے) (مدارج النبوة)

اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشہد میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھاتے اس پر بیٹھتے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھتے۔ اور جب آخری رکعت کے بعد تشہد کے لئے بیٹھتے تو قعدہ اولیٰ کی طرح بیٹھتے اور جب تشہد پڑھتے تو دونوں ہاتھوں کو دونوں رانوں پر رکھتے اور داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے (اس کی صورت یہ ہے کہ چھنگلی اور اس کے پاس کی انگلی کو پھیلی کے اندر جمع کرے اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنائے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے اور جب لا الہ کہتو انگلی اٹھائے اور الا اللہ کہنے پر نیچے کرے)۔

(مدارج النبوة)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم فرمائی کہ ہم ان الفاظ میں التیمات پڑھیں :

التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا
النَّبِيُّ وَمَرْحَمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى
عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ ۖ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیث سے مروی ہے کہ مجھے کعب بن عجرؓ
نے تو انہوں نے کہا کیا میں تمہیں ایک تحفہ جسے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے سنا، پیش کروں۔ میں نے کہا ہاں ضرور۔ تو انہوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے میں نے عرض کیا کہ آپؐ نے ہمیں آپؐ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو
بتلادیا لیکن ہم درود کس طرح بھیجیں تو آپؐ نے فرمایا ان الفاظ میں:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

ایک دوسرے صحابی حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے بھی قریب قریب
اسی مضمون کی ایک حدیث مروی ہے جس میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے درود کے متعلق دریافت کیا گیا کہ حضرتؐ جب ہم نماز میں آپؐ پر درود
پڑھیں تو کس طرح پڑھیں؟ تو آپؐ نے مذکورہ درود شریف کی تلقین فرمائی۔
(مدارج النبوة)

طبرانی، ابن ماجہ اور دارقطنی حضرت سمیل ابن سعدؓ سے روایت
کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کی نماز ہی

نہیں جو اپنے نبی پر درود نہ بھیجے۔ (مدارج النبوة)

درود شریف کے بعد اور سلام سے پہلے دعا

مشترک حاکم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد ہے کہ نمازی تشہد کے بعد درود شریف پڑھے اور اس کے بعد دعا کرے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ کی ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے تشہد کی تلقین والی حدیث کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بھی مروی ہے۔ یعنی نمازی جب تشہد پڑھ چکے تو جو دعا سے اچھی معلوم ہو اس کا انتخاب کر لے اور اللہ تعالیٰ سے وہی دعا مانگے۔ (سحارف الحدیث) درود شریف کے بعد نماز میں دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلیم بھی ثابت ہے اور عملاً بھی۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی آخری تشہد پڑھ کر فارغ ہو جائے تو اسے چاہئے کہ چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے۔ (مسلم) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ
اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ
وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَاقِمِ وَالْمَغْرَمِ

ترجمہ : ”اے اللہ میں آپ سے قبر کے عذاب کی پناہ
چاہتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنہ سے پناہ چاہتا ہوں اور

موت و حیات کے فتنہ سے پناہ چاہتا ہوں اور گناہ سے

اور (بلا وجہ) ناواں بھگتنے سے پناہ چاہتا ہوں۔“

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دعا کی تعلیم اس طرح ہم کو دیتے تھے جس طرح قرآن کی سورۃ کی تعلیم دیتے تھے۔ (مسلم و بخاری۔ مدارج النبوة)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشہد کے بعد (نماز کے آخر میں) اپنے اور بائیں سلام پھیرتے اور اپنی چشم مبارک نماز میں کھلی رکھتے تھے بند نہ کرتے تھے۔ (صحیح مسلم۔ مدارج النبوة)

سجدہ سہو

۱۔ نماز میں جتنی چیزیں واجب ہیں ان میں سے ایک واجب یا کئی واجب اگر بھولے سے رہ جائیں تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے اور اس کے کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے اگر سجدہ سہو نہ کیا تو نماز پھر سے پڑھے۔ (ہشتی زبور)

۲۔ اگر بھولے سے نماز کا کوئی فرض چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کرنے سے نماز درست نہیں ہوگی، پھر سے پڑھے۔ (ردالمحتار)

۳۔ سجدہ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اخیر رکعت میں فقط التیات پڑھ کر داہنی طرف ایک سلام پھیر کے دو سجدے کر لے پھر بیٹھ کر التیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کے دونوں طرف سلام پھیر لے اور نماز ختم کر لے۔

(فتاویٰ ہندیہ و شرح البدایہ)

اگر بھولے سے سلام پھیرنے سے پہلے ہی سجدہ سہو کر لیا تب بھی ادا

ہو گیا اور نماز صحیح ہو گئی۔
(شرح البدایہ طحاوی۔ بہشتی زیور)

نماز کے بعد کے معمولات

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپ جب سلام پھیرتے تو تین بار استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ کہتے اور پھر اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، (یعنی اے اللہ تو سلام ہے اور تجھ سے ہی سلامتی ہے۔ اے بزرگی اور عزت والے تو برکت والا ہے) پڑھتے۔

صرف اتنا کہنے کی حد تک قبلہ رخ رہتے اور مقتدیوں کی طرف تیزی سے منتقل ہو جاتے اور اپنے دائیں یا بائیں جانب (رخ انور) پھیر لیتے اور ابن مسعودؓ نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کئی بار بائیں رخ ہو جاتے دیکھا اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کثرت سے دائیں رخ پر دیکھا۔ (وارد المعاد)

نمازوں کے بعد کی خاص دعائیں

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے :

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا عَطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ (بخاری مسلم۔ مشکوٰۃ)

ترجمہ : ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو تنہا ہے اور جس

کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے سب تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! جو تُو دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو تُو روکے اس کا کوئی دینے والا نہیں اور کسی مالدار کو تیرے عذاب سے مالدار نہیں بچا سکتی۔“

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ نماز میں سلام پھیرنے کے بعد تمام انواع ذکر پر روایت کردہ استغفار کو مقدم رکھنا چاہئے۔ اسکے بعد اللھم انت السلام (لرحمہ) پڑھنا چاہئے پھر اس کے بعد مذکورہ بالا دعا پڑھنا چاہئے۔ (مدارج النبوة) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کے شروع میں اور کبھی دعا کے درمیان میں اکثر ان الفاظ کا اضافہ فرماتے :

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً
وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

ترجمہ : ”اے ہمارے رب دنیا میں ہمیں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔“

حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ جب نماز سے سلام پھیرتے تو تین بار استغفر اللہ کہتے اور مذکورہ بالا دعا پڑھتے۔ (مسلم۔ معارف الحدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز سے فارغ ہو جاتے تو اپنا داہنا ہاتھ سر پر پھیرتے اور فرماتے :

بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ وَاللَّهُمَّ
أَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحُزْنَ ۝ (بڑا طبرانی، ابن سنی، حسن حسین)

ترجمہ : ”میں نے اللہ کے نام کے ساتھ نماز ختم کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں (اور) جو رحمن و رحیم ہے اے اللہ تو مجھ سے فکراور رنج کو دور فرما۔“

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر نماز کے بعد معوذتین پڑھنا بھی آیا ہے اور یہ حدیث حد درجہ صحیح ہے۔ اور ہر نماز کے بعد دس مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھنا بھی آیا ہے۔ اس میں فضل عظیم ہے۔ (مدارج النبوة)

حضرت ابو بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے :

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

ترجمہ : ”اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں کفر سے اور فقر و فاقہ سے اور قبر کے عذاب سے۔“ (جامع ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب شام یا صبح ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا ضرور فرمایا کرتے تھے :

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ وَفِي أَهْلِي وَمَالِي

ترجمہ : ”اے میرے اللہ میں اپنے دین و دنیا اور اپنے اہل و مال میں تجھ سے معافی اور عافیت کا طلبگار ہوں۔“ (معارف الحدیث)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کی کیفیت

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس درجہ نوافل پڑھا کرتے تھے کہ پاؤں مبارک پر ورم آ جاتا تھا۔ کسی نے عرض کیا کہ جب آپؐ پر اگلے پچھلے سب گناہوں کی معافی کی بشارت نازل ہو چکی ہے تو پھر آپؐ اس درجہ مشقت کیوں برداشت فرماتے ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا :

اَقْدَامُكُونِ عَبْدًا شَكُورًا

ترجمہ : ”کہ جب حق تعالیٰ جل شانہ نے مجھ پر اتنا

انعام فرمایا تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں۔“ (بخاری ذی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک

نماز میں ہے۔ (فصائل نبوی)

حضرت عوف بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں حضور اکرم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ حضور خوابِ استراحت سے بیدار ہوئے، مسواک

کی اور وضو کر کے نماز کے لئے کھڑے ہو گئے تو میں بھی نماز کے لئے حضور صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ پھر آپؐ نے سورۃ بقرہ کی تلاوت شروع

فرمائی تو کوئی رحمت والی آیت ایسی نہ گزری جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے توقف کر کے خدا کے حضور رحمت کی درخواست نہ کی ہو اور ایسی کوئی عذاب

والی آیت نہ گزری جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توقف کر کے خدا کے

حضور اس کے عذاب سے پناہ نہ مانگی ہو۔ (نظری نمازوں میں اس طرح رک کر دعا

کرنا جائز ہے، بشرطیکہ عربی میں ہو لیکن فرض نمازوں میں ایسا کرنا درست نہیں)

پھر آپؐ نے قیام کے برابر طویل رکوع فرمایا اور پڑھا :

سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْعِظَمَةِ وَالْكِبَرِيَّاتِ

پھر رکوع سے سر مبارک اٹھا کر اتنا ہی قیام فرمایا اور اس میں بھی یہی کلمات پڑھے۔ پھر دونوں سجدوں کے درمیان جلوس فرمایا اس میں بھی اسی کے مانند کلمات ادا فرمائے۔ اس کے بعد بقیہ رکعتوں میں سورۃ آل عمران، سورۃ نسا اور سورۃ مائدہ تلاوت فرمائی۔ (شامل ترمذی)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رات مسجد میں ایک ہی آیت کی تکرار فرماتے رہے وہ آیت یہ تھی :

إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (المائدہ - ۱۱۸) (خصائل نبوی)

ترجمہ : ”اگر آپ ان کو عذاب دیں تو بیشک وہ آپ

کے بندے ہیں اور اگر آپ انہیں معاف فرمادیں تو

آپ ہی زیر دست حکمت والے ہیں۔“

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص نمازیں

حدیث : حضرت عطاءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت

عائشہؓ سے عرض کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی عجیب ترین بات

سناؤں۔ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کون سی

بات ایسی تھی جو عجیب ترین نہ تھی اس کے بعد فرمانے لگیں۔

ایک رات کا قصہ ہے کہ سونے کے لئے مکان پر تشریف لائے اور

میرے پاس میرے لحاف میں لیٹ گئے۔ لیٹتے ہی تھوڑی سی دیر میں فرمایا کہ چھوڑو تاکہ میں اپنے رب کی عبادت کروں۔ یہ فرما کر کھڑے ہو گئے۔ وضو کیا اور نماز کی نیت باندھ لی اور رونا شروع کر دیا، یہاں تک کہ سینہ مبارک تک آنسو بہہ کر آنے لگے۔ اس کے بعد رکوع کیا، اس میں بھی روتے رہے پھر سجدہ سے اٹھے اور روتے رہے۔ غرض صبح تک یہی کیفیت رہی حتیٰ کہ بلال صبح کی نماز کے لئے بلانے کو آ گئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ اس قدر کیوں روتے۔ اللہ جل شانہ نے تو آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرما دیئے۔ آپ نے فرمایا کہ تو کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں؟ اس کے بعد ارشاد فرمایا میں ایسا کیوں نہ کرتا حالانکہ آج مجھ پر یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اِنِّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے لَا تُخْلِفُ اِلَیْہِ عٰدَۃً تک سورۃ آل عمران کے آخری رکوع کی آیتیں تلاوت فرمائیں۔

(خصائل نبوی۔ مدارج المہبۃ)

نماز تہجد و وتر

حضرت اسوؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات کی نماز یعنی تہجد و وتر کے متعلق دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا معمول تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشاء کی نماز کے بعد رات کے اول حصہ میں استراحت فرماتے تھے اس کے بعد تہجد پڑھتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ آخری شب ہو جاتی تھی تب وتر پڑھتے۔ اس کے بعد اپنے بستر پر تشریف لے آتے۔ اگر رغبت ہوتی تو اپنے اہل

کے پاس تشریف لے جاتے، پھر صبح کی اذان کے بعد فوراً اٹھ کر غسل کی ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے ورنہ وضو فرما کر نماز کے لئے ہی تشریف لے جاتے۔

(شامل ترمذی)

شعبان کی پندرہویں شب

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس اس وقت جبرئیل علیہ السلام آئے اور بتایا آج کی رات شعبان کی پندرہویں رات ہے، اس رات کو حق تعالیٰ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر مخلوق کو جہنم سے آزاد کریں گے۔ البتہ شرک اور کینہہ پرور اور قطع رحمی کرنے والے اور کُندہ سے بچی لنگی پہننے والے نیز والدین کی نافرمانی کرنے والے ہمیشہ شراب نوشی کرنے والے پر حق تعالیٰ نظر عنایت نہ فرمائے گا۔

اس کے بعد آپؐ نے کپڑے اتارے اور فرمایا اے عائشہ! کیا تم آج رات عبادت کرنے کی اجازت دیتی ہو (اجازت حاصل کرنے کی ضرورت اس لئے ہوئی کہ رات بھر عبادت کرنے کا معمول نہ تھا بلکہ کچھ حصہ ازواج مطہرات کی دلجوئی اور دل جمعی کے لئے بھی مخصوص تھا یہ اس رات نہ ہو سکا)

میں نے عرض کیا ہاں ہاں میرے والدین آپؐ پر قربان۔ چنانچہ آپؐ کھڑے ہوئے اور نماز شروع فرمادی۔ پھر ایک لمبا سجدہ کیا حتیٰ کہ مجھے خیال ہوا کہ کہیں خدا نخواستہ آپؐ کی روح توقیف نہیں ہوگئی۔ میں کھڑی ہو کر ٹولنے لگی اور اپنا ہاتھ آپؐ کے تلوؤں پر رکھا۔ آپؐ میں کچھ حرکت ہوئی جس سے میں سرور (مطمئن) ہوگئی۔ میں نے سنا کہ آپؐ سجدہ میں یہ پڑھ رہے تھے :

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَأَعُوذُ بِكَ بِرِضَاكَ مِنْ
سَخَطِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ جَلًّا وَجُهِلًا لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ
أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ ۝

ترجمہ : ”اے اللہ میں پناہ چاہتا ہوں آپ کے
عفو و درگزر کے ذریعہ آپ کے عذاب سے اور پناہ چاہتا
ہوں آپ کی رضا کے ذریعہ آپ کی ناراضگی سے اور
آپ کی پناہ چاہتا آپ ہی سے آپ با عظمت ہیں اور
میں آپ کی شایان شان تعریف نہیں کر سکتا آپ ویسے
ہی ہیں جیسے آپ نے خود اپنی ثناء فرمائی۔“

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ صبح کو ان کلمات دعا یہ کا تذکرہ کیا تو آپ
نے فرمایا اے عائشہ! تم انکو سیکھ لو اور اوروں کو سکھاؤ۔ مجھے جبریلؑ نے یہ کلمات
سکھائے ہیں اور کہا ہے کہ میں انہیں سجدے میں بار بار پڑھا کروں۔

(بیہقی۔ مشکوٰۃ الترغیب والترہیب)

اور اُمسنون صبح و شام

حضرت مسلم بن حارثؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے ان کو خصوصیت کے ساتھ تلقین فرمائی کہ جب تم مغرب کی نماز ختم
کرو تو کسی سے بات کرنے سے پہلے سات دفعہ یہ دعا کرو :

اللَّهُمَّ اجِرْنِي مِنَ النَّارِ

ترجمہ : ”اے اللہ مجھے دوزخ سے پناہ دے۔“

تم نے مغرب کے بعد اگر یہ دعا کی اور اسی رات میں تم کو موت آگئی

تو دوزخ سے تمہارے بچاؤ کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

اور اسی طرح جب تم صبح کی نماز پڑھو تو کسی آدمی سے بات کرنے

Folder\242 -2

var.tif not found

سے پہلے سات دفعہ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرو

”اگر اس دن تمہاری موت مقدر ہوگی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو دوزخ سے

بچانے کا حکم ہو جائے گا۔“ (سنن ابن ماجہ۔ زاد المعاد)

حضرت عثمان غنیؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ہر دن کی صبح اور ہر رات کی شام کو تین تین بار یہ دعا پڑھے :

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یُضَرُّمَعَ اسْمُهُ شَیْءٌ فِی
الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

ترجمہ : ”اللہ کے نام سے (ہم نے صبح کی یا شام کی)

جس کے نام کے ساتھ آسمان یا زمین میں کوئی چیز

نقصان نہیں دے سکتی اور وہ سنتے والا جاننے والا ہے۔“

وہ اس دن اور رات سے ہر بلا سے محفوظ و مامون رہے گا اور تین بار

یہ دعا مانگے :

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

ترجمہ : ”میں اللہ کے کلمات نامہ کی پناہ لیتا ہوں اس کی ہر مخلوق کی شر سے۔“

(ادب المفرد۔ ابن حبان۔ حاکم)

نماز فجر کے بعد اور رات میں

۱۔ سورۃ فاتحہ ایک مرتبہ۔ آیت الکرسی ایک مرتبہ :

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ
قَائِمًا بِالْقِسْطِ ۚ أَمَّا آيَاتُ الْكِتَابِ فَأِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ تک ایک مرتبہ

۲۔ سورۃ فاتحہ اور آیت الکرسی اور اس کے ساتھ والی آیتیں پانچوں نمازوں

کے بعد پڑھ لیا کرے تو جنت اس کا ٹھکانہ ہو اور خطیرۃ القدس میں رہے۔ اللہ تعالیٰ روزانہ اس پر ستر مرتبہ نظر رحمت سے دیکھیں اور ستر حاجتیں اس کی پوری فرما دیں گے یعنی اس کی مغفرت ہے۔ (ابن سنی)

۳۔ تین مرتبہ :

رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِعَمَدٍ
(صلی اللہ علیہ وسلم) نَبِيًّا وَرَسُولًا

ترجمہ : ”میں اللہ تعالیٰ کو رب ماننے پر اور اسلام کو

دین ماننے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی ماننے پر

راضی ہوں۔“

فضیلت : اس کے تین مرتبہ پڑھ لینے سے اللہ تعالیٰ قیامت کے

دن اتنا انعام دیں گے کہ اس کا پڑھنے والا راضی ہو جائے گا۔ (حسن حصین)

۴۔ حضرت عبداللہ بن حبیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا شام کو اور صبح کو (یعنی دن شروع ہونے پر اور رات شروع

ہونے پر) تم قل هو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب

الناس تین بار پڑھ لیا کرو۔ یہ ہر چیز کے لئے تمہارے لئے کافی ہے۔

(سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

فَسَبِّحْ اللَّهَ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَلَهُ
الْحَمْدُ فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ
يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ
وَيُخْرِجُ الْأَمْسَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَلِكَ تُفْرَجُونَ
(از صحاح ستہ)

ترجمہ : سو تم اللہ کی پاکی بیان کرو شام کے وقت اور صبح
کے وقت اور تمام آسمانوں اور زمین میں اسی کے لئے حمد
ہے اور زوال کے بعد بھی اور ظہر کے وقت بھی وہ جاندار
کو بے جان سے اور بے جان کو جاندار سے باہر لاتا ہے
اور زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے اور
اسی طرح تم اٹھائے جاؤ گے۔“

فضیلت : رات کو پڑھے تو دن کے تمام اذکار اور اذکار کی پوری کر
دی جاتی ہے اور صبح کو پڑھے تو رات کے اذکار اور اذکار کی پوری کر دی جاتی ہے۔
(صحاح ستہ)

عبداللہ بن غنم بیاضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا جو بندہ صبح ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کرے :

اللَّهُمَّ مَا أَصْبَحَ فِي مِنْ نِعْمَةٍ أَوْ بِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ
فَمِنْكَ وَحَدِّثْكَ لَدُنِّيكَ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ
(معارف الحدیث)

ترجمہ : ”اے اللہ اس صبح کے وقت جو بھی کوئی نعمت

مجھ پر یا کسی بھی دوسری مخلوق پر ہے وہ صرف تیری ہی طرف سے ہے تو تنہا ہے تیرا کوئی شریک نہیں تیرے ہی لئے حمد ہے اور تیرے ہی لئے شکر ہے۔“

تو اس نے اس دن کی ساری نعمتوں کا شکرا ادا کر دیا اور جس نے شام ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں اسی طرح عرض کیا تو اس نے پوری رات کی نعمتوں کا شکرا ادا کر دیا۔ (معارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے ذکر و دعا کے وہ کلمے تعلیم فرما دیجئے جن کو میں صبح و شام پڑھ لیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کیا کرو :

اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَ مَلِيْكَةَ اَشْهَدُ اَنْ لَا
اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَ شَرِّكُمْ

ترجمہ : ”اے اللہ! پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے، غائب اور حاضر کے جاننے والے (آپ) ہر شے کے پروردگار اور اس کے مالک ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں آپ سے پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور اس کے شرک سے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر! تم اللہ سے یہ دعا

کیا کرو صبح کو اور شام کو اور سونے کے لئے بستر پر لیٹتے وقت۔

(سنن ابی داؤد - جامع ترمذی - معارف اللہ ربہ)

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھ سے فرمایا : ”اے معاذؓ مجھے تجھ سے محبت ہے۔“

میں نے عرض ”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے بھی آپؐ سے محبت

ہے۔“ آپؐ نے فرمایا : تو (اس محبت ہی کی بناء پر میں تجھ سے کہتا ہوں کہ ہر

نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ضرور کیا کرو اور کبھی اسے نہ چھوڑو :

رَبِّ اَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

”اے میرے پروردگار۔ میری مدد فرما اور مجھے توفیق

دے اپنے ذکر کی، اپنے شکر کی اور اپنی اچھی عبادت

کی۔“ (مسند احمد - سنن ابی داؤد - سنن نسائی - زاد المعاد - معارف اللہ ربہ)

حضرت ابو بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم

فرما دیجئے جو میں اپنی نماز میں مانگا کروں تو آپؐ ارشاد فرمایا۔ یوں عرض کیا کرو :

اللَّهُمَّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ

اِلَّا اَنْتَ فَاعْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي

اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (بخاری و مسلم، مدارج النبوة)

ترجمہ : ”اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا

اور اس میں شک نہیں کہ تیرے سوا گناہوں کی کوئی بخشش

نہیں کر سکتا، پس تو اپنی طرف سے خاص بخشش مجھ کو بخش

دے اور مجھ پر رحم فرما دے۔ بیشک تو ہی بخشنے والا نہایت

رحم والا ہے۔“

تسبیحاتِ شام و سحر

تسبیحِ فاطمہؑ

مسند امام احمد میں حضرت ام سلمہؓ سے ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو سکھائے جب وہ ایک غلام طلب کرنے کے لئے حاضر ہوئیں تو آپؐ نے فرمایا سوتے وقت تم ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۳ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو اور ایک بار کہو :

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (مسلم بخاری ترمذی)

ترجمہ : ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا

کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے

سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

افراد امت کے لئے مستحب ہے کہ ہر نماز کے بعد یہ کہا کریں۔ اور سو

کی گنتی پوری کرنے کے لئے ایک بار مذکورہ دعا پڑھ لیا کریں۔ (زاوالعاد)

جس نے نماز فجر و مغرب کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے کوئی بات

کرنے سے پہلے دس مرتبہ پڑھا :

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ : ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے سب تعریف ہے اسی کے ہاتھ خیر ہے وہ زندہ کرتا ہے، اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

اس کے لئے بیورز ٹیکوں کو قائم کرنے، بدیوں کو مٹانے اور درجات کی بلندی کے لئے عظیم تاثیر رکھتا ہے۔ (مدارج الملوک - زاد المعاد)

دیگر تسبیحات

۱۔ سور تبیح کے وقت اور سور تبشام کے وقت پڑھیں :

سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ

۲۔ صبح اور شام سو سور تب پڑھیں :

سُبْحَانَ اللَّهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اللَّهُ أَكْبَرُ

۳۔ سور تب روزانہ پڑھیں :

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ

۴۔ جب سونے کا ارادہ کرے تو یہ پڑھے :

سُبْحَانَ اللَّهِ ۳۳ بار الْحَمْدُ لِلَّهِ ۳۳ بار اللَّهُ أَكْبَرُ ۳۳ بار

۵۔ جس وقت شجہ کے لئے اٹھے یہ پڑھے :

اللَّهُ أَكْبَرُ • اَبَارَ الْحَمْدُ لِلَّهِ • اَبَارَ سُبْحَانَ اللَّهِ • اَبَارَ

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ تَعَالَى رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ • اَبَارَ

۲۔ ہر نماز کے بعد پڑھیں :

سُبْحَانَ اللَّهِ ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلَّهِ ۳۳ بار اَللَّهُ أَكْبَرُ ۳۳ بار
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ۱۰ بار

۴۔ بعد ہر نماز کے پڑھیں :

سُبْحَانَ اللَّهِ سو بار اَلْحَمْدُ لِلَّهِ سو بار اَللَّهُ أَكْبَرُ سو بار
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ایک بار

۸۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ
عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ایک بار

۹۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ

بکثرت (بلا تعداد و بلا تعین وقت) پڑھیں۔ (حسنِ صمیم)

تسبیحات کا شمار

۱۰۔ چونکہ تسبیحات کے پڑھنے کے لئے بعض مخصوص اعداد بھی وارد ہیں۔ ان کے شمار کرنے کے لئے دو طریقے ہیں۔ تسبیح سے گنتا اور عقد اٹا مل سے گنتا یہ دونوں طریقے مستنون ہیں اور عقد اٹا مل (انگلیوں کے حساب کا ایک طریقہ) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تولی و فعلی حدیث سے ثابت ہے اس لئے اس میں زیادہ فضیلت ہے۔ (از۔ اورادِ حقانی)

عقد اٹا مل

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ انگلیوں پر کلمہ طیبہ اور

تسبیحات کو گنا کرو کہ قیامت کے دن ان انگلیوں سے بھی محاسبہ ہوگا کہ اپنے اپنے اعمال بتائیں اور ان کو تو گویا عطا کی جائے گی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان ہوں کہ آپ کا نمونہ ہر چیز میں ہمارے سامنے ہے۔

(شرح شامل ترمذی)

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ وہ تکبیر (اللہ اکبر) تقدیس (سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ) اور تہلیل (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) کی تعداد کا خیال رکھا کریں اور انہیں انگلیوں پر شمار کیا کریں۔ فرمایا اس لئے کہ قیامت کے دن انگلیوں سے دریافت کیا جائیگا اور وہ بتلائیں گی کہ کتنی تعداد میں تکبیر، تقدیس اور تہلیل کی تھی۔ (حسن حصین۔ شامل ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیدھے ہاتھ کی انگلیوں پر تسبیح پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

(شامل ترمذی۔ حسن حصین)

اور اد بعد نماز

واضح رہنا چاہئے کہ نماز کے بعد دعائیں اور اذکار جو متعدد حدیثوں میں آئے ہیں جیسے مذکورہ دعائیں وغیرہ۔ انہیں نماز کے متصل بعد، فصل کے بغیر پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ متصل بعد کا مطلب یہ ہے کہ نماز اور ان دعاؤں کے درمیان ایسی کسی چیز میں مشغول نہ ہو جو یا دالہی کے منافی شمار ہوتی ہو۔ اور اگر خاموش اتنی دیر رہے کہ اسے زیادہ نہ سمجھا جاتا ہو تو مضائقہ نہیں لہذا نماز سے فارغ ہونے کے بعد جو کچھ بھی وجہ مذکور پر پڑھے اسے نماز کے بعد ہی کہا جائے گا۔

اب رہا یہ کہ سنت مؤکدہ کا فرض کے بعد پڑھنا کیا فرض اور اذکار و اربعہ مذکورہ کے درمیان موبہ فصل اور وجہ بعدیت ہے یا نہیں۔ یہ بھی اس جگہ محل نظر ہے ظاہر یہ ہے کہ یہ فصل نہ ہوگا اور یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ بعض دعائیں اور اذکار جو نمازوں کے فوراً بعد پڑھے یہ اس کا متقاضی نہیں ہے کہ ان کو فرض سے ملائے۔ بلکہ ان کا مقام ان سنتوں کے بعد بغیر کسی مشغولیت کے ہے جو فرض کے تابع ہیں اور جو سنتیں فرض کے تابع نہیں ہیں وہاں فرض کے بعد متصل ہی پڑھنا کافی ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ فرض اور سنتوں کے درمیان بعض دعائیں اور اذکار سے فصل کرنا اختیاری ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ کسی مختصر دعا اور ذکر سے فصل کرے اور جو دعائیں اور اذکار طویل ہیں انہیں سنتوں کے بعد پڑھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی ایسی دعا و ذکر سے فصل جس کو مسجد میں ہمیشہ کرتے رہے ہوں جیسے آیۃ الکرسی اور تسبیحات کا پڑھنا ثابت نہیں ہے (کبھی کبھی پڑھنا اور امر ہے) یہ محض غلو و مدامت اور رواج پر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب امام ظہر، مغرب اور عشاء میں سلام پھیرے تو چونکہ ان فرائض کے بعد جو سنتیں ہیں، تو بیٹھ کر تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ اسے لازم ہے کہ مختصر دعا کے بعد سنت کے لئے کھڑا ہو جائے اور وہ نمازیں جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں وہاں اپنی جگہ قبلہ رو دیر تک بیٹھے رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(مدارج الموبہ)

اندازِ قراءت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تلاوت میں ترتیل کا تھا۔ تیزی اور سرعت کے ساتھ تلاوت نہ فرماتے بلکہ ایک ایک حرف ادا کر کے واضح طور پر تلاوت فرماتے۔ آپؐ ایک ایک آیت کی تلاوت وقفہ کر کے کرتے اور مد کے حروف کو کھینچ کر پڑھتے مثلاً رَحْمٰن اور رَحِیم کو مد سے پڑھتے اور تلاوت کے آغاز میں آپؐ شیطان رَجِیم سے اللہ کی پناہ مانگتے اور پڑھتے۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ

اور گا ہے گا ہے یوں پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ
مِنْ هَمَزٍ وَنَفْخٍ وَنَفْثٍ

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلاوت میں ہر آیت کو جدا جدا کر کے علیحدہ علیحدہ اس طرح پڑھتے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ پڑھتے پھر الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پر وقف کرتے پھر طَلَبُکَ یَوْمَ الْمَلِیْنِ پر وقف کرتے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عبداللہ بن قیسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید آہستہ پڑھتے تھے یا پکار کر۔ انہوں نے فرمایا کہ دونوں طرح معمول تھا۔ میں نے کہا الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے جس نے ہر طرح سہولت عطا فرمائی۔ (کہہ بتقضائے وقت جیسا مناسب ہو آواز سے یا آہستہ اس طرح پڑھ سکے)۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے ان سے ذکر کیا گیا کہ بعض لوگ پورا قرآن ایک رات میں ایک دفعہ یا دو دفعہ پڑھ لیتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ ان لوگوں نے پڑھا بھی اور نہیں بھی پڑھا (یعنی الفاظ کی تو تلاوت کر لی مگر اس کا حق ادا نہیں کیا) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمام رات کھڑی رہتی تھی اور آپؐ نماز میں سورۃ بقرہ، آل عمران اور سورۃ نساء پڑھتے تھے۔ سو آپ کسی آیت پر جس میں خوف (کا مضمون) ہو۔ نہیں گزرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے اور (امن کا) سوال کرتے تھے۔ یعنی نفل نماز کے اندر ایسی آیتوں کے مضمون کے حق کو ادا کرنے میں اتنی دیر لگ جاتی تھی کہ تمام رات میں ایک منزل پڑھ پاتے تھے۔ (مسند امام احمد)

۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوافل میں کبھی اتنا لمبا قیام فرماتے کہ قدم مبارک ورم کر آتے اور سینہ مبارک میں سے ہانڈی کھولنے کی سی آواز آتی تھی۔ (یہ خوف خدا تعالیٰ کی وجہ سے ہوتا تھا)

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ عبارات زیادہ محبوب تھی جو ہمیشہ ادا ہو سکے۔ (بخاری)

۳۔ جب آپؐ امام ہوتے تو ایسی ہلکی پھلکی نماز پڑھاتے جو معتدیوں پر بار نہ ہوتی۔ (نسائی)

۴۔ اور جب تنہا نماز پڑھتے تو بہت طویل نماز پڑھتے۔ (نسائی)

اگر نماز نفل میں مشغول ہوتے اس وقت اگر کوئی شخص پاس آ بیٹھتا تو آپؐ نماز مختصر کر دیتے اور اس کی ضرورت پوری کرینے کے بعد پھر نماز میں

مشغول ہو جاتے۔ اگرچہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ تام اور قرب خصوصی حاصل تھا۔ آپ نماز شروع کرتے تو طویل کر دیتے پھر کسی بچہ کے رونے کی آواز سنتے تو اس خیال سے مختصر کر دیتے کہ کہیں ماں پر بار نہ گزرے۔ (زاد المعاد)

آپ کھڑے کھڑے، پیٹھ کر، لیٹ کر، وضو اور بغیر وضو (جنابت کے علاوہ) ہر حالت میں قرآن پاک پڑھ لیتے اور اس کی تلاوت سے منع نہ فرماتے اور آپ بہترین انداز سے تلاوت فرماتے۔ (زاد المعاد)

حضرت سعد بن ہشامؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے یاد نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سارا قرآن کسی ایک رات میں پڑھا ہو یا ساری رات یعنی عشاء سے لے کر فجر تک نماز پڑھی ہو یا سوائے رمضان کے کسی مہینہ میں پورے مہینہ کے روزے رکھے ہوں یعنی یہ باتیں آپؐ نے کبھی نہیں کیں۔ (مسلم - مشکوٰۃ)

سواری پر نماز نوافل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت طیبہ یہ تھی کہ آپ نوافل سواری پر بھی پڑھ لیتے تھے خواہ جس طرف بھی اس کا رخ ہوتا، رکوع و سجود اشاروں سے کرتے۔ آپ کا سجدہ یہ نسبت رکوع کے قدرے نیچا ہوتا تھا۔

سجدہ تلاوت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلاوت قرآن کے دوران جب کسی سجدہ کے مقام سے گزرتے (یعنی آیت سجدہ پڑھتے) تو تکبیر کہتے اور سجدہ کرتے۔

(زاد المعاد)

سجدہ تلاوت واجب ہے

سجدہ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کرے اور اللہ اکبر کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے سجدہ میں کم از کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہہ کر پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھائے۔

ہدایت : جو چیزیں نماز کے لئے شروط ہیں وہی سجدہ تلاوت کے لئے بھی شروط ہیں یعنی وضو کا ہونا، جگہ کا پاک ہونا، بدن اور کپڑے پاک ہونا، قبلہ رخ ہونا۔ (بہشتی زیور)

سجدہ شکر (یہ سجدہ شکر سنت غیر مقصودہ ہے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کی سنت ہے جیسا کہ حضرت ابو بکرؓ مارتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوشخبری ملتی یا کوئی خوشی کا واقعہ پیش آتا تو آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدے میں گر پڑتے تھے۔ (ابوداؤد ترمذی۔ ماخوذ از مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۳)

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اپنے پروردگار کی طرف سے بشارت ملی کہ جس نے آپؐ پر درود بھیجا میں اس رحم کروں گا اور جس نے آپؐ پر سلام بھیجا میں اس پر سلام بھیجوں گا تو آپؐ نے سجدہ شکر ادا کیا۔ (زاد المعاد)

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں : جس شخص کو کوئی نئی نعمت حاصل ہو یا اللہ تعالیٰ اسے مال یا اولاد عطا فرمائے یا اس سے کوئی مصیبت دور ہو تو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر ادا کرے۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ کی

حمد، تسبیح اور تکبیر پڑھے، پھر اسی طرح سر اٹھالے جس طرح سجدہ تلاوت میں اٹھایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں بہت سی احادیث موجود ہیں اور حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ سے بھی سجدہ شکر بجالانا ثابت ہے۔ (شامی، ج ۱، ص ۵۲۴)

قراءت مختلف نمازوں میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ تلا کر پڑھتے اور صبح کی نماز میں قراءت کو ساٹھ آیتوں سے سو تک دراز کرتے کبھی سورۃ ق پڑھتے اور کبھی سورۃ روم پڑھتے اور کبھی قراءت میں تخفیف کرتے اور سفر میں معوذتین پڑھتے اور جمعہ کے دن فجر میں ”الم نذیل السجدۃ“ پہلی رکعت میں اور ”ہل اتی علی الانسان“ دوسری رکعت میں پڑھتے۔ اور نماز جمعہ میں سورۃ منافقون اور کبھی ”سبح اسم ربک الاعلیٰ“ یا سورۃ غاشیہ پڑھتے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں باعتبار مصلحت و حکمت جو بھی وقت کا اقتضاء ہوتا طویل یا قصیر سورتوں میں جو چاہتے پڑھتے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ کی حدیث میں آیا ہے اور جو کہ مشہور و معمول ہے اور جس پر اکثر فقہاء کا عمل ہے کہ فجر و ظہر میں طوال مفصل پڑھتے اور عصر و عشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل پڑھتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول اکثر اصول میں اسی پر تھا۔ اس باب میں اخبار و آثار بکثرت ہیں۔ احناف کے نزدیک اس امر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مداومت ثابت نہیں ہے۔

احناف کے نزدیک کسی وقت کے ساتھ کسی سورۃ کو متعین کر لینا مکروہ

ہے اور شیخ ابن الہمام نقل کرتے ہیں کہ یہ کراہت اس صورت میں ہے کہ اس کو لازم سمجھے اور ان کے سوا کو مکروہ جانے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قراءت سے ٹھہر کر بناؤ پر تو کراہت نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کبھی کبھی ان کے علاوہ بھی پڑھا کرے تاکہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ یہ جائز نہیں ہے۔ (مدارج المبوۃ)

فجر کی سنت میں قراءت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فجر کی سنت کی دو رکعتوں میں قل یا ایہا الکافرون اور سورۃ قل هو اللہ احد پڑھیں۔ ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ یہ دونوں سورتیں کسی اچھی ہیں کہ صبح کی سنتوں میں پڑھی جاتی ہیں۔

(صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

بعض احادیث میں دوسری سورتوں کا پڑھنا بھی ثابت ہے۔

(خصائل نبوی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر میں :

۱۔ سورۃ ق اور اس جیسی دوسری سورتیں پڑھا کرتے تھے اور بعد میں

آپ کی نماز ہلکی ہوتی تھی۔ (مسلم۔ معارف الحدیث)

۲۔ کبھی سورۃ الذیل اِذَا عَسَیْ (مسلم)

۳۔ کبھی سورۃ مؤمنون (مسلم)

۴۔ اور سورۃ اذا زلزلت (متن ابی داؤد)

۵۔ (عن ابن عباسؓ) سورۃ بقرہ کی آیات :

قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا

اور سورۃ آل عمران کی آیات :

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا
إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۖ

مذکورہ بالا سورتوں کا پڑھنا بھی احادیث میں وارد ہے۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی پہلی رکعت میں الم تنزیل (یعنی سورۃ السجدہ) اور دوسری رکعت میں اہل اتی علی الانسان (یعنی سورۃ الدھر) پڑھا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

ظہر و عصر

حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی نماز میں وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ پڑھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ سورۃ سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ پڑھتے تھے اور عصر کی نماز میں بھی قریب قریب اتنی ہی بڑی سورۃ پڑھتے تھے اور صبح کی نماز میں اس سے کچھ طویل۔ (مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور اس کے بعد کوئی ایک سورۃ پڑھتے تھے اور آخر کی دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتے۔

اور کبھی کبھی (سُزِیٰ نماز میں بھی ہماری تعلیم کی غرض سے) ایک آدھ آیت آپؐ اتنی آواز سے پڑھتے تھے کہ ہم سن لیتے تھے۔ آپؐ پہلی رکعت میں

طویل قراءت فرماتے تھے اور دوسری رکعت میں اتنی طویل نہیں فرماتے تھے اور اسی طرح عصر میں اور اسی طرح فجر میں آپ کا معمول تھا۔

(صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

سنت ظہر

حضرت علیؓ ظہر سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان چار رکعتوں کو پڑھتے تھے اور ان میں طویل قراءت فرماتے تھے۔

ف۔ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ ان چار رکعتوں میں بھی یہ ہے کہ سورۃ بقرہ پڑھئے، ورنہ کوئی ایسی ہی سورۃ جو سو آیت سے زیادہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع طویل قراءت میں ہو جائے۔

نماز عشاء

حضرت براہِ غرما تے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عشاء کی نماز میں سورۃ وَاللَّيْلِ وَالزَّيْتُونِ پڑھتے سنا اور میں نے آپؐ سے زیادہ اچھی آواز والا کسی کو نہیں سنا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو تعلیم فرمایا کہ عشاء کی نماز میں سورۃ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا، سورۃ سُورَةُ وَالصَّحٰی سورۃ سُورَةُ وَاللَّيْلِ اور اَسْبَحِ اسْمَ رَبِّكَ اَدْعٰی پڑھا کرو۔

(معارف الحدیث)

جمعہ اور عیدین کی نماز میں قراءت

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین اور جمعہ کی نماز میں **سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى** اور **هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْعَاشِيَةِ** پڑھا کرتے تھے اور اگر عید و جمعہ دونوں ایک دن جمع ہو جاتے تو آپؐ دونوں نمازوں میں یہی دو سورتیں پڑھتے۔

(صحیح مسلم)

دوسری حدیث میں **ق وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ** اور **اِحْتَرَبَتِ السَّمَاءُ**

پڑھنا بھی منقول ہے۔

(صحیح مسلم)

سورة کا تعین

حضرت شاہ ولی اللہ کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض نمازوں میں کچھ مصالح اور فوائد کے پیش نظر بعض خاص سورتیں پڑھنا پسند فرمائیں لیکن قطعی طور پر نہ ان کا تعین کیا اور نہ دوسروں کو تاکید فرمائی کہ وہ ایسا ہی کریں۔ پس اس بارے میں اگر کوئی آپؐ کا اتباع کرے (اور ان نمازوں میں وہی سورتیں اکثر و بیشتر پڑھے) تو اچھا ہے اور جو ایسا نہ کرے تو اس کے لئے بھی کوئی مضا لفقہ اور حرج نہیں ہے۔

(سعارف الحدیث)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ اور عیدین کے علاوہ دوسری تمام نمازوں میں سورة معین کر کے پڑھا کرتے تھے فرض نمازوں میں چھوٹی بڑی

سورتوں میں کوئی ایسی سورۃ نہیں ہے جو آپؐ نے نہ پڑھی ہو۔

اور نوافل میں ایک ایک رکعت میں دو سورتیں بھی آپؐ پڑھ لیتے تھے لیکن فرض میں نہیں۔ معمولاً آپؐ کی پہلی رکعت دوسری رکعت سے بڑی ہوا کرتی تھی۔ قراءت ختم کر کے بعد رادم لیتے پھر تکبیر کہتے اور رکوع میں چلے جاتے۔

(زاد المعاد)

حضرت سلیمان بن یسارؒ بھی حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے (اپنے زمانے کے ایک امام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا ”میں نے کسی شخص کے پیچھے ایسی نماز نہیں پڑھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہ ہو یہ نسبت فلاں امام کے۔“

حضرت سلیمان بن یسارؒ کہتے ہیں کہ ان صاحب کے پیچھے میں نے بھی نماز پڑھی ہے۔ ان کا معمول یہ تھا کہ ظہر کی دو رکعتیں لمبی پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتیں ہلکی پڑھتے تھے۔ اور عصر ہلکی ہی پڑھتے تھے اور مغرب میں تقصار مفصل اور عشاء میں اوساط مفصل پڑھتے تھے اور فجر کی نماز میں طوال مفصل پڑھا کرتے تھے۔

(شرح) مفصل قرآن مجید کی آخری منزل کی سورتوں کو کہا جاتا ہے

یعنی سورۃ حجرات سے آخر قرآن تک۔ پھر اس کے بھی تین حصے کئے گئے ہیں۔ حجرات سے لے کر سورۃ ہروج تک کی سورتوں کو طوال مفصل کہا جاتا ہے اور ہروج سے لے کر سورۃ یٰسین تک کی سورتوں کو اوساط مفصل اور لم یٰسین سے لے کر آخر تک کی سورتوں کو ”تقصار مفصل“ کہا جاتا ہے۔

(سعارف الحدیث)

اگر نماز کی پہلی رکعت میں کسی سورۃ کا کچھ حصہ پڑھے اور دوسری رکعت میں اس سورۃ کا باقی حصہ پڑھے تو بلا کراہت درست ہے اور اسی طرح اگر اول رکعت میں کسی سورۃ کا درمیانی حصہ یا ابتدائی حصہ پڑھے، پھر دوسری رکعت میں کسی دوسری سورۃ کا درمیانی یا ابتدائی حصہ پڑھے یا کوئی پوری چھوٹی سورۃ پڑھے تو بلا کراہت درست ہے۔ (صغیری)

مگر اس کی عادت ڈالنا خلاف اولیٰ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ہر رکعت میں مستقل سورۃ پڑھے۔ (بہشتی زیور)

سنت مؤکدہ

ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات دن میں بارہ رکعتیں (علاوہ فرض نمازوں کے) پڑھے اس کے لئے جنت میں ایک گھر تیار کیا جائے گا (ان بارہ رکعتوں کی تفصیل یہ ہے) چار ظہر سے پہلے اور دو ظہر کے بعد اور دو مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد اور دو فجر سے پہلے۔ (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث۔ شامل ترمذی)

سنت فجر

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”فجر کی دو رکعت سنت دنیا و ما فیہا سے بہتر ہیں۔“ (معارف الحدیث۔ صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اس کو چاہئے کہ وہ سورج نکلنے کے بعد ان کو پڑھے۔
(جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

سنت ظہر

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں جب آپؐ نے نہیں پڑھی ہوتی تھیں تو آپؐ ان کو ظہر سے فارغ ہونے کے بعد پڑھتے تھے۔
(جامع ترمذی)

سنت مغرب وعشاء

دو رکعت سنت مغرب کے فرض کے بعد اور دو رکعت سنت عشاء کے فرض کے بعد آپؐ نے کبھی ترک نہیں فرمائیں۔ یہ سنت فرض سے فارغ ہوتے ہی مختصر دعا کے فوراً بعد متصل پڑھی جاتی ہیں۔

وتر (نماز واجب)

حضرت خارجہ بن خذافہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور نماز تمہیں مزید عطا فرمائی ہے وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے، جن کو تم دنیا کی عزیز ترین دولت سمجھتے ہو، وہ نماز وتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو تمہارے لئے نماز عشاء کے بعد سے طلوع صبح صادق تک مقرر کیا ہے، (یعنی وہ اس وسیع وقت کے ہر حصہ میں

پڑھی جاسکتی ہے۔) (جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا :

جس کو یہ اندیشہ ہو کہ آخری رات میں وہ نہ اٹھ سکے گا (یعنی سوتا رہ

جائے گا) تو اس کو چاہئے کہ رات کے شروع ہی میں (یعنی عشاء کے ساتھ ہی)

وتر پڑھ لے۔ اور جس کو اس کی پوری امید ہو کہ وہ (تہجد کے لئے) آخر شب میں

اٹھ جائے گا تو اس کو چاہئے کہ وہ آخر شب ہی میں (یعنی تہجد کے بعد) وتر پڑھے

اس لئے کہ اس وقت کی نماز میں ملائکہ رحمت حاضر ہوتے ہیں اور وہ وقت بڑی

فضیلت کا ہے۔ (معارف الحدیث۔ صحیح مسلم)

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص وتر سے سوتا رہ جائے (یعنی نیند کی وجہ سے اس کی نماز

وتر قضا ہو جائے) یا بھول جائے تو جب یاد آئے یا جب وہ جاگے تو اسی وقت پڑھ

لے۔ (جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول اکثر اوقات یہ تھا کہ

آپؐ وتر کو آخر شب میں طلوع صبح صادق سے پہلے ادا فرماتے اور بعض اوقات

اول شب یا درمیان میں ادا فرماتے اور اس کے بعد تہجد کے لئے اٹھتے تو وتر

کا اعادہ نہ فرماتے۔

ترمذی میں حدیث ہے کہ فرمایا لَا وَتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ ایک رات

میں دو وتر نہیں ہیں۔

شیخ ابن الہمام شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں کہ جس نے اول شب میں

وتر پڑھ لیا آپ اگر وہ تہجد کے لئے اٹھتے تو وتر کا اعادہ نہ کرتے۔ (مدارج المویۃ)
 حضرت عائشہ صدیقہ عظمیٰ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھے ہیں یعنی کبھی ابتدائی رات میں، کبھی درمیان
 میں اور کبھی آخر رات میں اور آپ کے وتر کی انتہا رات کا آخری چٹا حصہ تھا۔

(بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن ابی قیسؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ
 سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنی رکعتوں کے ساتھ وتر پڑھا
 کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ وتر پڑھتے تھے، چار رکعتوں کے اور تین
 رکعتوں کے (یعنی سات رکعت) اور چھ اور تین (یعنی نو رکعت) اور آٹھ اور تین
 (یعنی گیارہ رکعت) اور دس اور تین (یعنی تیرہ رکعت) اور آپ نے کبھی سات
 رکعت سے کم اور تیرہ رکعت سے زیادہ وتر نہیں پڑھے۔ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

تادمہ: بعض صحابہ کرام تہجد اور وتر کے مجموعے کو بھی وتر ہی کہا کرتے
 تھے۔ حضرت عائشہؓ کا طریقہ بھی یہی تھا۔ انہوں نے اس حدیث میں عبداللہ بن
 ابی قیسؒ کے سوال کا جواب بھی اسی اصول پر دیا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کی تین رکعتوں سے پہلے تہجد کبھی صرف چار رکعت
 پڑھتے تھے، کبھی چھ رکعت کبھی آٹھ رکعت اور کبھی دس رکعت۔ لیکن چار رکعت سے
 کم اور دس رکعت سے زیادہ تہجد پڑھنے کا آپ کا معمول نہ تھا اور تہجد کی ان
 رکعتوں کے بعد آپ وتر کی تین رکعت پڑھتے تھے۔ (سحارف الحدیث)

حضرت ابن عباسؓ سے ایک طویل روایت میں ہے کہ ایک رات
 انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے دو دور رکعت پڑھی۔ معنی جو اس روایت کے راوی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ چھ مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو دور رکعت پڑھی گویا بارہ رکعت ہو گئی۔ (ملا قاریؒ نے لکھا ہے کہ امام اعظمؒ کے نزدیک شہد کی بارہ رکعتیں ہیں) پھر وتر پڑھ کر لیٹ گئے۔ صبح کی نماز کیلئے جب بلالؓ بلانے آئے تو دو دور رکعت سنت مختصر قراءت سے پڑھ کر صبح کی نماز کیلئے تشریف لے گئے۔ (شمائل ترمذی) عبدالعزیز بن جریرؒ تا بھی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا کہ :

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر میں کون کون سی سورتیں پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ پہلی رکعت میں آپ ﷺ اسْتَبِيحَ اسْحَرَتَيْكَ اَلْاَعْلٰی پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور کبھی مَعُوذَتَیْن بھی پڑھ لیتے تھے۔ یعنی قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْاَعْلٰی اور قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْاَسْفَلِ“

(جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

اور جب وتر کا سلام پھیرتے تو تین مرتبہ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوسِ پڑھتے اور تیسری مرتبہ آواز کو بلند فرماتے اور حروف کو کھینچ کر پڑھتے۔ (مدارج الہدٰی) نماز وتر کی آخری تیسری رکعت میں بعد قراءت خفیہ کے معمول میں یہ دعائے قنوت ہے۔

دعاے قنوت

اَللّٰهُمَّ اِنَّا سَتَعَيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ
وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنُشْكُرُكَ
وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَحْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَالِيكَ نَسْعٰى
وَنَحْفِذُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ
اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَفّٰرِ مُلْحِقٌ (پہشتی زیور)

ترجمہ : ”اے اللہ ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ
سے معافی مانگتے ہیں اور تجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور تجھ پر
بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری بہت اچھی تعریف کرتے ہیں
اور تیرا شکر کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور
الگ کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اس شخص کو جو تیری
نافرمانی کرے۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں
اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں
اور تیری ہی طرف دوڑتے اور چھپتے ہیں اور تیری رحمت
کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔
بیشک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔“

جس کو دعاے قنوت یاد نہ ہو، وہ یہ پڑھ لیا کرے :

رَبَّنَا اِنِّسَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً
وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط

یا تین دفعہ یہ کہہ لے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ یا تین دفعہ یا رب یا رب کہہ لے تو نماز ہو جائے گی۔
(بخاری زیور)

حضرت حسن بن علیؑ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند کلمے تعلیم فرمائے جن کو میں قوت و تر میں پڑھتا ہوں :

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْ مَنِّ مَدِيَّتْ وَعَافِيَّتْ فِيمَنْ عَافَيْتْ
وَتَوَلَّيْتْ فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ مَا اَعْطَيْتْ وَقِنِيْ
شَرَّ مَا قَضَيْتْ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ اِنَّهُ
لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتْ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتْ

ترجمہ : ”اے اللہ راہ دکھا مجھ کو ان لوگوں میں جن کو تو نے راہ دکھائی اور عافیت دے مجھ کو ان لوگوں میں جن کو تو نے عافیت بخشی اور کار سازی کر میری ان لوگوں میں جن کے آپ کا ر ساز ہیں اور برکت دے اس چیز میں جو آپ نے مجھ کو عطا فرمائی اور بچا مجھ کو اس چیز کے شر سے جس کو آپ نے مقدر فرمایا کیونکہ فیصلہ کرنے والے آپ ہی ہیں آپ کے خلاف فیصلہ نہیں کیا جاسکتا اور بیشک آپ کا دوست ذلیل نہیں ہو سکتا، برکت والے ہیں آپ، اے ہمارے پروردگار اور بلند و بالا ہیں۔“

(ترمذی۔ ابی داؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ دارقطنی)

بعض روایات میں اِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتْ کے بعد وَكَذٰلِكَ يَعْزُّ مَنْ عَادَيْتْ

بھی وارد ہے۔

بعض روایات میں تَعَالَيْتَ کے بعد اَسْتَغْفِرُكَ وَتُحِبُّونَ إِلَيْكَ بھی روایت کیا گیا ہے اور اس کے بعد وَصَلَى اللّٰهُ عَلَي الشَّيْخِ کا بھی اضافہ ہے۔ بعض علماء نے وتر میں پڑھنے کے لئے اسی قنوت کو اختیار فرمایا ہے۔

حنفیہ میں جو قنوت رائج ہے اس کو امام ابن ابی شیبہؒ اور امام طحاویؒ وغیرہ نے حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے۔ علامہ شامی نے بعض اکابر احناف سے نقل کیا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ دعائے قنوت اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ کے ساتھ۔ حضرت حسن بن علیؒ والی قنوت بھی پڑھی جائے۔ (سارف اللہ ص ۷)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وتر کے آخر میں یہ دعا کیا کرتے تھے :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ شَآءًا عَلَیْكَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ

ترجمہ : ”اے اللہ آپ کی رضا کے واسطے سے آپ کی ناراضگی سے اور آپ کی معافی کے واسطے سے آپ کی سزا سے میں پناہ چاہتا ہوں اور (آپ کی بھیجی ہوئی مصیبتوں اور عذابوں) سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، میں آپ کی ایسی تعریف نہیں کر سکتا جیسی خود آپ نے اپنی تعریف فرمائی۔ (سنن ابی داؤد۔ جامع ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

وتر کے بعد نفل

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کے بعد دو رکعتیں اور پڑھتے تھے۔
(جامع ترمذی)

یہ حدیث حضرت عائشہؓ اور حضرت ابوامامہؓ سے بھی مروی ہے۔

(سائر الفوائد)

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کے بعد دو رکعت نماز ہلکی ادا فرماتے اور اس میں اذا زلزلت الارض اور قل یا ایہا الکفرون پڑھتے۔

(ابن ماجہ مدارج النبوة)

وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھنا بعض علماء حدیثوں کی بناء پر افضل سمجھتے ہیں۔ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو دریافت کیا کہ مجھے تو کسی نے آپؐ کے حوالے سے یہ بتایا تھا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے اور آپؐ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا : ”ہاں مسئلہ وہی ہے یعنی بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے کے مقابلہ میں آدھا ہوتا ہے۔ لیکن میں اس معاملہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ جداگانہ ہے یعنی مجھے بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب بھی پورا ملتا ہے۔“

چنانچہ اکثر علماء اس کے قائل ہیں کہ اصول اور قاعدہ یہی ہے کہ بیٹھ کر

پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے کے مقابلے میں آدھا ہوگا۔ (مسارف الحدیث)

قیام لیل یا تہجد

فضیلت و اہمیت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا مالک اور رب تبارک و تعالیٰ ہر رات کو جس وقت آخری تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا کو قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو عطا کروں، کون ہے جو مجھ سے مغفرت اور بخشش چاہے میں اس کو بخش دوں۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ مسارف الحدیث)

نماز تہجد

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب راتوں کو تہجد کی نماز پڑھنے کے لئے اٹھتے تھے تو اپنی نماز کو دو ہلکی رکعتوں سے شروع فرماتے تھے۔ (مسلم) اس سے آپ کا شب کو عبادت میں مشغول ہونا اور اس کا ایک رب معلوم ہوتا ہے۔ (مسارف الحدیث)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشاء کے بعد (اس سے مراد آخر شب ہے) گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔ یہ تہجد اور وتر کی نماز تھی۔ پھر جب صبح ہو جاتی تھی دو رکعت خفیف پڑھتے تھے۔ یہ صبح کی سنتیں ہیں اور

اس سے معلوم ہوا کہ شہد کی رکعتیں طویل ہوتی تھیں۔ پھر ذرا راحت لینے کے لئے اپنے اپنے کروٹ پر لیٹ رہتے تھے۔ یہاں تک کہ مؤذن آکر نماز کی اطلاع دیتے تھے۔ (سارف الحدیث)

حضرت عریب بن حمید فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ یہ بتلائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل جنابت اول شب میں فرماتے تھے یا آخر شب میں۔ فرمایا کبھی اول شب میں آپ نے غسل فرمایا ہے اور کبھی آخر شب میں۔ میں نے کہا اللہ اکبر۔ اللہ تعالیٰ مستحق حمد ہے جس نے عمل میں وسعت فرمائی۔

پھر میں نے پوچھا یہ بتلائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہد میں قرآن مجید جہر سے پڑھتے تھے یا آہستہ پڑھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کبھی جہر سے پڑھتے اور کبھی آہستہ۔ میں نے کہا اللہ اکبر۔ اللہ تعالیٰ مستحق حمد ہے جس نے عمل میں وسعت عطا فرمائی۔ (شمائل)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شہد کی مختلف رکعات نفل کی گئی ہیں جو مختلف اوقات کے اعتبار سے ہیں کہ وقت میں گنجائش زیادہ ہوئی تو زیادہ پڑھ لیں ورنہ کم پڑھ لیں۔ کوئی خاص تعین شہد کی رکعات میں ایسا نہیں ہے جس سے کم و بیش جائز نہ ہوں۔ بسا اوقات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود وسیع وقت ہونے کے بھی رکعات کم پڑھتے تھے البتہ ان میں قرآن پاک کی تلاوت زیادہ مقدار میں فرماتے تھے۔ (خصائل نبوی)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (زمانہ ضعف میں) نوافل میں قرآن شریف (چونکہ زیادہ پڑھتے تھے اس لئے) بیٹھ کر

تلاوت فرماتے تھے اور جب رکوع کرنے میں تقریباً تیس چالیس آیتیں رہ جاتی تھیں تو کھڑے ہو کر تلاوت فرماتے اور رکوع میں تشریف لے جاتے اور کھڑے ہونے کی حالت میں رکوع فرماتے پھر سجدہ کرتے اور اسی طرح دوسری رکعت ادا فرماتے۔ (شمائل ترمذی)

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب کھڑے ہو کر قرآن مجید پڑھتے تو رکوع و سجود بھی کھڑے ہونے کی حالت میں ادا فرماتے اور جب قرآن مجید بیٹھ کر پڑھتے تو رکوع و سجود بھی بیٹھے ہی کی حالت میں ادا فرماتے۔ (شمائل)

تحقیق یہ ہے کہ رمضان المبارک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز شہد آپ کی عادت مبارکہ ہی کے مطابق تھی، اور وہ گیارہ رکعتیں تھیں (نماز تراویح اس کے علاوہ ہے) (مدارج النبوة)

حضرت عائشہؓ سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شہد بوجہ سورہ پ یا کسی درد یا مرض کے بعد غافل ہو جاتا تو آپؐ دن میں (بطور اس کی قضا کے) بارہ رکعت پڑھ لیتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

نماز اشراق و چاشت اور دیگر نوافل

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ صبح کے وقت جب آفتاب آسمان پر اتنا اونچا چڑھ جاتا جتنا اوپر عصر کی نماز کے وقت ہوتا ہے، اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو رکعت نماز اشراق پڑھتے تھے اور جب شرق کی طرف اس قدر اونچا ہو جاتا جس قدر ظہر کی نماز کے وقت مغرب کی طرف ہوتا ہے تو اس وقت چار

رکعت چاشت کی نماز پڑھتے تھے۔ (شامل ترمذی)

اشراق

ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور پھر سورج نکلنے تک (وہیں) بیٹھا رہا اور اللہ کا ذکر کرتا رہا۔ پھر دو رکعتیں اشراق کی پڑھیں (پھر مسجد سے واپس آیا) تو اس کو ایک حج اور ایک عمرہ کی مانند اجر ملے گا۔ پورے حج اور عمرہ کا، پورے حج و عمرہ کا، پورے حج اور عمرہ کا۔ (حصن حصین)

نماز چاشت

اکثر علماء فرماتے ہیں کہ چاشت کی نماز مستحب ہے اسے کبھی پڑھ لیا جائے اور کبھی چھوڑ دیا جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت کریمہ اکثر نوافل و تطوعات میں ایسی ہی تھی۔ (یعنی کبھی پڑھتے اور کبھی چھوڑ دیتے) اکثر صحابہ و تابعین کا اسی طرح عمل تھا۔

نماز چاشت کی تعداد اکثر علماء مختلف بیان کرتے ہیں۔ کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی قدر نقل کی گئی ہیں اس نماز کی قراءت میں مشائخ کے اور اد میں سورۃ الفاتحہ، سورۃ الفصحی، سورۃ اللیل اور سورۃ الم نشرح مرقوم ہے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ سو مرتبہ پڑھنا بھی مانور ہے :

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ
التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ (مدارج النبوة)

ترجمہ : ”اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور میری توبہ قبول فرما۔ بیشک آپ بہت توبہ قبول کرنے والے بخشنے والے ہیں۔“ (مدارج النبوة)

عصر سے قبل نوافل

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اس بندہ پر جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے۔ (جامع ترمذی۔ سند احمد)

بعد مغرب نماز اوابین

حضرت عمار بن یاسرؓ کے صاحبزادے محمد بن عمارؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد ماجد عمار بن یاسر کو دیکھا کہ وہ مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے اور بیان فرماتے تھے کہ میں نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو بندہ مغرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اگرچہ وہ کثرت میں سمندر کے کف (جھاگ) کے برابر ہوں۔ (سوانح اللہ ربہ۔ نجم طرابلسی)

عشاء کی تفلیں

عشاء کے وقت بہتر اور مستحب یہ ہے کہ پہلے چار رکعت پڑھے۔ پھر چار رکعت فرض پھر دو رکعت منت مؤکدہ پڑھے۔ پھر اگر جی چاہے تو دو رکعت نفل بھی پڑھ لے۔ اس حساب سے عشاء کی چھ رکعت منت ہوئیں۔ (بہشتی زیور)

نماز سے متعلق بعض ہدایتیں

- ۱۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنا ورد اور معمول رات کا پورا نہ کر سکے اس کو چاہئے کہ صبح کے بعد سے دوپہر تک کسی وقت پورا کر لے۔ یہ ایسا ہی ہے گویا رات ہی کو پورا کر لیا۔ (مسلم۔ شامی ترمذی)
- ۲۔ نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد جب کوئی سورۃ شروع کرے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا مندوب ہے۔ اگر کوئی رکوع پڑھے تو بسم اللہ نہ پڑھنا چاہئے۔ (بخاری زیور)
- ۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب امام سورۃ فاتحہ کے ختم پر آمین کہے تو تم مقتدی بھی آمین کہو جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے موافق ہوگی اس کے ساتھ گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)
- ۴۔ فجر کی پہلی رکعت میں یہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورۃ ہونا چاہئے۔ باقی اوقات میں دونوں رکعتوں کی سورتیں برابر ہونا چاہئیں۔ ایک دو آیت کی کمی زیادتی کا اعتبار نہیں۔ (بخاری کبیر)
- ۵۔ دعا کے لئے دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کے پھیلانے۔ (بخاری زیور)
- ۶۔ راہنی طرف سلام پھیرنے میں آواز بلند اور بانیں طرف نسبتاً آہستہ ہونا چاہئے۔ (امام احمد۔ مدارج النبوة)
- ۷۔ امام اعظمؒ کے نزدیک رکوع و سجود میں اطمینان (اعتدال) واجب ہے

اور یہ وجوب دونوں سجدوں کے درمیان میں بھی شامل ہے۔ (مدارج النبوة)

نماز میں نگاہ کا مقام

۸۔ نماز کے قیام کی صورت میں نگاہ سجدے کی جگہ رکھے اور جب سجدہ کرے تو ناک پر نگاہ رکھے۔ سلام پھیرتے وقت کندھوں پر نگاہ رکھے۔

(بہشتی زیور)

۹۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں کھڑے ہوتے تو سر جھکا لیتے (امام احمد نے اس کو نقل کیا ہے) اور تشہد میں آپ کی نگاہ اشارے کی انگلی سے نہ بڑھتی۔ (یعنی انگشت شہادت پر رہتی)۔ (زاد المعاد)

۱۰۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ اے انس! اپنی نگاہوں کو وہاں رکھو جہاں تم سجدہ کرتے ہو۔ ساری نماز میں، یعنی حالت قیام میں۔ (بہشتی مشکوٰۃ)

۱۱۔ فرض نماز کے بعد سنتوں کو فرض کی جگہ کھڑے ہو کر نہ پڑھے بلکہ اپنے بابائیں یا آگے یا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو۔ اور اگر گھر پر جا کر سنتیں پڑھے تو یہ افضل ہے۔ (مدارج النبوة)

گھر میں نوافل کا پڑھنا

۱۲۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ نوافل مسجد میں پڑھنا افضل ہے یا گھر میں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم دیکھتے ہو کہ میرا گھر مسجد سے

کتنا قریب ہے۔ جس کی وجہ سے مسجد کے آنے میں کسی قسم کی دقت یا رکاوٹ نہیں ہوتی (لیکن اس کے باوجود) فرائض کے علاوہ مجھے اپنے گھر میں نماز پڑھنا یہ نسبت مسجد کے زیادہ پسند ہے۔ (شامل ترمذی)

۱۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھروں میں کچھ نمازیں (نوافل وغیرہ) پڑھا کرو اور گھروں کو قبرستان نہ بنالو (کہ جس طرح قبروں پر نماز نہیں پڑھی جاتی تو گھروں میں بھی نماز نہ پڑھو) (مشکوٰۃ)

عورت کی نماز

۱۴۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت کی نماز گھر کے اندر (والان میں) بہتر ہے۔ صحن کی نماز سے اور عورت کی نماز کٹھری میں بہتر ہے، کھلے ہوئے مکان سے۔ (ابوداؤد مشکوٰۃ)

۱۵۔ حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے والد سے اور ان کے والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو نماز کی تاکید کرو جب وہ سات برس کے ہوں اور جب وہ دس برس کے ہوں اور نماز نہ پڑھیں تو ان کو مار کر نماز پڑھاؤ۔ (ابوداؤد مشکوٰۃ)

نمازی کے آگے سے ٹکنا

۱۶۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے اگر کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ اپنے کسی مسلمان بھائی کے سامنے سے گزر رہا ہے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو کس قدر گناہ رکھتا ہے تو وہ اپنا سویرا کھڑا رہنا، نمازی کے سامنے سے گزرنے سے زیادہ بہتر خیال کرے

(مشکوٰۃ - ابن ماجہ)

گ۔

مرد و عورت کے طریقہ نماز میں فرق

عورتوں کی نماز کا طریقہ بھی وہی ہے جو مردوں کا ہے۔ صرف چند چیزوں میں فرق ہے جو درج ذیل ہیں :

۱۔ تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک اٹھانا چاہئیں اگر کوئی ضرورت مثل سردی وغیرہ کے اندر ہاتھ رکھنے کی نہ ہو۔

اور عورتوں کو ہر حال میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے کندھوں تک ہاتھ اٹھانا چاہئیں۔

۲۔ بعد تکبیر تحریمہ کے مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے چاہئیں، اور عورتوں کو سینے پر۔

۳۔ مردوں کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھے بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہئیں۔ اور اپنی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا چاہئے۔

اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ دینا چاہئے۔ حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہئے۔

۴۔ مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہئے کہ سر، سرین اور پشت برابر ہو جائے اور عورتوں کو اس قدر نہ جھکنا چاہئے بلکہ صرف اسی قدر کہ جس میں ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

۵۔ مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا چاہئے۔

- اور عورتوں کو بغیر کشادہ کئے ہوئے بلکہ ملا کر رکھنا چاہئے۔
- ۶۔ مردوں کو حالت رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھنا چاہئیں۔
اور عورتوں کو بلی ہوئی۔
- ۷۔ مردوں کو سجدے میں پیٹ رانوں سے اور بازو بائیں سے جدا رکھنا
چاہئیں۔
اور عورتوں کو ملا کر رکھنا چاہئے۔
- ۸۔ مردوں کو سجدے میں کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی رکھنی چاہئیں۔
اور عورتوں کو زمین پر پٹھی ہوئی۔
- ۹۔ مردوں کو سجدے میں دونوں ہیر، انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا
چاہئے۔
اور عورتوں کو نہیں۔
- ۱۰۔ مردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں ہیر پر بیٹھنا چاہئے اور دائیں
ہیر، انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہئے۔
اور عورتوں کو بائیں سرین کے بل بیٹھنا چاہئے اور دونوں ہیر
دائیں طرف نکال دینا چاہئے۔ اس طرح کہ داہنی ران بائیں ران
پر آجائے اور دائیں پٹلی بائیں پٹلی پر۔
- ۱۱۔ عورتوں کو کسی وقت بلند آواز سے قراءت کرنے کا اختیار نہیں
بلکہ ان کو ہر وقت آہستہ آواز سے قراءت کرنا چاہئے۔ (بہشتی کوہر)

صلوۃ التبیح اور دیگر نمازیں

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن اپنے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا :

اے عباسؓ ! اے میرے چچا ! کیا میں آپ کی خدمت میں ایک گراں قدر عطیہ اور ایک قیمتی تحفہ پیش کروں؟ کیا میں آپ کو ایک خاص بات بتاؤں؟ کیا میں آپ کے دس کام اور آپ کی دس خدمتیں کروں (یعنی آپ کو ایک ایک ایسا عمل بتاؤں جس سے آپ کو دس عظیم الشان منفعات حاصل ہوں)۔ وہ ایسا عمل ہے کہ جب آپ اس کو کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے سارے گناہ معاف فرما دے گا۔

① اگلے بھی اور ② پچھلے بھی ③ پرانے بھی اور ④ نئے بھی ⑤ بھول چوک سے ہونے والے بھی اور ⑥ دانستہ ہونے والے بھی ⑦ صغیرہ بھی اور ⑧ کبیرہ بھی ⑨ ڈھکے چھپے اور ⑩ علانیہ ہونے والے بھی (وہ عمل صلوۃ التبیح ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ) آپ چار رکعت نماز پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور دوسری کوئی سورۃ پڑھیں، پھر جب آپ پہلی رکعت میں قراءت سے فارغ ہو جائیں تو قیام ہی کی حالت میں پندرہ دفعہ کہیں:-

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

پھر اس کے بعد رکوع کریں اور رکوع میں بھی رکوع کی تسبیحات کے بعد یہی کلمہ دس دفعہ پڑھیں۔ پھر رکوع سے اٹھ کر تومہ میں بھی ربنا لک الحمد کے بعد یہی کلمہ

دس دفعہ کہیں پھر سجدہ میں چلے جائیں اور اس میں بھی سجدہ کی تسبیحات کے بعد یہ کلمہ دس دفعہ کہیں پھر سجدہ سے اٹھ کر جلسہ میں یہی کلمہ دس دفعہ کہیں۔ پھر دوسرے سجدہ میں بھی یہی کلمہ دس دفعہ کہیں پھر سجدہ سے اٹھ کر جلسہ میں قیام سے پہلے دس مرتبہ پڑھیں (پھر دوسری رکعت میں بغیر تکبیر کہے قیام کیلئے کھڑے ہو جائیں) چاروں رکعتیں اسی طرح پڑھیں اور اس ترتیب سے ہر رکعت میں یہ کلمہ پچھتر دفعہ کہیں۔

(میرے چچا) اگر آپ سے ہو سکے تو روزانہ یہ نماز پڑھا کریں۔ اگر روزانہ نہ پڑھ سکیں تو جمعہ کے دن پڑھ لیا کریں۔ اور اگر آپ یہ بھی نہ کر سکیں تو سال میں ایک دفعہ پڑھ لیا کریں اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم زندگی میں ایک دفعہ ہی پڑھ لیں۔ (سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ، دعوات کبیرہ للہی، ستارف المحدث)

نمازِ استخارہ

۱۔ مسئلہ: جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ سے صلاح لے لے اس صلاح لینے کو ”استخارہ“ کہتے ہیں۔ حدیث میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صلاح نہ لینا اور استخارہ نہ کرنا بدینہتی اور کم نصیبی کی بات ہے۔ کہیں منگنی کرے یا بیاہ کرے یا سفر کرے یا اور کوئی کام کرے تو بے استخارہ کئے نہ کرے تو انشاء اللہ کبھی اپنے کئے پر پشیمانی نہ ہوگی۔ (رد المحتار، ج ۱، صفحہ ۷۱۸)

۲۔ مسئلہ: استخارہ کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھے اس کے بعد خوب دل لگا کے یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْخِرُكَ بِعِلْمِكَ وَاسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ
وَأَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ
وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ
تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا الدُّمْرَ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ
وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ تُمَبَّارِكَ لِیْ
فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا الدُّمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ
وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ
وَاقْدِرْ لِیْ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ تُعَارِضْنِیْ بِهِ ۵

ترجمہ : اے اللہ میں تیرے علم کے ذریعہ تجھ سے خیر
مانگتا ہوں اور تیری قدرت کے ذریعہ تجھ سے قدرت طلب
کرتا ہوں اور تیرے بڑے فضل کا تجھ سے سوال کرتا
ہوں۔ کیونکہ تجھے قدرت ہے اور مجھے قدرت نہیں اور تو
جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیوب کو خوب جاننے والا
ہے، اے اللہ اگر تیرے علم میں میرے لئے یہ کام میری
دنیا اور آخرت میں بہتر ہے تو اس کو میرے لئے مقدر فرما
پھر میرے لئے اس میں برکت فرما اور اگر تیرے علم میں
میرے لئے یہ کام دنیا و آخرت میں شر (اور برا ہے) تو
اس کو مجھ سے اور مجھ کو اس سے دور فرما اور میرے لئے
خیر مقدر فرما جہاں کہیں بھی ہو اس پر مجھے راضی فرما۔“

اور جب هَذَا الدُّمْرَ پر پہنچے (جس لفظ پر لکیر بنی ہے) تو اس کے پڑھنے
وقت اسی کام کا دھیان کرے جس کا استخارہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کے بعد پاک

صاف بچھونے پر قبلہ کی طرف منہ کر کے با وضو سو جائے۔ جب سو کر اٹھے اس وقت جب بات دل میں مضبوطی سے آئے وہی بہتر ہے اسی کو کرنا چاہئے۔

(الدر المختار، ج، ۱، ص، ۷۱۸)

۳۔ مسئلہ : اگر ایک دن میں کچھ معلوم نہ ہو اور دل کا غلچان اور تردد جائے تو دوسرے دن پھر ایسا ہی کرے، اسی طرح سات دن تک کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کام کی اچھائی، برائی معلوم ہو جائے گی۔

(الدر المختار، ج، ۱، ص، ۷۱۸)

۴۔ مسئلہ : اگر حج فرض کے لئے جانا ہو تو یہ استخارہ نہ کرے کہ میں جاؤں یا نہ جاؤں بلکہ یوں استخارہ کرے کہ فلا نے دن جاؤں کہ نہ جاؤں۔ (صحیح بخاری۔ الدر المختار، ج، ۱، ص، ۷۱۸۔ سفارۃ المحدث)

صلوٰۃ الحاجات

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کو کوئی حاجت اور ضرورت ہو، اللہ تعالیٰ سے متعلق یا کسی آدمی سے متعلق (یعنی خواہ وہ حاجت ایسی ہو جس کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ ہی سے ہو، کسی بندے سے واسطہ ہی نہ ہو یا ایسا معاملہ ہو کہ بظاہر اس کا تعلق کسی بندے سے ہو، بہر صورت) اس کو چاہئے کہ وہ وضو کرے اور خوب اچھا وضو کرے۔ اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی کچھ حمد و ثناء کرے اور اس کے نبی (علیہ السلام) پر درود پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح عرض کرے :

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ
 الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ
 رَحْمَتِكَ وَمَعْزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَسَلَامَةٍ
 مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدْعُ فِي ذَنْبٍ إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا
 فَرَجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

ترجمہ : ”اللہ کے سوا کوئی مجبور نہیں ہے جو علیم و کریم
 ہے اللہ پاک ہے جو عرش عظیم کا رب ہے اور سب
 تعریفیں اللہ کیلئے ہیں۔ اے اللہ میں تجھ سے تیری رحمت
 کی واجب کرنے والی چیزوں کا اور ان چیزوں کا سوال
 کرتا ہوں جو تیری مغفرت کو ضروری کر دیں اور بھلائی
 میں اپنا حصہ اور ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں۔ اے ارحم
 الراحمین میرا کوئی گناہ بخشے بغیر اور کوئی رنج دور کئے بغیر
 اور کوئی حاجت جو تجھے پسند ہو پوری کئے بغیر نہ چھوڑے۔“
 (سارف الحدیث۔ رواہ الترمذی۔ ابن ماجہ)

حضرت صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
 مستقل معمول تھا اور دستور تھا کہ جب کوئی فکر آپ کو لاحق ہوتی اور کوئی اہم معاملہ
 پیش آتا تو آپ نماز میں مشغول ہو جاتے۔ (سنن ابی داؤد۔ سارف الحدیث)

نمازِ کسوف

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ (ایک دن) سورج گہن
 میں آگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے خوفزدہ اور گھبرائے ہوئے اٹھے

جیسے کہ آپ کو ڈر ہو کہ اب قیامت آجائے گی۔ پھر آپ مسجد آئے اور آپ نے نہایت طویل قیام اور ایسے ہی طویل رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھائی کہ کسی نے کبھی آپ کو ایسی طویل نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: ”(کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ظاہر ہو گی) یہ نشانیاں جن کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرتا ہے یہ کسی کی موت و حیات کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوتیں بلکہ بندوں کے دلوں میں یہ اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرنے کے لئے ظاہر ہوتی ہیں۔ جب تم ایسی کوئی چیز دیکھو تو خوف اور فکر کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اس کو یاد کرو اور اس سے دعا اور استغفار کرو۔“ (صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ سعارف الحدیث)

نمازِ استسقاء

حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ استسقاء کے لئے لوگوں کو ساتھ لے کر عید گاہ تشریف لے گئے۔ آپ نے اس نماز میں دو رکعتیں پڑھیں اور قراءت بالجہر کی اور قبلہ رو ہو کر اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور جس وقت آپ نے قبلہ کی طرف اپنا رخ کیا اس وقت اپنی چادر کو پلٹ کر اوڑھا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ سعارف الحدیث)

تسبیحات

حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمام کلموں میں افضل چار کلمے ہیں :

① سُبْحَانَ اللَّهِ ② الْحَمْدُ لِلَّهِ

③ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ④ اللَّهُ أَكْبَرُ (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے پھلکے، میزان اعمال میں بڑے بھاری اور خداوند مہربان کو بہت پیارے ہیں :

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ

سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ (صحیح بخاری و مسلم۔ سحارف الحدیث)

ام المؤمنین حضرت جویریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن نماز فجر پڑھنے کے بعد ان کے پاس سے باہر نکلے وہ اس وقت اپنی نماز پڑھنے کی جگہ بیٹھی کچھ پڑھ رہی تھیں۔ پھر آپ دیر کے بعد جب چاشت کا وقت آچکا تھا واپس تشریف لائے۔ حضرت جویریہؓ اسی طرح بیٹھی اپنے وظیفہ میں مشغول تھیں۔ آپؐ نے ان سے فرمایا : ”میں جب سے تمہارے پاس سے گیا ہوں کیا تم اس وقت سے برابر اسی حال میں اور اسی طرح پڑھ رہی ہو۔“ انہوں نے عرض کیا، جی ہاں! آپؐ نے فرمایا : ”تمہارے پاس سے جانے کے بعد میں نے چار کلمے تین دفعہ کہے، اگر وہ تمہارے اس پورے وظیفے کے ساتھ تو یجا کیں جو تم نے آج صبح سے پڑھا ہے تو ان کا وزن بڑھ جائیگا۔ وہ کلمے یہ ہیں :

① سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ

② وَنِعْمَتَهُ عَرْشِهِ

③ وَرِضَى نَفْسِهِ

④ وَمِزَادَ كُلِّ مَاءٍ

ترجمہ : ”اللہ کی تسبیح اور اس کی حمد اس کی ساری

مخلوقات کی تعداد کے برابر، اور اس کے عرش عظیم کے

وزن کے برابر، اور اس کی ذات پاک کی رضا کے
مطابق اور اس کے کلموں کی مقدار کے مطابق۔“
(صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

افضل الذکر

حضرت جامع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا: سب سے افضل ذکر ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہے۔

(جامع ترمذی۔ سنن ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا جس نے سو دفعہ کہا:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ: ”نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے، وہ اکیلا
ہے، کوئی اس کا شریک سا جھی نہیں، فرمانروائی اسی کی
ہے اور اسی کے لئے ہر قسم کی ستائش ہے اور ہر چیز پر اس
کو قدرت ہے۔“

تو وہ دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب کا مستحق ہوگا اور اس کے
لئے سونئیاں لکھی جائیں گی اور اس کی سوغلط کاریاں محو کر دی جائیں گی اور یہ عمل
اس کے لئے اس دن شام تک شیطان کے حملے سے حفاظت کا ذریعہ ہوگا، اور کسی
آزادی کا عمل اسکے عمل سے افضل نہ ہوگا۔ سوائے اس آدمی کے جس نے اس سے

بھی زیادہ عمل کیا ہو۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میں تم کو وہ کلمہ بتاؤں جو عرش کے نیچے سے اترتا ہے اور خزانہ جنت میں سے ہے وہ ہے : ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ“ جب بندہ دل سے یہ کلمہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بندہ (اپنی امانیت سے نہ دستبردار ہو کر) میرا نام بعد از اور بالکل فرمانبردار ہو گیا۔ (دعوات کبیرہ للہفتی۔ معارف الحدیث)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ :

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

ننانوے بیماریوں کی دوا ہے جن میں سے کم درجہ کی بیماری فکر و غم ہے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ دعوات الکبیرہ۔ بیہقی)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو بندہ ہر نماز کے بعد :

سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۳ بار
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ پڑھے تو اس کے لئے اجر عظیم کا وعدہ ہے۔

اور صحیح مسلم کی دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص یہ تسبیحات پڑھتا ہے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ اتنے زیادہ ہوں جیسے سمندر کی موجوں کی جھاگ۔ (مسلم)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو رات کی

بیداری مشکل نظر آئے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے اس کی طبیعت میں بخل اور تنگی ہو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کی ہمت نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ کثرت کے ساتھ **سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ** پڑھا کرے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سونے کا ایک پہاڑی پہل اللہ خرچ کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ (ترغیب و ترہیب و فضائل)

ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو خطاب کر کے فرمایا :

تَمَسِّحُ (سُبْحَانَ اللَّهِ) تَلْهِسُ (سُبْحَانَ اللَّهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ) اور تَبْلِسُ (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) کو اپنے اوپر لازم کر لو اور کبھی ان سے غفلت نہ کرو۔ ورنہ تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے فراموش (محروم) کر دی جاؤ گی۔ (حسن حصین) اسمِ اعظم

اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسمِ اعظم ان روایتوں میں موجود ہے :

۱۔ وَاللَّهُمَّ إِنَّكَ قَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ

اور دوسری آل عمران کی ابتدائی آیت :

۲۔ اللَّهُمَّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ

(جامع ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ سنن داہمی۔ معارف الحدیث)

مختلف احادیث میں حسب ذیل کلمات کے متعلق بتایا گیا ہے کہ یہ

اسمِ اعظم ہیں :

- ۱۔ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ؕ
 - ۲۔ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ؕ
 - ۳۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ؕ
 - ۴۔ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ؕ
 - ۵۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ؕ
 - ۶۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ؕ
- (محسن حسین)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور ایک بندہ وہاں نماز پڑھ رہا تھا، اس نے اپنی دعا میں عرض کیا : ”اے اللہ میں تجھ سے اپنی حاجت مانگتا ہوں، بوسیہ اس کے کہ ساری حمد و ستائش تیرے ہی لئے سزاوار ہے، کوئی مجوز نہیں تیرے سوا تو نہایت مہربان اور بڑا محسن ہے۔ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ میں تجھ ہی سے مانگتا ہوں اے ذوالجلال و الاکرام اے کحییٰ وحتییوم!“

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :
 ”اس بندے نے اللہ کے اس اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا کی ہے کہ اگر اس وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے اور جب اس کے وسیلہ سے مانگا جائے تو عطا فرماتا ہے۔“

(جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ سنن نسائی۔ سنن ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

ذکر اللہ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ارشاد فرمایا :

”اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرا معاملہ بندہ کے ساتھ اس کے یقین کے مطابق ہے اور میں اس کے بالکل ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور اگر وہ اپنے دل میں اس طرح یاد کرے کہ کسی اور کو خبر نہ ہو تو میں بھی اس کو اسی طرح یاد کروں گا، اور اگر وہ دوسرے لوگوں کے سامنے مجھے یاد کرے تو میں ان سے بہتر بندوں کی جماعت میں اس کا ذکر کروں گا۔“ (یعنی ملائکہ کی جماعت میں اور ان کے سامنے)۔ (صحیح مسلم۔ صحیح بخاری۔ معارف الحدیث)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا کہ اے میرے رب مجھ کو کوئی کلمہ تعلیم فرما جس کے ذریعہ میں تیرا ذکر کروں (یا کہا کہ جس کے ذریعہ سے میں تجھے پکاروں) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کہا کرو۔ انہوں نے عرض کیا۔ اے میرے رب یہ کلمہ تو تیرے سارے بندے کہتے ہیں میں تو وہ کلمہ چاہتا ہوں جو آپ خصوصیت سے مجھے ہی بتائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور میرے سوا سب کائنات جس سے آسمانوں کی آبادی ہے اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھیں تو **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کا وزن ان سب سے زیادہ ہوگا۔

(شرح السنن للبخاری۔ معارف الحدیث)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ بندوں میں سب سے افضل اور قیامت کے دن اللہ کے

نزدیک سب سے مقرب کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو مرد کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے ہیں اور جو عورتیں (اسی طرح کثرت سے) ذکر کرنے والی ہیں۔
(حیوۃ المسلمین - ترمذی - ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ اے اللہ کے پیغمبر نیکی کے ابواب (یعنی ثواب کے کام) بہت ہیں اور یہ بات میری طاقت سے باہر ہے کہ میں ان سب کو بجالاؤں۔ لہذا آپ مجھے کوئی چیز بتا دیجئے جس کو میں مضبوطی سے تھام لوں اور اسی پر کاربند ہو جاؤں (اور بس وہی میرے لئے کافی ہو جائے) اسی کے ساتھ یہ بھی عرض ہے کہ جو کچھ آپ بتائیں وہ بہت زیادہ بھی نہ ہو کیونکہ خطرہ ہے کہ میں اس کو یاد بھی نہ رکھ سکوں۔

آپ نے فرمایا: (بس اس کا اہتمام کرو اور اس کی عادت ڈالو کہ) تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے۔ (جامع ترمذی - معارف الحدیث)
حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص کہیں بیٹھا اور اس نشست میں اس نے اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کیا تو یہ نشست اس کے لئے بڑی حسرت و خسران کا باعث ہوگی۔ اور اسی طرح جو شخص کہیں لیٹا اور اس میں اس نے اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کیا تو یہ لیٹنا اس کے لئے بڑی حسرت و خسران کا باعث ہوگا۔ (سنن ابی داؤد - معارف الحدیث)

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ آخری بات جس پر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا ہوا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے آپ سے دریافت

کیا : کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟
 آپؐ نے ارشاد فرمایا : (وہ عمل یہ ہے) کہ تمہیں اس حالت میں
 موت آئے کہ تمہاری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔ (محسن حصین)
 حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد
 فرمایا : خدا کی قسم دنیا میں کچھ لوگ نرم و گداز بستروں پر لیٹ کر بھی (سونے کے
 بجائے) اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ جنت کے اعلیٰ درجات
 میں داخل فرمائے گا۔ (یعنی کوئی یہ نہ سمجھے کہ جب تک اسبابِ قیامت نہ چھوڑے
 ذکر اللہ سے نفع نہیں ہوگا)۔ (محسن حصین۔ ابن حبان)

ہر نیک عمل ذکر اللہ میں داخل ہے

امام تفسیر و حدیث حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ صرف
 تسبیح و تہلیل اور زبانی ذکر پر منحصر نہیں بلکہ ہر عمل جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کیا
 جائے وہ بھی ذکر اللہ میں داخل ہے بشرطیکہ نیت اطاعت کی ہو۔
 اسی طرح دنیا کے تمام کاروبار داخل ہیں۔ اگر ان میں شرعی حدود کی
 پابندی کا دھیان رہے کہ جہاں تک جائز ہے کیا جائے اور جس حد پر پہنچ کر ممنوع
 ہے اس کو چھوڑ دیا جائے تو یہ سارے اعمال جو بظاہر دنیوی کام ہیں وہ بھی ذکر اللہ
 میں شامل ہوں گے۔ (اذکار نوی۔ ص ۵)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر
 حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے اور فرمایا کہ بعض اوقات میں چارپائی پر
 لیٹے ہوئے اپنا وظیفہ پورا کر لیتی ہوں۔ (کتاب الاذکار للہودی)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جن گھروں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے ان کو آسمان والے ایسا چمکدار دیکھتے ہیں جیسے زمین والے ستاروں کو چمکدار دیکھتے ہیں۔

قرآن مجید کی عظمت و فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے سینے میں کچھ بھی قرآن نہ ہو وہ ایسا ہے جیسے اجاڑ گھر۔ (ترمذی و دارقطنی)

ف۔ اس میں تاکید ہے کہ کسی مسلمان دل کو قرآن سے خالی نہ ہونا چاہئے۔

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص قرآن کی ایک آیت سننے کے لئے بھی کان لگائے اس کے لئے ایسی نیکی لکھی جاتی ہے جو بڑھتی چلی جاتی ہے (اس بڑھنے کی کوئی حد نہیں بتلائی) خدا تعالیٰ سے امید ہے کہ بڑھنے کی کوئی حد نہ ہوگی۔ بے انتہا بڑھتی چلی جائے گی اور جو شخص جس آیت کو پڑھے وہ آیت اس شخص کے لئے قیامت کے دن ایک نور ہوگی جو اس نیکی کے بڑھنے سے بھی زیادہ ہے۔

ف۔ اللہ اکبر قرآن مجید کیسی بڑی چیز ہے کہ جب تک قرآن پڑھنا نہ آئے کسی پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سن ہی لیا کرے۔ وہ بھی ثواب سے مالا مال ہو جائے گا۔ (طبۃ المسلمین)

تلاوت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ قرآن پڑھنے والے سے

قیامت کے روز کہا جائے گا۔ جس ٹھہراؤ اور خوش الحانی کے ساتھ تم دنیا میں بنا سنوار کر قرآن پڑھا کرتے تھے اسی طرح قرآن پڑھو اور ہر آیت کے صلے میں ایک درجہ بلند ہوتے جاؤ۔ تمہارا ٹھکانہ تمہاری تلاوت کی آخری آیت پر ہے۔

(ترمذی)

یعنی جب تک پڑھتے رہو گے، درجات بلند سے بلند ہوتے جائیں گے۔

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے بہتر اور افضل بندہ وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔“ (صحیح بخاری۔ سفارۃ اللہ ص ۷)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو قرآن نے مشغول رکھا میرے ذکر سے اور مجھ سے سوال اور دعا کرنے سے میں اس کو اس سے افضل عطا کروں گا جو سائلوں کو اور دعا کرنے والوں کو عطا کرتا ہوں اور دوسرے اور کلاموں کے مقابلے میں اللہ کے کلام کو ایسی ہی عظمت و فضیلت حاصل ہے جیسی اپنی مخلوق کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کو۔

(جامع ترمذی۔ سنن دارمی۔ شعب الایمان للبیہقی۔ سفارۃ اللہ ص ۷)

حضرت عبیدہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اے قرآن والو! قرآن کو اپنا نکلیا اور سہارا نہ بناؤ، بلکہ دن اور رات کے اوقات میں اس کی تلاوت کیا کرو جیسا کہ اس کا حق ہے اور اس کو پھیلاؤ اور اس کو دلچسپی سے اور مزہ لے لے کر پڑھا کرو اور اس میں تدبیر کرو، امید رکھو کہ تم

اس سے فلاح پاؤ گے اور اس کا عاجل معاوضہ لینے کی فکر نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا عظیم ثواب اور معاوضہ (اپنے وقت پر) ملنے والا ہے۔“

(شعب الایمان للبیہقی۔ معارف الحدیث)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے قرآن میں مہارت حاصل کر لی ہو (اور اس کی وجہ سے وہ اس کو) حفظ یا ناظرہ _____ بہتر طریقے پر اور بے تکلف رواں پڑھتا ہو) وہ معزز اور وفادار و فرمانبردار فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو بندہ قرآن پاک (اچھا یا دار رواں نہ ہونے کی وجہ سے زحمت اور مشقت کے ساتھ) اس طرح پڑھتا ہو کہ اس میں انکلا ہو تو اس کو رواج ملیں گے۔ (ایک تلاوت کا اور دوسرے زحمت و مشقت کا)۔“ (صحیح مسلم و صحیح بخاری۔ معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے قرآن پاک کا ایک حرف پڑھا اس نے ایک نیکی کمائی یہ ایک نیکی اللہ تعالیٰ کے قانونِ کرم کے مطابق دس نیکیوں کے برابر ہے (مزید وضاحت کے لئے آپ نے فرمایا) میں یہ نہیں کہتا (یعنی میرا مطلب یہ نہیں ہے) کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے (اس طرح ”آلَم“ پڑھنے والا بندہ دس نیکیوں کے برابر ثواب حاصل کرنے کا مستحق ہوگا)۔ (جامع ترمذی۔ سنن داری۔ معارف الحدیث)

ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے

صحیح احادیث میں ہے کہ ختم قرآن کے وقت اللہ تعالیٰ کی خاص

رحمت مازل ہوتی ہے۔

امام تفسیر حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی عادت تھی کہ ختم قرآن کے وقت جمع ہو کر دعا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ختم قرآن کے وقت حق تعالیٰ کی خاص رحمت مازل ہوتی ہے۔

اور اسناد صحیح کے ساتھ حضرت حسنؓ سے منقول ہے کہ جب وہ قرآن مجید کی تلاوت ختم کرتے تو اپنے اہل و عیال کو جمع کر کے دعا کیا کرتے تھے۔

(اذکار نووی۔ ص، ۳۹)

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو آدمی دن رات میں بیس آیتیں بھی پڑھ لے تو وہ غافل لوگوں میں نہ لکھا جائے گا۔

(اذکار نووی۔ ص، ۳۹)

سورۃ فاتحہ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابی بن کعبؓ سے فرمایا کیا تمہاری خواہش ہے کہ میں تم کو قرآن کی وہ سورۃ سکھاؤں جس کے مرتبہ کی کوئی سورۃ نہ تو توریت میں مازل ہوئی نہ انجیل میں نہ زبور میں اور نہ قرآن ہی میں ہے۔ ابیؓ نے عرض کیا کہ ہاں حضور! مجھے وہ سورۃ بتادیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم نماز میں قراءت کس طرح کرتے ہو؟ ابیؓ نے آپؐ کو سورۃ فاتحہ پڑھ کر سنائی (کہ میں نماز میں یہ سورۃ پڑھتا ہوں اور اس طرح پڑھتا ہوں) آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے توریت، انجیل، زبور میں سے کسی میں اور خود قرآن میں بھی اس جیسی

کوئی سورۃ نازل نہیں ہوئی۔ یہی وہ وسیع من المثنانی و القرآن العظیم ہے جو مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

ایک بار جب حضرت جبریل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ یکا یک انہوں نے اوپر سے ایک آواز سنی اور سر اٹھا کر فرمایا۔ یہ ایک فرشتہ زمین پر اترا ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں اتر ا تھا۔ پھر اس فرشتہ نے سلام کیا اور کہا یا رسول اللہ مبارک ہو، لیجئے یہ دونوں آپ کو دیئے گئے ہیں۔ ایک سورۃ فاتحہ اور دوسرے سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں ان میں سے جو بھی آپ پڑھیں گے اس کا ثواب آپ کو ملے گا۔ (محسن حصین)

سورۃ بقرہ و آل عمران

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپؐ ارشاد فرماتے تھے کہ قرآن پڑھا کرو، وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کا شفیع بن کر آئے گا (خاص کر) ”زہراوین“ یعنی اس کی دو اہم نورانی سورتیں البقرہ اور آل عمران پڑھا کرو، وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کو اپنے سایہ میں لئے اس طرح آئیں گی کہ وہ امہ کے کھڑے ہیں یا سائبان ہیں یا صف باندھے پرندوں کے ہرے ہیں۔ یہ دونوں سورتیں قیامت میں اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے مدافعت کریں گی۔ (آپؐ نے فرمایا) پڑھا کرو سورۃ بقرہ کیونکہ اس کو حاصل کرنا بڑی برکت والی بات ہے اور اس کو چھوڑنا بڑی حسرت اور ندامت کی بات ہے اور اہل بطلان اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ : اپنے گھروں کو مقبرے نہ بنالو (یعنی جس طرح قبرستانوں میں ذکر و تلاوت نہیں کرتے اور اس کی وجہ سے قبرستانوں کی فضا ذکر و تلاوت کے انوار و آثار سے خالی رہتی ہے، تم اس طرح اپنے گھروں کو نہ بنالو بلکہ گھروں کو ذکر و تلاوت سے معمور رکھا کرو) اور جس گھر میں (خاص کر) سورۃ بقرہ پڑھی جائے اس گھر میں شیطان نہیں آسکتا۔ (سعارف الحدیث - جامع ترمذی)

سورۃ کہف

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھے اس کے لئے نور ہو جائے گا، دو جمعوں کے درمیان۔ (دعوات الکیبر للہدی - سعارف الحدیث)

سورۃ یاسؓ (۱۰۱)

حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کی رضا کے لئے سورۃ یسین پڑھی اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے لہذا یہ مبارک سورۃ مرنے والوں کے پاس پڑھا کرو۔ (شعب الایمان للہدی - سعارف الحدیث)

سورۃ واقعہ (۱۰۲)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر رات سورۃ واقعہ پڑھا کرے اسے کبھی فقر و فاقہ کی
نوبت نہ آئے گی۔ روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ خود حضرت ابن مسعودؓ کا یہ
معمول تھا کہ وہ اپنی صاحبزادیوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے اور وہ ہر رات کو سورۃ
واقعہ پڑھتی تھیں۔ (شعب الایمان - للبخاری - معارف الحدیث)

سورۃ الملک (پا. نمبر ۶۹)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ قرآن کی ایک سورۃ نے جو صرف تیس آیتوں کی ہے اس کے ایک
بندے کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں سفارش کی یہاں تک کہ وہ بخش دیا گیا
اور وہ سورت تَبَارَكَ الَّذِي يَبْدِئُ الْمَلِكُ ہے۔

(مسند احمد - جامع ترمذی - سنن ابی داؤد - سنن نسائی - سنن ابن ماجہ)

الم تنزیل

حضرت جامعہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس
وقت تک نہ سوتے تھے جب تک الم تنزیل اور تَبَارَكَ الَّذِي يَبْدِئُ الْمَلِكُ
نہ پڑھ لیتے تھے، یعنی رات کو سونے سے پہلے یہ دونوں سورتیں پڑھنے کا حضورؐ کا
معمول تھا۔ (مسند احمد - جامع ترمذی - سنن دارمی - معارف الحدیث)

سورۃ العنکبوت

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا : کیا تم میں سے کوئی یہ نہیں کر سکتا کہ روزانہ ایک ہزار آیتیں

قرآن پاک کی پڑھ لیا کرے؟ صحابہؓ نے عرض کیا حضور! کس میں یہ طاقت ہے کہ روزانہ ایک ہزار آیتیں پڑھے (یعنی یہ بات ہماری استطاعت سے باہر ہے) آپؐ نے ارشاد فرمایا کیا تم میں کوئی اتنا نہیں کر سکتا کہ سورۃ المہاکم المنکاشہ (شعب الایران للہجہ ص ۱۰۱ - سارف الحدیث) پڑھ لیا کرے۔

سورۃ اخلاص

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : کیا تم میں سے کوئی اس سے بھی عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھ لیا کرے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ایک رات میں تہائی قرآن کیسے پڑھا جاسکتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے (تو جس نے رات میں وہی پڑھی اس نے گویا تہائی قرآن پڑھ لیا)۔ (صحیح مسلم - سارف الحدیث)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص بستر پر سونے کا ارادہ کرے پھر وہ (سونے سے پہلے سورۃ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھے تو جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا) اے میرے بندے اپنے واسطے ہاتھ پر جنت میں چلا جا۔

(جامع ترمذی - سارف الحدیث)

معوذتین

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں آج رات جو آیتیں مجھ پر نازل ہوئی ہیں

(وہ ایسی بے مثال ہیں کہ) ان کی مثل نہ بھی دیکھی گئیں نہ سنی گئیں :

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ - (سارف الحدیث - صحیح مسلم)

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

معمول تھا کہ ہر رات کو جب آرام فرمانے کے لئے اپنے بستر پر تشریف لاتے تو

اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا لیتے (جس طرح دعا کے وقت دونوں ہاتھ ملائے جاتے

ہیں) پھر قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ

پڑھتے اور ہاتھوں پر پھونکتے اور پھر جہاں تک ہو سکتا اپنے جسم مبارک پر اپنے

دونوں ہاتھ پھیرتے۔ سر اور چہرہ مبارک اور جسد اطہر کے سامنے کے حصے سے

شروع فرماتے۔ (اس کے بعد باقی جسم پر جہاں تک آپ کے ہاتھ جا سکتے تھے

وہاں تک پھیرتے) یہ آپ تین دفعہ کرتے۔ (صحیح بخاری - سارف الحدیث)

آیۃ الکرسی

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے (ان کی کنیت ابوالمنذر سے مخاطب کرتے ہوئے) ان سے فرمایا :

اے ابوالمنذر تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ کی کون سی آیت تمہارے پاس سب سے

زیادہ عظمت والی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔

آپ نے (کرر) فرمایا۔ اے ابوالمنذر! تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ کی کون

سی آیت تمہارے پاس سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ میں نے عرض کیا

اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ تو آپ نے میرا سینہ ٹھونکا (گویا اس جواب پر

شاباش دی) اور فرمایا : اے ابوالمنذر! تجھے یہ علم موافق آئے اور مبارک ہو۔

(صحیح مسلم - سارف الحدیث)

سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں

شیخ بن عبد الکلائی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کی کون سی سورت سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ آپ نے فرمایا: **قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ** اس نے عرض کیا اور آیتوں میں قرآن کی کون سی آیت سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ آپ نے فرمایا: **آیۃ الکرسی ”اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ“**

اس نے عرض کیا اور قرآن کی کون سی آیت ہے جس کے بارے میں آپ کی خاص طور سے خواہش ہے کہ اس کا فائدہ اور اس کی برکات آپ کو اور آپ کی امت کو پہنچیں؟ آپ نے فرمایا: **سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں (اَمَّا التَّوْبَتَانِ سے ختم سورۃ تک)**

پھر آپ نے فرمایا یہ آیتیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ان خاص الخاص خزانوں میں سے ہیں جو اس کے عرش عظیم کے تحت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات رحمت اس امت کو عطا فرمائی ہیں۔ یہ دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی اور ہر چیز کو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں۔ (مسند دارمی۔ معارف الحدیث)

سورۃ آل عمران کی آخری آیتیں

حضرت عثمان بن عفان سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جو کوئی رات کو آل عمران کی آخری آیات پڑھے گا اس کے لئے پوری رات کی نماز کا ثواب لکھا جائے گا۔ **إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْ لَآئِهِ خُفْيٌ** (مسند دارمی۔ معارف الحدیث)

سورۃ حشر کی آخری تین آیتیں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص صبح اس تَعُوذ کو سورۃ حشر کی ان تین آیتوں کے ساتھ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر کرتا ہے جو شام تک اس کے واسطے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اگر شام کو پڑھے تو صبح تک اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اگر مر جاتا ہے تو شہید مرنے والے ہے۔ (ترمذی۔ دارقطنی۔ ابن سعد۔ حصن حصین)

أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝
هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۝
هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ
الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۝
سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ
الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

ترجمہ : ”وہ اللہ (ایسا ہے کہ) اس کے سوا کوئی مجبور نہیں وہ غیب کا اور پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا ہے وہ رحمن و رحیم ہے، وہ اللہ (ایسا) ہے کہ اس کے سوا کوئی مجبور نہیں وہ بادشاہ ہے پاک ہے، سلامتی والا ہے، امن دینے والا ہے، نگہبانی کرنے والا ہے، عزیز ہے، جبار ہے، خوب بڑائی والا ہے، اللہ اس شرک سے پاک ہے

جو وہ کرتے ہیں وہ اللہ پیدا کرنے والا ہے ٹھیک ٹھیک
 بنانے والا ہے، اس کے اچھے اچھے مام ہیں جو بھی چیزیں
 آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتی ہیں
 اور وہ زیر دست حکمت والا ہے۔“

سورہ طلاق کی آیت

حضرت ابی ذرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 ارشاد فرمایا ہے کہ مجھ کو ایک ایسی آیت معلوم ہے کہ اگر لوگ اس پر عمل کریں تو وہی
 ان کو کافی ہے اور وہ آیت یہ ہے :

وَمَنْ يَشِقِ الْمَلَّةَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيُرْقَهُ مِنْ
 حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (سورہ طلاق)

ترجمہ : ”جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے
 لئے ہر مشکل اور مصیبت سے نجات کا راستہ نکال دیتا
 ہے اور اس جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے
 گمان بھی نہیں ہوتا۔“

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے نجات کا
 راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے خیال و گمان
 نکل نہیں ہوتا۔ (مسند دارمی۔ ابن ماجہ دارمی۔ مشکوٰۃ)

دعا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (حدیث قدسی)
 اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِيْ وَ اَنَا مَعَهُ اِذَا دَعَاَنِ ”میں اپنے بندے کے
 لئے ویسا ہی ہوں جیسا وہ میرے متعلق خیال کرے اور جب وہ پکارتا ہے تو میں
 اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔“ (بخاری۔ الادب المفرد)

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد
 فرمایا کہ دعا مانگنا عین عبادت کرنا ہے۔ پھر آپؐ نے بطور دلیل قرآن کریم کی یہ
 آیت تلاوت فرمائی۔ وَقَالَ لِرَبِّكَمُّ اَدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ”اور تمہارے رب
 نے فرمایا ہے مجھ سے دعا مانگا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔“
 (مسند احمد ترمذی، حصن حصین، ابن ماجہ نسائی، سنن ابی داؤد)

دعا کا طریقہ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ سے اس طرح ہاتھ اٹھا کر مانگا کرو کہ ہتھیلیوں کا رخ
 سامنے ہو۔ ہاتھ اٹھانے کے نہ مانگا کرو اور جب دعا کر چکو تو اٹھنے ہوئے ہاتھ
 چہرے پر پھیر لو۔ (سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم جب کسی کو یاد فرماتے اور اس کے لئے دعا کرنا چاہتے تو پہلے اپنے لئے
 مانگتے۔ پھر اس شخص کے لئے دعا فرماتے۔ (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

فضالہ بن عبیدؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک
 شخص کو سنا اس نے نماز میں دعا کی جس میں نہ اللہ کی حمد کی نہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم پر درود بھیجا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس آدمی نے دعا میں جلد بازی کی۔ پھر آپؐ نے اس کو بلایا اور اس سے یا اس کی موجودگی میں دوسرے آدمی کو مخاطب کر کے آپؐ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو (دعا کرنے سے پہلے) اس کو چاہئے کہ اللہ کی حمد و ثناء کرے پھر اس کے رسولؐ پر درود بھیجے۔ اس کے بعد جو چاہا اللہ سے مانگے۔

(جامع ترمذی۔ سنن ابن داؤد۔ سنن نسائی۔ معارف احمدیہ)

دعا میں ہاتھ اٹھانا

حضرت عکرمہ کا خیال ہے کہ انبیوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے یہ سنا ہے کہ وہ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ آپؐ دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے تھے اور (دعا میں یہ) فرما رہے تھے (اے اللہ!) میں بھی بشر ہوں تو مجھ سے مواخذہ نہ فرما، میں نے اگر کسی مومن کو ستایا ہو یا بد کہا ہو تو اس کے بارے میں بھی مجھ سے مواخذہ نہ فرما۔ (الادب المفرد)

آئین

ابوزہرہ نمبر ۱ سے روایت ہے کہ ایک رات ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے۔ ہمارا گزر اللہ کے ایک بندہ پر ہوا جو بڑے الحاج سے اللہ تعالیٰ سے مانگ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر اس کی دعا اور اللہ کے حضور میں اس کا مانگنا گز گزانا سنتے گئے۔ پھر آپؐ نے ہم لوگوں سے فرمایا اگر اس نے دعا کا خاتمہ صحیح کیا اور مہر ٹھیک لگائی تو جو اس نے مانگا ہے اس کا اس نے فیصلہ کرا لیا۔ ہم میں سے ایک نے پوچھا کہ حضور (صلی اللہ علیہ

واکہ وسلم) صحیح خاتمہ کا اور مہر ٹھیک لگانے کا طریقہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا آخر میں آمین کہہ کر دعا ختم کرے (تو اگر اس نے ایسا کیا تو بس اللہ تعالیٰ سے ملے کر الیا)۔
(ابوداؤد۔ سفارۃ المحدثین)

عافیت کی دعا

حدیث شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے جس شخص کے لئے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا (یعنی دعا مانگنے کی توفیق دے دی گئی) اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگی جاتی ہے ان میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند یہ ہے کہ اس سے (دنیا و آخرت میں) عافیت کی دعا مانگی جائے۔
(جامع ترمذی۔ حصن حصین)

دعا دفع بلا

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قضاء و قدر سے بچنے کی کوئی تدبیر فائدہ نہیں دیتی (ہاں) اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا اس (آفت و مصیبت) میں بھی نفع پہنچاتا ہے جو نازل ہو چکی ہے اور اس (مصیبت) میں بھی جو ابھی تک نازل نہیں ہوئی اور بیشک بلا نازل ہونے کو ہوتی ہے کہ اتنے میں دعا اس سے جالمتی ہے۔ پس قیامت تک ان دونوں میں کشمکش ہوتی رہتی ہے (اور انسان دعا کی بدولت اس بلا سے بچ جاتا ہے)۔

(حصن حصین۔ جامع ترمذی)

دعا یقین کے ساتھ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ سے مانگو اور دعا کرو تو اس یقین کے ساتھ کرو کہ وہ ضرور قبول فرمائے گا اور جان لو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول نہیں کرے گا جس کا دل (دعا کے وقت) اللہ تعالیٰ سے غافل اور بے پرواہ ہو۔

(جامع ترمذی۔ سفارۃ الہدیہ)

دعا میں عجلت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہاری دعائیں اس وقت تک قابل قبول ہوتی ہیں کہ جب تک جلد بازی سے کام نہ لیا جائے، (جلد بازی یہ ہے کہ) بندہ کہنے لگے کہ میں نے دعا کی تھی مگر قبول ہی نہیں ہوئی۔ (صحیح بخاری صحیح مسلم۔ سفارۃ الہدیہ)

دعا میں قطعیت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اس طرح نہ کہے کہ ”اے اللہ تو اگر چاہے تو مجھے بخش دے اور تو چاہے تو رحمت فرما اور تو چاہے تو مجھے روزی دے۔“ بلکہ اپنی طرف سے عزم اور قطعیت کے ساتھ اللہ کے حضور میں مانگے اور یقین کرے کہ بیشک وہ کرے گا وہی جو وہ چاہے گا کوئی ایسا نہیں جو زور ڈال کر اس سے کرا سکے۔ (صحیح بخاری۔ سفارۃ الہدیہ)

موت کی دعا کی ممانعت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”تم لوگ موت کی دعا اور تمننا مت کرو۔“ اگر کوئی آدمی ایسی دعا کیلئے مضطرب ہو (اور کسی وجہ سے زندگی اس کیلئے رو بھر ہو) تو اللہ کے حضور میں یوں عرض کرے ”اے اللہ! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو دنیا سے مجھے اٹھالے۔“

(سنن نسائی۔ سارف الحدیث)

سجدہ میں دعا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے ”سجدے کی حالت میں بندہ اپنے رب سے بہت ہی قربت حاصل کر لیتا ہے تم اس حالت میں خوب خوب دعا مانگا کرو۔“

دعا کی قبولیت پر شکر

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کون سی چیز تم میں سے کسی شخص کو اس سے عاجز کرتی ہے (روکتی ہے) کہ جب وہ اپنی کسی دعا کے قبول ہونے کا مشاہدہ کرے مثلاً کسی مرض سے شفاء نصیب ہو جائے یا سفر سے (بکثیر وعافیت) واپس آجائے تو کہے :

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُعِثُّ لَہٗ دَجَلًا لِّہٖ تَتَبَّحُ الصَّالِحَاتُ

(حسن حصین۔ حاکم۔ ابن سنی)

مقبول دعائیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”بندہ مومن کی کوئی ایسی دعا نہ ہوگی جس کے بارے میں خدا یہ بیان نہ فرما دے کہ یہ میں نے دنیا میں قبول کی اور یہ تمہاری آخرت کے لئے ذخیرہ کر کے رکھی۔ اس وقت بندہ مومن سوچے گا کاش میری کوئی دعا بھی دنیا میں قبول نہ ہوتی اس لئے بندے کو ہر حال میں مانگتے رہنا چاہئے۔“ (حاکم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے ”جو چیزیں خدا کے دہار سے رد نہیں کی جاتیں ایک اذان کے وقت کی دعا دوسری جہاد (صف بندی) کے وقت کی دعا۔“ (ابوداؤد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیانی وقفے کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس وقفہ میں کیا دعا مانگا کریں؟ فرمایا یہ دعا مانگا کرو:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین دعائیں ہیں جو خاص طور سے قبول ہوتی ہیں۔ ان کی قبولیت میں شک ہی نہیں۔

۱۔ اولاد کے حق میں ماں باپ کی دعا

۲۔ مسافر اور پرہیزگار کی دعا اور

۳۔ مظلوم کی دعا (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : پانچ آدمیوں کی دعائیں خاص طور پر قبول ہوتی ہیں :

- ۱۔ مظلوم کی دعا جب تک وہ ہلہ نہ لے۔
 - ۲۔ حج کرنے والے کی دعا جب تک وہ لوٹ کر اپنے گھر واپس نہ آئے۔
 - ۳۔ راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی دعا جب تک وہ شہید ہو کے دنیا سے لاپتہ نہ ہو جائے۔
 - ۴۔ بیمار کی دعا جب تک وہ شفا یاب نہ ہو جائے۔
 - ۵۔ ایک بھائی کی دوسرے بھائی کے لئے غائبانہ دعا۔
- یہ سب بیان فرمانے کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا اور ان دعاؤں میں سب سے جلدی قبول ہونے والی دعا کسی بھائی کے لئے غائبانہ دعا ہے۔
- (دعوات کبیر للشیخ علی - معارف الحمد للہ)

بھائی کی دعائے غائبانہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ مرد مسلمان کی وہ دعا جو وہ اپنے بھائی کے لئے غائبانہ کرتا ہے، ضرور قبول ہوتی ہے اس پر ایک فرشتہ مقرر رہتا ہے جب وہ اپنے بھائی کے لئے دعائے خیر کرتا ہے تو فرشتہ اس پر آمین کہتا ہے اور یہ کہتا ہے وَلَکَکَ مِثْلُ ذَٰلِکَ .

(الادب المفرد)

اپنے چھوٹوں سے دعا کرانا

حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نے عمرہ

کرنے کے لئے مکہ معظمہ جانے کی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت چاہی تو آپؐ نے مجھے اجازت عطا فرمادی اور ارشاد فرمایا: ”بھیا، ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں شامل کرنا اور ہم کو بھول نہ جانا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے مخاطب فرما کر یہ ”بھیا“ جو کلمہ کہا، اگر مجھے اس کے عوض ساری دنیا دے دی جائے تو میں راضی نہ ہوں گا۔“ (سنن ابی داؤد - جامع ترمذی - ساری الحدیث)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض دعائیں

صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کیا آپ کو تکلیف ہے؟ آپؐ نے فرمایا، ہاں ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے یہ دعا پڑھ کر دم کیا:

بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِاسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ

”یعنی اللہ کے نام سے میں آپؐ پر دم کرتا ہوں۔ ہر

مرض سے جو آپ کو تکلیف دے۔ ہر ذات کے یا نظر

حاسد کے شر سے اللہ آپ کو شفا دے گا، اللہ کے نام کے

ساتھ میں آپؐ پر دم کرتا ہوں۔“ (زاد المعاد)

متفرق دعائیں

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو کسی بات کا صدمہ ہوتا تو آپ آسمان کی جانب سر مبارک اٹھاتے اور سُبْحَانَ
 اللّٰهِ الْعَظِيمِ پڑھتے اور جب دعائیں خوب سنی فرماتے تو یَا حَيُّ یَا قَیُّوْمُ
 پڑھتے۔ (زاد المعاد۔ ترمذی)

بیز حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی فکر
 اور پریشانی لاحق ہوتی تو آپ کی یہ دعا ہوتی تھی :

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ

”اے حی و قیوم! بس تیری ہی رحمت سے مدد چاہتا
 ہوں۔“ (زاد المعاد)

اور دوسروں سے فرماتے :

اَلْزُمُوْا بَیْـَٔدَ الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

”یا ذوالجلال والا کرام سے چمٹے رہو۔“

(یعنی اس کلمہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے استغاثہ اور فریا کرتے رہو)۔ (جامع ترمذی)
 حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ جنگ بدر میں جب میں کفار سے لڑتا ہوا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ سردار دو
 جہاں سجدہ میں سر رکھے ہوئے یا حی یا قیوم پڑھ رہے ہیں۔ پھر میں چلا گیا اور لڑائی
 میں شریک ہو گیا۔ پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپؐ بدستور اسی طرح سجدہ
 میں سر رکھے ہوئے یا حی یا قیوم پڑھ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو
 فتح کی خوشخبری سنائی۔ (نسائی۔ حاکم۔ حسن حصین)

○ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی امر میں زیادہ پریشانی لاحق

ہوتی تو چادر بچھا دیتے، کھڑے ہو جاتے اور دعا کے لئے اپنے ہاتھ اتنے لمبے کر دیتے کہ آپ کی انگلی کی سفیدی تک دکھائی دیتی۔

○ جب آپ دعا ختم کرتے تو دونوں ہاتھوں کو چہرے پر مل لیا کرتے۔

○ دعا و استغفار کے الفاظ تین تین مرتبہ دہراتے۔

○ آپ دعا میں جمع بندی و تافیہ بندی سے کام نہ لیتے اور نہ اس کو اچھا جانتے۔

○ آپ جب کسی مجلس سے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے :

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا
إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

ترجمہ : ”اے اللہ میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں
آپ کی حمد کے ساتھ دل سے اقرار کرتا ہوں میں کہ نہیں
کوئی معبود سوائے آپ کے، میں آپ سے بخشش چاہتا
ہوں اور آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔“

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی خوشی پیش آتی تھی تو اس
طرح کہتے : الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَسِيرُ الصَّالِحَاتُ
ترجمہ : ”شکر ہے اللہ کا جس کے انعام سے اچھی

چیزیں کمال کو پہنچتی ہیں۔“

○ اور جب ناگواری کی حالت پیش آتی تو فرماتے :

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ (حاکم)

ترجمہ : ”شکر ہے اللہ کا ہر حال میں۔“

○ جب آپؐ رامتہ میں کسی کا ہاتھ پکڑتے اور پھر جدا ہوتے تو فرماتے :

○ اللَّهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ
حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

کسی کا قرض ادا فرماتے تو یہ دعا دیتے :

بَارِكْ اللَّهُ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ إِنَّمَّا جَزَاءُ السَّالِفِ
الْحَمْدُ وَالْإِذَاءُ

ترجمہ : ”اللہ تعالیٰ تیرے گھر بار اور تیرے مال میں

برکت دے، قرض کا بدلہ تعریف اور (بروقت) ادائیگی

ہے۔“

○ جب کوئی شخص نیا لباس پہن کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتا تو آپؐ

اس کی تعریف کرتے حَسَنَةً حَسَنَةً یعنی ”بہت خوب بہت خوب“ اور پھر

فرماتے : اَبْلَى وَأَخْلَقُ ”یعنی پرانا کرو اور بوسیدہ کرو۔“

○ جب آپؐ کے پاس کوئی ہدیہ پھل لاتا اور وہ پھل اول مرتبہ ہی کھانے

کا ہوتا تو اسکو آپؐ آنکھوں سے لگا لیتے۔ پھر دونوں ہونٹوں سے لگاتے اور فرماتے :

اللَّهُمَّ كَمَا أَرَيْتَنَا أَوَّلَهُ فَأَرِنَا آخِرَهُ

ترجمہ : ”اے اللہ جس طرح آپؐ نے ہمیں اس پھل

کا شروع دکھایا پس اس کا آخر بھی دکھا۔“

پھر بچوں کو دیدیتے تھے جو بچے بھی اس وقت آپؐ کے پاس ہوتے

تھے۔ (ابن اسحاق)

○ جب آپؐ لشکر کو رخصت فرماتے تو یہ دعا دیتے :

اَسْتَوْعِدُّ اللّٰهُ دِيْنََكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِمَ اَعْمَالِكُمْ (ابوداؤد)

ترجمہ : ”میں اللہ کے سپرد کرتا ہوں تمہارے دین کو
اور تمہاری قابل حفاظت چیزوں کو اور تمہارے اعمال
کے انجاموں کو۔“

○ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نیا لباس زیب تن فرماتے تو
اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے یعنی پڑھتے :

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانَا هَذَا

ترجمہ : ”تمام تعریفیں اللہ پاک کے لئے ہیں جس
نے ہمیں یہ (لباس) پہنایا۔“

یا اور کوئی کلمہ شکر کا کہتے اور شکرانہ کی نماز دو رکعت نفل پڑھتے اور پرانا کپڑا کسی
محتاج کو دے دیتے۔ (ابن عساکر)

○ جب کسی کے یہاں کھانا تناول فرماتے تو میزبان کے لئے حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرماتے :

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مَا رَزَقْتَهُمْ

وَاعْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ ط (صحیح مسلم - معارف الحدیث)

○ جب آپ کسی مجلس میں بیٹھتے اور بات چیت فرماتے تو جس وقت
وہاں سے اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو دس سے لے کر پندرہ مرتبہ تک استغفار
فرماتے۔ (ابن اسحاق)

ایک روایت میں یہ استغفار آیا ہے :

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ

ترجمہ : ”میں بخشش چاہتا ہوں اللہ پاک سے کہ اس

کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے، عالم کو قائم رکھنے

والا ہے اور میں اس کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔“

جب آپ کو کوئی دشواری پیش آتی تھی تو آپ نماز نفل پڑھتے تھے۔

اس عمل سے ظاہری و باطنی دنیوی و اخروی نفع ہوتا ہے اور پریشانی دور ہو جاتی

ہے۔ (ابوداؤد)

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کی عیادت فرماتے تو اس

سے آپ یہ فرماتے :

لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى

ترجمہ : ”کچھ ڈرنہیں کفارہ گناہ ہے انشاء اللہ

(ترمذی۔ معارف الحدیث)

تعالیٰ۔“

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کردہ بعض دعائیں

دعائے سحر گاہی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر رات کو جب رات کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں جو مجھ کو پکارے گا اس کی سنوں گا، جو مجھ سے مانگے گا عطا کروں گا جو مجھ سے مغفرت و عفو طلب کرے گا اس کو بخش دوں گا۔ (الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دین آسان ہے اور ہرگز کوئی شخص سختی (اور مبالغہ) کے ساتھ دین پر غالب ہونے کا ارادہ نہ کرے گا، مگر دین ہی اس کو ہر ادے گا۔ پس سیدھے چلو۔ قریب رہو اور خوشخبری حاصل کرو اور صبح و شام کے وقت اور کسی قدر رات کے آخری حصہ سے (کام میں) سہارا لو۔ (ذکر اللہ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا جس میں اس سے بہت سے قابل مواخذہ فضول و رلا یعنی باتیں سرزد ہوئیں مگر اس نے اس مجلس سے اٹھتے وقت کہا:

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ ط

ترجمہ: ”اے اللہ! میں تیری حمد کے ساتھ تیری پاکی

بیان کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ صرف تو ہی مجبور
برحق ہے۔ تیرے سوا کوئی مجبور نہیں۔ میں اپنے گناہوں
کی تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیرے حضور میں توبہ کرتا
ہوں۔“

تو اللہ تعالیٰ اس کی ان سب لغزشوں کو معاف کر دے گا جو مجلس میں اس سے سرزد
ہوئیں۔ (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا: جو شخص سونے کے لئے بستر پر لیٹے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور
میں اس طرح توبہ و استغفار کرے اور تین دفعہ عرض کرے:

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي تَلَا إِلَهُ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ

”میں مغفرت اور بخشش چاہتا ہوں اس اللہ تعالیٰ سے
جس کے سوا کوئی مجبور نہیں۔ اور وہ ہی وقیوم ہے، ہمیشہ
رہنے والا اور سب کا کارساز ہے اور اس کے حضور
میں توبہ کرتا ہوں۔“

تو اس کے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے، اگرچہ وہ درختوں کے
پتوں اور مشہور ریگستان عالج کے ذروں اور دنیا کے دنوں کی طرح بے شمار ہوں۔
(معارف الحدیث۔ جامع ترمذی)

بے خوابی کے لئے دعا

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی کہ مجھے رات کو نیند نہیں آتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم بستر پر لیٹو تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر لیا کرو :

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَخْلَقْتَ وَرَبَّ الْاَرْضَيْنِ
وَمَا اَقْلَقْتَ وَرَبَّ الشَّيَاطِينِ وَمَا اَضَلَّتْ كُنُوزِي
جَارًا مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيعًا اَنْ يَفْزُطَ
عَلَيَّ اَحَدٌ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ شَأْنُكَ وَلَا اِلٰهَ
غَيْرُكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

ترجمہ : ”اے اللہ پروردگار ساتوں آسمانوں کے اور
اس چیز کے جس پر ان کا سایہ ہے اور پروردگار زمینوں کے
اور اس چیز کے جسکو کہ زمین اٹھائے ہوئے ہے اور
پروردگار شیطانوں کے اور اس چیز کے جسکو انہوں نے
گمراہ کیا میرا نگہبان رہنا اپنی تمام تر مخلوق کی برائی سے
(اور) اس سے کہ ظلم کرے ان میں سے کوئی مجھ پر یا کہ
نیا دتی کرے مجھ پر محفوظ ہے پناہ دیا ہوا تیرا اور اچکی تعریف
بڑی ہے اور اچکے سوا کوئی معبود نہیں، اچکے سوا کوئی معبود
نہیں ہے۔“ (ترمذی۔ معارف الحدیث)

فکر اور پریشانی کے وقت کی دعا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا : جس آدمی کو پریشانی اور فکر زیادہ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اللہ
تعالیٰ کے حضور میں اس طرح عرض کرے :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ وَفِي
قَبْضَتِكَ مَا صَبَيْتَ بِيَدِكَ مَا ضِیْ فِيْ حُكْمِكَ عَدْلٌ
فِيْ قَضَائِكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ سَمِیْتَ بِہٖ

نَفْسِكَ أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ أَوْ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي
مَكْنُونِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ الْعَظِيمَ
رَبِيعَ قُلُوبٍ وَجَلَاءَ هَمِيٍّ وَعَمِيٍّ

ترجمہ : ”اے اللہ! بندہ ہوں تیرا، اور بیٹا ہوں تیرے
ایک بندے کا اور ایک تیری بندی کا اور بالکل تیرے
قبضہ میں ہوں اور ہمہ تن تیرے دستِ قدرت میں ہوں
مانند ہے میرے بارے میں تیرا حکم اور عینِ عدل ہے
میرے بارے میں تیرا ہر فیصلہ، میں تجھ سے تیرے ہر
اسم پاک کے واسطے جس سے تو نے اپنی مقدس
ذات کو موسوم کیا ہے یا اپنی کسی کتاب میں اس کو نازل
فرمایا ہے یا اپنے خاص مخفی خزانہ غیب ہی میں اس کو محفوظ
رکھا ہے، استمداد کرتا ہے کہ قرآن عظیم کو میرے دل کی
بہار بنادے اور میرے فکروں اور غموں کو اس کی برکت
سے دور فرمادے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ بھی ان کلمات
کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی فکروں اور پریشانیوں کو دور
فرما کر ضرور بالضرور اس کو کشاہتی عطا فرمادے گا۔ (رزین۔ معارف الحدیث)

رنج و غم اور ادائے قرض کے لئے

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن کا ذکر ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے وہاں ایک انصاری ابو امامہؓ بیٹھے

تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوامامہؓ تو بے وقت مسجد میں کیوں بیٹھا ہے؟ عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرح طرح کے رنج و غم ہیں اور لوگوں کے قرض میرے پیچھے چمٹے ہوئے ہیں۔ فرمایا میں تجھے ایسے چند کلمے بتائے دیتا ہوں کہ ان کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تیرا رنج و غم دور کر دے گا اور قرض ادا کر دے گا تو صبح و شام یوں کہا کر:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَأَعُوذُ بِكَ
مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ
وَالْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلِيَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ

ترجمہ : ”یا اللہ میں پناہ پکڑتا ہوں تیری، فکر سے اور غم سے، اور پناہ پکڑتا ہوں تیری، کم ہمتی اور سستی سے، اور پناہ پکڑتا ہوں تیری، بزدلی اور نکل سے اور پناہ پکڑتا ہوں تیری، قرض کے گھیر لینے سے اور لوگوں کے دبانے سے۔“

حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ میں چند ہی روز ان کلمات کو پڑھنے پایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا رنج و غم دور فرما دیا اور قرض بھی ادا کر دیا۔ (حسن صہب)

حضرت ابوالدرداءؓ کو کسی نے آ کر خبر دی کہ آپ کا مکان جل گیا ہے۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے (بڑی بے فکری سے) فرمایا کہ ہر گز نہیں جلا، اللہ تعالیٰ ہر گز ایسا نہیں کریں گے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص یہ کلمات شروع دن میں پڑھ لے تو شام تک اس کو کوئی مصیبت نہ پہنچے گی، اور جو شام کو پڑھ لے تو صبح تک اس پر کوئی مصیبت نہ آئے گی اور بعض

روایات میں ہے کہ اس کے نفس میں اور اہل و عیال میں اور مال میں کوئی آفت نہ آئے گی اور میں یہ کلمات صبح کو پڑھ چکا ہوں تو پھر میرا مکان کیسے جل سکتا ہے؟ پھر لوگوں سے کہا چل کر دیکھو، سب کے ساتھ چل کر مکان پر پہنچے تو دیکھتے ہیں کہ محلے میں آگ لگی اور ابوالدرداءؓ کے مکان کے چاروں طرف مکانات جل گئے اور ان کا مکان بچ میں محفوظ رہا۔ وہ کلمات یہ ہیں :

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ
وَ اَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ
يَسْأَلْهُ يَكُنْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ
اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاَمَّا اللّٰهُ
قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا

ترجمہ : ”اے اللہ آپ میرے رب ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے آپ پر بھروسہ کیا اور آپ رب ہیں عرشِ عظیم کے جو اللہ پاک نے چاہا (وہ) ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا۔ گناہوں سے پھرنے اور عبادت کرنے کی طاقت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو بلند (اور) عظیم ہے۔ میں جانتا ہوں بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے گھیر لیا ہے ہر چیز کو اپنے علم کے ذریعہ۔“

مصیبت اور غم کے موقع پر

مسند احمد میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ کوئی شخص اگر

بتلائے مصیبت ہو جائے تو یوں دعا کرے :

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ فِيْ
مُصِيبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا (زاد المعاد)

ترجمہ : ”بی شک ہم اللہ ہی کے لئے ہے اور ہم اللہ ہی
کی طرف لوٹنے والے ہیں اے اللہ میری مصیبت میں
مجھے اجر دے اور اس کے عوض مجھے اس سے اچھا بدلہ
عنایت فرما۔“

صحیحین میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے چینی کے موقع پر یہ دعا پڑھا کرتے تھے :

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ
الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ
السَّعْيِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ (زاد المعاد)

ترجمہ : ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (جو) عظیم (اور)
بردار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (جو) رب ہے
عرش عظیم کا، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (جو) رب ہے
ساتوں آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا اور رب ہے
بزرگی والے عرش کا۔“

جب کوئی شخص کسی کام کے کرنے سے عاجز ہو جائے یا زیادہ قوت و
طاقت چاہے تو اس کو چاہئے کہ سوتے وقت :

سُبْحَانَ اللَّهِ ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلَّهِ ۳۳ بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۳ بار پڑھا کرے۔
(بخاری و مسلم - ترمذی - ابوداؤد - حسن حصین)

کسی کو مصیبت میں دیکھنے کے وقت کی دعاء

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطابؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس آدمی کی نظر کسی مبتلائے مصیبت اور دکھی پر پڑے اور وہ کہے :

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَاقَبَنِي مَعَايِتِكَ بِهِ
وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِّنْ خَلْقٍ تَفْضِيلًا

”حمد اس کے لئے ہے جس نے مجھے عاقبت دی اور محفوظ رکھا اس بلا اور مصیبت سے جس میں تجھ کو مبتلا کیا گیا اور اپنی بہت سی مخلوق پر اس نے مجھے فضیلت بخشی۔“

تو وہ اس بلا اور مصیبت سے محفوظ رہے گا، خواہ وہ کوئی بھی مصیبت ہو۔ (جامع ترمذی۔ مدار اللہ علیہ)

نیز حضرت اسماءؓ (بنت عمیس) سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ بتاؤں جنہیں تکلیف اور کرب کے وقت یا کرب کی حالت میں کہہ لیا کرو۔ وہ یہ ہیں :

اللَّهُ رَءِيفٌ لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا

”یعنی اللہ میرا پروردگار ہے میں اس کا کسی کو شریک نہیں بناتا۔“

ایک روایت میں ہے کہ اسے سات بار کہا جائے گا۔ (زاد المعاد)

سخت خطرے کے وقت کی دعا

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے غزوہ خندق کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا اس مازک وقت کے لئے کوئی خاص دعا ہے جو ہم اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کریں۔ حالت یہ ہے کہ ہمارے دل مارے دہشت کے اچھل اچھل کر گلوں میں آ رہے ہیں۔

تو آپ نے فرمایا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرو :

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَامِنْ رَّوْعَاتِنَا

”اے اللہ ہماری پردہ داری فرما اور ہماری گھبراہٹ کو

بے خوفی اور اطمینان سے بدل دے۔“

ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ نے آندھی بھیج کر دشمنوں کے منہ پھیر دیے اور اس آندھی ہی سے اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی۔

(معارف اللہ ہے۔ مسند احمد)

خواب میں ڈرنا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

جب تم میں سے کوئی (ڈراؤ یا خواب دیکھ کر) سوتے میں ڈر جائے تو

اس طرح دعا کرے :

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعَذَابِهِ
وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرْنَ

ترجمہ : ”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کلمات
تامات کے ذریعہ خود اس کے غضب اور عذاب سے
اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانی وساوس و
اثرات سے اور اس بات سے کہ شیاطین میرے پاس
آئیں اور مجھے ستائیں۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر شیاطین اس بندے
کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ (سحارف الحدیث)

جامع دعاء

حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
بہت سی دعائیں فرمائیں جو ہمیں یاد نہ رہیں تو ہم نے آپؐ سے عرض کیا: یا رسول
اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپؐ نے بہت سی دعائیں تعلیم فرمائی تھیں انکو ہم یاد
نہ رکھ سکے اور (چاہتے یہ ہیں اللہ تعالیٰ سے وہ سب دعائیں مانگیں تو کیا کریں؟)
آپؐ نے فرمایا میں تمہیں ایسی دعائیں دیتا ہوں جس میں وہ ساری
دعائیں آجائیں گی۔ اللہ کے حضور میں یوں عرض کرو کہ :

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا اسْتَغَاذَ مِنْهُ
نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبْتَغِي الْمُسْتَعَانَ
وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

ترجمہ : ”اے اللہ ہم تجھ سے وہ سب مانگتے ہیں جو
تیرے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تجھ سے مانگا

اور ہم ان سب چیزوں سے پناہ چاہتے ہیں جن سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیری پناہ چاہی بس تو ہی ہے جس سے مدد چاہی جائے اور تیرے ہی کرم پر موقوف ہے۔ مقاصد اور مراہوں تک پہنچنا اور کسی مقصد کے لئے سعی و حرکت اور اس کو حاصل کرنے کی قوت و طاقت بس اللہ ہی سے مل سکتی ہے۔“

(جامع ترمذی۔ ستارۃ المحدثین)

قنوت نازلہ

کسی عام مصیبت مثلاً قحط، وباء، دشمنوں کے حملے وغیرہ کے وقت یہ قنوت نازلہ فجر کی نماز میں آخری رکعت میں رکوع کے بعد پڑھے۔ اگر امام پڑھے تو مقتدی ہر فقرے پر آمین کہیں :

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْ مَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيمَنْ عَافَيْتَ
وَتَوَلَّيْنِيْ فِيْ مَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِّيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِيْ
سَرِّمَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَاِنَّهُ
لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعْزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا
وَتَعَالَيْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤَيِّبُ اِلَيْكَ وَصَلَّى اللّٰهُ
عَلَى النَّبِيِّ (حصن حصين)

ترجمہ : اے اللہ مجھ کو راہ دکھا ان لوگوں میں جن کو تو نے راہ دکھائی اور مجھ کو عافیت دے ان لوگوں میں جن کو تو نے عافیت بخشی اور میری کارسازی کر ان لوگوں میں جن کے آپ کا ساز ہیں اور برکت دے اس چیز میں جو

آپ نے مجھ کو عطا فرمائی اور بچا مجھ کو اس چیز کے شر سے جس کو آپ نے مقدر فرمایا ہے کیونکہ فیصلہ کرنے والے آپ ہی ہیں اور بیشک آپ کا دوست ذیل نہیں ہو سکتا اور آپ کا دشمن عزت نہیں پا سکتا۔ آپ برکت والے ہیں اور بلند و بالا ہیں ہم آپ سے مغفرت چاہتے ہیں اور آپ کے سامنے توبہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کا ملنا زل فرمائے۔“

بازار کی ظلماتی فضاؤں میں

اللہ تعالیٰ کے ذکر کا غیر معمولی ثواب

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ بازار گیا اور اس نے (بازار کی غفلت اور شور و شر سے بھرپور فضا میں دل کے اخلاص سے) کہا :

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ
بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ : ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بارشابی ہے اور اس کے لئے تمام تعریف ہے وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہے گا اسے کبھی بھی موت نہیں بہتری اسی

کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے ہزار ہائیکیاں لکھی جائیں گی اور ہزار ہا گناہ محو کر دیئے جائیں گے اور ہزار ہا درجے اس کے بلند کر دیئے جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے ایک شاندار محل تیار ہوگا۔

(سعارف الحمد ہے۔ جامع ترمذی۔ سنن ابن ماجہ)

آیات شفاء

امام طریقت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ ان کا ایک بچہ بیمار ہو گیا۔ اس کی بیماری اتنی سخت ہو گئی کہ وہ قریب المرگ ہو گیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بچہ کا حال عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم آیات شفاء سے کیوں دور رہتے ہو کیوں ان سے تمسک نہیں کرتے اور شفا نہیں مانگتے۔

میں بیدار ہو گیا اور اس پر غور کرنے لگا تو میں نے ان آیات شفاء کو کتاب الہی میں چھ جگہ پایا۔ وہ یہ ہیں :

۱۔ ”اور اللہ تعالیٰ شفا دیتا ہے مومنین

۱۔ وَيَشْفِي صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ کے سینوں کو۔“ (اثر ۱۳/۱۱)

۲۔ ”سینوں میں جو تکلیف ہے ان

۲۔ وَشِفَاءٌ لِّحَافِي الصُّدُورِ سے شفا ہے۔“ (یونس ۵۷/۱۰)

۳۔ ”ان کے پیٹ سے نکلتی ہے پینے

۳۔ يَخْرُجُ مِنْ بَطْنِهَا شَرَابٌ مُتَخَلِّفٌ
الْوَأْدُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ ۝

لوگوں کے لئے ان میں شفا ہے۔“

(نحل ۶۹/۱۶)

۴۔ ”اور قرآن میں ہم ایسی چیز مازل

۴۔ وَ نَزَّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ
شِفَاءٌ وَ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝

رحمت ہے۔“ (الاسراء ۸۵/۱۷)

۵۔ ”اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو

۵۔ وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِي
اللہ تعالیٰ شفا دیتا ہے۔“

(اشعراء ۸۰/۲۶)

قُلْ هُوَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هٰذِيْ ۲۔ فرما دیجئے آپ کہ مومنین کیلئے یہ

۲۔ وَ شِفَاۗءٌ ۝
ہدایت اور شفا ہے۔ (حم السجدہ ۲۳/۴)

میں نے ان آیات کو لکھا اور پانی میں گھول کر بچے کو پلا دیا اور وہ بچہ

اسی وقت شفا پا گیا گویا کہ اس کے پاؤں سے گرہ کھول دی گئی ہو۔ (مدارج النبوة)

صلوٰۃ و سلام

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے، اے لوگو جو ایمان لائے ہو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھو۔ چنانچہ ارشاد فرمایا :

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيِّهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر میری

قبر کے پاس درود شریف پڑھتا ہے اس کو میں خود سنتا ہوں اور جو مجھ سے فاصلے پر

درود پڑھتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے، یعنی بذریعہ ملائکہ۔

(نیکوئی۔ شعب الایمان۔ سنن نسائی۔ مسند دارمی۔ سنن ابی داؤد۔ زاد السعید)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر درود

بھیجے کسی کتاب میں تو ہمیشہ فرشتے اس پر درود بھیجتے رہیں گے۔ جب تک میرا نام

اس کتاب میں رہے گا۔ (طبرانی۔ زاد السعید)

جمعہ کے خطبہ میں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک

آئے یا خطیب یہ آیت پڑھے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

”تو اپنے دل میں زبان کو حرکت دے بغیر صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کہہ لے۔“ (در مختار)

در مختار میں ہے کہ درود شریف پڑھتے وقت اعضاء کو حرکت دینا اور

آواز بلند کرنا جہل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ جو رسم ہے کہ نمازوں کے

بعد حلقہ باندھ کر بہت چلا چلا کر درود شریف پڑھتے ہیں یہ مناسب نہیں ہے۔

جب اسم مبارک لکھے صلوٰۃ و سلام بھی لکھے یعنی ”صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم“ پورا لکھے اس میں کوئی عیب نہ کرے۔ صرف ”“ یا ”صلعم“ پر اکتفا نہ کرے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی سے پہلے سیدنا بڑھا دینا

مستحب اور افضل ہے۔ (در مختار)

اگر ایک مجلس میں کئی بار آپ کا نام مبارک ذکر کیا جائے۔ امام طحاوی

کا مذہب یہ ہے کہ ہر بار میں ذکر کر نیوالے اور سننے والے پر درود پڑھنا واجب

ہے مگر فتویٰ اسی پر ہے کہ ایک بار درود پڑھنا واجب ہے اور پھر مستحب ہے۔

نماز میں بجز تشہد اخیر کے دوسرے ارکان میں درود پڑھنا مکروہ ہے۔

(در مختار)

بے وضو درود شریف پڑھنا جائز اور با وضو پڑھنا نور علی نور ہے۔

(زاد السعید)

حدیث شریف ہے کہ جمعہ کے دن تم مجھ پر کثرت سے درود پڑھا

کرو۔ اس درود میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

(ابن ماجہ۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ زاد السعید)

ابو حفص ابن شاپن نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ہزار بار درود پڑھے تو

جب تک وہ اپنی جگہ حیات میں نہ دیکھ لے نہ مرے گا۔

درود شریف دعا کی قبولیت کی شرط

حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا دعا

آسمان اور زمین کے درمیان ہی رکی رہتی ہے اوپر نہیں جاسکتی جب تک کہ نبی

پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود نہ بھیجا جائے۔ (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

یہی حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی مروی ہے۔ (بخاری۔ اسطبرانی)

احادیث میں درود و سلام

کی ترغیبات اور فضائل و برکات

ابو بردہ بن دنیاڑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرا جو امتی خلوص دل سے مجھ پر صلوٰۃ بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس صلوٰتیں بھیجتا ہے اور اس کے صلہ میں اس کے دس درجے بلند کرتا ہے اور اس کے حساب میں دس نیکیاں لکھاتا ہے اور اس کے دس گناہ بخونہ مارتا ہے۔

(سنن نسائی - معارف الحدیث)

حضرت کعب بن عجرہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم لوگوں سے فرمایا: میرے پاس آ جاؤ، ہم لوگ حاضر ہو گئے (آپ کو جو کچھ ارشاد فرمانا تھا فرمایا، جب آپ منبر پر جانے لگے) جب منبر کے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو آپؐ نے فرمایا آمین۔ پھر جب دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو آپؐ نے پھر فرمایا آمین۔ اسی طرح جب تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ پھر جو کچھ فرمانا تھا جب اس سے فارغ ہو کر آپ منبر سے نیچے اتر آئے تو ہم لوگوں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آج ہم نے آپؐ سے ایک ایسی چیز سنی جو ہم پہلے نہیں سنتے تھے (یعنی منبر کے ہر درجہ پر قدم رکھتے وقت آج آپ آمین کہتے تھے یہ نئی بات تھی) آپؐ نے بتایا کہ جب میں منبر پر چڑھنے لگا تو جبریل امین آ گئے انہوں نے کہا کہ:

۱۔ تباہ و برباد ہو وہ محروم جو رمضان المبارک پائے اور اس میں بھی اس کی

مغفرت کا فیصلہ نہ ہو۔ تو میں نے کہا آمین۔ پھر جب میں نے منبر کے دوسرے درجے پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا :

۲۔ تباہ و برباد ہو وہ بے توفیق اور بے نصیب جس کے سامنے آپ کا ذکر آئے اور وہ اس وقت بھی آپ پر درود نہ بھیجے۔ تو میں نے اس پر بھی کہا آمین پھر جب میں نے منبر کے تیسرے درجے پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا :

۳۔ تباہ و برباد ہو وہ بد بخت آدمی جس کے ماں باپ یا ان دو میں سے ایک اس کے سامنے بوڑھے ہو جائیں اور وہ (ان کی خدمت کر کے اور ان کو راضی اور خوش کر کے) جنت کا مستحق نہ ہو جائے۔ اس پر بھی میں نے کہا آمین۔

(جامع ترمذی۔ مستدرک حاکم۔ ستارف الحدیث)

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر درود بھیجتے ہوں گے۔ (بیہقی۔ ترمذی)

حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا گناہوں کے دھونے اور اس سے پاک کرنے میں آگ کو سرد پانی سے بجھانے سے زیادہ موثر و کارآمد ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پیش کرنا غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے غرضیکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا منبع انوار و برکات اور مفتاح تمام ابواب خیرات و سعادت ہے اور اعلیٰ سلوک اس باب میں بہت زیادہ شغف رکھنے کی بناء پر فتح عظیم کے مستوجب اور مواہب ربانیہ کے مستحق ہوئے ہیں۔

بعض مشائخ کرامؒ فرماتے ہیں کہ ایسا شیخ کامل اور مرشد کامل موجود

نہ ہو جو اس کی تربیت کر سکے تو اسے چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کو لازم کر لے یہ ایسا طریقہ ہے جس سے طالب واصل بحق ہو جاتا ہے اور یہی درود و سلام اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف توجہ کرنا، احسن طریقہ سے آداب نبویؐ اور اخلاق جمیلہ محمدیہؐ سے اس کی تربیت کر دیں گے اور کمالات کے بلند تر مقامات اور قرب الہی کے منازل پر اسے فائز کریں گے اور سید الکائنات افضل الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب سے سرفراز فرمائیں گے۔ (مدارج النبوة)

بعض مشائخ وصییت کرتے ہیں کہ سورۃ اخلاص قل ہو اللہ احد پڑھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجے اور فرماتے ہیں کہ قل ہو اللہ احد کی قراءت خدا نے واحد کی معرفت کراتی ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کی کثرت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و معیت سے سرفراز کرتی ہے اور جو کوئی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بکثرت درود بھیجے گا یقیناً اسے خواب و بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی۔ (منقول از شیخ احمد بن ہونی المشروع عن شیخ امام علی متقی، دعوات کبیر، جامع ترمذی، مدارج النبوة)

حضرت طلحہؓ سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن اس حال میں تشریف لائے کہ آپؐ کی آنکھوں سے خوشی و مسرت نمایاں تھی اور آپؐ کا چہرہ منور پر مسرت تھا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج آپؐ کے رخ انور میں خوشی و مسرت کی لہر تاباں ہے کیا سبب ہے۔ فرمایا جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپؐ کو یہ امر سرور نہیں کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے جو بندہ بھی آپؐ

کی امت کا آپ پر ایک مرتبہ بھی درود بھیجتا ہے میں اس پر دس مرتبہ صلوٰۃ و سلام بھیجتا ہوں۔
(سنن نسائی۔ مسند دارمی)

ترمذی شریف میں حضرت ابی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا : یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں چاہتا ہوں کہ آپ پر درود بھیجوں فرمایا جتنا چاہو۔ میں نے عرض کیا وظائف کا چوتھائی فرمایا جتنا چاہو اور اگر زیادہ بھیجو تو تمہارے لئے اور بہتر ہے۔ عرض کیا نصف! فرمایا جتنا چاہو اگر زیادہ کرو تو تمہارے لئے اور زیادہ بہتر ہے۔ عرض کیا دو تہائی، فرمایا جتنا چاہو اور اگر زیادہ کرو تو تمہارے لئے اور زیادہ بہتر ہے۔ عرض کیا پھر تو میں اپنی تمام دعا کے بدلے میں آپ پر درود ہی بھیجوں گا۔ فرمایا :

”تب تو تم نے اپنی ہمت پوری کر لی اور گناہوں کو معاف کرا لیا۔“
(جامع ترمذی۔ مدارج النبوة)

درود شریف کے برکات

سب سے زیادہ لذیذ تر اور شیریں تر خاصیت درود شریف کی یہ ہے کہ اس کی بدولت عشاق کو خواب میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت زیارت میسر ہوتی ہے۔ بعض درودوں کو بالخصوص بزرگوں نے آزمایا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے کتاب ”ترغیب السادات“ میں لکھا ہے کہ شب جمعہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ بار قل ہو اللہ اور بعد سلام سو بار یہ درود شریف پڑھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تین جمعے نہ گزرنے پائیں گے کہ زیارت نصیب ہوگی۔ وہ درود شریف یہ ہے :

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَالْأَهْلِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ (زاد المعاد)

دیگر : نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد پچیس بار قل ہو اللہ اور سلام کے بعد یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے اسے دولت زیارت نصیب ہوگی۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَافِي (زاد المعاد)

نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ سوتے وقت ستر بار اس درود شریف کو پڑھنے سے دولت زیارت نصیب ہوگی :

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَرِّ أَنْفَارِكَ وَمَعْدِنِ
أَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَعُرْوَةِ مَمْلَكَتِكَ وَأَمَامِ
حَضْرَتِكَ وَطَرِائِقِ مُلْكِكَ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِكَ وَطَرِيقِ
شَرِيحَتِكَ الْمُتَلَذَّذِ سَوْجِدِكَ إِنْسَانِ عَيْنِ الْوُجُودِ
وَالسَّبَبِ فِي كُلِّ مَوْجُودٍ عَيْنِ أَعْيَانِ خَلْقِكَ
الْمُقَدِّمِ مِنْ نُورِ ضِيَائِكَ صَلَوةً تَدُومُ
بَدَاؤِكَ وَتَبْقَى بَقَائِكَ لَا مَنْتَهَى لَهَا
دُونَ عِلْمِكَ صَلَوةً تُرْضِيكَ وَتَرْضِيهِ وَتَرْضَى
بِهَا عَنَّا يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ

ترجمہ : ”اے اللہ رحمت کا ملہ نازل فرما ہمارے سردار
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو دنیا ہیں
تیرے نور کے اور کان ہیں تیرے بھیدوں کے اور زبان
تیری وحدانیت کی حجت کے، اور دولہا تیرے ملک کے
اور پیشوا تیری درگاہ کے اور نقش و آرائش تیرے ملک کے
اور خزانے تیری رحمت کے اور رامت تیرے دین کے،

لذت پانے والے تیری توحید کے ساتھ آنکھ موجودات کی اور واسطہ پیدا ہونے پر موجود کے آنکھ تیرے بندگان مخلوقات کی سب سے پہلے پیکل ظاہر ہوئے نور سے تیری تجلی ذات کی، ایسا درود کہ ہمیشہ رہے ساتھ ہمیشہ رہنے آپ کے اور باقی آپ کی بقا کے ساتھ اس کی انتہا نہ ہو سوائے آپ کے علم کے (اور) ایسا درود جو خوش کرے آپ کو اور خوش کرے ان کو اور راضی ہو جائے تو اس درود سے ہم لوگوں سے اسے پروردگار تمام عالم کے۔“

دیگر : شیخ نے لکھا ہے کہ سوتے وقت یہ درود شریف بھی چند بار

پڑھنا زیارت کے لئے موثر ہے :

اللَّهُمَّ رَبَّ الْجَلِّ وَالْحَرَمِ وَرَبَّ الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَ
رَبَّ التُّرْكُنِ وَالْمَقَامِ اَبْلُغْ لِرُوحِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ قَبْلًا السَّلَامَ (زاد السعید)

ترجمہ : ”اے اللہ (مقام) حل و حرم کے رب اور بیت الاحرام کے رب اور رکن و مقام کے رب ہمارے سردار اور ہمارے آقا جناب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی روح (مبارک) کو سلام پہنچا دیجئے ہماری جانب سے۔“

مناجح الحسنات میں ابن فاکہانی کی کتاب فجر منیر سے نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ شیخ صالح موکی ضریر (ماہینا) تھے، انہوں نے اپنا گزرا ہوا قصہ مجھ

سے نقل کیا کہ ایک جہاز ڈوبنے لگا اور میں اس میں موجود تھا، اس وقت مجھ کو غمزدگی ہی ہوئی۔ اس حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو یہ درود تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جہاز والے اس کو ہزار بار پڑھیں۔ ہنوز تین سو بار پر نہ پہنچی تھی کہ جہاز نے نجات پائی وہ درود یہ ہے :

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَوةً تُنَجِّنَا بِهَا مِنْ
جَمِيعِ الْأَهْوَالِ وَالْأَفَاتِ وَتَقْضِي لَنَا بِهَا جَمِيعَ الْحَاجَاتِ
وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ السَّيِّئَاتِ وَتُرْفَعُنَا بِهَا
عِنْدَكَ أَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا أَقْصَى الْغَايَاتِ
مِنْ جَمِيعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ إِنَّكَ
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ: ”اے اللہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود بھیج۔ ایسا درود کہ اس کے ذریعہ تو ہمیں تمام خوفوں اور تمام آفتوں سے نجات دے اور اس کے ذریعہ ہماری تمام حاجات پوری کرے اور اس کے ذریعہ تو ہمیں تمام برائیوں سے پاک کرے اور اس کے ذریعہ تو ہمیں اپنے نزدیک بلند درجوں پر بلند کرے اور اس کے ذریعہ تو ہمیں تمام نیکیوں کا مستحق بنائے مقصود ہم پہنچائے۔ زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔“

اس درود شریف کے برکات بے شمار ہیں اور ہر طرح کی وباؤں اور بیماریوں سے حفاظت ہوتی ہے اور قلب کو عجیب و غریب اطمینان حاصل ہوتا

ہے۔ بزرگوں کے تجربات میں ہے۔ (زاد السعید)

بزار و طبرانی نے صغیر اور اوسط میں روایات سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو اس کو پڑھے اس کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری شفاعت واجب اور ضروری ہے :

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
وَأَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ

ترجمہ : ”اے اللہ سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نازل فرما اور آپ

کو ایسے ٹھکانے پر پہنچا جو تیرے نزدیک مقرب ہو۔“

حضرت ابو ہریرہؓ سے ابو داؤد نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ ہمارے گھرانے والوں

پر درود پڑھتے وقت ثواب کا پورا پیمانہ ملے تو یہ درود پڑھے :

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَأَهْلِ وَاجِهٍ أُمَّهَاتِ
الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّاتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

ترجمہ : ”اے اللہ درود نازل فرما نبی اکرم سیدنا محمد صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات پر جو تمام

مسلمانوں کی مائیں ہیں اور آپ کی اولاد اور آپ کے

گھر والوں پر جیسا تو نے سیدنا ابراہیم پر درود نازل فرمایا

بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔

بخاری نے القول البدیع میں بروایت ابن ابی عاصم مرفوعاً نقل کیا ہے کہ جو کوئی سات جمعے تک ہر جمعہ کو سات با راس درود شریف کو پڑھے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔ (حاشیہ دلائل۔ زاد المعاد)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
صَلْوَةً تَكُونُ لَكَ رِضًى وَلَهُ جَزَاءٌ وَلِحَقِّهِ أَدَاءٌ وَأَعْطِهِ
الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُودَ الَّذِي وَعَدْتَهُ
وَاجِزَةً عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهُ وَاجِزَةً أَفْضَلَ مَا جَازَيْتَ
نَبِيَّكَ عَنْ قَوْمِهِ وَرَسُولِهِ عَنْ أُمَّتِهِ وَصَلِّ عَلَى جَمِيعِ
إِخْوَانِهِ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّالِحِينَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

ترجمہ : اے اللہ اپنے (مہرگزیدہ) بندے اور اپنے
رسول نبی امی سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اور
سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پر ایسا درود نازل
فرما جو تیری رضا کا ذریعہ ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے لئے پورا بدلہ ہو اور آپ کے حق میں ادائیگی ہو اور
آپ کو وسیلہ اور فضیلہ اور مقام محمود جس کا تو نے وعدہ فرمایا
ہے، عطا فرما۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہماری
طرف سے ایسی جزا عطا فرما جو آپ کی شان عالی کے لائق
ہو اور آپ کو ان سب سے افضل بدلہ عطا فرما جو تو نے کسی
نبی کو اس کی قوم کی طرف سے اور کسی رسول کو اس کی
امت کی طرف سے عطا فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے تمام برادران انبیاء و صالحین پر اے ارحم الراحمین

درود نازل فرما۔ (از کتاب زاد السعید)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل امینؑ نے میرے ہاتھ کی انگلیوں پر گن کر درود شریف کے یہ کلمات تعلیم فرمائے اور بتایا کہ رب العزت جل جلالہ کی طرف سے یہ اسی طرح اترے ہیں وہ کلمات یہ ہیں :

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ
إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝ اللَّهُمَّ تَرَحَّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝ اللَّهُمَّ تَحَنَّنْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ
مَجِيدٌ ۝ اللَّهُمَّ سَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
سَلَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝

ترجمہ: اے اللہ سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اور آل سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور حضرت ابراہیم کی اولاد پر درود نازل فرمایا، بیشک تو ستورہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پر رحمت بھیجی۔ بیشک تو ستورہ صفات بزرگ ہے۔ اے

اللہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کی اولاد پر محبت آمیز شفقت فرما جس طرح تو
 نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کی اولاد پر محبت
 آمیز شفقت فرمائی۔ بیشک تو ستودہ صفات بزرگ
 ہے۔ اے اللہ سلام بھیج سیدنا (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
 اور سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اولاد پر جس
 طرح تو نے سیدنا ابراہیم اور ان کی اولاد پر سلام بھیجا۔
 بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔“

(مسند فردس۔ شعب الایمان للنہتمی۔ معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مجھ پر درود بھیجو تو اس طرح کہا کرو :

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
 كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى
 مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى
 إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ط
 (مسند احمد صحیح ابن حبان معارف الحدیث)

حضرت ابو حمید ساعدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم سے عرض کیا گیا کہ حضرت! ہم آپؐ پر صلوٰۃ (درود) کس طرح پڑھا کریں؟
 آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کیا کرو :

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
 عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ
 كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ط

ترجمہ : ”اے اللہ اپنی خاص نوازش اور عنایت و رحمت فرما۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اور آپ کی (پاک) بیبیوں اور آپ کی نسل پر جیسے کہ آپ نے نوازش اور عنایت و رحمت فرمائی آل ابراہیم پر، اور خاص برکت مازل فرما حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اور آپ کی (پاک) بیبیوں اور آپ کی نسل پر جیسے کہ آپ نے برکتیں مازل فرمائیں آل ابراہیم پر۔ اے اللہ تو ساری حمد و ستائش کا سزاوار ہے اور تیرے ہی لئے ساری عظمت و بزرگائی ہے۔“ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۰۷)

حضرت زید بن حارجہ انصاریؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ پر درود کس طرح بھیجا جائے؟ تو آپ نے فرمایا : مجھ پر درود بھیجا کرو اور خوب اہتمام اور دل لگا کر دعا کیا کرو اور یوں عرض کیا کرو :

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

ترجمہ : ”اے اللہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اپنی خاص عنایت و رحمت اور برکت مازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم علیہ السلام پر برکتیں مازل فرمائیں۔ تو ہر

حمد و ستائش کا سزاوار ہے اور عظمت و بزرگی تیری صفت ہے۔“

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھ پر اس طرح درود بھیجا :

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ
عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ
إِبْرَاهِيمَ وَتَرَحَّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
تَرَحَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

ترجمہ : ”اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آل سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جس طرح تو نے درود نازل فرمایا سیدنا ابراہیمؑ اور آل سیدنا ابراہیمؑ (علیہ السلام) پر اور بركات نازل فرما سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آل سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جس طرح تو نے بركات نازل فرمائی حضرت ابراہیمؑ (علیہ السلام) پر اور رحمت بھیج سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آل سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جس طرح تو نے رحمت بھیجی سیدنا ابراہیمؑ (علیہ السلام) پر اور سیدنا ابراہیمؑ (علیہ السلام) کی اولاد پر۔“

تو میں قیامت کے دن اس کے لئے شہادت دوں گا اور اس کی

شفاعت کروں گا۔ (تہذیب الآثار للطبری۔ سارف الحدیث)

استغفار

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : خدا کی قسم میں دن میں ستر دفعہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ واستغفار کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری۔ سارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک نشست میں شمار کر لیتے تھے کہ آپ سو سو دفعہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے تھے :

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُورُ

(سارف الحدیث۔ مسند احمد۔ جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ ابن ماجہ)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر آدمی خطا کار ہے (کوئی ایسا نہیں ہے جس سے کبھی کوئی خطا یا لغزش سرزد نہ ہو) اور خطا کاروں میں وہ بہت اچھے ہیں جو خطا و قصور کے بعد مخلصانہ توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو جائیں۔

(سارف الحدیث۔ جامع ترمذی۔ ابن ماجہ۔ سنن داؤد)

حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : جو بندہ (گناہ کر کے) استغفار کرے (یعنی سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے) پھر وہ اگر دن میں ستر دفعہ بھی پھر وہی گناہ کرے تو (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) وہ گناہ پر اصرار کرنے والوں میں نہیں ہے۔

(جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ سارف الحدیث)

حضرت زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کہ جس بندے نے ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ و استغفار کیا تو وہ بندہ ضرور بخش دیا جائے گا اگرچہ اس نے میدان جنگ سے بھاگنے کا گناہ کیا ہو۔ وہ یہ ہے :

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا
هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَآتُوْبُ إِلَيْهِ

(سحارف الحدیث - جامع ترمذی - ابو داؤد)

استغفار کی برکات

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ استغفار کو لازم پکڑ لے (یعنی اللہ تعالیٰ سے براہ اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہے) تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے نیکی و مشکل سے نکلنے اور رہائی پانے کا راستہ بنا دے گا اور اس کی ہر فکر اور ہر پریشانی کو دور کر کے کشادگی اور اطمینان عطا فرما دے گا۔ اور اس کو ان طریقوں سے رزق دے گا جن کا اس کو خیال و گمان بھی نہ ہوگا۔

(مسند احمد، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ، سحارف الحدیث)

بار بار گناہ اور بار بار استغفار کرنے والے

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے کسی بندہ نے گناہ کیا پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا، اے میرے مالک، مجھ سے گناہ ہو گیا، مجھے معاف فرما دے۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے

جو گناہوں پر پکڑ بھی سکتا ہے اور معاف بھی کر سکتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کا گناہ بخش دیا اور اس کو معاف کر دیا۔ اس کے بعد جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رکا رہا اور پھر کسی وقت گناہ کر بیٹھا پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا : میرے مالک مجھ سے گناہ ہو گیا تو اس کو بخش دے اور معاف فرما دے، تو اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہ و قصور معاف بھی کر سکتا ہے اور پکڑ بھی سکتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کا گناہ معاف کر دیا۔ اس کے بعد جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رکا رہا۔ اور کسی وقت پھر کوئی گناہ کر بیٹھا اور پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔ اے میرے مالک و مولیٰ مجھ سے اور گناہ ہو گیا تو مجھے معاف فرما دے اور میرے گناہ بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے پھر ارشاد فرمایا کہ کیا میرے بندے کو یقین ہے کہ اس کا کوئی مالک و مولیٰ ہے جو گناہ معاف بھی کر سکتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ اب جو اس کا جی چاہے کرے۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ معارف اللہ ص ۷۷)

مرنے والوں کیلئے سب سے بہتر (دعاے مغفرت) تحفہ استغفار

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : قبر میں مدفون مردے کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو دریا میں ڈوب رہا ہو اور مدد کے لئے چیخ و پکار کر رہا ہو۔ وہ بے چارہ انتظار کرتا ہے کہ ماں باپ یا بھائی بہن یا کسی دوست آشنا کی طرف سے دعائے رحمت و مغفرت کا تحفہ پہنچے۔ جب کسی طرف سے اس کو دعا کا تحفہ پہنچتا ہے تو وہ اس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز تر و محبوب ہوتا ہے۔ اور دنیا میں رہنے بسنے والوں کی دعاؤں

کی وجہ سے قبر کے مردوں کو اتنا عظیم ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے۔ جس کی مثال پہاڑوں سے دی جا سکتی ہے۔ اور مردوں کے لئے زندوں کا خاص ہدیہ ان کے لئے دعائے مغفرت ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی - معارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت میں کسی مرد صالح کا درجہ ایک دم بلند کر دیا جاتا ہے تو وہ جنتی بندہ پوچھتا ہے کہ اے پروردگار! میرے درجے اور مرتبہ میں یہ ترقی کس وجہ سے اور کہاں سے ہوئی؟ جواب ملتا ہے کہ تیرے واسطے تیری فلاں اولاد کے دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے۔ (مسند احمد - معارف الحدیث)

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو بندہ عام مومنین و مومنات کے لئے ہر روز (۲۵ یا ۲۷ دفعہ) اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کی دعا کرے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے ہو جائے گا۔ جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور جن کی برکت سے دنیا والوں کو رزق ملتا ہے:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ
وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ

ترجمہ: "اے اللہ تمام مومنین اور مومنات اور تمام

مسلمین و مسلمات کی بخشش فرما جو ان میں سے زندہ

ہوں (ان کی بھی) اور جو ان میں سے وفات پا گئے ہوں

(حصن حصین)

(ان کی بھی)

سید الاستغفار

حضرت شذاد بن اویس سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سید الاستغفار (یعنی سب سے اعلیٰ استغفار) یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرے :

اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ
وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ
مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتَ أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي
فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ

ترجمہ : ”اے اللہ تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا فرمایا اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد پر اور تیرے وعدے پر قائم ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے میں نے جو گناہ کئے ان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں لہذا مجھے بخش دے کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔“

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس بندے نے اخلاص اور دل کے یقین کے ساتھ دن کے کسی حصہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ عرض کیا (یعنی ان کلمات کے ساتھ استغفار کیا) اور اسی دن رات شروع ہونے سے پہلے اس کو موت آگئی تو وہ بلاشبہ جنت میں جائے گا اور اسی طرح اگر کسی نے رات کے کسی حصہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا اور صبح ہونے سے پہلے اسی

رات میں وہ چل بسا تو وہ بلاشبہ جنت میں جائے گا۔

(صحیح بخاری۔ معارف الحدیث)

تشریح : اس استغفار کے اس غیر معمولی فضیلت کا راز بظہر پہنچا

ہے کہ اس کے ایک ایک لفظ میں عہدیت کی روح بھری ہوئی ہے۔

صلوٰۃ استغفار

حضرت علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بیان فرمایا (جو بلاشبہ صادق و صدیق ہیں) کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے جس شخص سے کوئی گناہ ہو جائے پھر وہ اٹھ کر وضو کرے پھر نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور معافی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما ہی دیتا ہے اس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی آیت تلاوت فرمائی :

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمُ اللَّائِي

(سورۃ آل عمران۔ رکوع ۱۲۔ پارہ ۴) (معارف الحدیث۔ جامع ترمذی)

استعاذہ (پناہ مانگنے کی بعض دعائیں)

دنیا اور آخرت کا کوئی شر، کوئی فساد، کوئی فتنہ، کوئی بلا اور آفت اس عالم وجود میں ایسی نہیں ہے جس سے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی پناہ نہ مانگی ہو اور امت کو اس کی تلقین نہ فرمائی ہو۔ ذیل میں بعض دعائیں درج کی جاتی ہیں بعض گزشتہ مضامین کے ذیل میں آچکی ہیں۔

حضرت فضل بن حمیدؓ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کوئی تعویذ تعلیم فرما دیجئے جسکے ذریعہ میں اللہ تعالیٰ سے پناہ و حفاظت طلب کیا کروں۔ آپ نے میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں تھام کر فرمایا کہو :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِیْ
وَمِنْ شَرِّ لِسَانِیْ وَمِنْ شَرِّ قَلْبِیْ وَمِنْ شَرِّ مَنِّیْ

ترجمہ : ”اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے

کانوں کے شر سے اور اپنی نگاہ کے شر سے اور اپنی زبان

کے شر سے اور اپنے قلب کے شر سے اور اپنے مادہ شہوت

کے شر سے۔“ (سنن ابی داؤد - جامع ترمذی - نسائی - معارف الحدیث)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دعا کیا کرتے تھے :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ
وَالْمَأْثَمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ
وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ
شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ
فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَاىْ
بِمَاءِ الثَّلَاجِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ کَمَا یُنَقَّى الثَّوْبُ
الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِیْ وَبَيْنَ خَطَايَاىْ
کَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

ترجمہ : ”اے میرے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں سستی

اور کاغذ سے اور انجھائی بڑھا پے سے (جو آدمی کو بالکل
 ہی ماکارہ کر دے) اور قرض کے بوجھ سے اور ہر گناہ سے۔
 اے میرے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں دوزخ کے عذاب
 سے اور دوزخ کے فتنہ سے اور فتنہ قبر سے اور عذاب قبر
 سے اور دولت و ثروت کے فتنہ اور شر سے اور مفلسی اور
 محتاجی کے فتنہ اور شر سے اور فتنہ دجال کے شر سے اے
 میرے اللہ میرے گناہوں کے اثرات دھو دے او لے
 اور عرف کے پانی سے اور میرے دل کو گندے اعمال و
 اخلاق کی گندگیوں سے اس طرح پاک اور صاف کر دے
 جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔
 نیز میرے اور گناہوں کے درمیان اتنی دوری پیدا کر
 دے جتنی دوری تو نے شرق و مغرب کے درمیان کر دی
 ہے۔“ (صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ معارف المدینہ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی تھی :

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ
 عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِعْمَتِكَ وَتَحْمِيلِ سَخَطِكَ

(معارف المدینہ)

جمعۃ المبارک

حضرت طارق بن شہابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : جمعہ کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا ہر مسلمان پر لازم اور واجب ہے۔ اس وجوب سے چار قسم کے آدمی مستثنیٰ ہیں :

۱۔ غلام جو بیچارہ کسی کا مملوک ہو

۲۔ عورت

۳۔ نابالغ لڑکا

۴۔ بیمار (سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : لوگوں کو چاہئے کہ نماز جمعہ ہرگز ترک نہ کریں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے اس گناہ کی سزا میں دلوں پر مہر لگا دے گا (ہدایت سے محروم ہو کر) پھر وہ غافلوں میں ہو جائیں گے۔ (مسلم)

نماز جمعہ کا اہتمام اور اس کے آداب

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

”جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک ہو سکے صفائی و پاکیزگی کا اہتمام کرے اور جو تیل خوشبو اس کے گھر ہو وہ لگائے۔“ (ایک حدیث میں ہے کہ مسواک ضرور کرنا چاہئے) (ابن ماجہ) پھر وہ گھر سے نماز کے لئے جائے اور مسجد میں پہنچ کر اس کی احتیاط کرے کہ جو دو آدمی پہلے سے ساتھ بیٹھے ہوں ان کے بیچ میں نہ پڑے (یعنی جگہ تنگ نہ کرے) پھر جو نماز یعنی سنن و نوافل

کی جتنی رکعتیں اس کے لئے مقدر ہیں وہ پڑھے۔ پھر جب امام خطبہ دے تو توجہ اور خاموشی کے ساتھ اس کو سنے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کی اس کی ساری خطائیں ضرور معاف کر دی جائیں گی۔

(سحار الفجر - صحیح بخاری)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھے گا تو اس کے لئے دونوں جمعوں کے درمیان ایک نور چمکتا رہے گا۔ (نسائی)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس وقت اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگے تو ضرور قبول ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ ساعت خطبہ پڑھنے کے وقت سے نماز کے ختم ہونے تک ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ ساعت اخیر دن میں ہے۔ عصر سے لیکر مغرب تک ہے۔ (ازہمشی کوہر - بخاری)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ اس روز درود میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ درود میرے حضور میں پیش کیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

موت بروز جمعہ

روز جمعہ اور شب جمعہ میں موت آنے کی فضیلت میں احادیث و آثار مروی ہیں کہ مرنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللَّهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ

”(کوئی ایک مسلمان بھی) ایسا نہیں ہے جو جمعہ کے دن

یا اس کی رات میں مرے مگر اللہ تعالیٰ اسے عذابِ قبر

سے محفوظ رکھے گا۔“ (مدارج الملوۃ)

جمعہ کے لئے اچھے کپڑوں کا اہتمام

حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ”تم میں سے کسی کے لئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں

ہے کہ اگر اس کو وسعت ہو تو وہ روزمرہ کے کام کا ج کے وقت پہنے جانے والے

کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے دن کے لئے کپڑوں کا ایک خاص جوڑا بنا کے رکھ

لے۔“ (سنن ابن ماجہ - ستارف الحدیث)

جمعہ کے دن خط بنوانا اور ناخن تراشوانا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جمعہ کے دن نماز کے لئے جانے سے پہلے اپنے ناخن اور اپنی لیس تراشا کرتے

تھے۔ (مسند ابویوسف - مسند ابی یوسف - مسند ابی یوسف - مسند ابی یوسف)

آپ کا جمعہ کا لباس

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

ایک خاص جوڑا تھا جو آپ جمعہ کے دن پہنا کرتے تھے اور جب آپ نماز سے

فارغ ہو کر تشریف لاتے تھے تو ہم اس کو تہہ کر کے رکھ دیتے تھے اور پھر وہ اگلے جمعہ ہی کو نکلتا تھا۔ (حدیث ضعیف ہے) (طبرانی معجم صغیر۔ یوروسط)

صاحب سفر السعاده فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس عاده چادر، رومال اور سیاہ کپڑا تھا۔ لیکن مشکوٰۃ میں مسلم سے روایت حضرت عمر بن حارث سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حال میں خطبہ فرماتے تھے کہ آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ ہوتا تھا اور آپ اس کا شملہ اپنے دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑے ہوئے ہوتے تھے۔ (مدارج النبوة)

جمعہ کے دن اول وقت مسجد جانے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور شروع میں آنے والوں کے نام کیے بعد دیگرے لکھتے ہیں اور اول وقت دوپہر میں آنے والی کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں اونٹ کی قربانی پیش کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد دوم نمبر پر آنے والے کی مثال مینڈھا پیش کرنے والے کی ہے۔ پھر جب امام خطبہ کے لئے منبر کی طرف جاتا ہے تو یہ فرشتے اپنے لکھنے کے فٹر لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سنتے میں شریک ہو جاتے ہیں۔ (سارف الحدیث۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم)

نماز جمعہ سے پہلے اور بعد کی سنتیں

حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ جمعہ کے بعد چھ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (جامع ترمذی)

نماز جمعہ و خطبہ کے بارے میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول

حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو خطبے دیا کرتے تھے اور دونوں کے درمیان (تھوڑی دیر کے لئے) بیٹھتے تھے۔ (بخاری و مشکوٰۃ)

اس اثناء میں آپ کلام نہ فرماتے تھے۔ (ابوداؤد و مشکوٰۃ)

آپؐ ان خطبوں میں قرآن مجید کی آیات بھی پڑھتے تھے اور لوگوں کو نصیحت بھی فرماتے تھے۔ آپؐ کی نماز بھی درمیانہ ہوتی تھی اور اسی طرح آپؐ کا خطبہ بھی۔ (یعنی زیادہ طویل نہ ہوتا تھا) (سارف الحدیث - صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی پہلی رکعت میں الم تزیل (یعنی سورۃ السجدہ) اور دوسری رکعت میں هل الی علی الانسان (یعنی سورۃ الدھر) پڑھا کرتے تھے (ان سورتوں کو مستحب سمجھ کر کبھی کبھی پڑھا کرے اور کبھی ترک کر دے)۔ (صحیح بخاری و مسلم و سارف الحدیث - بیہقی کوہر)

حضور ﷺ جمعہ کی نماز میں سورۃ جمعہ اور سورۃ منافقون یا مَیِّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰی اور هَلْ أَتٰكَ حَدِيثُ الْعَاقِبَةِ پڑھتے تھے۔

(بیہقی کوہر)

اور ایک صحابی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۃ ق خطبہ میں اکثر پڑھا کرتے تھے اور کبھی سورۃ والحصر اور کبھی لَا يَسْتَوِي الْأَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ الْفَائِزُونَ

(سورۃ البقرہ - رکوع ۳، پارہ ۲۸)

اور بھی وَاِنَّا مَالِكٌ لِّیَقْضِ عَلَیْنَا رُبُّكَ قَالَ اِنَّكُمْ مَّا كُنْتُمْ
(سورۃ الزمر - رکوع ۷، پارہ ۲۵) (بحر الرائق - بہشتی کوہر)

آپ مختصر سا خطبہ دیتے اور نماز طویل کرتے۔ ذکر الہی کثرت سے
کرتے اور جامع کلام فرماتے اور آپؐ فرمایا کرتے آدمی کی طویل نماز اور مختصر
خطبہ اس کی فتاہت (سمجھ) کی علامت ہے۔ (مسلم - مشکوٰۃ)

اور آپؐ اپنے خطبات میں صحابہؓ کو قواعد اسلام اور شریعت سکھاتے۔
(زاد المعاد)

خطبہ میں آپؐ دعایا ذکر اللہ کے موقع پر شہادت کی انگلی سے اشارہ
فرماتے۔ جب بارش کم ہوتی تو خطبہ میں آپؐ بارش کے لئے دعا کرتے۔

(زاد المعاد)

جمعہ کے خطبہ میں آپؐ تاخیر کرتے۔ یہاں تک کہ لوگ جمع ہو
جاتے۔ جب سب جمع ہو جاتے تو آپؐ تنہا بغیر کسی طرح کے اظہارِ نحوٰت کے
تشریف لاتے۔ نہ آپؐ کے آگے کوئی صدا دے رہا ہوتا اور نہ پیچھے کوئی
چلتا۔ آپؐ طیلان (سبز چادر - خاص قسم کی) زیب تن کئے ہوتے۔ جب آپؐ
مسجد میں تشریف لاتے تو پیش قدمی کر کے خود صحابہؓ کو سلام کرتے۔ جب منبر پر
چڑھتے تو لوگوں کی طرف چہرہ کر لیتے۔ پھر آپؐ بیٹھ جاتے اور حضرت بلالؓ اذان
شروع کر دیتے۔

جب (حضرت بلالؓ) اذان سے فارغ ہوتے تو نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو جاتے۔ اذان و خطبہ کے درمیان بغیر وقفہ اور بغیر کسی اور
کام کی طرف متوجہ ہوئے خطبہ شروع کر دیتے۔ (زاد المعاد)

پھر ذرا دیر خطبہ دینے کے بعد کچھ دیر کے لئے بیٹھ جاتے۔ پھر کھڑے ہو جاتے اور دوبارہ خطبہ دیتے۔

جب آپ خطبہ سے فارغ ہو جاتے تو حضرت بلالؓ اقامت کہتے اور آپ لوگوں کو قریب ہو جانے اور خاموش رہنے کا حکم دیتے اور فرماتے :
 ”اگر ایک آدمی اپنے ساتھی سے کہے کہ خاموش ہو جاؤ تو اس نے بھی لغو (حرکت) کی۔“ (زاد المعاد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین پر کھڑے ہو کر یا منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا ہے جب تک منبر نہ بنا تھا تو آپ کسی لائھی یا کمان سے ہاتھ کو سہارا دے لیتے تھے اور کبھی کبھی اس لکڑی کے ستون سے جو منبر کے پاس تھا جہاں آپ خطبہ پڑھتے تھے۔ ٹکیہ لگا لیتے تھے۔ بعد منبر بن جانے کے پھر کسی لائھی وغیرہ سے سہارا لینا منقول نہیں ہے۔ (زاد المعاد)

جب آپ خطبہ فرماتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔ آواز بلند ہو جاتی اور جلال بڑھ جاتا جیسے کہ کوئی کسی لشکر سے ڈار رہا ہو کہ صبح یا شام آنے والا ہی ہے اور فرماتے تھے مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا اور شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ذرا فرق سے دکھاتے اور فرماتے کہ اس کے بعد سب سے بہتر کلام اللہ کی کتاب (قرآن مجید) ہے اور بہترین تحفہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ سب سے بدترین کام بدعت (دین میں نئی ایجاد) ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

آپ جو بھی خطبہ دیتے، اللہ تعالیٰ کی تعریف سے اس کا آغاز فرماتے۔ (زاد المعاد)

خطبہ جمعہ

پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء پڑھ کر آپ فرماتے :

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ
هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا
وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَالَّةٌ وَأَنَا أَوَّلُ بَكْلٍ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ
مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلَا هِلَهِ وَمَنْ تَرَكَ دِينًا أَوْ ضِيَاعًا فَعَلَىٰ

ترجمہ : ”بہر حال حمد و مصلوٰۃ کے بعد میں سب کلاموں

سے بہتر خدا کا کلام ہے اور سب طریقوں سے اچھا

طریقہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ ہے اور

سب چیزوں سے بری نئی باتیں ہیں ہر بدعت روزخ

میں ہے میں ہر مومن کا اس کی جان سے بھی زیادہ

دوست ہوں جو شخص کچھ مال چھوڑے تو اس کے اعزہ کا

ہے اور اگر کچھ قرض چھوڑے یا کچھ اہل و عیال تو وہ

میرے ذمہ ہیں۔“

کبھی یہ خطبہ پڑھتے :

يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَوْبُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا وَبَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ
قَبْلَ أَنْ تَسْأَلُوا وَصِلُوا الَّذِي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةٍ ذِكْرُكُمْ
لَهُ وَكَثْرَةُ الصَّدَقَةِ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ مُؤَجَّرُونَ وَتُحَمَّدُونَ
وَتُرْتَقُونَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ قَدْ قَرَضَ عَلَيْكُمْ الْجُمُعَةَ
مَنْكُوبَةً فِي مَقَامِي هَذَا فِي شَهْرِي هَذَا فِي عَامِي هَذَا

إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ وَجَدَ إِلَيْهِ سَبِيلًا فَمَنْ تَرَكَهَا
فِي حَيَاتِهِ أَوْ بَعْدَ جُحُودِهَا بِهَا وَاسْتَخَفَّافًا بِهَا وَلَهُ
إِمَامٌ جَائِرٌ أَوْ عَادِلٌ فَلَا جَمْعَ اللَّهُ شَمَلَهُ وَلَهُ بَارِكَ لَهُ
فِي أَمْرِهِ الْأَوَّلَ صَلَوةٌ لَهُ الْأَوَّلَ صَوْمٌ لَهُ الْأَوَّلَ زَكَاةٌ
لَهُ الْأَوَّلَ حَجٌّ لَهُ الْأَوَّلَ بَرٍّ لَهُ حَتَّى يَتُوبَ فَإِنْ قَابَ
قَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْأَوَّلَ تَوَمَّنَ امْرَأَةٌ رَجُلًا الْأَوَّلَ يَوْمٌ مَنَ
أَعْرَابِيٌّ مُهَاجِرًا الْأَوَّلَ يَوْمٌ مَنَ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا الْأَوَّلَ يَوْمٌ مَنَ
سُلْطَانٌ يَخَافُ سَيْفَهُ وَسَوْطَهُ

ترجمہ: ”اے لوگو! توبہ کرو موت آنے سے پہلے اور
جلدی کرو نیک کام کرنے میں اور پورا کرو اس عہد کو جو
تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان ہے۔ اس
کے ذکر کی کثرت اور صدقہ دینے سے ظاہر و باطن میں
اس کا ثواب پاؤ گے اور اللہ کے نزدیک تعریف کئے
جاؤ گے اور رزق پاؤ گے اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے
تمہارے اوپر جمعہ کی نماز فرض کی ہے میرے اس مقام
میں اس شہر میں اس سال میں قیامت تک بشرط اسکان
جو شخص اس کو ترک کرے میری زندگی میں یا میرے بعد
اس کی فرضیت کا انکار کر کے یا سہل انگاری سے بشرطیکہ
اس کا کوئی بادشاہ ہو ظالم یا عادل تو اللہ اسکی پریشانیوں کو
نہ دور کرے نہ اسکے کسی کام میں برکت دے سنو! نہ اسکی
نماز قبول ہوگی نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج نہ کوئی نیکی یہاں تک

کہ توبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کر لے گا۔
 سنو! نہ امامت کرے کوئی عورت کسی مرد کی نہ کوئی اعرابی
 (یعنی جاہل) کسی مہاجر (یعنی عالم) کی نہ کوئی فاسق کسی
 صالح کی مگر یہ کہ کوئی بادشاہ جبر آویا کرائے جس کی تلوار
 اور کوڑے کا خوف ہو۔“

اور بھی یہ خطبہ پڑھتے :

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ
 شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ
 اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ
 وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ
 أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَ
 نَذِيرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ
 رَشِدَ وَاهْتَدَى وَمَنْ يَعْصِهَا فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّهُ إِلَّا نَفْسُهُ
 وَلَا يَضُرُّ اللَّهَ شَيْئًا

(ابوداؤد شریف۔ بہشتی گوہر)

ترجمہ : ”اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم اس کی تعریف
 کرتے ہیں اور اس سے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں
 اور اپنے نفسوں کی شرارت اور اعمال کی برائی سے پناہ
 مانگتے ہیں جس کو اللہ ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں
 کر سکتا اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں
 کر سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی

مجبور نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بندے اور پیغمبر ہیں ان کو اللہ نے سچی باتوں کی بشارت اور ان سے ڈرانے کے لئے قیامت کے قریب بھیجا ہے جو کوئی اللہ اور رسول کی نافرمانی کرے گا وہ ہدایت پائے گا اور جو نافرمانی کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہیں۔“

خطبہ جمعہ کے مسائل

خطبہ جمعہ میں بارہ چیزیں مسنون ہیں

- ۱۔ خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطبہ پڑھنے والے کو کھڑا رہنا۔
- ۲۔ دو خطبے پڑھنا۔
- ۳۔ دونوں خطبوں کے درمیان اتنی دیر تک بیٹھنے رہنا کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں۔
- ۴۔ ہر طرح کی ناپاکی سے پاک ہونا۔
- ۵۔ خطبہ پڑھنے کی حالت میں منہ لوگوں کی طرف رکھنا۔
- ۶۔ خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا۔
- ۷۔ خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا کہ لوگ سن سکیں۔
- ۸۔ خطبہ میں ان آٹھ قسم کے مضامین ہونا :

- ۱۔ اللہ کا شکر اور اس کی تعریف۔
- ۲۔ خداوند عالم کی وحدت اور
- ۳۔ نبی علیہ السلام کی رسالت کی شہادت۔
- ۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود۔
- ۵۔ وعظ و نصیحت۔
- ۶۔ قرآن مجید کی آیتوں یا کسی سورۃ کا پڑھنا۔
- ۷۔ دوسرے خطبہ میں پھر ان چیزوں کا اعادہ کرنا۔
- ۸۔ دوسرے خطبہ میں بجائے وعظ و نصیحت کے مسلمانوں کے لئے دعا کرنا۔
- ۹۔ خطبہ کو زیادہ طول نہ دینا بلکہ نماز سے کم رکھنا۔
- ۱۰۔ خطبہ منبر پر پڑھنا اگر منبر نہ ہو تو کسی لائٹھی وغیرہ پر سہارا دے کر کھڑا ہونا (اور منبر کے ہوتے ہوئے بھی کسی لائٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا اور ہاتھ کا ہاتھ پر رکھ لینا جیسا کہ بعض لوگوں کی ہمارے زمانہ میں عادت ہے منقول نہیں)
- ۱۱۔ دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا اور کسی دوسری زبان میں خطبہ پڑھنا یا اس کے ساتھ اور کسی زبان کے اشعار وغیرہ ملا دینا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں بعض عوام کا دستور ہے۔ یہ خلاف سنت اور مکروہ تحریمی ہے۔
- ۱۲۔ دوسرے خطبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل و اصحاب کرام اور ازواج مطہرات، خصوصاً خلفائے راشدین اور

حضرت حمزہؓ و حضرت عباسؓ کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔
(ہفتی کبیر)

مسجد و متعلقات مسجد

سنن تھدی

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیلئے ”سنن ہدیٰ“ مقرر فرمائی ہیں (یعنی ایسے اعمال کا حکم دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقام قرب و رضا تک پہنچانے والے ہیں) اور یہ پانچوں نمازیں جماعت سے مسجد میں ادا کرنا انہیں ”سنن ہدیٰ“ میں سے ہے اور اگر تم اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھنے لگو گے جیسا کہ یہ ایک جماعت سے الگ اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے (یہ اس زمانے کے کسی خاص شخص کی طرف اشارہ تھا) تو تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ چھوڑ دو گے۔ اور جب تم اپنے پیغمبر ﷺ (نبی) کا طریقہ چھوڑ دو گے تو یقیناً جانو کہ تم راہ ہدایت سے ہٹ جاؤ گے اور گمراہی کے غار میں جا گرو گے۔
(صحیح مسلم و سنن ابی داؤد)

مسجد کی فضیلت

ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا فرمائیے سب سے بہتر جگہ کون سی ہے۔ آپ یہ کہہ کر خاموش ہو رہے کہ میں ذرا جبرئیل کے آنے تک خاموش رہتا ہوں۔ اس کے بعد جبرئیل آ گئے آپ نے ان سے یہ سوال کیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ جس سے آپ

پوچھ رہے ہیں اس کو بھی سائل سے زیادہ اس کا علم نہیں، لیکن دیکھئے میں اپنے پروردگار سے جا کر پوچھتا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے عرض کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آج مجھے اللہ تعالیٰ سے اتنا قرب نصیب ہوا کہ اس سے قبل کبھی نصیب نہیں ہوا تھا۔ آپؐ نے پوچھا، اے جبرئیلؑ آخر کتنا قرب نصیب ہو گیا؟ عرض کیا کہ میرے اور اس کے درمیان نور کے ستر ہزار حجاب قائم تھے (ان حجابات کے اندر سے ارشاد فرمایا) سب سے بدتر مقامات بازار ہیں اور سب سے بہتر مسجدیں ہیں۔ (ابن حبان - ترجمان اللہ)

شاند ار مسجد

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نہیں دیا گیا ہے۔ مسجدوں کو بلند اور شاندار بنانے کا یہ حدیث بیان فرمانے کے بعد حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے (بطور پیش گوئی) فرمایا :

یقیناً تم لوگ اپنی مسجدوں کی آرائش و زیبائش اسی طرح کرنے لگو گے جس طرح یہود و نصاریٰ نے اپنی عبادت گاہوں میں کی ہے۔ (سنن ابی داؤد)

سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہی کی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے :

اَرَاكُمْ سَتَشَوُّوْنَ مَسَاجِدَكُمْ بَعْدِي
كَمَا شَوَّفَتِ الْيَهُودُ كُنَّا يَسْهُمُ وَكَمَا
شَوَّفَتِ النَّصَارَى بِمَعَهَا

”میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ بھی ایک وقت، جب میں تم میں نہ ہوں گا اپنی مسجدوں کو اسی طرح شاندار بناؤ گے جس طرح یہود نے اپنے کیسے بنائے ہیں اور نصاریٰ نے اپنے گرجے۔“ (کنز العمال بحوالہ ابن ماجہ۔ معارف اللہ برہ)

آداب مسجد

مسجد بنانا

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی مسجد بنائے جس سے مقصود خدا تعالیٰ کو خوش کرنا ہو (اور کوئی غرض نہ ہو) اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی کی مثل (اس کا) گھر جنت میں بنا دے گا۔

(بخاری و مسلم)

ف۔ اس حدیث سے نیت کی درستی کی تاکید بھی معلوم ہوئی اور اگر نئی مسجد نہ بنائے بلکہ بنی ہوئی مسجد کی مرمت کر دے تو اس کا ثواب بھی اس سے معلوم ہوا کیونکہ حضرت عثمانؓ نے مسجد نبویؐ کی مرمت کر کے یہ حدیث بیان کی تھی اور دوسری حدیثوں سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔

(طبقات المسلمین)

مسجد میں صفائی

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مسجد میں سے ایسی چیز باہر کر دی جس سے تکلیف ہوتی تھی (جیسے کوڑا کرکٹ فرش پر کنکر پتھر) اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا

(ابن ماجہ۔ طبعۃ السلسلین)

رے گا۔

مسجد جانے کا ثواب

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جماعت کے لئے مسجد کی طرف چلے تو اس کا ایک قدم ایک گناہ کو مٹاتا ہے اور ایک قدم اس کے لئے نیکی لکھتا ہے۔ جاتے میں بھی اور لوٹتے میں بھی۔ (احمد و طبرانی و ابن جریر و طبعۃ السلسلین)

حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا جو شخص رات کی اندھیری میں مسجد کی طرف چلے اللہ تعالیٰ سے قیامت کے روز نور کے ساتھ ملے گا۔

(طبرانی۔ سنن ابی داؤد۔ جامع ترمذی۔ طبعۃ السلسلین)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی نماز اپنے گھر میں ایک ہی نماز کے برابر اور قبلہ یا محلہ کی مسجد میں پچیس نمازوں کے برابر اور اس مسجد میں جہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے سو نمازوں کے برابر اور میری مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر اور مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ شریف)

مسجد میں چھوٹے بچوں کو

لانے اور شور و شغب کی ممانعت

واہلہ بن الاسقعؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا تم اپنی مسجدوں سے دور اور الگ رکھو اپنے چھوٹے بچوں کو اور دیوانوں کو (ان کو مسجد میں نہ آنے دو) اور اسی طرح مسجدوں سے الگ اور دور رکھو اپنی خرید و فروخت کو اور اپنے باہمی جھگڑوں اور قصوں کو اور اپنے شور و شغب کو اور حدوں کے قائم کرنے کو اور تلواروں کو نیام سے نکالنے کو (یعنی ان میں کوئی بات بھی مسجد کی حدود میں نہ ہو) یہ سب باتیں مسجد کے تقدس اور احترام کے خلاف ہیں۔

(سنن ابن ماجہ - معارف الحدیث)

مسجد میں قدم رکھنے کا ادب

جب مسجد میں داخل ہوں تو باہر پہلے بایاں پاؤں جوتے سے نکالیں پھر داہنا پاؤں اور مسجد میں پہلے داہنا قدم رکھیں پھر بایاں قدم۔ اسی طرح مسجد سے نکلتے وقت پہلے بایاں قدم باہر نکالیں، پھر داہنا قدم پھر جوتا پہننے میں پہلے اپنے پاؤں میں پہنیں پھر بائیں پاؤں میں۔ (پیشی کوہر)

نماز فجر کے لئے جاتے وقت کی دعا

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انہوں نے دیکھا کہ نماز فجر کے لئے مسجد جاتے وقت یہ دعا پڑھ رہے تھے :

اللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُورًا وَفِيْ بَصَرِيْ نُورًا وَفِيْ سَمْعِيْ
نُورًا اَوْ عَنْ يَمِيْنِيْ نُورًا وَعَنْ شِمَالِيْ نُورًا وَخَلْفِيْ
نُورًا اَوْ مِنْ اَمَامِيْ نُورًا اَوْ اجْعَلْ لِيْ نُورًا وَفِيْ عَصِيْ

نُورًا وَفِي لَحْمِي نُورًا وَفِي دَمِي نُورًا وَفِي شَعْرِي
نُورًا وَفِي بَشَرِي نُورًا وَفِي لِسَانِي نُورًا وَأَجْعَلْ
فِي نَفْسِي نُورًا وَأَعْظِمْ لِي نُورًا وَأَجْعَلْنِي
نُورًا وَأَجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُورًا وَمِنْ تَحْتِي نُورًا
اللَّهُمَّ اعْطِنِي نُورًا ط

ترجمہ : ”اے اللہ کر دیجئے میرے دل میں نور اور
میری پیائی میں نور اور میری سماعت میں نور اور میرے
دائے نور اور میرے بائیں نور اور میرے پیچھے نور اور
میرے آگے نور اور کر دیجئے میرے لئے ایک خاص نور
اور میرے پٹھوں میں نور اور میرے گوشت میں نور اور
میرے خون میں نور اور میرے بال میں نور اور میری
کھال میں نور اور میری زبان میں نور اور میری جان میں
نور اور بڑا دیجئے مجھ کو نور اور کر دیجئے مجھ کو سراپا نور اور کر
دیجئے میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور یا اللہ دیجئے
مجھ کو خاص نور۔“ (بخاری۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ معارف اللہ ص ۷)

مسجد میں داخل ہونے اور باہر آنے کی دعا

ابو اسید ساعدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہونے لگے تو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ
سے دعا کرے : اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

”اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔“

بعض روایات میں یہ زیارہ ہے :

(ابن ماجہ) اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي

مسجد میں داخل ہو جانے کے بعد یہ دعا پڑھے :

(الترغیب) أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

اور جب مسجد سے باہر جانے لگے تو دعا کرے :

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

”اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔“

(صحیح مسلم معارف الحدیث)

نماز تحیۃ الوضو

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کامل طریقے سے وضو کرنے کے بعد دو رکعت اس طرح پڑھے کہ خود سے خیالات نہ لائے تو اس کے تمام گناہوں (صغیرہ) کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (ترمذی)

وضو کے بعد ان دونوں کو تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔ علاوہ اوقات مکروہہ کے جب بھی وضو کریں۔ یہ دو رکعت نفل پڑھ لیا کریں۔

نماز تحیۃ المسجد

یہ نماز اس شخص کے لئے سنت ہے جو مسجد میں داخل ہو۔ اس نماز سے مسجد کی تعظیم مقصود ہے۔ دو رکعت نماز پڑھے، بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو یعنی ظہر، عصر اور عشاء میں پڑھے۔ (بخاری۔ سوط امام مالک۔ در مختار۔ ہیثمی کوہر)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

اگر مکروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ یہ کلمات کہہ لئے جائیں :

سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

اور اس کے بعد کوئی درود شریف پڑھ لے۔ (ہیثمی کوہر)

مسجد میں تسبیحات پڑھنا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم بہشت کے باغوں میں جاؤ تو وہاں میوے کھاؤ۔ آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت کے باغ کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا مسجدیں۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا میوہ کیا ہے۔ فرمایا :

سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ (تذریعی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا مانگتے :

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَوَسْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

ترجمہ : ”میں پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے اس
اللہ کی جو عظیم ہے اور اس کی ذات کریم کی اور اس کی
ازلی سلطنت کی۔“
(ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

مسجد سے بلا عند رہا ہر جانا

حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا :

جو شخص مسجد میں ہو اور اذان ہو جائے اور وہ اس کے بعد بھی بلا کسی
خاص ضرورت کے مسجد سے باہر چلا جائے اور نماز میں شرکت کے لئے واپسی کا
ارادہ نہ رکھتا ہو تو وہ منافق ہے۔
(ابن ماجہ۔ ستارف الحدیث)

بد بودار چیز کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ جو شخص اس بد بودار درخت (پیا زیا لہسن) سے کھائے وہ ہماری مسجد
میں نہ آئے کیونکہ جس چیز سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی
تکلیف ہوتی ہے۔
(صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ ستارف الحدیث)

اذان و اقامت

اذان کا طریقہ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اپنے مؤذن بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ جب تم اذان دو تو آہستہ آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر دیا کرو (یعنی ہر کلمہ پر سانس توڑ دو اور وقفہ کیا کرو) اور جب اقامت کہا کرو تو رواں کہا کرو اور اپنی اذان اور اقامت کے درمیان اتنا فاصلہ کیا کرو کہ جو شخص کھانے پینے میں مشغول ہے وہ فارغ ہو جائے اور جس کو استنجا کا تقاضا ہے وہ جا کر اپنی ضرورت سے فارغ ہو لے اور کھڑے نہ ہوا کرو جب تک مجھے نہ دیکھ لو۔ (جامع ترمذی۔ حارف الحدیث)

حضرت سعد قرظؓ جو مسجد قبا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقرر کئے ہوئے مؤذن تھے۔ ان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلالؓ کو حکم دیا کہ اذان دیتے وقت اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں دے لیا کریں۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ ایسا کرنے سے تمہاری آواز زیادہ بلند ہو جائے گی۔ (سحارف الحدیث۔ سنن ابن ماجہ)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ میں نے بلالؓ کو دیکھا اٹح کی طرف سے نکلے اور اذان دی پھر جب وہ حی علی الصلوٰۃ و حی علی الفلاح پر پہنچے تو اپنی گردن کو دائیں اور بائیں طرف موڑا اور سینہ کو گھمایا نہیں۔

(صحیح بخاری۔ سحارف الحدیث)

اذان اور اقامت کا حق

حضرت زید بن حارثؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ فجر کی نماز کے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ تم اذان کہو۔ میں نے اذان کہی، اس کے بعد جب اقامت کہنے کا وقت آیا تو بلالؓ نے ارادہ کیا کہ اقامت

وہ کہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو اذان کہے وہی اقامت کہے۔
(جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

اذان کا جواب اور دعا

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب مؤذن کہے اللہ اکبر اللہ اکبر (اس کے جواب میں) تم میں سے کوئی کہے اللہ اکبر اللہ اکبر۔ پھر مؤذن کہے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ تو وہ جواب دینے والا بھی (اس کے جواب میں) اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ پھر مؤذن کہے اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو جواب دینے والا بھی (اس کے جواب میں کہے) اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ پھر مؤذن کہے حی علی الصلوٰۃ تو جواب دینے والا کہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ پھر مؤذن کہے حی علی الفلاح تو جواب دینے والا کہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ پھر مؤذن کہے اللہ اکبر اللہ اکبر تو جواب دینے والا بھی یہی کہے۔ پھر مؤذن کہے لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ تو جواب دینے والا بھی کہے لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ اور یہ کہنا دل سے ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ (صحیح مسلم)

یعنی مؤذن کے الفاظ کو دہرانا چاہئے، لیکن صرف حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہے تو اس کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہا جائے۔ اور فجر کی اذان میں الصلوة خیر من النوم کے جواب میں صدقت و برکت کہا جائے۔ ان مواقع پر مؤذن کے الفاظ نہ دہرائے جائیں بلکہ ان کی جگہ مذکورہ بالا الفاظ کہے جائیں۔ دونوں کے جمع کرنے کے لئے کوئی روایت نہیں ہے اور نہ

محض حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہنا کہیں مروی ہے اور بلکہ سنت یہ ہے کہ اس موقع پر صرف لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہا جائے۔ (زاد المعاد)

اقامت میں بھی مذکورہ بالا طرے پر وہی الفاظ دہرائے جائیں اور قدر اقامت الصلوٰۃ کے جواب میں اقامہا اللہ و اقامہا کہا جائے۔

اذان ختم ہونے پر درود شریف پڑھے پھر حسب ذیل مسنونہ دعا پڑھے۔ پھر اس کے بعد اپنے لئے دعا کرے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کا طلبگار رہو، اس کی دعا قبول ہوگی۔ (زاد المعاد)

اذان کے بعد کی دعا

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : جو کوئی بندہ اذان ختم ہونے پر اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کرے :

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ
اَيُّ مُحَمَّدٍ الْوَسِيْلَةِ وَالْفَضِيْلَةِ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
اَلَّذِي وَعَدْتَنِيْ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (بخاری)

”اے اللہ! اس دعوت تامہ کاملہ اور اس صلوٰۃ قائمہ دائمہ کے رب یعنی اے وہ اللہ جس کے لئے اور جس کے حکم سے یہ اذان اور یہ نماز ہے اپنے رسول پاک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو وسیلہ اور فضیلت کا خاص درجہ عطا فرما اور انکو اس مقام محمود پر سرفراز فرما جس کا تو نے ان کیلئے وعدہ فرمایا ہے۔ بیشک آپ وعدہ کے خلاف نہیں

کرتے۔

تو وہ بندہ قیامت کے دن میری شفاعت کا حقدار

ہو گیا۔“ (معارفِ الحدیث۔ صحیح بخاری)

اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دین و دنیا کی فلاح مانگو :

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رِضَاكَ وَالْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَفِي أَهْلِي وَمَالِي (زاد المعاد)

ترجمہ : ”اے اللہ میں آپ سے آپ کی خوشنودی اور

درگزر کرنا مانگتا ہوں اور دنیا و آخرت میں اور مال میں

اور گھبراہٹ میں عافیت (مانگتا ہوں)۔“

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مؤذن کی اذان سننے کے وقت (یعنی جب وہ اذان

کہہ کر فارغ ہو جائے) کہے :

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيتُ بِاللَّهِ
رَبًّا وَبِعَمَادٍ رَسُولًا وَبِإِسْلَامِهِ دِينًا

تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (صحیح مسلم۔ معارفِ الحدیث)

ترجمہ : ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا

کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے

بندے اور اس کے رسول ہیں، میں اللہ تعالیٰ کو رب ماننے پر اور اسلام کو دین

ماننے پر اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو نبی ماننے پر راضی ہوں۔“

سفر میں اذان و اقامت و امامت

مالک بن الحویرث سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میرے ایک چچا زاد بھائی بھی ساتھ تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم سفر کرو تو نماز کے لئے اذان اور اقامت کہو اور تم میں جو بڑا ہو وہ امامت کرے اور نماز پڑھائے۔

(صحیح بخاری۔ صاف الحدیث)

اذان کے متعلق مسائل

- ۱۔ مؤذن کو بلند آواز ہونا چاہئے۔
- ۲۔ اذان مسجد سے باہر (علیحدہ) کسی اونچے مقام پر کہنا چاہئے۔
- ۳۔ اقامت مسجد کے اندر ہونا چاہئے۔
- ۴۔ مسجد کے اندر اذان کہنا مکروہ تہریمی ہے (البتہ جمعہ کی دوسری اذان مسجد کے اندر منبر کے سامنے کہنا جائز ہے۔)
- ۵۔ اذان کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کو اٹھلیوں سے بند کرنا مستحب ہے۔
- ۶۔ اذان کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا چاہئے اور اقامت کا جلد جلد ادا کرنا سنت ہے۔
- ۷۔ اذان اور اقامت قبلہ رو کہنا سنت ہے۔
- ۸۔ اذان میں حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہتے وقت دائیں اور بائیں طرف منہ پھیرنا سنت ہے خواہ وہ اذان نماز کی ہو یا اور

کسی چیز کی (مثلاً نومولود کے کان میں اذان کہنا) لیکن سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائیں۔

۹۔ اذان کے الفاظ ترتیب وار کہنا ضروری ہیں۔

۱۰۔ اگر کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے یا قصداً جواب نہ دے اور بعد ختم اذان کے خیال آئے یا جواب دینے کا ارادہ کرے تو ایسی صورت میں اگر زیادہ وقت نہ گزرا ہو تو جواب دے دے ورنہ نہیں۔

۱۱۔ جو شخص اذان دے اقامت بھی اسی کا حق ہے۔ (بہشتی گوہر)

جماعت

کفارات و درجات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے پروردگار بزرگ و برتر کو نہایت ہی عمدہ صورت میں (خواب میں) دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ یہ مقرب فرشتے کس بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ کو خوب معلوم ہے۔ پھر بیان فرمایا اور اپنا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان (سینہ پر) رکھا تو اس کی ٹھنڈک (یعنی راحت) میں نے اپنے سینہ پر محسوس کی۔ پس زمین و آسمان کی تمام اشیاء کا (بوجہ اس فیض کے) مجھ کو علم ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اب تم کو معلوم ہوا کہ مقرب فرشتے کس بات پر بحث کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ کفارات کے بارے میں۔ اور وہ کفارات یہ ہیں۔

نماز کے بعد مسجدوں میں ٹھہرنا اور جماعتوں کی نماز کے لئے جانا اور مشکل وقتوں میں (مثلاً سردی کے وقت) کامل وضو کرنا۔ پس جس نے ایسا کیا اس کی زندگی بھی اچھی ہوئی اور موت بھی اچھی ہوئی اور گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو گیا جیسا وہ اس روز گناہوں سے پاک و صاف تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تم نماز پڑھ چکا کرو تو یہ دعا پڑھ لیا کرو :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْكَرَاتِ
وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ فَاِذَا ارَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً
فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْكَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ ط

ترجمہ : ”اے اللہ میں آپ سے مانگتا ہوں بھلائی کے کام اور برائیوں سے پرہیز اور مسکینوں کی محبت پس جب آپ اپنے بندوں کو کسی فتنہ میں مبتلا کرنے کا ارادہ فرمائیں تو آپ مجھے اس حالت میں اپنی طرف اٹھا لیجئے کہ میں فتنہ میں مبتلا نہ ہوا ہوں۔“

اور فرمایا درجات میں ترقی کا باعث یہ چیزیں ہیں خوب باہم سلام کرنا۔ کھانا کھلانا اور شب کو نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوتے ہیں۔

(مشکوٰۃ)

جماعت کی اہمیت

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز باجماعت کے لئے مؤذن کی پکار سنے اور

اس کی تابعداری کرنے سے (یعنی جماعت میں شریک ہونے سے) کوئی واقعی عذر اس کے لئے مانع نہ ہو اور اس کے باوجود وہ جماعت میں نہ آئے (بلکہ الگ ہی اپنی نماز پڑھ لے) تو اس کی وہ نماز اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول نہیں ہوگی۔
بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقعی عذر کیا ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا جان و مال کا خوف یا مرض۔

(سنن ابی داؤد۔ سنن دارقطنی۔ معارف الحدیث)

جماعت کی نیت پر ثواب

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے وضو کیا اور اچھی طرح (یعنی پورے آداب کے ساتھ) وضو کیا پھر وہ جماعت کے ارادے سے مسجد کی طرف گیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ لوگ جماعت سے نماز پڑھ چکے اور جماعت ہو چکی تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو بھی ان لوگوں کے برابر ثواب دے گا جو جماعت میں شریک ہوئے اور جماعت سے نماز پڑھی اور یہ چیز ان لوگوں کے اجر و ثواب میں کمی کا باعث نہ ہوگی۔

(سنن ابی داؤد۔ نسائی۔ معارف الحدیث)

صف اول

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگو! پہلے اگلی صف پوری کیا کرو پھر اس کے قریب والی، تاکہ جو کمی و کسر رہے وہ آخری ہی صف میں رہے۔

(سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

نماز با جماعت کی فضیلت و برکت

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : با جماعت نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلہ میں ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا بہتر ہے اور دو آدمیوں کے ساتھ اور بھی بہتر ہے اور جس قدر زیادہ جماعت ہو اسی قدر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ (ابوداؤد۔ نسائی۔ بیہقی کوہر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مدتِ نشا ط تک نفل نماز پڑھو اور جب سست پڑ جاؤ تو پیچھ جاؤ۔ (مشکوٰۃ)

تکبیر اولیٰ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چالیس دن تک ہر نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔ اس طرح کہ اس کی تکبیر اولیٰ بھی فوت نہ ہو تو اس کے لئے دو برائتیں (نجات) لکھ دی جاتی ہیں۔ ایک آتشِ دوزخ سے برائت اور دوسرے نفاق سے برائت۔ (جامع ترمذی)

جماعت سے عذر

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک رات میں جو بہت سردی اور تیز ہوا والی رات تھی۔ اذان دی پھر خود ہی اذان کے بعد پکار کر

فرمایا : لوگو! اپنے گھروں ہی پر نماز پڑھ لو۔ پھر آپ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سردی اور بارش والی رات ہوتی تو آپ مؤذن کو حکم فرما دیتے کہ وہ یہ بھی اعلان کر دے کہ آپ لوگ اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھ لیں۔ (صحیح بخاری صحیح مسلم - معارف الحدیث)

امامت

امامت کا حق اور فرض

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو اچھے اور بہتر ہوں ان کو اپنا امام بناؤ، کیونکہ تمہارے مالک اور رب کے حضور میں وہ تمہارے نمائندے ہوتے ہیں۔

(دارقطنی - بیہقی - معارف الحدیث)

حضرت ابوسعود انصاریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کی امامت وہ شخص کرے جو ان میں سب سے زیادہ کتاب اللہ کا پڑھنے والا ہو یعنی جو شخص کتاب اللہ کا علم اور اس سے تعلق سب سے زیادہ رکھتا ہو اور اگر اس میں سب یکساں ہوں تو پھر وہ شخص امامت کرے جو شریعت و سنت کا زیادہ علم رکھتا ہو۔ اور اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو وہ جس نے پہلے ہجرت کی ہو۔ اور اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو پھر وہ شخص امامت کرے جو سن (عمر) کے لحاظ سے مقدم ہو اور کوئی آدمی دوسرے آدمی کے حلقہ سیادت و حکومت میں اس کا امام نہ بنے (یعنی اس حلقہ کے امام کے پیچھے مقتدی

بن کر نماز پڑھے) ہاں اگر وہ خود ہی اصرار کرے تو دوسری بات ہے۔

(صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جماعت کی امامت کرے اس کو چاہئے کہ خدا سے ڈرے اور یقین رکھے کہ وہ مقتدیوں کی نماز کا بھی ضامن یعنی ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں بھی سوال ہوگا اگر اس نے اچھی نماز پڑھائی تو پیچھے نماز پڑھنے والے سب مقتدیوں کے مجموعی ثواب کے برابر اس کو ثواب ملے گا بغیر اس کے کہ مقتدیوں کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے اور نماز میں جو نقص اور قصور ہوگا اس کا بوجھ تنہا امام پر ہوگا۔ (معجم اوسط الطبری۔ معارف الحدیث)

مقتدیوں کی رعایت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : جب تم میں سے کوئی لوگوں کا امام بن کر نماز پڑھائے تو چاہئے کہ ہلکی نماز پڑھائے (یعنی زیادہ طول نہ دے) کیونکہ مقتدیوں میں بہا رہی ہوتے ہیں اور کمزور بھی اور بوڑھے بھی (جن کے لئے طویل نماز باعث زحمت ہو سکتی ہے) اور جب تم میں سے کسی کو اکیلے نماز پڑھنی ہو تو جتنی چاہے طویل پڑھے۔

(معارف الحدیث۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

دعا میں اخفا

بعض علماء فرماتے ہیں کہ ذکر اور دعا کے تمام اقسام میں افضل اخفا ہے یعنی آہستہ پڑھنا ہے خواہ امام ہو یا منفرد اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جہر

فرمایا تعلیم امت کے لئے تھا۔

اور اگر کسی جگہ امام جہر و اعلان میں مصلحت دیکھے اور تعلیم و اعلام مقصود ہو تو درست ہے بلکہ مستحسن ہے۔
(مدارج النبوة)

مقتدی کو ہدایت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نماز کو آؤ اور ہم سجدے میں ہوں تو تم سجدے میں شریک ہو جاؤ اور اس کو کچھ شمار نہ کرو اور جس نے امام کے ساتھ رکوع پالیا، اس نے نماز (یعنی نماز کی وہ رکعت) پائی۔ (سنن ابی داؤد۔ ستارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ امام اس لئے بنایا گیا ہے کہ مقتدی لوگ اسکی اتباع و اقتداء کریں۔ لہذا جب امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب وقراءت کرے تو تم خاموشی سے کان لگا کر سنو۔ (سنن ابی داؤد نسائی، سنن ابن ماجہ ستارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! امام پر سبقت نہ کرو (بلکہ اس کی اتباع اور پیروی کرو) جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب وقراءت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ لا الضالین کہے تو تم آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو۔
(صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ ستارف الحدیث)

جماعت میں شرکت

حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے تو اچانک آپ نے لوگوں کے دوڑنے کی آواز سنی تو جب نماز پڑھ چکے فرمایا کیا بات تھی؟ انہوں نے کہا ہم نے نماز کی طرف آنے میں جلدی کی فرمایا (ایسا) مت کرو، جب تم نماز کو آؤ تو اطمینان اختیار کرو پس جتنی پاؤں پڑھ لو اور جتنی تم سے چھوٹ جائے اسے پورا کرلو۔ (بخاری)

نماز میں حدیث

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ تم میں سے جب کسی کا نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو وہ اپنی ناک کو پکڑ لے (تاکہ لوگ سمجھیں کہ تسکیر پھوٹی ہے) اور وضو کو چلا جائے۔ (مشکوٰۃ)

امام سے پہلے سجدہ سے سراٹھانا

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا نہیں ڈرتا وہ شخص جو امام سے پہلے (سجدہ سے) اپنا سراٹھا لیتا ہے اس سے کہ خداوند تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے۔ (مشکوٰۃ۔ بخاری و مسلم)

استنجا کی حاجت

حضرت عبداللہ بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے جب جماعت کھڑی ہو جائے اور تم میں سے کسی کو استنجے کا تقاضہ ہو تو اس کو چاہئے کہ پہلے استنجے سے فارغ ہو۔

(جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

صف بندی

صف کی درستی کا اہتمام

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری صفوں کو اس قدر سیدھا اور برابر کرتے تھے کہ گویا ان کے ذریعے تیروں کو سیدھا کریں گے یہاں تک کہ آپ کو خیال ہو گیا کہ اب ہم لوگ سمجھ گئے (کہ ہم کو کس طرح برابر کھڑا ہونا چاہئے) اس کے بعد ایک دن ایسا ہوا کہ آپ باہر تشریف لائے اور نماز پڑھانے کے لئے اپنی جگہ پر کھڑے بھی ہو گئے یہاں تک کہ قریب تھا کہ آپ تکبیر کہہ کر نماز شروع فرمادیں کہ آپ کی نگاہ ایک شخص پر پڑی جس کا سینہ صف سے کچھ آگے نکلا ہوا تھا تو آپؐ نے فرمایا :

”اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو سیدھا اور بالکل برابر کرو

ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے رخ ایک دوسرے کے مخالف

کر دے گا۔“ (صحیح مسلم - معارف الحدیث)

حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں (یعنی نماز کیلئے جماعت کھڑے ہونے کے وقت) ہمیں برابر کرنے کیلئے ہمارے مونڈھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے تھے برابر برابر ہو جاؤ اور مختلف (یعنی آگے پیچھے) نہ ہو کہ خدا نکر وہ، اسکی سزا کی پاداش میں تمہارے قلوب باہم مختلف ہو جائیں (اور فرماتے تھے کہ) تم میں سے جو دانشمند اور سمجھدار ہیں وہ میرے قریب ہوں انکے بعد وہ لوگ ہوں جنکا درجہ اس صفت میں انکے قریب ہو اور انکے بعد وہ لوگ جنکا درجہ انکے قریب ہو۔ (صحیح مسلم - معارف الحدیث)

صف کی ترتیب

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے لوگوں سے کہا میں تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کا حال بیان کروں؟ پھر بیان کیا کہ آپ نے نماز قائم فرمائی۔ پہلے آپ نے مردوں کو صف بستہ کیا ان کے پیچھے بچوں کی صف بنائی پھر آپ نے ان کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد فرمایا کہ یہی طریقہ ہے میری امت کی نماز کا۔ (سنن ابی داؤد۔ ستارف الحدیث)

امام کا وسط میں ہونا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگو! امام کو اپنے وسط میں (یعنی اس طرح صف بناؤ کہ امام وسط میں ہو) اور صفوں میں جو خلا ہو اس کو پر کرو۔ (سنن ابی داؤد۔ ستارف الحدیث)

ایک یا دو مقتدیوں کی جگہ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوئے (یعنی آپ نے نماز شروع فرمائی) اتنے میں میں آگیا اور (نیت کر کے) آپ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے پیچھے کی جانب سے مجھے گھما کر اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا۔ پھر اتنے میں جبار بن صحزہؓ آگئے وہ نیت کر کے آپ کے بائیں جانب کھڑے ہو گئے تو آپ نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کر پیچھے کی جانب کر دیا اور پیچھے کھڑا کر لیا۔ (صحیح مسلم۔ ستارف الحدیث)

مسجد کے متعلق احکام

مسجد جاتے وقت مندرجہ ذیل سنتوں کا خیال رکھیں اور یہ پانچوں وقت خیال رکھنا ہوگا۔

- ۱۔ ہر نماز کے لئے با وضو ہو کر گھر سے چلنا۔ (بخاری)
- ۲۔ گھر سے چلتے وقت نماز پڑھنے کی نیت سے چلنا یعنی اصل اور مقدم نیت نماز پڑھنے کی کرنی چاہئے۔ (بخاری)
- ۳۔ اذان سن کر نماز کے لئے اس طرح دنیوی مشاغل کو ترک کر دینا گویا ان کاموں سے کوئی سروکار ہی نہیں ہے۔ (نضر المہیب۔ زندی)
- ۴۔ گھر سے باہر آ کر یہ دعا پڑھتے ہوئے چلے بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ (زندی)
- ۵۔ راستہ میں چلتے ہوئے یہ دعا پڑھنا بھی احادیث میں ہے۔ ستر ہزار فرشتے اس کے پڑھنے والے کے لئے دعا کرتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْكَ وَبِحَقِّ مَنْ شَآءَ
هَذَا اَقْبَانِیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشْرًا وَلَا بَطَرًا
وَلَا رِبَاً وَلَا سُمْعَةً وَخَرَجْتُ اِلَیْكَ سَخَطًا وَابْتِغَاءَ
مَرْضَاتِكَ وَاسْأَلُكَ اَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ اِنْ تَنْصِرَنِیْ
ذُنُوْبِیْ فَاِنَّهُ لَا یُعْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

ترجمہ : ”اے اللہ اس حق سے کہ جو سوال کرنے والوں کو تیری جناب میں حاصل ہے اور اس حق سے کہ جو تیری عبادت کرنے والوں کو تیری جناب سے ہے

عرض کرتا ہوں کہ میں نے کسی تکبر یا تمکنت کے جذبے
یا دکھاوے کی غرض سے قدم باہر نہیں نکالا بلکہ تیری
بارائگی کے خوف سے اور تیری رضا کی جستجو میں چلا ہوں
اور تجھ ہی سے التجا کرتا ہوں کہ مجھے آگ کے عذاب
سے پناہ دیدے۔ میرے گناہ معاف فرما دے تیرے
سوا اب کوئی نہیں جو گناہ معاف کر سکے۔ (ابن ماجہ)

۲۔ نماز پڑھنے کے لئے چلے تو باوقار ہو کر قدرے چھوٹے قدم رکھتا
ہو اچلے کہ یہ نشان قدم لکھے جاتے ہیں اور ہر قدم پر ثواب ملتا
ہے۔ (الترغیب)

۷۔ مسجد میں داخل ہونے لگے تو پہلے بائیں پاؤں جوتے میں سے
نکال کر بائیں جوتے پر رکھ لے اور داہنے پاؤں جوتے سے نکال
کر اول دایاں پاؤں مسجد میں رکھے۔

۸۔ بلا ضرورت شدیدہ دنیوی باتیں نہ کریں۔ لوگ نماز پڑھ رہے
ہوں تو تلاوت اور ذکر آہستہ کریں۔ قبلہ رو نہ تھوکیں نہ قبلہ رو
پاؤں پھیلائیں نہ گانا گائیں نہ باہر گم ہو جانے والی چیزوں کو
مسجد میں تلاش کریں نہ اس کا اعلان کریں۔ بدن کپڑے یا
اور کسی چیز سے کھیل نہ کریں۔ انگلیوں میں انگلیاں نہ ڈالیں۔
الغرض مسجد کے احترام کے خلاف کوئی کام نہ کریں۔

(طبرانی۔ مسند امام احمد)

۹۔ تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھنے کا اہتمام رکھیں۔ ہمیشہ جماعت

کے ساتھ نماز ادا کرنے کا اہتمام رکھیں۔ (مسلم)

۱۰۔ جب جماعت کھڑی ہونے لگے تو تکبیر ہونے سے پہلے صفوں کو سیدھا کریں اس کے بعد تکبیر کہی جائے۔

۱۱۔ ہمیشہ جہاں تک ممکن ہو اگلی صف میں جا کر بیٹھیں۔ امام کے بالکل پیچھے یا دائیں طرف ورنہ بائیں طرف۔ اگلی صف میں جگہ نہ ہو تو اسی ترتیب سے دوسری پھر تیسری صف بنا کر بیٹھیں۔ الغرض جب تک اگلی کسی صف میں جگہ ملتی ہو تو پیچھے نہ بیٹھیں۔ (مسلم ابوداؤد)

۱۲۔ صفوں کو بالکل سیدھا رکھیں۔ مل کر کھڑے ہوں۔ درمیان میں خالی جگہ نہ چھوڑیں کندھے اور گتھے ایک دوسرے کے بالقابل ہوں۔ (صحاح)

۱۳۔ ہر نماز کو اس طرح خشوع و خضوع سے ادا کریں۔ گویا یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے۔ (الترغیب)

۱۴۔ نماز میں دل بھی اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا ہوا ہو اور اعضاء بدن بھی سکون میں ہوں۔ (ابوداؤد نسائی) آنکھیں کھول کر نماز ادا کریں آنکھیں بند کرنا خلاف سنت ہے۔ (مدارج النبوة)

۱۵۔ فجر کے فرضوں کے بعد تھوڑی دیر ذکر الہی میں مشغول ہونا۔ (الترغیب)

۱۶۔ پانچوں وقت میں نماز سے فارغ ہو کر جب تک نمازی اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہتا ہے اس کے لئے فرشتے برابر دعائے مغفرت و دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔ (الترغیب)

۱۷۔ نماز فجر سے فارغ ہو کر اشراق کے وقت تک ذکر الہی میں مشغول رہنا۔
(ترمذی)

۱۸۔ جب تک نمازی جماعت کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں ان کو برابر نماز پڑھنے کا ثواب ملتا رہتا ہے۔
(بخاری شریف)

سنتوں اور فرضوں کے درمیان کوئی ذکر تسبیح یا درود وغیرہ جاری رکھیں تو مزید ثواب کے مستحق ہوں گے۔ فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان ایک تسبیح سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ اور ایک تسبیح سُبْحَانَ اللَّهِ الْاَحْمَدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ اَكْبَرُ کی پڑھ لیں تو بہت ثواب ہوتا ہے۔

ماہِ صیام رمضان المبارک

رمضان المبارک کا خطبہ

روزے کی فضیلت

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو ایک خطبہ دیا۔ اس میں آپ نے فرمایا : اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ لگن ہو رہا ہے اس مہینہ کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس مہینہ کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہ الہی میں کھڑے ہونے (یعنی نماز تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل ادا کرے گا) تو دوسرے زمانہ کے فرضوں کے برابر اس کو ثواب ملے گا اور اس مہینہ میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے جس نے اس مہینہ میں کسی روزہ دار کو (اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لئے) افطار کرایا تو اس کے لئے گناہوں کی مغفرت اور آتش روزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ آپ سے عرض کیا گیا

کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا (تو کیا غربا و عساکر عظیم ثواب سے محروم رہیں گے) آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا پانی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرادے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے آگے ارشاد فرمایا کہ) اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلا دے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض کوثر سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی تا آنکہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔

(اس کے بعد آپؐ نے فرمایا) اس ماہ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آتش روزخ سے آزادی ہے (اس کے بعد آپؐ نے فرمایا) اور جو آدمی اس مہینہ میں اپنے غلام و خادم کے کام میں تخفیف و کمی کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا اور اسے روزخ سے رہائی اور آزادی دے گا۔ (شعب الایمان للبخاری - معارف الحدیث)

روزہ میں احتساب

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ رمضان کے روزے، ایمان و احتساب کے ساتھ رکھیں گے ان کے سب گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور ایسے ہی جو لوگ ایمان و احتساب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں نوافل (تراویح و تہجد) پڑھیں گے ان کے بھی سارے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اسی طرح جو لوگ شب قدر میں ایمان و احتساب کے ساتھ نوافل پڑھیں گے ان کے بھی سارے

پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

روزہ کی برکت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روزہ رکھا کرو و تندرست رہا کرو گے (طبرانی) اور روزہ سے جس طرح ظاہری و باطنی مضرت زائل ہوتی ہے اسی طرح اس سے ظاہری و باطنی مسرت حاصل ہوتی ہے۔

روزہ کی اہمیت

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب رمضان المبارک کا عشرہ اخیرہ شروع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمر کس لیتے اور شب بیداری کرتے (یعنی پوری رات عبادت اور ذکر و دعا میں مشغول رہتے) اور اپنے گھر کے لوگوں (یعنی ازواج مطہرات اور دوسرے متعلقین) کو بھی جگا دیتے (تاکہ وہ بھی ان راتوں کی برکتوں اور سعادتوں میں حصہ لیں)۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

روزہ چھوڑنے کا نقصان

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی سفر وغیرہ کی شرعی رخصت کے بغیر اور بیماری جیسے کسی عذر کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑے گا وہ اگر اس کے بجائے عمر بھر بھی

روزے رکھے تو جو چیز فوت ہو گئی وہ پوری ادا نہیں ہو سکتی۔

(مسند احمد - معارف المدینہ)

رویت ہلال

رویت ہلال کی تحقیق اور شہادت کی شہادت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت یہ تھی کہ جب تک رویت ہلال کا ثبوت نہ ہو جائے یا کوئی عینی گواہ نہ مل جائے آپ روزے شروع نہ کرتے جیسا کہ آپ نے ابن عمرؓ کی شہادت قبول کر کے روزہ رکھا۔ (زاد المعاد)

اور آپ بادل کے دن کا روزہ نہیں رکھتے تھے نہ آپ نے اس کا حکم دیا بلکہ فرمایا جب بادل ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کئے جائیں۔ (زاد المعاد)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ چھوڑو اور اگر (۲۹ تاریخ کو) چاند دکھائی نہ دے تو شعبان کی تیس کی گنتی پوری کرو۔ (صحیح بخاری و مسلم - معارف المدینہ)

سحری

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ سحری میں برکت ہے اسے ہرگز نہ چھوڑو۔ اگر کچھ نہیں تو اس وقت پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لیا جائے کیونکہ سحر میں کھانے پینے والوں پر اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے اور فرشتے ان کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں۔ (مسند احمد - معارف المدینہ)

افطار

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنے بندوں میں مجھے وہ بندہ زیادہ محبوب ہے جو روزہ کے افطار میں جلدی کرے (یعنی غروب آفتاب کے بعد بالکل دیر نہ کرے)۔ (معارف اللہ ہیٹ - جامع ترمذی)

حضرت سلمان بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ کھجور سے افطار کرے اور اگر کھجور نہ پائے تو پھر پانی ہی سے افطار کرے اس لئے کہ پانی کو اللہ تعالیٰ نے طہور بنایا ہے۔ (مسند احمد - ابی داؤد - جامع ترمذی - ابن ماجہ - معارف اللہ ہیٹ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغرب کی نماز سے پہلے چند تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے تھے اور اگر تر کھجوریں بروقت موجود نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے افطار فرماتے تھے اور اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی پی لیتے تھے۔

(جامع ترمذی - معارف اللہ ہیٹ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب افطار فرماتے تو کہتے تھے :

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ

وَتَبَّتْ الرِّجْءُ اِنْشَاءً لِلَّهِ ط (سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

معاذ بن زہرہؓ تابعی سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب روزہ افطار فرماتے تھے تو کہتے

تھے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَيْكَ رُفِقْتُ اَفْطَرْتُكَ (سنن ابوداؤد، معارف الحدیث)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزے دار کی ایک بھی دعا افطار کے وقت مسترد نہیں ہوتی۔

(ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

تراویح

اکثر علماء اس بات پر متفق ہیں کہ تراویح کے مسنون ہونے پر اہلسنت والجماعت کا اجماع ہے۔ ائمہ اربعہ یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ان سب حضرات کی فقہ کی کتابوں میں اس کی تصریح ہے کہ تراویح کی بیس رکعات سنت مؤکدہ ہیں۔ (خصائل نبوی)

قرآن مجید کا سننا

رمضان شریف میں قرآن مجید کا ایک مرتبہ ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ اگر کسی عذر سے اس کا اندیشہ ہو کہ مقتدی تحمل نہ کر سکیں گے تو پھر الم ترکیف سے اخیر تک دس سورتیں پڑھ دی جائیں ہر رکعت میں ایک سورت ہو۔ پھر دس رکعت پوری ہونے پر پھر انہیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ دے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔ (بہشتی کوہر)

تراویح پورے مہینہ پڑھنا

تراویح کا رمضان المبارک کے پورے مہینہ میں پڑھنا سنت ہے۔ اگرچہ قرآن مجید مہینہ ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے۔ مثلاً پندرہ روز میں پورا

قرآن مجید پڑھ لیا جائے تو باقی دنوں میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

تراویح میں جماعت

تراویح میں جماعت سنت مؤکدہ ہے اگرچہ ایک قرآن مجید جماعت کے ساتھ ختم ہو چکا ہو۔

تراویح دو دو رکعت کر کے پڑھنا

تراویح دو دو رکعت کر کے پڑھنا چاہئے۔ چار رکعت کے بعد اس قدر توقف کرنا چاہئے جس قدر وقت نماز میں صرف ہوا ہے لیکن مقتدیوں کی رعایت کرتے ہوئے وقت کم بھی کیا جاسکتا ہے۔ (بہشتی گوہر)

تراویح کی اہمیت

رمضان المبارک میں تراویح کی نماز بھی سنت مؤکدہ ہے، اس کا چھوڑ دینا اور نہ پڑھنا گناہ ہے (عورتیں اکثر تراویح کی نماز کو چھوڑ دیتی ہیں) ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئے۔

عشاء کے فرض اور سنتوں کے بعد بیس (۲۰) رکعت نماز تراویح پڑھے۔ جب بیس رکعت تراویح پڑھ چکے تو اس کے بعد وتر پڑھے۔ (بہشتی زیور)

تراویح کی بیس رکعتوں پر حدیث

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
أَنَّهُ قَالَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رمضان میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

(مجمع الرواۃ۔ ص ۱۷۲۔ ج ۳۔ بحوالہ طبرانی)

(اگرچہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ضعیف ہے لیکن چونکہ

صحابہ کرامؓ اور تابعین کا مسلسل تعامل اس پر رہا ہے اس لئے محدثین اور فقہاء کے اصول کے مطابق یہ حدیث مقبول ہے)

حضرت سائب بن یزیدؓ اور یزید بن رومانؓ سے روایت ہے کہ

حضرت عمرؓ کے زمانے میں صحابہ کرامؓ بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔

(۲۱ راسنن۔ ص ۳۹۳۔ بحوالہ موطا امام مالکؒ و بیہقی)

تراویح کے درمیان

تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد جو ذکر مشہور ہے وہ کسی روایت

حدیث میں نہیں ملتا۔ البتہ علامہ شامی نے قہستانی اور بیہقی کے حوالہ سے نقل

کیا ہے کہ ہر ترویج کے بعد یہ ذکر کیا جائے :

سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ ط سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ
وَالْعَظَمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبَرِيَّاءِ وَالْجَبَرُوتِ ط سُبْحَانَ
الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ ط سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ
الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نَسْتَغْفِرُ اللَّهَ
وَنَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ ط (رشامی ص ۶۶۱ ج ۱)

ترجمہ : ”میں پاکی بیان کرتا ہوں عالم اجسام اور عالم

ارواح والے کی پاک ہے عزت و عظمت والا اور قدرت

اور برائی اور غلبہ والا پاک ہے وہ بارشاہ جو زندہ ہے مرنے

نہیں ہے۔ بڑا پاک ہے نہایت پاک ہے فرشتوں اور
روح کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم اللہ
تعالیٰ سے مغفرت چاہتے ہیں اور (اے اللہ) ہم آپ
سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور دوزخ سے پناہ چاہتے ہیں۔

رمضان المبارک کی راتوں میں قیام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے
رمضان کے روزوں کو فرض فرمایا اور میں نے رمضان کی شب بیداری کو (تراویح
میں تلاوت قرآن پڑھنے سننے کے لئے)، تمہارے واسطے (اللہ تعالیٰ کے حکم
سے) سنت بنایا (کہ موکدہ ہونے کے سبب وہ بھی ضروری ہے) جو شخص ایمان
کے ساتھ اور ثواب کے اعتقاد سے رمضان کا روزہ رکھے اور رمضان کی شب
بیداری کرے وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح نکل جائے گا جس دن اس
کو اس کی ماں نے جنا تھا۔ (نہائی۔ بیوۃ السلسلین)

اعتکاف

احادیث صحیحہ میں منقول ہے کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ
آتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مسجد میں ایک جگہ مخصوص کر دی جاتی
اور وہاں کوئی پردہ چٹائی وغیرہ کا ڈال دیا جاتا یا کوئی چھوٹا سا خیمہ نصب ہوتا۔
رمضان کی بیسویں تاریخ کو فجر کی نماز کے لئے آپ مسجد میں تشریف
لے جاتے تھے اور عید کا چاند دیکھ کر وہاں سے باہر تشریف لاتے تھے۔

(سحارف الحدیث)

جس نے رمضان کے آخری عشرہ میں دس دن کا اعتکاف کیا تو وہ اعتکاف مثل روج اور دو عمروں کا ہوگا (یعنی اتنا ثواب ملے گا)۔

(بخاری - معارف الحدیث)

مستحبات اعتکاف

- نیک اور اچھی باتیں کرنا
- قرآن شریف کی تلاوت کرنا
- روو شریف کا ور در کھنا
- علوم دینیہ کا پڑھنا پڑھانا
- وعظ و نصیحت کرنا
- نماز بیجا نہ والی مسجد میں اعتکاف کرنا (بخاری زیور)

حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے فرمایا کہ معتکف کے لئے شرعی دستور اور ضابطہ یہ ہے کہ نہ وہ مریض کی عیادت کو جائے اور نہ نماز جنازہ میں شرکت کے لئے باہر نکلے نہ عورت سے مقاربت کرے۔ اور اپنی ضرورتوں کے لئے بھی مسجد سے باہر نہ جائے۔ سوائے ان حوائج کے جو بالکل ناگزیر ہیں (جیسے رفع حاجت۔ میٹاب پاخانہ وغیرہ) اور اعتکاف (روزہ کے ساتھ ہونا چاہئے بغیر روزے کے نہیں)۔ (سنن ابی داؤد - معارف الحدیث)

اعتکاف مسنون

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بالالتزام رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنا احادیث صحیحہ میں منقول ہے۔ اور یہی سنت

مؤكدہ علی الکفایہ ہے کہ بعض کے اعتکاف کر لینے سے سب کی طرف سے کفایت ہو جاتی ہے۔

اعتکاف اور معتکف کے مسنونہ اعمال

- ☆ دس دن کا اعتکاف سنت ہے اس سے کم کا نفل ہے۔
- ☆ عورت کے لئے اپنے مکان میں اعتکاف کرنا سنت ہے۔
- ☆ حالت اعتکاف میں قرآن شریف کی تلاوت یا دوسری دینی کتب کا مطالعہ کرنا بھی پسندیدہ ہے۔ (بہشتی زیور)

شب قدر

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شب قدر کو تلاش کرو رمضان کی آخری دس راتوں کی طاق راتوں میں۔ (صحیح بخاری۔ معارف الحدیث)

شب قدر کی دعا

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے عرض کیا کہ مجھے بتائیے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کون سی رات شب قدر ہے تو میں اس رات اللہ تعالیٰ سے کیا عرض کروں اور کیا دعا مانگوں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ عرض کرو :

اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوفٌ كَرِيمٌ تُجِبُّ الْعَفْوَ فَاغْفِرْ عَنِّي

ترجمہ : اے اللہ آپ معاف کرنے والے ہیں

(اور) کریم ہیں عفو کو پسند کرتے ہیں لہذا مجھ سے درگزر
کر دیجئے۔“ (سارف الحدیث)

رمضان کی آخری رات

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ رمضان کی آخری رات میں آپ کی امت کے لئے مغفرت و بخشش کا
فیصلہ کیا جاتا ہے۔ آپ سے دریافت کیا گیا وہ شب قدر ہوتی ہے؟ آپ نے
فرمایا کہ شب قدر تو نہیں ہوتی لیکن بات یہ ہے کہ عمل کرنے والا جب اپنا عمل پورا
کر دے تو اس کو پوری اجر مل جاتی ہے۔ (مسند احمد۔ سارف الحدیث)

صدقہ فطر

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ المکرمہ کے کئی کوچوں میں منادی کر
دے کہ صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام چھوٹا
ہو یا بڑا۔ دو مد (تقریباً دو سیر) گیہوں کے یا اس کے سوا ایک صاع (ساڑھے
تین سیر سے کچھ زائد) غلہ کا۔ (ترمذی)

خوشی منانا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم سال میں دو دن
خوشی منایا کرتے تھے، اب اللہ تعالیٰ نے ان سے بہتر تم کو دو دن عطا فرمائے ہیں،
عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ اور ارشاد فرمایا کہ یہ ایام کھانے پینے اور باہم خوشی کا لطف

اٹھائے اور خدا کو یاد کرنے کے ہیں۔ (شرح معانی الآثار)

رمضان المبارک کے علاوہ

دوسرے ایام کے روزے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریفہ روزے بہت رکھنے کی تھی۔ کبھی کبھی آپ مسلسل کئی دن روزے رکھتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول (روزے کے معاملہ میں) بھی عجیب والا تھا کہ مصالح و مفاید کے تحت خاص خاص ایام کے روزے رکھتے اور بہا اوقات افطار فرماتے۔ (شرح شائل ترمذی)

حضرت عبداللہ بن شقیقؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا انہوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی متواتر روزے رکھتے تھے اور ہمارا خیال ہوتا تھا کہ اس ماہ میں افطار ہی نہیں فرمائیں گے اور کبھی ایسا مسلسل افطار فرماتے تھے کہ ہمارا خیال ہوتا کہ اس ماہ میں روزہ ہی نہ رکھیں گے۔ لیکن مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد سے رمضان المبارک کے علاوہ کسی ماہ تمام ماہ کے روزے نہیں رکھے۔ (ایسے ہی کسی ماہ کو کامل افطار میں گزار دیا ہو یہ بھی نہیں کیا)۔ (ابوداؤد - شائل ترمذی)

ہر ماہ تین روزے

حضرت معاذہؓ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر ماہ میں تین روزے رکھتے تھے انہوں نے فرمایا، رکھتے تھے۔ میں نے مکرر پوچھا کہ مہینہ کے کن ایام میں رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اس کا اہتمام نہ تھا جن ایام میں موقع ہوتا رکھ لیتے۔ (شمائل ترمذی)

دوشنبہ، پنجشنبہ کے روزے

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوشنبہ اور پنج شنبہ کے دن حق تعالیٰ شانہ کی عالی بارگاہ میں اعمال پیش ہوتے ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میرے اعمال روزہ کی حالت میں پیش ہوں۔ (شمائل ترمذی)

مسلل روزے رکھنے کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (میرے کثرت عبادات، نماز روزہ کے متعلق علم ہونے پر) مجھ سے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو بلکہ کبھی روزہ رکھا کرو اور کبھی افطار۔ اسی طرح رات کو نماز بھی پڑھا کرو اور سویا بھی کرو۔ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے (کہ رات بھر جاگنے سے ضعیف ہو جاتی ہیں) تمہاری بیوی کا بھی حق ہے، اولاد کا بھی حق ہے اور ملنے والوں کا بھی حق ہے۔ (شمائل ترمذی)

شوال کے چھ روزے

حضرت ابویوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد ماہ شوال میں

چھ نفلی روزے رکھے تو اس کا یہ عمل ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہوگا۔

(صحیح مسلم - معارف الحدیث)

خاص روزے

حضرت حصہؓ سے روایت ہے کہ چار چیزیں وہ ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی نہیں چھوڑتے تھے :

- ۱۔ عاشورہ کا روزہ
- ۲۔ عشرہ ذی الحجہ یعنی یکم ذی الحجہ سے یوم عرفہ نویں ذی الحجہ تک کے روزے۔
- ۳۔ ہرمینہ کے تین روزے اور
- ۴۔ قبل فجر کی دو رکعتیں۔ (سنن نسائی - معارف الحدیث)

ایام بیض کے روزے

حضرت قتادہ بن ملحانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں کو حکم فرماتے تھے کہ ہم ایام بیض یعنی مہینہ کی تیرہویں، چودھویں، پندرہویں کو روزے رکھا کریں اور فرماتے تھے کہ مہینہ کے ان تین دنوں کے روزے رکھنا اجر و ثواب کے لحاظ سے ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے۔

(سنن ابی داؤد و نسائی - معارف الحدیث)

عشرہ ذی الحجہ کے روزے

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب دنوں میں سے کسی دن میں بھی بندے کا عبادت کرنا اللہ

تعالیٰ کو اتنا محبوب نہیں جتنا کہ عشرہ ذی الحجہ میں محبوب ہے (یعنی ان دنوں کی عبادت اللہ تعالیٰ کو دوسرے تمام دنوں سے زیادہ محبوب ہے) اس عشرہ کے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی ہر رات کے نوافل شب قدر کے نوافل کے برابر ہے۔ (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

پندرہویں شعبان کا روزہ

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کی پندرہویں رات آئے تو اس رات میں آفتاب غروب ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی اور رحمت پہلے آسمان پر اتر آتی ہے اور وہ ارشاد فرماتا ہے : کوئی بندہ ہے جو مجھ سے مغفرت اور بخشش طلب کرے اور میں اس کی مغفرت کا فیصلہ کروں، کوئی بندہ ہے جو روزی مانگے اور میں اس کو روزی دینے کا فیصلہ کروں، کوئی مبتلائے مصیبت بندہ ہے جو مجھ سے صحت و عافیت کا سوال کرے اور میں اس کو عافیت عطا کروں۔ اسی طرح مختلف قسم کے حاجت مندوں کو اللہ تعالیٰ پکارتے ہیں کہ وہ اس وقت مجھ سے اپنی حاجتیں مانگیں اور میں عطا کروں۔ غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق تک اللہ تعالیٰ کی رحمت اسی طرح اپنے بندوں کو اس رات میں پکارتی رہتی ہے۔

(سنن ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

پیر و جمعرات کا روزہ

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر اور جمعرات کے روزے رکھا کرتے تھے۔

(جامع ترمذی۔ سنن ابی۔ معارف الحدیث)

یوم عاشورہ کا روزہ

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم عاشورہ میں روزہ رکھنا اپنا معمول بنالیا اور مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا۔ تو بعض اصحاب نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس دن کو یہود و نصاریٰ بڑے دن کی حیثیت سے مناتے ہیں (اور خاص اس دن ہمارے روزہ رکھنے سے ان کے ساتھ اشتراک و تائبہ والی بات باقی نہ رہے؟) تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ: انشاء اللہ تعالیٰ جب اگلا سال آئے گا تو ہم نویں کو بھی روزہ رکھیں گے۔ عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں لیکن اگلے سال کا ماہ محرم آنے سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات واقع ہو گئی۔

(صحیح مسلم - ستارف الحدیث)

صوم وصال

صوم وصال پر آپؐ کا عمل لیکن صحابہ کو ممانعت

آپؐ رمضان شریف میں کثرت سے کئی اقسام کی عبادتیں کرتے۔ چنانچہ رمضان مبارک میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے آپؐ قرآن مجید کی منزلوں کی تکرار کرتے۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات ہوتی تو آپؐ تیز ہوا سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ سخاوت کرتے۔ آپؐ تمام لوگوں سے بہت زیادہ سختی تھے لیکن رمضان میں تو صدقات اور احسان، تلاوت قرآن مجید، نماز، ذکر اور اعتکاف میں از حد اضافہ ہو جاتا اور دوسرے مہینوں کی نسبت

رمضان المبارک کے مہینہ کو عبادت کیلئے مخصوص فرمالتے یہاں تک کہ بعض اوقات آپ صوم وصال (مسلل روزہ رکھتے) تاکہ آپ ہر وقت اپنے پروردگار کی عبادت میں مصروف رہ سکیں لیکن آپ صحابہ کرام کو صوم وصال سے منع فرماتے تھے۔ (زاد المعاد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کی بعض راتوں میں پندرہ روزے رکھتے بغیر اس کے کہ کھائیں یا پیئیں اور افطار کریں۔ اور صحابہ کرام کو رحمت و شفقت اور دوراندیشی کے لحاظ سے اس امر سے منع فرماتے اور ناپسند کرتے جیسا کہ امام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صوم وصال سے منع فرمایا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے :

لَا تَصُومُوا صَوْمَ رَسُولِ اللَّهِ (صوم وصال نہ رکھو) (مدارج النبوة)

تو صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب آپ صوم وصال رکھتے ہیں تو ہمیں کیوں منع فرماتے ہیں باوجودیکہ ہم حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی متابعت کی تمنا رکھتے ہیں تو فرمایا لَسْتُ كَأَخِيكُمْ فِي صَوْمٍ مِنْكُمْ میں تم میں سے کسی کے مانند نہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ أَيْحُمِّشَلِيَّ تَمَّ مِنْ سَبْعِينَ كُونِ مِثْلِي مَثَلٌ ہے اِنِّي أَبَيْتُ عِنْدَكَ فِيَّ میں اپنے رب کے حضور شب باشی کرنا ہوں کیونکہ وہ میرا پالنے والا اور تربیت فرمایا ہوا ہے يَطْعِمُنِي وَيَسْقِيْنِي وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور ایک روایت میں ہے وہ کھلانے اور پلانے والا ہے جو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے (اور محققین کے نزدیک اس سے مراد مختار یہ ہے کہ غذائے روحانی مراد ہے) واللہ اعلم بحقیقۃ الحال امام اعظم بھی صوم وصال کو ناجائز

قرار دیتے ہیں۔ (مدارج النبوة)

عیدین کے اعمال مسنونہ

۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دونوں عیدوں میں غسل کرنا ثابت ہے۔ حضرت خالد بن سعد سے مروی ہے کہ آپ کی عادت کریمہ تھی کہ عید الفطر، یوم النحر، یوم عرفہ میں غسل فرمایا کرتے تھے۔

۲۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کے دن خوبصورت اور عمدہ لباس زیب تن فرماتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی سبز و سرخ دھار پیدار چادر شریف اوڑھتے تھے۔ یہ چادر یمن کی ہوتی جسے بریمانی کہا جاتا ہے، وہ یہی چادر ہے۔

عید کے لئے زیب و زینت کرنا مستحب ہے مگر لباس شروع ہو۔ (مدارج النبوة)

۳۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت کریمہ یہ تھی کہ روز عید الفطر، عید گاہ جانے سے پہلے چند کھجوریں تناول فرماتے تھے، ان کی تعداد طاق ہوتی یعنی تین پانچ سات وغیرہ۔ (بخاری۔ طبرانی)

۴۔ عید الاضحیٰ کے دن نماز سے واپس آنے سے پہلے کچھ نہ کھاتے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ عید الفطر کو بغیر کچھ کھائے نہ نکلتے اور عید الاضحیٰ کو بغیر کچھ کھائے نہ نکلتے جب تک کہ نماز عید نہ پڑھ لیتے اور قربانی نہ کر لیتے نہ کھاتے۔ پھر اپنی قربانی کے گوشت میں سے کچھ تناول فرماتے۔

(جامع ترمذی۔ ابن ماجہ۔ مدارج النبوة)

عید گاہ

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ نماز عید، عید گاہ

(میدان) میں ادا فرماتے تھے۔ (مسلم و بخاری)

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز عید کے لئے میدان میں ٹکٹا مسجد میں نماز ادا کرنے سے افضل ہے اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود اس فضل و شرف کے جو آپ کی مسجد شریف کو حاصل ہے، نماز عید کے لئے عید گاہ (میدان) میں باہر تشریف لے جاتے تھے لیکن اگر کوئی عذر (لاحق) ہو تو نماز عید مسجد میں بھی جائز ہے۔ (ابوداؤد۔ مدارج النبوة)

۲۔ عیدین میں بکثرت تکبیر کہنا سنت ہے۔ (طبرانی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اپنی عیدوں کو بکثرت تکبیر سے مزین کرو۔ (طبرانی)

۷۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید گاہ تک پا چادہ تشریف لے جاتے (سنن ابن ماجہ) اور اس پر عمل کرنا سنت ہے۔ بعض علماء نے مستحب کہا ہے۔

۸۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عید الفطر میں تاخیر فرماتے اور نماز عید الاضحیٰ کو جلد تر پڑھتے۔ (مدارج النبوة۔ مشرقی)

۹۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عید گاہ میں پہنچ جاتے تو فوراً نماز شروع فرماتے نذا ان، نہ اقامت اور نہ الصلوٰۃ جامعۃ وغیرہ کی نداء کچھ نہ ہوتا۔

۱۰۔ تکبیرات عیدین میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل میں اختلاف ہے اور مذہب حنفیہ میں مختار یہ ہے کہ تین تکبیریں رکعت اول میں قراءت سے پہلے اور تین تکبیریں دوسری رکعت میں قراءت کے بعد ہیں۔

۱۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس راہ سے عید گاہ تشریف لے جاتے اس راہ سے واپس تشریف نہ لاتے بلکہ دوسرے راستہ سے تشریف

لا تے۔ (بخاری۔ ترمذی۔ مدارج النبوة)

۱۲۔ حضرت ابن عمرؓ اتباع سنت کی شدت کے باعث طلوع شمس سے قبل

گھر سے نہ نکلتے اور گھر سے نکلتے ہی عید گاہ تک تکبیر کہتے رہتے۔ (ابوداؤد۔ زاد المعاد)

۱۳۔ آپؐ اور آپؐ کے صحابہ جب عید گاہ میں پہنچتے تو عید سے قبل کوئی

(نفل وغیرہ) نہ پڑھتے اور نہ بعد میں پڑھتے اور خطبہ سے پہلے نماز شروع کرتے

اس طرح آپؐ عیدین میں دو رکعتیں ادا کرتے۔ (زاد المعاد)

پہلی رکعت میں تکبیریں ختم فرما لیتے تو قراءت شروع فرماتے۔ سورۃ

فاتحہ پھر اسکے بعد سورۃ ق والقرآن المجید ایک رکعت میں پڑھتے اور دوسری رکعت

میں اِقَاتَرَتِ السَّاعَةُ وَالنَّسْفُ انْفُسَ پڑھتے، بسا اوقات آپؐ دو رکعتوں

میں سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الَّذِیْ عَلٰی اَمْرِ هَلْ آتٰكَ حَدِیْثُ الْعَاثِمِیَّةِ

پڑھتے۔ (زاد المعاد)

لیکن یہ سورتیں متعین نہیں۔ دوسری بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔

تذکیر و موعظت

۱۵۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز مکمل فرما لیتے تو فارغ ہونے

کے بعد لوگوں کے مقابل کھڑے ہو جاتے۔ لوگ صفوں میں بیٹھے ہوتے تو آپؐ

ان کے سامنے وعظ کہتے، وصیت کرتے اور امر و نہی فرماتے اور اگر لشکر بھیجنا

چاہتے تو اسی وقت بھیجتے یا کسی بات کا حکم کرنا ہوتا تو حکم فرماتے۔ عید گاہ میں کوئی

منبر نہ تھا (جس پر چڑھ کر وعظ فرماتے ہوں) نہ مدینہ کا منبر یہاں لایا جاتا بلکہ

آپؐ زمین پر کھڑے ہو کر تقریر کرتے۔ (زاد المعاد)

۱۶۔ نیز مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفہ کے دن نویں تاریخ فجر کی نماز سے لے کر ایام تشریق کے آخری دن (تیسرے یوں تاریخ) کی نماز عصر تک اس طرح تکبیریں کہتے :

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ
اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ (زاد المعاد)

نماز عید کی ترکیب

۱۷۔ نماز اس طرح شروع کرے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے امام کی اقتدا میں اللہ اکبر کہتے ہوئے رفع یدین کرے اور ہاتھ باندھ لے۔ پہلی رکعت میں سبحانک اللہم پڑھنے کے بعد قراءت سے پہلے ہاتھ کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے۔ دوسری بار پھر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے، تیسری بار بھی اسی طرح ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہے اور ہاتھ باندھ لے اور قراءت شروع کرے۔ باقی پوری رکعت تمام نمازوں کی طرح ادا کرے۔ دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور قراءت کے بعد امام کی اقتدا میں تین تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کرے اور ہاتھ چھوڑ دے۔ چوتھی بار جب امام اللہ اکبر کہے تو تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلا جائے۔ اس کے بعد باقی نماز عام نمازوں کی طرح پوری کرے۔ (بہشتی گوہر)

۱۸۔ عید کی نماز بغیر اذان و اقامت کے صرف دو رکعت ہے۔ (مسلم)

۱۹۔ عید گاہ میں نماز سے پہلے یا بعد میں نفلوں کا پڑھنا منع ہے۔

۲۰۔ جس کی نماز باجماعت فوت ہو جائے، وہ اکیلا نماز عید نہیں پڑھ سکتا

اس کے لئے جماعت شرط ہے۔ البتہ اگر کئی آدمی ہوں تو دوسری جماعت کر لینا

(بہشتی گوہر)

واجب ہے۔

عید کا خطبہ

۲۱۔ بعد نماز دو خطبے پڑھا اور دونوں خطبوں کے درمیان اتنی دیر بیٹھے جتنی دیر جمعہ کے خطبہ میں ہوتی ہے۔

خطبہ میں تکبیر

۲۲۔ عیدین کے خطبہ میں پہلے تکبیر سے شروع کرے۔ اول خطبہ میں نو مرتبہ اللہ اکبر کہے۔ دوسرے میں سات مرتبہ۔ (بہشتی گوہر)

۲۳۔ عید الفطر میں رامتہ میں چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے۔ اور عید الاضحیٰ میں باواز بلند کہنا چاہئے۔ (بہشتی گوہر)

صدقہ فطر کا وجوب

۲۴۔ ہر مسلمان عاقل آزاد۔ (ہر مرد و عورت) پر واجب ہے جبکہ وہ مالک نصاب ہو یا مساوی مالک نصاب کے ہو۔ خواہ نقدی کی شکل میں یا ضرورت سے زیادہ سامان کی شکل میں ہو یا مال تجارت ہو۔ رہائش کے مکان سے زائد مکان ہو۔ اپنی طرف سے اور اپنے ان مال بالغ بچوں کی طرف سے جو اس کی زیر کفالت ہوں نصف صاع (یعنی پونے دو سیر گیہوں) یا اسکی قیمت ادا کریں۔ صدقہ فطر نماز عید الفطر سے پہلے ادا کرنا سنت ہے۔ (بہشتی گوہر)

مسنون اعمال عید الاضحیٰ

۱۔ عید الاضحیٰ کی رات میں طلب ثواب کے لئے بیدار رہنا اور عبادت

میں مشغول رہنا سنت ہے۔

۲۔ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی صبح سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد جو باجماعت ہو اور مقیم ہونے کی حالت میں ادا کی جائے۔ ایک مرتبہ تکبیرات تشریق بلند آواز سے ادا کرنا واجب ہے۔ مسافر عورت اور مفرد کے لئے بھی بعض علماء کا قول ہے اس لئے اگر کہہ لیں تو بہتر ہے لیکن عورت اگر تکبیر کہے تو آہستہ کہے۔

۳۔ نماز عید الفطر سے پہلے کچھ کھجوریں کھانا اور عید الاضحیٰ میں اگر قربانی کریں تو نماز عید الاضحیٰ سے پہلے کچھ نہ کھانا۔ نماز کے بعد اپنی قربانی کے گوشت میں سے کھانا۔

۴۔ جس کا قربانی کا ارادہ ہو اس کو بقر عید کا چاند یکھنے کے بعد جب تک قربانی نہ کر لے اس وقت تک خطہ نہ بنوانا اور نہ فخن کتر وانا مستحب ہے۔

(بہشتی گوہر)

قربانی پر ثواب

حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ قربانی کیا چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا تمہارے (نسبی یا روحانی) باپ ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے انہیوں نے عرض کیا کہ ہم کو اس میں کیا ملتا ہے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپؐ نے فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی انہیوں نے عرض کیا کہ اگر اون (والا جانور) ہو؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہر اون کے بدلے بھی ایک نیکی۔

(حاکم)

امت کی طرف سے قربانی

حضرت ابو طلحہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک دنبہ کی اپنی طرف سے قربانی کی اور) دوسرے دنبہ کے ذبح میں فرمایا کہ یہ (قربانی) اس کی طرف سے ہے جو میری امت میں مجھ پر ایمان لایا اور جس نے میری تصدیق کی۔ (موصلی و طبرانی کبیر و اوسط۔ یہ حدیثیں جمع الفوائد میں ہیں)

ف۔ مطلب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی امت کو ثواب میں شامل کرنا تھا۔ نہ یہ کہ قربانی سب کی طرف سے اس طرح ہو گئی کہ اب کسی کے ذمے قربانی باقی نہیں رہی۔

غور کرنے کی بات ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی میں امت کو یاد رکھا تو افسوس ہے کہ امتی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد نہ رکھیں اور ایک حصہ بھی آپ کی طرف سے نہ کریں۔ (خیرۃ المسلمین)

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے۔ (ابوداؤد)

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب ذی الحجہ کا پہلا عشرہ شروع ہو جائے (یعنی ذی الحجہ کا چاند دیکھ لیا جائے) اور تم میں سے کسی کا ارادہ قربانی کرنے کا ہو تو اس کو چاہتے کہ اب قربانی کرنے تک اپنے بال یا مائیں بالکل نہ تراشے۔ (یہ مستحب ہے ضروری نہیں)۔ (مسارف الحدیث۔ صحیح مسلم)

قربانی کا طریقہ

جب آپؐ قربانی کے لئے بکری کو ذبح کرتے تو اپنا پاؤں اس کے

چہرے پر رکھتے پھر ”بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ“ کہتے اور ذبح کرتے۔

آپؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ جب ذبح کریں تو اچھے انداز سے کریں
یعنی چھری تیز ہو اور جلدی ذبح کریں۔ (زاد المعاد)

ابوداؤد میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ وہ عید گاہ میں عید الاضحیٰ کے
دن آپؐ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ جب آپؐ نے خطبہ مکمل کر لیا تو ایک مینڈھالا یا
گیا۔ آپؐ نے اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا اور فرمایا کہ
یہ میری طرف سے اور میری امت کے ہر اس آدمی کی جانب سے ہے جس نے
ذبح نہیں کیا اور صحیحین میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید گاہ میں خر
اور ذبح کیا کرتے۔ (زاد المعاد)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ قربانی کے دن یعنی عید قربان کے دن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیاہ سفیدی مائل سینگوں والے دو بھٹی
مینڈھوں کی قربانی کی۔ جب آپؐ نے ان کا رخ صحیح یعنی قبلہ کی طرف کر لیا تو یہ
دعا پڑھی :

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
عَلٰی مِلَّةِ اِبْرٰهٖمَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ
اِنَّ صَلٰوَتِیْ وَنُسُکِیْ وَحَیَاۤیِ وَفِعْلَیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
لَا شَرِکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ
اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَاُمَّتِہٖ ۭ بِسْمِ اللّٰہِ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ

ترجمہ : ”میں نے اس ذات کی طرف اپنا رخ موڑا

جس نے آسمانوں کو اور زمینوں کو پیدا کیا اس حال میں

کہ میں ابراہیم (علیہ السلام) ضیف کے دین پر ہوں
 اور شرکوں میں سے نہیں ہوں، بیشک میری نماز اور میری
 عبادت اور میرا مرنا اور جینا سب اللہ تعالیٰ کے لئے
 ہے۔ جو رب العالمین ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور
 مجھے اسی کا حکم دیا گیا اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں
 اے اللہ یہ قربانی تیری توفیق سے ہے اور تیرے ہی لئے
 ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کی امت کی
 طرف سے شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے اللہ تعالیٰ
 سب سے بڑا ہے۔“ (احمد و ابوداؤد ابن ماجہ و الداری)

ذبح کرنے کے بعد پڑھنے کے لئے یہ دعا ماثور ہے :

اللَّهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيبِكَ مُحَمَّدٍ
 وَخَلِيلِكَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

ترجمہ : ”اے اللہ اے میری جانب سے قبول فرما
 لیجے جیسے کہ آپ اپنے حبیب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم اور اپنے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی
 قربانیاں قبول فرما چکے ہیں۔“

اگر یہی دعا دوسرے کی طرف سے پڑھی جائے تو دعائے مذکورہ میں

مِنِّي کے بجائے مِنْ کہے اور پھر اس کا نام لے۔

حج

حج و عمرہ

حج کی فرضیت

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس سفر حج کا ضروری سامان ہو اور اس کو سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ کے لئے بیت اللہ کا حج فرض ہے ان لوگوں پر جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔

(جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

عمرہ کی حقیقت

حج کے طرز کی ایک دوسری عبارت اور بھی ہے یعنی عمرہ۔ جو کہ منّت موكده ہے، جس کی حقیقت حج ہی کے بعضے عاشقانہ افعال ہیں اس لئے اس کا لقب حج اصغر ہے۔

(طیوة السلسلین)

حج و عمرہ کی برکت

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج اور عمرہ ساتھ ساتھ کرو دونوں فقر و محتاجی اور

گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح لوہار اور سنار کی بھٹی لوہے اور
سونے چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے اور حج مبرور کا صلہ اور ثواب تو بس
جنت ہی ہے۔ (جامع ترمذی۔ سنن نائی۔ معارف الحدیث)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے : حج اور عمرے کے لئے جانے
والے خدا کے خصوصی مہمان ہیں وہ خدا سے دعا کریں تو خدا قبول فرماتا ہے اور
مغفرت طلب کریں تو بخش دیتا ہے۔ (طبرانی۔ معارف الحدیث)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے : خدا ہر روز اپنے حاجی
بندوں کے لئے ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے جس میں ساٹھ رحمتیں ان کے
لئے ہوتی ہیں جو بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں، چالیس ان کے لئے جو وہاں نماز
پڑھتے ہیں اور بیس ان لوگوں کیلئے جو صرف کعبے کو دیکھتے رہتے ہیں۔ (بیہقی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا : جس نے پچاس بار
بیت اللہ کا طواف کر لیا وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا جیسے اس کی ماں نے
اس کو آج ہی جنم دیا ہے۔ (ترمذی)

حاضری عرفات عین حج ہے

حضرت عبدالرحمن بن یحییٰ دکی سے روایت ہے ہے کہ میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے : حج (کا ایک خاص الخاص
رکن جس پر حج کا دار و مدار ہے) وقوف عرفہ ہے۔ جو حاجی مزدلفہ والی رات میں
(یعنی ۹ اور ۱۰ ذی الحجہ کی درمیانی شب میں) بھی صحیح صادق سے پہلے عرفات میں
پہنچ جائے تو اس نے حج پالیا اور اس کا حج ہو گیا۔ یوم النحر (یعنی ۱۰ ذی الحجہ) کے

بعد نماز میں قیام کے تین دن ہیں (جن میں تیوں جمروں کی رمی کی جاتی ہے، ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ ذی الحجہ) اگر کوئی آدمی صرف دو دن یعنی ۱۱ اور ۱۲ ذی الحجہ کو رمی کر کے وہاں سے جائے تو اس پر بھی کوئی گناہ اور الزام نہیں ہے، دونوں باتیں جائز ہیں۔ (جامع ترمذی - سنن ابی داؤد - سنن نسائی - سنن ابن ماجہ - سنن دارمی - معارف الحدیث)

عرفات کی منزلت

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک لمبی حدیث میں) فرمایا کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے (جس میں حاجی لوگ عرفات میں جمع ہوتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فخر کے ساتھ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ میرے پاس دو دروازے اسے اس حالت میں آئے ہیں کہ پریشان بال ہیں اور غبار آلود بدن ہیں اور دھوپ میں جل رہے ہیں۔ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ (صحیح ابی یوسف - جامع ترمذی - سنن ابی داؤد - سنن ابن ماجہ - سنن دارمی - معارف الحدیث)

حضرت ابن ابی حاتمؒ نے اس کو حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ (کذا فی الروح و بیان القرآن)

عرفات کی دعا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا عرفہ کے دن بہترین دعا اور بہترین کلمہ جو میری زبان سے اور مجھ سے پہلے نبیوں کی زبان سے ادا ہوا وہ یہ کلمہ ہے :

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ : ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بارشاعی ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

(جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُورًا وَفِيْ صَدْرِيْ نُورًا وَفِيْ سَمْعِيْ نُورًا وَفِيْ بَصَرِيْ نُورًا اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ وَسْوَاسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الدَّمْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَشَرِّ مَا نَهَبَ بِهِ الرِّيحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ

ترجمہ : ”اے اللہ میرے دل میں نور کر دے اور میرے کانوں میں نور کر دے اور میری آنکھوں میں نور کر دے اے اللہ میرا سینہ کھول دے اور میرے کاموں کو آسان فرما دے اور میں سینہ کے وسوسوں اور کاموں کی بد نظمی اور قبر کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، اس چیز کے شر سے جو رات میں داخل ہوتی ہے اور اس کے شر سے جو دن میں داخل ہوتی ہے اور اس کے شر سے جسے ہوائیں لے کر چلتی ہیں اور زمانے کی مصیبتوں کے شر سے۔“

اور دعا کرتے وقت آپ نے سینہ تک دونوں ہاتھ اٹھا رکھے تھے۔ دست طلب

بڑھاتے وقت آپؐ نے فرمایا کہ یوم عرفہ کی دعائیں دعاؤں سے بہتر ہوتی ہے۔

(زاد المعاد)

میقات

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذوالحجہ کو اہل مدینہ کا میقات مقرر کیا اور جمعہ کو اہل شام کا اور قرن المنازل کو اہل نجد کا اور یلمام کو اہل یمن کا پس یہ چاروں مقامات خود ان کے رہنے والوں کے لئے میقات ہیں اور ان سب لوگوں کے لئے جو دوسرے علاقوں سے ان مقامات پر ہوتے ہوئے آئیں جس کا ارادہ حج یا عمرہ کا ہو۔ پس جو لوگ ان مقامات کے رہنے والے ہوں (ان مقامات سے مکہ معظمہ کی طرف رہنے والے ہوں) تو وہ اپنے گھری سے احرام باندھیں گے اور یہ قاعدہ اسی طرح چلے گا۔ یہاں تک کہ خاص مکہ کے رہنے والے مکہ ہی سے احرام باندھیں گے۔

(صحیح مسلم و بخاری۔ معارف الحدیث)

احرام کا لباس

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ محرم (حج و عمرہ کا احرام باندھنے والا) کیا کیا کپڑے پہن سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا (حالت احرام میں) نہ تو کرتا قمیص پہنو اور نہ (سر پر) عمامہ باندھو اور نہ شلوار و پاجامہ پہنو اور نہ بارانی پہنو اور نہ (پاؤں میں) موزے پہنو۔ اس کے سوائے کہ کسی آدمی کے پاس پہننے کے لئے چٹیل یا جوتا نہ ہو (تو وہ مجبوراً پاؤں کی حفاظت کے لئے موزے پہن لے) اور ان کو بچھڑ

کے نیچے سے کاٹ کر جوٹا سانا لے (آگے آپ نے فرمایا کہ احرام میں) ایسا بھی کوئی کپڑا نہ پہنو، جس کو زعفران یا ورس لگا ہو۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ منع فرماتے تھے عورتوں کو احرام کی حالت میں رستا نہ پہننے سے اور چہرہ پر نقاب ڈالنے اور ان کپڑوں کے استعمال سے جن کو زعفران یا ورس لگی ہو اور ان کے علاوہ وہ جو رنگین کپڑے چاہیں تو پہن سکتی ہیں۔ کسمی کپڑا ہو یا ریشمی اور اسی طرح وہ چاہیں تو زیور بھی پہن سکتی ہیں اور شلوار قمیص اور موزے بھی پہن سکتی ہیں۔ (معارف الحدیث۔ سنن ابی داؤد)

احرام میں مردوں کے لئے صرف دو چادریں ہیں۔ ایک تہبند میں باندھ لی جاتی ہے دوسری بدن پر ڈال لی جاتی ہے۔ سر کھلا رہتا ہے، پاؤں بھی کھلے رہتے ہیں، ایسا جوٹا ہونا چاہئے کہ جس سے پاؤں کا اوپر حصہ نیچے تک کھلا رہے۔

عورتوں کے لئے منہ کھولے رہنے کا حکم ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ اجنبی مردوں کے سامنے بھی اپنے چہرے بالکل کھلے رکھیں۔ بلکہ جب اجنبی مردوں کا سامنا ہو تو اپنی چادر سے یا کسی اور چیز سے ان کو آڑ کر لینی چاہئے۔ سنن ابی داؤد میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ :

ہم عورتیں حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں تھیں (تو احرام کی وجہ سے ہم چہروں پر نقاب نہیں ڈالتی تھیں) جب ہمارے سامنے سے مرد گزر رہے تھے تو ہم اپنی چادریں سر کے اوپر سے لٹکا لیتی تھیں اور اس طرح پردہ کر لیتی تھیں۔ پھر جب مرد آگے بڑھ جاتے تو ہم اپنے چہرے

کھول دیتی تھیں۔ (سحارف الحدیث)

احرام سے پہلے غسل

حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے کپڑے اتارے اور احرام باندھنے کے لئے غسل فرمایا (جامع ترمذی - مسند دارمی) اس حدیث کی بناء پر احرام سے پہلے غسل کو سنت کہا گیا ہے۔ (سحارف الحدیث)

خوشبو قبل احرام

صحیح حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ثابت ہے کہ آپؐ احرام باندھنے سے قبل خوشبو لگایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپؐ کے سر مبارک اور داڑھی پر بھی خوشبو کے اثرات دیکھے جاتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احرام باندھنے کا ارادہ فرماتے تو سب سے بہترین خوشبو لگاتے جو مہیا ہو سکتی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احرام سے قبل اور احرام کھولنے کے بعد خوشبو لگایا کرتی تھیں جس میں مشک ملا ہوتا تھا گو یا کہ میں آپؐ کے سر مبارک میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں در آنحالیکہ آپ ﷺ محرم تھے۔ (متفق علیہ)

لیکن جب محرم ہو جائے تو پھر خوشبو استعمال کرنا ممنوع ہے۔ احرام کی حالت میں خوشبو سو گھنٹے کے متعلق جو امع الفقہ لابی یوسفؒ میں فرمایا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ کہ محرم اس خوشبو کو سو گھنٹے لے جو اس نے احرام سے قبل لگا

(زاد المعاد)

رکھی ہے۔
تلبیہ

خلاد بن سائب تابعی اپنے والد سائب بن خلاد انصاریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے حکم پہنچایا کہ میں اپنے ساتھیوں کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ بلند آواز سے پڑھیں۔

(مؤطا امام مالک۔ جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

تلبیہ کے کلمات یہ ہیں :

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ۔ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ
إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِيكَ لَكَ

ترجمہ : ”میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں آپ

کا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں بیشک سب تعریف

اور نعمت آپ ہی کے لئے ہے اور سارا جہان ہی آپ کا

ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں۔“

اس یہی کلمات تلبیہ میں آپ پڑھتے تھے ان پر کسی اور کلمہ کا اضافہ نہیں فرماتے تھے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

دعا بعد تلبیہ

عمارہ بن خریصہ بن ثابت انصاریؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تلبیہ سے فارغ ہوتے (یعنی تلبیہ پڑھ کر

محرم ہوتے) تو اللہ تعالیٰ سے اسکی رضا اور رحمت کی دعا کرتے اور اسکی رحمت سے

روزِ خ سے خلاصی اور پناہ مانگتے۔ (رواہ الثانی۔ معارف الحدیث)

طواف میں ذکر و دعاء

حضرت عبداللہ بن السائبؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طواف کی حالت میں رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ
حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(کی مسافت) میں یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا :

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں جو ہر اس بندے کی دعا پر آمین کہتے ہیں جو اس کے پاس یہ دعا کرے کہ :

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَقْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا
عَذَابَ النَّارِ (معارف الحدیث بسنن ابن ماجہ)

ترجمہ : ”اے اللہ میں آپ سے بخشش اور عافیت مانگتا

ہوں دنیا میں اور آخرت میں اے ہمارے رب ہمیں دنیا

میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور

روزِ خ کے عذاب سے بچا۔“

استلام

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپ کے

ہاتھ میں ایک خمدار چھڑی تھی۔ اسی سے آپ حجر اسود کا استلام فرماتے تھے۔

(صحیح بخاری و مسلم)

عابس بن ربیعہؓ تاہی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر فاروقؓ

کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ میں یقین کے ساتھ جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے (تیرے اندر کوئی خدائی کی صفت نہیں ہے) نہ تو کسی کو نفع

پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تجھے

جو متے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے نہ چومتا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ سحارف الحدیث)

ملتزم

سنن ابی داؤد کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ملتزم سے اس

طرح چمت گئے کہ اپنا سینہ اور اپنا چہرہ اس سے لگا دیا اور ہاتھ بھی پوری طرح پھیلا

کر اس پر رکھ دیئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح

کرتے دیکھا ہے۔ (سحارف الحدیث)

ری

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

دسویں ذی الحجہ کو جرہ عقبہ کی ری چاشت کے وقت فرمائی اور اس کے بعد ایام

تشریق میں جمرات کی ری آپؐ نے زوال آفتاب کے بعد کی۔

(صحیح بخاری و مسلم۔ سحارف الحدیث)

سالم بن عبداللہ اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق بیان

فرماتے ہیں کہ ری جمرات کے بارے میں ان کا معمول اور دستور یہ تھا کہ وہ پہلے

جرمہ پر سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے۔ اسکے بعد آگے نشیب میں اتر کے قبلہ رو کھڑے ہوتے اور ہاتھ اٹھا کر دیر تک دعا کرتے۔ پھر درمیان والے جرمہ پر بھی اسی طرح سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری پر تکبیر کہتے، پھر بائیں جانب نشیب میں اتر کے قبلہ رو کھڑے ہوتے اور دیر تک کھڑے رہتے اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے۔ پھر آخری جرمہ (جرمۃ العقبتہ) پر پٹن وادی سے سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے اور اس جرمہ کے پاس کھڑے نہ ہوتے بلکہ واپس ہو جاتے اور بتاتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (صحیح بخاری۔ معارف الحدیث)

حلق کرانے (سر منڈوانے) والوں کیلئے دعا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو ان پر جنہوں نے یہاں اپنا سر منڈوایا۔ حاضرین میں سے بعض نے عرض کیا، یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رحمت کی یہ دعا بال ترشوا نے والوں کے لئے بھی کر دیجئے۔ آپؐ نے دوبارہ ارشاد فرمایا کہ اللہ کی رحمت ہو سر منڈوانے والوں پر۔ ان حضرات نے پھر وہی عرض کیا تو تیسری دفعہ آپؐ نے فرمایا کہ اور ان لوگوں پر بھی اللہ کی رحمت ہو جنہوں نے یہاں بال ترشوائے۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

قربانی کے ایام

حضرت عبداللہ بن قریظؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عظمت والا دن یوم

الحج (قربانی کا دن یعنی دس ذی الحجہ کا دن) ہے۔ اس کے بعد اس سے اگلے دن یوم النحر، اذی الحجہ کا درجہ ہے۔ اس لئے قربانی جہاں تک ہو سکے، اذی الحجہ کو کر لی جائے اگر کسی وجہ سے ۱۰ تاریخ کو قربانی نہ ہو سکے تو اذی الحجہ کو۔ اگرچہ اذی الحجہ کو بھی جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ ۱۱ اذی الحجہ کو قربانی کر لیجائے۔ (سنن ابی داؤد)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربانی کا منظر

اسی حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن قریظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرنے کے بعد اپنا یہ عجیب و غریب مشاہدہ بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ پانچ چھ اونٹ قربانی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب لائے گئے۔ تو ان میں سے ہر ایک آپ کے قریب ہونے کی کوشش کرتا تھا تاکہ پہلے اسی کو آپ ذبح کریں۔ (سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

طواف زیارت

حضرت عائشہؓ اور حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف زیارت کو مؤخر کیا (یعنی اس کی تاخیر کی اجازت دی) بارہویں ذی الحجہ کی رات تک۔ (جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

سواری پر طواف

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ (حجۃ الوداع میں) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ مجھے بیماری کی تکلیف ہے (میں طواف کیسے کروں؟) آپ نے فرمایا تم سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے پیچھے طواف کر لو۔ تو

میں نے اسی طرح طواف کیا اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ کے پہلو میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور اس میں سورۃ طور تلاوت فرما رہے تھے۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

عورتوں کا عذر شرعی

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ہم لوگ (حجۃ الوداع والے سفر میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے چلے، ہماری زبانوں پر بس حج ہی کا ذکر تھا۔ یہاں تک کہ جب (مکہ کے بالکل قریب) مقام سرف پر پہنچے (جہاں سے مکہ صرف ایک منزل رہ جاتا ہے) تو میرے وہ دن شروع ہو گئے جو عورتوں کو ہر مہینہ آتے ہیں، تو میں رونے لگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیمہ میں تشریف لائے تو آپؐ نے فرمایا : شاید تمہارے ماہواری کے ایام شروع ہو گئے ہیں؟ میں نے عرض کیا : ہاں، یہی بات ہے۔ آپؐ نے فرمایا : (رونے کی کیا بات ہے) یہ تو ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں (یعنی سب عورتوں) کے ساتھ لازم کر دی ہے۔ تم وہ سارے عمل کرتی رہو جو حاجیوں کو کرنے ہوتے ہیں، سوائے اس کے کہ بیت اللہ کا طواف اس وقت تک نہ کرو جب تک کہ اس سے پاک صاف نہ ہو جاؤ۔ (معارف الحدیث۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

طوافِ وداع

حضرت حارث ثقفیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص حج یا عمرہ کرے تو چاہئے کہ اس کی آخری حاضری بیت

اللہ پر ہو اور آخری عمل طواف ہو۔ (مسند احمد۔ معارف الحدیث)

زیارتِ روضہ اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اگر گنجائش ہو حج کے بعد یا حج سے پہلے مدینہ منورہ حاضر ہو کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک اور مسجد نبویؐ کی زیارت سے بھی سعادت و برکت حاصل کرے اس کی نسبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ وَجَدَ سَعَةً وَلَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي

ترجمہ: ”جو شخص (مالی) وسعت رکھے میری زیارت

کو نہ آئے اس نے میرے ساتھ بڑی بے مروتی کی۔“

مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي ط

ترجمہ: ”جس نے میری قبر کی زیارت کی مجھ پر اس

کی شفاعت واجب ہوگئی۔“

وَمَنْ زَارَنِي بَعْدَ مَمَاتِي فَكَأَنَّمَا زَارَنِي فِي حَيَاتِي

ترجمہ: ”جس نے میری وفات کے بعد میری

زیارت کی اس کو وہی برکت ملے گی جیسے میری زندگی

میں کسی نے زیارت کی۔“

(مرآۃ الفلاح۔ پہنچتی فی شعب الایمان۔ طبرانی فی الکبیر)

نیز آپ کا یہ ارشاد بھی ہے و صلوة فی مسجدی بخمسین

الف صلوة ”جو شخص میری مسجد میں نماز پڑھے اس کو پچاس ہزار نمازوں کا

(احمد ابن حبان)

ثواب ملے گا۔“

حاجی کی دعا

حدیث شریف میں ہے کہ جب تو حاجی سے ملے تو اس کو سلام کر اور اس سے مصافحہ کر اور اس سے درخواست کر اس بات کی کہ وہ تیرے لئے مغفرت کی دعا کرے اس سے پہلے کہ وہ اپنے مکان میں داخل ہو، اس لئے کہ اس کے گناہ بخش دیئے گئے۔ (پس وہ مقبول بارگاہ الہی ہے) اس کی دعا مقبول ہونے کی خاص طور پر امید ہے۔ اور جو دعا چاہے اس سے وہ دعا کرائے، دین کی یاد دینا کی۔ (مگر اس کے مکان میں پہنچنے سے پہلے)۔ (بہشتی زیور)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

حج و عمروں کی تعداد

روایات کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت سے قبل دو حج کئے بعض کہتے ہیں کہ تین حج کئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمروں کی تعداد چار بتائی جاتی ہے۔ (بخاری - مدارج النبوة)

حجۃ الوداع میں آخری اعلان

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے بعد (جو ہجرت کا دسواں سال تھا) ایک حج کیا جس کو حجۃ الوداع اور حجۃ الاسلام کہتے ہیں اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو احکام و مسائل کی تعلیم فرمائی اور فرمایا کہ شاید آئندہ سال تم مجھ کو نہ پاؤ پھر آپ نے ان سب کو سفر آخرت کی بناء پر رخصت

(مدارج النبوة)

فرمایا اور خطبہ دیا۔

حجۃ الوداع کی تفصیل

(حضرت جابرؓ کی ایک طویل حدیث کا اقتباس)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فریضہ حج ادا کرنے کے لئے مدینہ طیبہ سے روانگی۔

حضور خاتم المرسلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنے ارادہ حج کا اعلان فرمایا تو لوگ اطلاع پا کر چاروں طرف سے بہت بڑی تعداد میں آکر جمع ہو گئے۔ ہر ایک کی خواہش اور آرزو یہ تھی کہ اس مبارک سفر میں آپ کے ساتھ رہ کر آپ کی پوری پوری پیروی کرے اور آپ کے نقش قدم پر چلے۔

۲۲ ذیقعدہ ۱۰ھ کو جمعہ تھا اس دن آپ نے خطبہ میں حج اور سفر حج کے متعلق خصوصیت سے ہدایتیں دیں اور اگلے دن ۲۵ ذیقعدہ ۱۰ھ بروز شنبہ بعد نماز ظہر مدینہ سے ایک عظیم الشان قافلہ کیساتھ روانگی ہوئی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ جا کر پڑھی جہاں آپ کو پہلی منزل کرنا تھی اور یہیں سے احرام باندھنا تھا۔ رات بھی وہیں گزاری اور اگلے دن یعنی یکشنبہ کو ظہر کی نماز کے بعد آپ نے اور آپ کے صحابہ نے احرام باندھا (نماز سے فارغ ہو کر) آپ نے غسل فرمایا، سر میں تیل ڈالا، لباس بدلا اور چادر اوڑھی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ نے مسجد ذوالحلیفہ میں احرام کی دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد متصلاً پہلا تلبیہ پڑھا اسکے بعد آپ مائدہ پر سوار ہوئے اس وقت آپ نے پھر تلبیہ پڑھا اس کے بعد جب آپ مقام بیداء پر پہنچے تو آپ نے بلند آواز سے تلبیہ پڑھا :

تَبَّكَ اللَّهُمَّ تَبَّكَ تَبَّكَ لَدَشْرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ
إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَدَشْرِيكَ لَكَ

اس کے بعد آپ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ نویں دن ۱۲ ذی
الحجہ کو آپ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اس سفر میں آپ کے ساتھ حج کرنے والوں
کی تعداد مختلف روایتوں میں چالیس ہزار سے لے کر ایک لاکھ تیس ہزار تک بیان
کی گئی ہے۔ (سحارف الحدیث)

بیت اللہ میں حاضری

طبرانی نے بیان کیا ہے کہ آپ باب بنی عبد مناف سے جواب بنی
شیر کے نام سے معروف ہے داخل ہوئے۔ طبرانی کا بیان ہے جب آپ کی نظر
مبارک کعبہ شریف پر پڑی تو آپ نے فرمایا:

اللَّهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هَذَا تَشْرِيفًا وَتَعْظِيمًا وَتَكْرِيمًا وَمَهَابَةً

”یعنی اے اللہ اپنے اس گھر کی عزت، حرمت و عظمت

اور بزرگی اور زیارہز ہمارے۔“

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ہاتھ اٹھاتے اور تکبیر کہتے تھے اور فرماتے تھے:

اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ حِينَارَبْنَا بِالسَّلَامِ
اللَّهُمَّ زِدْ هَذَا الْبَيْتَ تَشْرِيفًا وَتَعْظِيمًا وَتَكْرِيمًا
وَمَهَابَةً وَزِدْ مَنْ حَجَّهٖ أَوْ اعْتَمَرَهُ تَكْرِيمًا وَتَشْرِيفًا
وَتَعْظِيمًا وَبِرَّاط

”اے اللہ جو تیرے اس گھر کا حج کرے یا عمرہ کرے
اس کی بھی بزرگی، عزت، بڑائی اور عظمت میں اور زیادہ
اضافہ فرما۔“

جب آپ مسجد میں آئے تو کعبہ شریف کی طرف بڑھتے حجر اسود کی طرف کچھ رخ
سا کیا۔ دائیں طرف سے طواف شروع کیا۔ کعبہ آپ کے بائیں جانب تھا۔

آپ ﷺ کا طواف فرمانا

بیت اللہ پر پہنچ کر آپ نے سب سے پہلے حجر اسود کا استلام کیا۔ پھر
آپ نے طواف شروع کیا۔ جس میں تین چکروں میں آپ نے رمل کیا (یعنی وہ
خاص چال چلے جس میں توت و شجاعت کا اظہار ہوتا ہے) اور باقی چار چکروں
میں اپنی عادت کے مطابق چلے۔ (زاد المعاد)

طواف کرنے کی حالت میں آپ چادریوں اوڑھتے تھے کہ اس کا
ایک سرا بنوں کے نیچے سے نکال کر شانے پر ڈال لیا تھا۔ جب حجر اسود کے سامنے
آتے تو اس کی طرف اشارہ فرماتے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ اس سے اس کو
چھوتے پھر لکڑی کو چوم کر آگے بڑھ جاتے۔ اس چھڑی کا سرا مڑا ہوا تھا۔

طہرانی نے اسناد حید کے ساتھ روایت کیا ہے کہ آپ جب رکن یمانی
کو چھوتے تھے تو فرماتے تھے بسم اللہ واللہ اکبر اور جب حجر اسود کے پاس آتے تو
فرماتے اللہ اکبر پھر (طواف کے ساتھ چکر پورے کر کے) آپ مقام ابراہیم کی
طرف بڑھے اور یہ آیت تلاوت فرمائی **وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مَوْصِلًا**
”اور مقام ابراہیم کے پاس نماز ادا کرو“ پھر اس طرح کھڑے ہو کر کہ مقام

ابراہیم آپؑ کے اور بیت اللہ کے درمیان تھا آپؑ نے (دو رکعت) نماز پڑھی (یعنی دو گانہ طواف ادا کیا) حدیث کے راوی امام جعفر صادقؑ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ذکر کرتے تھے کہ ان دو رکعتوں میں آپؑ نے قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی قراءت کی۔

آپؑ کی سعی

اس کے بعد آپؑ حجر اسود کی طرف واپس آئے اور پھر اس کا استلام کیا۔ پھر ایک دروازے سے (سعی کے لئے) صفا پہاڑی کی طرف چلے گئے اور اس کے بالکل قریب پہنچ کر آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَابِئِ اللّٰهِ (سورۃ بقرہ، رکوع ۱۹، پا ۲۵۰)

”بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں جن کے درمیان سعی کا حکم ہے“

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا:

”میں اس صفا سے سعی شروع کرتا ہوں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں پہلے کیا ہے۔“

چنانچہ آپؑ پہلے صفا پر آئے اور اس حد تک اس کی بلندی پر چڑھے کہ بیت اللہ آپؑ کی نظر کے سامنے آگیا۔ اس وقت آپؑ قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی تکبیر و تہجد میں مصروف ہو گئے۔ آپؑ نے کہا:

☆ یہ استلام سعی کے لئے تھا جس طرح بیت اللہ کا طواف حجر اسود کے استلام سے شروع کیا جاتا ہے۔ اسی طرح سعی سے پہلے بھی استلام سنون ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ

ترجمہ : ”اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پرستش کے لائق
نہیں۔ وہی تنہا مجبور و مالک ہے کوئی اس کا شریک
ساجھی نہیں۔ ساری کائنات پر اسی کی فرماں روائی ہے
اور حمد و ستائش اسی کا حق ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے، وہی
تنہا مجبور و مالک ہے اس نے (مکہ پر اور سارے عرب
پر اقتدار بخشے اور اپنے دین کو سر بلند کر نیکا) اپنا وعدہ پورا
فرما دیا۔ اپنے بندے کی اس نے بھرپور مدد فرمائی اور کفر
و شرک کے لشکروں کو تنہا اسی نے شکست دی۔“

آپؐ نے تین دفعہ یہ کلمات فرمائے اور ان کے درمیان دعا کی۔ اس
کے بعد آپؐ اتر کے مروہ کی جانب چلے یہاں تک کہ آپؐ کے قدم وادی کے
نشیب میں پہنچے تو آپؐ کچھ روز کر چلے پھر آپؐ جب نشیب سے اوپر آگئے تو اپنی
عام رفتار کے مطابق چلے یہاں تک کہ مروہ پہاڑی پر آگئے اور یہاں آپؐ نے
بالکل وہی کیا جو صفا پر کیا تھا (یعنی وہی سب کلمات ادا فرمائے) یہاں تک کہ آپؐ
آخری (ساتواں) پھیرا پورا کر کے مروہ پر پہنچے۔

منیٰ میں قیام

پھر جب یوم الترویہ (یعنی ۸ ذی الحجہ کا دن) ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم اپنی ماقہ پر سوار ہو کر منیٰ کو چلے پھر وہاں پہنچ کر آپؐ نے (اور صحابہ کرام نے مسجد خیف میں) ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر پانچوں نمازیں (اپنے اپنے وقت پر) پڑھیں۔ فجر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر آپؐ منیٰ میں اور ٹھہرے۔ یہاں تک کہ جب سورج نکل آیا تو آپؐ عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔

عرفات میں آپ ﷺ کا خطبہ اور وقوف

خطبہ حجۃ الوداع

حضرت جابرؓ نے ایک طویل حدیث میں حجۃ الوداع کی تفصیل بیان کی ہے اس میں ۹ ذی الحجہ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

جب آفتاب ڈھل گیا تو آپؐ نے ماقہ قصواء پر کجاوا کسنے کا حکم دیا، چنانچہ اس پر کجاوا کس دیا گیا۔ آپؐ اس پر سوار ہو کر وادی عرفہ کے درمیان آئے اور آپؐ نے اونٹنی کی پشت ہی پر سے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں فرمایا :

”لوگو! تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں (یعنی مباح کسی کا خون کرنا اور ناجائز طریقے پر کسی کا مال لینا تمہارے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہے) بالکل اسی طرح کہ جس طرح آج یوم العرفہ کے دن ذی الحجہ کے اس مبارک مہینے میں اپنے اس مقدس شہر مکہ میں (تم مباح کسی کا خون کرنا اور کسی کا مال لینا حرام جانتے ہو) خوب ذہن نشین کر لو کہ جاہلیت کی ساری چیزیں (یعنی اسلام کی روشنی کے دور سے پہلے تاریکی اور گمراہی کے

زمانہ کی ساری باتیں اور سارے قصے ختم ہیں) یہ سب میرے دونوں قدموں کے نیچے دفن اور پامال ہیں (میں ان کے خاتمہ اور منسوخی کا اعلان کرتا ہوں) اور زمانہ جاہلیت کے کسی خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا اور سب سے پہلے میں اپنے گھرانے کے ایک خون ربیعہ ابن الحارث بن عبدالمطلب کے خون کے ختم اور معاف کئے جانے کا اعلان کرتا ہوں جو قبیلہ بنی سعد کے ایک گھر میں دودھ پینے کے لئے رہتے تھے ان کو قبیلہ ہذیل کے آدمیوں نے قتل کر دیا تھا (ہذیل سے اس خون کا بدلہ لینا ابھی باقی تھا لیکن اب میں اپنے خاندان کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ اب یہ قصہ ختم ہے بدلہ نہیں لیا جائے گا) اور زمانہ جاہلیت کے تمام سودی مطالبات (جو کسی کے ذمہ باقی ہیں وہ سب بھی) ختم اور سوخت ہیں (اب کوئی مسلمان کسی سے اپنا سودی مطالبہ وصول نہیں کرے گا) اور اس باب میں بھی میں سب سے پہلے اپنے خاندان کے سودی مطالبات میں سے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کے سودی مطالبات کے ختم اور سوخت ہونے کا اعلان کرتا ہوں (اب وہ کسی سے اپنا سودی مطالبہ وصول نہیں کریں گے) ان کے سارے سودی مطالبات آج ختم کر دیئے گئے۔

اور اے لوگو! عورتوں کے حقوق اور ان کے ساتھ برتاؤ کے بارے میں خدا سے ڈرو اس لئے کہ تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے اور اللہ کے حکم اور اس کے قانون سے ان کے ساتھ متمتع تمہارے لئے حلال ہوا ہے اور تمہارا خاص حق ان پر یہ ہے کہ جس آدمی کا گھر میں آنا اور تمہاری جگہ اور تمہارے بستر پر بیٹھنا تم کو پسند نہ ہو وہ اس کو اس کا موقع نہ دیں لیکن اگر وہ یہ غلطی کریں تو تم (حنسیہ اور آئندہ سدا ب کے لئے اگر کچھ مزا دینا مناسب سمجھو) ان کو کوئی خفیف سی سزا دے سکتے ہو۔ اور ان کا خاص حق تم پر یہ ہے کہ اپنے مقدور اور حیثیت کے مطابق ان کے کھانے پہننے کا بندوبست کرو اور میں تمہارے لئے وہ سامان ہدایت چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اس سے وابستہ رہے اور اس کی پیروی کرتے رہے تو پھر کبھی تم گمراہ نہ ہو گے وہ ہے ”کتاب اللہ“ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا (کہ میں نے تم کو اللہ کی ہدایت اور اس کے احکام پہنچائے یا نہیں) تو بتاؤ وہاں تم کیا کہو گے اور کیا جواب دو گے؟ حاضرین نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں اور قیامت کے دن بھی گواہی دیں گے کہ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اس کے احکام ہم کو پہنچا دیئے اور

رہنمائی اور تبلیغ کا حق ادا کر دیا اور نصیحت اور خیر خواہی میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔ اس پر آپؐ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے اور لوگوں کے مجمع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین دفعہ فرمایا :

اَللّٰهُمَّ اَشْهَدُ اَللّٰهُمَّ اَشْهَدُ اَللّٰهُمَّ اَشْهَدُ

”یعنی اے اللہ! تو گواہ رہ کہ میں نے تیرا پیغام اور تیرے احکام تیرے بندوں تک پہنچا دیئے اور تیرے یہ بندے اقرار کر رہے ہیں۔“ (صحیح مسلم - معارف الحدیث)

اس کے بعد (آپؐ کے حکم سے) حضرت بلالؓ نے اذان دی پھر اقامت کہی اور آپؐ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد پھر بلالؓ نے اقامت کہی اور آپؐ نے عصر کی نماز پڑھائی۔“

عرفات میں آپ ﷺ کا وقف

(جب ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ بلا فصل پڑھ چکے تو) اپنی ماتہ پر سوار ہو کر آپؐ میدانِ عرفات میں خاص وقف کی جگہ پر تشریف لائے اور اپنی ماتہ قصویٰ کا رخ آپؐ نے اس طرف کر دیا، جدھر پتھر کی بڑی بڑی چٹانیں ہیں اور پیدل مجمع کو آپؐ نے اپنے سامنے کر لیا اور آپؐ قبلہ رو ہو گئے اور وہیں کھڑے رہے یہاں تک کہ غروب آفتاب کا وقت آگیا اور (شام کے آخری وقت

میں نضاء میں جو زردی ہوتی ہے وہ زردی بھی ختم ہو گئی اور آفتاب بالکل ڈوب گیا تو آپؐ (عرفات سے مزدلفہ کے لئے) روانہ ہوئے۔

مزدلفہ میں قیام اور وقوف

یہاں پہنچ کر آپؐ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ پڑھیں اور ان دونوں نمازوں کے درمیان آپؐ نے سنت یا نفل کی رکعتیں بالکل نہیں پڑھیں۔

اس کے بعد آپؐ لیٹ گئے اور لیٹے رہے یہاں تک کہ صبح صادق کے ظاہر ہوتے ہی اذان اور اقامت کے ساتھ نماز فجر ادا کی اس کے بعد آپؐ مشعر حرام کے پاس آئے (راجح قول کے مطابق یہ ایک بلند ٹیلہ سا تھا، مزدلفہ کے حدود میں اب بھی یہی صورت ہے اور وہاں نشانی کے طور پر ایک عالیشان مسجد بنا دی گئی ہے) یہاں آ کر آپؐ قبلہ رو کھڑے ہوئے اور دعا اور اللہ کی تکبیر و تہلیل اور توحید و تمجید میں مشغول رہے یہاں تک کہ خوب اجالا ہو گیا۔ اس راستہ میں آپؐ نے ابن عباسؓ کو حکم دیا کہ وہ آپؐ کے لئے سات عدد جمار کے لئے کنکر چنیں۔ انہوں نے پتھر کے ڈھیر سے سات کنکریاں چن لیں۔ چنانچہ آپؐ انہیں اپنے ہاتھ میں اچھالے لگے اور فرمانے لگے اس طرح رمی کرو اور دین میں غلو کرنے سے بچو کیونکہ تم سے پہلے جنہوں نے دین میں غلو کیا وہ ہلاک ہو گئے۔

(زاد المعاد)

آپؐ کا رمی فرمانا

پھر طلوع آفتاب سے ذرا پہلے آپؐ منیٰ کے لئے روانہ ہو گئے اور حجرہ

عقبی پر پہنچے۔ (زاد المعاد)

آپؐ سواری پر تھے۔ وادی کے نچلے جانب ٹھہرے (بائیں طرف کعبہ شریف۔ داہنی طرف منیٰ اور سامنے حجرہ تھا) سات سنگریزے اس پر پھینک کر مارے جن میں سے ہر ایک کے ساتھ آپؐ تکبیر کہتے تھے۔ یہ سنگریزے خرف کے سنگریزوں کی طرح کے تھے (یعنی چھوٹے چھوٹے تھے جیسے کہ انگلیوں میں رکھ کر پھینکے جاتے تھے جو قریباً پنے اور مٹر کے دانے کے برابر ہوتے ہیں) آپؐ نے حجرہ پر یہ سنگریزے (حجرہ کے قریب والی) نشیبی جگہ سے پھینک کر مارے۔

خطبہ منیٰ

پھر منیٰ سے فارغ ہو کر آپؐ منیٰ واپس ہوئے اور ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں لوگوں کو قربانی کے دن کی حرمت و عظمت اور اللہ کے نزدیک اس کی فضیلت سے آگاہ کیا اور تمام ممالک پر مکہ مکرمہ کی فضیلت بیان فرمائی اور کتاب اللہ کے مطابق حکمرانی کرنے والوں کی سمع و اطاعت کا حکم دیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ لوگ آپؐ سے مناسک حج سیکھ لیں اور فرمایا کہ شاید میں اس سال کے بعد حج نہ کر سکوں اور لوگوں کو حکم دیا کہ آپؐ کے بعد مبتلائے کفر نہ ہو جائیں اور ایک دوسرے کی گردنیں نہ ماریں۔ پھر اپنی طرف سے تبلیغ کا حکم دیا اور فرمایا کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو مسئلہ پہنچایا جاتا ہے وہ سنتے والے سے زیادہ محفوظ (فہم و فراست کے مالک) ہوتے ہیں۔

نیز آپؐ نے خطبہ فرمایا کہ کوئی آدمی اپنی جان پر ظلم نہ کرے اللہ تعالیٰ

نے (آپ کے خطبہ کے خاطر) لوگوں کی قوت سماعت کھول دی یہاں تک کہ اعلیٰ منیٰ نے اپنے اپنے گھروں میں آپ کا خطبہ سنا۔

آپ ﷺ کا قربانی فرمانا

پھر آپ قربانی کے لئے تشریف لے گئے۔ قربان گاہ میں آپ نے تربیٹھ اونٹوں کی قربانی اپنے ہاتھ سے کی پھر جو باقی رہے وہ حضرت علیؓ کے حوالے فرما دیئے ان سب کی قربانی انہوں نے کی اور آپ نے ان کو اپنی قربانی میں شریک فرمایا۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ قربانی کے ہر اونٹ سے ایک پارچہ لے لیا جائے۔ یہ سارے پارچے ایک دیک میں ڈال کر پکائے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؓ دونوں نے اس میں سے گوشت کھایا اور شور بہ پیا۔

آپ ﷺ کا حلق کرانا

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۱۰ ذی الحجہ کی صبح کو مزدلفہ سے) منیٰ تشریف لائے تو پہلے حمرۃ العقیلی پر پہنچ کر اسکی رمی کی پھر آپ اپنے خیمہ پر تشریف لائے اور قربانی کے جانوروں کی قربانی کی۔ پھر آپ نے حجام کو طلب فرمایا اور پہلے اپنے سر مبارک کے داہنی جانب اسکے سامنے کی۔ اس نے اس جانب کے بال موڈے۔ آپ نے ابو طلحہ انصاریؓ کو طلب کیا اور وہ بال اسکے حوالے کر دیئے۔ اسکے بعد آپ نے اپنے سر کی بائیں جانب حجام کے سامنے کی اور فرمایا کہ اب اسکو بھی موڈو۔ اس نے اس جانب کو بھی موڈ دیا۔ تو آپ نے وہ بال بھی ابو طلحہؓ ہی کے حوالے فرما دیئے اور ارشاد فرمایا ان بالوں کو لوگوں کے درمیان تقسیم کرو۔ (صحیح بخاری۔ معارف اللہ ص ۷۳)

طواف زیارت وزمزم

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماقہ پر سوار ہو کر طواف زیارت کیلئے بیت اللہ کی طرف چل دیئے اور ظہر کی نماز آپؐ نے مکہ میں جا کر پڑھی۔ طواف سے فارغ ہو کے (اپنے اہل خاندان) بنی عبدالمطلب کے پاس آئے جو زم زم سے پانی کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلا رہے تھے تو آپؐ نے ان سے فرمایا :

اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ دوسرے لوگ غالب آ کر تم سے یہ خدمت چھین لیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ ڈول کھینچتا۔ ان لوگوں نے آپؐ کو بھر کے ایک ڈول زمزم کا دیا تو آپؐ نے اس میں سے نوش فرمایا۔ (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

آخری خطبہ اور مدینہ کو واپسی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبہ منیٰ میں نحر سے قبل فرمایا تھا۔ دوسرا خطبہ ایام تشریق کے وسط میں فرمایا جس میں آپؐ نے فرمایا کہ آج ایام تشریق کا وسطی دن ہے اور یہ جگہ مشعر حرام ہے۔ پھر فرمایا کہ شاید اب دوبارہ تم سے نڈل سکوں۔ یاد رکھو تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری آہ و تم پر اسی طرح حرام ہے جیسے تمہارے اس شہر میں آج کے دن حرمت ہے یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جا ملو۔ پھر وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق پرسش کرے گا۔ خبردار

تمہارا قریب دور والے کو یہ بات پہنچا دے۔ خبردار کیا میں نے پہنچا دیا۔

طوافِ وداع

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (منیٰ میں) دو دن واپسی میں جلدی نہیں فرمائی بلکہ تیسرے دن تک تاخیر فرمائی اور یام تشریق کے تین دن پورے کئے یعنی ۱۳ ذی الحجہ اور منکل کو ظہر کی نماز پڑھ کر آپؐ مقام محصب کی طرف روانہ ہو گئے یہ ایک ریگستانی میدان ہے۔ آپؐ نے یہاں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز ادا فرمائی اور کچھ دیر سو گئے۔ پھر آپؐ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور رات کو بحری کے وقت طوافِ وداع کیا۔ اس طواف میں آپؐ نے رمل نہیں کیا۔ پھر آپؐ مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ (زاد المعاد)

زکوٰۃ وصدقہ

زکوٰۃ کی حلاوت

حضرت عبداللہ بن معاویہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین کام ایسے ہیں کہ جو شخص ان کو کرے گا وہ ایمان کا ذائقہ چکھے گا۔ صرف اللہ کی عبادت کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنے مال کی زکوٰۃ ہر سال اس طرح دے کہ اس کا نفس اس پر خوش ہو اور اس پر آمادہ کرتا ہو (یعنی اس کو روکتا نہ ہو)

ف۔ زکوٰۃ کا مرتبہ تو اس سے ظاہر ہوا کہ اس کو توحید کے ساتھ ذکر فرمایا۔ اور اس کا اثر اس سے ظاہر ہوا کہ اس سے ایمان کا مزہ بڑھ جاتا ہے۔
(طحاوی تفسیر)

زکوٰۃ نہ دینے پر وعید

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو پھر وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے قیامت کے روز وہ مال ایک گنجدان کی شکل میں بنا دیا جائے گا جس کی دونوں آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے۔ (ایسا سانپ بہت زہریلا ہوتا ہے) وہ سانپ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے بخیل کے گلے میں طوق (یعنی ہنسی) کی طرح ڈال دیا جائے گا (یعنی اس کے گلے میں لپٹ جائے گا) اور اس کی دونوں بائیں پکڑے گا اور کانے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں تیری جمع کی ہوئی دولت ہوں پھر آپ

نے (اس کی تصدیق میں) سورہ آل عمران کی یہ آیت پڑھی :

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ (الْ) يَوْمَ الْقِيَمَةِ

(سورہ آل عمران - رکوع ۱۸، ۱۹)

اس آیت میں مال کے طوق بنائے جانے کا ذکر ہے۔ جسکا ترجمہ یہ ہے: اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال و دولت میں جو اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ان کو دیا ہے (اور اس کی زکوٰۃ نہیں نکالتے) کہ وہ مال و دولت ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ انجام کے لحاظ سے وہ ان کے لئے بدتر ہے اور شر ہے قیامت کے دن ان کے گلوں میں وہ دولت جس میں انہوں نے بخل کیا (اور جسکی زکوٰۃ ادا نہیں کی) طوق بنا کر ڈالی جائیگی۔ (بخاری - سنائی - بیوۃ المسلمین)

صدقہ کی ترغیب

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا تم اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر اس کی راہ میں کشارہ دہتی سے خرچ کرتی رہو اور اور گنومت (یعنی اس فکر میں مت پڑو کہ میرے پاس کتنا ہے اور اس میں سے کتنا راہ خدا میں دوں) اگر تم اس کی راہ میں اس طرح حساب کر کے دو گئی تو وہ بھی تمہیں حساب ہی سے دے گا اور اگر بے حساب دو گئی تو وہ بھی اپنی نعمتیں تم پر بے حساب انڈے لے گا اور دولت جوڑ جوڑ کے اور بند کر کے نہ رکھو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے ساتھ یہی معاملہ کرے گا (کہ رحمت اور برکت کے دروازے تم پر خدا نخواستہ بند ہو جائیں گے) لہذا تھوڑا بہت جو کچھ ہو سکے اور جسکی توفیق ملے راہ خدا میں کشارہ دہتی سے دیتی رہو۔ (صحیح بخاری - صحیح مسلم - معارف الحدیث)

صدقہ کے برکات

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔
(جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خیرات کرنے میں (حتی الامکان) جلدی کیا کرو۔ کیونکہ بلا اس سے آگے بڑھنے نہیں پاتی۔
(رزمین۔ دیوۃ المسلمین)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی (بلکہ اضافہ ہوتا ہے) اور قصور معاف کر دینے سے آدمی نچپا نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو سر بلند کر دیتا ہے اور اس کی عزت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے فروتنی اور خاکساری کا رویہ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو نعمت اور بالائی بخشے گا۔

(صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سات چیزیں ہیں جن کا ثواب بندہ کے مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے اور یہ قبر میں پڑا رہتا ہے۔ جس نے علم دین سکھلایا، یا کوئی نہر کھودی یا کوئی کنواں کھدوایا یا کوئی درخت لگایا یا کوئی مسجد بنائی یا قرآن ترکہ میں چھوڑ گیا یا کوئی اولاد چھوڑی جو اسکے مرنے کے بعد بخشش کی دعا کرے (ترغیب ازبزار و ابونعیم) اور ابن ماجہ نے بجائے درخت لگانے اور کنواں کھدوانے کے صدقہ کا اور

مسافر خانہ کا ذکر کیا ہے (ترغیب) اس حدیث سے دینی مدرسہ کی اور رفاہ عامہ کے کاموں کی فضیلت ثابت ہوئی۔
(طیۃ السالین)

صدقہ کا مستحق

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اصلی مسکین (جس کی صدقہ سے مدد کرنی چاہئے) وہ آدمی نہیں ہے جو (مانگنے کے لئے) لوگوں کے پاس آتا جاتا ہے (در در پھرتا ہے اور سائلانہ چکر لگاتا ہے) اور ایک روئے یا ایک دو کھجوریں (جب اس کے ہاتھ پر رکھ دی جاتی ہیں تو) لے کر واپس لوٹ جاتا ہے بلکہ اصلی مسکین وہ بندہ ہے جس کے پاس اپنی ضرورتیں پوری کرنے کا سامان بھی نہیں ہے اور (چونکہ وہ اپنے اس حال کو لوگوں سے چھپاتا ہے اس لئے) کسی کو اسکی حاجت مندی کا احساس بھی نہیں ہوتا کہ صدقہ سے اسکی مدد کی جائے اور نہ وہ چل پھر کر لوگوں سے سوال کرتا ہے۔

(صحیح بخاری صحیح مسلم - معارف الحدیث)

اپنی حاجتوں کا اخفاء

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس آدمی کو کوئی سخت حاجت پیش آئی اور اس نے اس کو بندوں کے سامنے رکھا (اور ان سے مدد چاہی) تو اسے اس مصیبت سے مستقل نجات نہیں ملے گی اور جس آدمی نے اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے رکھا اور اس سے دعا کی تو پوری امید ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی اس کی یہ حاجت ختم کر دے گا یا تو جلد ہی موت دے کر (اگر اس کی موت کا مقرر وقت آگیا ہو) یا کچھ تاخیر

سے خوشحال کر دے۔ (سنن ابی داؤد۔ ساریف الحدیث)

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مجھے کچھ عطا فرماتے تھے تو میں عرض کرتا تھا کہ حضرت کسی ایسے آدمی کو دے دیجئے جس کو مجھ سے زیادہ اس کی ضرورت ہو تو آپؐ فرماتے کہ عمر! اس کو لے لو اور اپنی ملکیت بنا لو (پھر چاہو تو) صدقہ کی طور پر کسی حاجت مند کو دیدو (اور اپنا یہ اصول بنا لو کہ) جب کوئی مال تمہیں اس طرح ملے کہ نہ تو تم نے اس کے لئے سوال کیا ہو اور نہ تمہارے دل میں اس کی چاہت اور طمع ہو (تو اس کو اللہ تعالیٰ کا عطیہ سمجھ کر) لے لیا کرو اور جو مال اس طرح تمہارے پاس نہ آئے تو اس کی طرف توجہ بھی نہ کرو۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ ساریف الحدیث)

صدقہ کی حقیقت

حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے بھائی کی خوشی کی خاطر ذرا سا مسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔ کوئی نیک بات کہہ دینی بھی صدقہ ہے، تمہارا کسی کو بری بات سے روک دینا بھی صدقہ ہے۔ کسی بے نشان زمین کا کسی کو رامتہ بتا دینا بھی صدقہ ہے۔ جس شخص کی نظر کمزور ہو اس کی مدد کر دینا بھی صدقہ ہے۔ رامتہ سے پتھر، کانٹا اور ہڈی کا ہٹانا دینا بھی تمہارے لئے ایک صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈل دینا بھی ایک صدقہ ہے۔ (ترمذی شریف۔ ترجمان السنہ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

والہ وسلم نے فرمایا اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ (یعنی رینا لینے سے بہتر ہے) تو شروع کراپنے اعلیٰ و عیال سے (یعنی پہلے انہیں کودے) عیال کون ہیں :

تیری ماں تیرا باپ تیری بہن تیرا بھائی پھر جو زیادہ قریب تر ہو پھر بعد اس کے قریب تر ہو۔ (سحارف الحدیث۔ طبرانی۔ مسلم و بخاری)

حضرت جامع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مرد نے جو اپنے اوپر اور اپنی اولاد پر اپنے اعلیٰ اور اپنے ذی رحم اور ذی قرابت پر خرچ کیا وہ سب اس کے لئے صدقہ ہے۔ (طبرانی۔ سحارف الحدیث)

حضرت جامع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کی تین لڑکیاں ہیں یہ ان کو ادب سکھاتا ہے، ان پر رحم کرتا ہے، ان کا کفیل ہے تو اس کے لئے یقیناً جنت واجب کی گئی۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھلا اگر دو ہی لڑکیاں ہوں فرمایا گو دو ہی ہوں۔ بعض لوگوں نے سمجھا کہ اگر ایک لڑکی کے لئے سوال کیا جاتا تو ایک کو بھی آپ فرما دیتے۔ طبرانی نے یہ زیادہ کیا ہے کہ اس نے ان کا نکاح بھی کر دیا۔ (احمد۔ بزار۔ طبرانی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : جو مسلمان بندہ کوئی درخت لگائے یا کھیتی کرے تو اس درخت یا اس کھیتی میں سے جو پھل یا جو دانہ کوئی انسان یا کوئی پرندہ یا کوئی چوپایہ کھائے گا وہ اس (درخت یا کھیتی والے) بندہ کے لئے صدقہ اور اجر و ثواب کا ذریعہ ہوگا۔

(صحیح بخاری و مسلم۔ سحارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی خدمت میں انہوں نے عرض کیا : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون سا صدقہ افضل ہے۔ آپؐ نے فرمایا : وہ صدقہ افضل ترین صدقہ ہے جو غریب آدمی اپنی کمائی میں سے کرے اور پہلے ان پر خرچ کرے جس کا وہ ذمہ دار ہو۔
(یعنی اپنی بیوی بچوں پر)۔
(سنن ابی داؤد۔ صحابہ الحدیث)

جسم کے ہر جوڑ پر صدقہ

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : جتنے انسان ہیں سب کے جسم میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) جوڑ بنائے گئے ہیں (ہر جوڑ کی طرف سے ایک صدقہ ادا کرنا واجب ہوتا ہے) تو جس نے اللہ اکبر کہا یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یا لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ یا سُبْحَانَ اللّٰہ یا اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہا ہر ایک، ایک صدقہ شمار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جس نے لوگوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیا۔
(ترجمان السنہ۔ ادب المفرد)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر تم سے کچھ اور نہ ہو سکے تو یکس اور حاجت مند کی مدد کیا کرو (بخاری) نیز یہ بھی ارشاد فرمایا بھولے بھٹکے ہوئے کو اور کسی اندھ کو راہ مت بتانا بھی صدقہ ہے (ترمذی) یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو شخص راہ مت چلنے میں کوئی کاٹنا راہ مت سے ہٹا دے تو اللہ تعالیٰ اس کے کام کی قدر کرتا ہے اور اس کا گناہ معاف کرتا ہے۔
(ترمذی۔ سیرۃ النبیؐ)

ایصالِ ثواب صدقہ ہے

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا حضرت میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے اور انہوں نے ترکہ میں کچھ مال چھوڑا ہے اور صدقہ وغیرہ کی کوئی وصیت نہیں کی ہے تو اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا میرا یہ صدقہ ان کے لئے کفارہ سیئات اور مغفرت و نجات کا ذریعہ بن جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا : ہاں (اللہ تعالیٰ سے اسی کی امید ہے)۔ (تہذیب الآداب ابن جریر۔ معارف الحدیث)

ہجرت

جہاد و شہادت

ہجرت

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپؐ فرماتے تھے کہ سب اعمال انسانی کا دار و مدار بس نیتوں پر ہے اور آدمی کو اس کی نیت ہی کے مطابق پھل ملتا ہے تو جس شخص نے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کی (اور خدا اور رسول کی رضا جوئی اور اطاعت کے سوا اس کی ہجرت کا اور کوئی باعث نہ تھا) تو اس کی ہجرت درحقیقت اللہ اور رسول کی طرف ہوئی (اور بیشک وہ اللہ و رسول کا سچا مہاجر ہے اور اس کو اس کی ہجرت الی اللہ و الرسول کا مقرر اجر ملے گا) اور جو کسی دنیوی غرض کے لئے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر مہاجر بنا تو (اس کی ہجرت اللہ و رسول کے لئے نہ ہوگی بلکہ) فی الواقع جس دوسری غرض اور نیت سے اس نے ہجرت اختیار کی ہے عند اللہ بس اسی کی ہجرت مانی جائے گی۔ (بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

جہاد

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ نے فرمایا (حدیث قدسی) جو شخص میرے راسخہ میں جہاد کرنے اور صرف مجھ پر ایمان رکھنے اور میرے رسولوں کی تصدیق کرنے کی وجہ سے (اپنے گھر سے) نکلا ہے تو خدا اس کا ضامن ہے کہ یا اس کو جنت میں داخل کر دے گا (اگر وہ شہید ہو گیا) یا اس کو مکان کی طرف جس سے وہ (جہاد کے لئے) نکلا ہے کامیاب واپس پہنچا دے گا۔ ثواب کے ساتھ یا غنیمت کے ساتھ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت کے دن اس کو اسی حالت میں لے کر حاضر ہو گا جیسا زخم کھانے کے وقت تھا، اس کا رنگ سرخ ہو گا اور بونٹک کی خوشبو جیسی ہو گی اور قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں مسلمانوں پر گرانی محسوس نہ کرتا تو میں کسی لشکر سے جو جہاد کر رہا ہے کبھی پیچھے نہ بیٹھتا نہ میں خود اتنی وسعت پاتا ہوں کہ سب کو سواری دوں اور نہ مسلمانوں ہی میں اتنی وسعت ہے اور یہ ان پر گراں ہے کہ میں (جہاد کے لئے) چلا جاؤں اور وہ مجھ سے پیچھے رہ جائیں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بیشک میں تمنا رکھتا ہوں کہ خدا کے راسخہ میں جہاد کروں اور شہید ہو جاؤں پھر جہاد کروں پھر شہید ہو جاؤں پھر جہاد کروں پھر شہید ہو جاؤں۔

(سارف الحدیث - مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ :

”جو شخص اس حال میں مرا کہ نہ تو اس نے کبھی جہاد کیا
اور نہ اپنے جی میں اس کی تجویزیں سوچیں اور تمنا کی تو وہ
نفاق کی ایک صفت پر مرا۔“ (مسلم)

تشریح: یعنی ایسی زندگی جس میں دعویٰ ایمان کے باوجود نہ کبھی راہِ خدا میں جہاد
کی نوبت آئے اور نہ دل میں اس کا شوق اور اس کی تمنا ہو۔ یہ منافقوں کی زندگی
ہے اور جو اس حال میں اس دنیا سے جائے گا وہ نفاق کی ایک صفت کے ساتھ
جائے گا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) (معارف الحدیث)

شہادت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ارشاد فرمایا جو صدق دل سے شہادت طلب کرتا ہے اس کو شہادت کا درجہ مل جاتا
ہے اگرچہ وہ شہید نہ ہو۔ (مسلم)

حضرت جابر بن عتیقؓ سے (ایک طویل حدیث میں) روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگ شہادت کے شمار کرتے ہو۔
عرض کیا گیا کہ خدا کے راستہ میں قتل ہو جانے کو۔ آپؐ نے فرمایا کہ خدا کے راستہ
میں قتل ہو جانے کے علاوہ سات اور شہادتیں ہیں :

- ۱۔ مرض ہیضہ میں مرنے والا ۲۔ ڈوب کر مرنے والا ۳۔ ذات الجنب
(نمونہ) سے مرنے والا ۴۔ طاعون سے مرنے والا ۵۔ جل کر مرنے والا
۶۔ عمارت کے نیچے دب کر مرنے والا اور ۷۔ وہ عورت جو بچہ کے پیٹ ہی
میں رہ جانے اور پیدا نہ ہونے کی وجہ سے مر جائے۔ یہ سب شہید ہیں۔

(ابوداؤد نسائی - ابن ماجہ - معارف الحدیث)

معاملات

باب ۳

حقوق

حقوق النفس

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلسل شب بیداری اور نفل روزے میں زیادتی کی ممانعت میں فرمایا کہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے۔
(بخاری و مسلم - طبعہ السلسلین)

ف - مطلب یہ کہ زیادہ محنت کرنے سے اور زیادہ جاگنے سے صحت خراب ہو جائے گی اور آنکھیں آشوب کرا آئیں گی۔

حضرت عمرو بن میمونؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا : پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں (کے آنے) سے پہلے غنیمت سمجھو (اور ان کو دین کے کاموں کا ذریعہ بنالو)۔

- ۱۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے
 - ۲۔ صحت کو بیماری سے پہلے
 - ۳۔ مالدی کو افلاس سے پہلے
 - ۴۔ بے فکری کو پریشانی سے پہلے اور
 - ۵۔ زندگی کو موت سے پہلے
- (ترمذی - طبعہ السلسلین)

حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوادوں چیزیں اتاریں اور ہر بیماری کے لئے دوا بھی بنائی سو تم دوا (علاج) کیا کرو اور حرام چیز سے دوا مت کرو۔ (ابوداؤد)

ف۔ اس میں صاف کلم ہے تحصیلِ صحت کا۔ (طبۃ المسلمین)

حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ چیزیں فطرتِ سلیمہ کا مقتضا ہیں۔ ختنہ کرنا۔ زیر ناف کے بال صاف کرنا، لبیس کٹنا، بغل کے بال لینا۔ ان سب کے لئے چالیس دن سے زیادہ چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ (مسلم۔ الادب المفرد)

حقوقِ والدین

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! اپنے والدین کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرو تا کہ تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ نیکی سے پیش آئے۔ (ابو الشیخ فی التلخیص۔ الادب المفرد)

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا بہترین عمل کون سا ہے؟ جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہو۔ سرکارؐ نے ارشاد فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد۔ آپؐ نے فرمایا ماں باپ سے اچھا برتاؤ کرنا۔ میں نے عرض کیا پھر کون سا عمل؟ ارشاد فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔ (بخاری و مسلم)

۳۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص رزق کی کشادگی اور عمر کی زیادتی کا خواہشمند ہو اس کو چاہئے کہ صلہ رحمی کرے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک

کرے۔ (مسند احمد۔ الادب المفرد)

۴۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا ماں باپ کی رضا میں اور

اللہ کا غصہ ماں باپ کے غصہ میں پوشیدہ ہے۔ (الادب المفرد)

۵۔ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور

ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے۔ (الادب المفرد۔ بخاری و مسلم)

۶۔ تین شخص ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے ان میں سے

ایک ماں باپ کا نافرمان بھی ہے۔ (الادب المفرد۔ احمد)

۷۔ ہر گناہ کے بدلے میں عذاب اور ہر جرم کی گرفت کو موخر کیا جاسکتا ہے

لیکن ماں باپ کی نافرمانی کا گناہ ایسا سخت ہے کہ اس کا مواخذہ مرنے سے پہلے

ہی کر لیا جاتا ہے۔ (الادب المفرد۔ حاکم)

۸۔ باپ کے دوستوں کے ساتھ نیکی سے پیش آنا خود باپ کے ساتھ نیکی

سے پیش آنا ہے۔ (الادب المفرد)

۹۔ جو آدمی اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کا قرض ادا کر دیتا ہے

اور ان کی مانی ہوئی بات پوری کر دیتا ہے وہ اگرچہ زندگی میں ان کا نافرمان رہا ہو

پھر بھی وہ خدا کے نزدیک ان کا فرمانبردار سمجھا جائے گا اور جو آدمی اپنے ماں باپ

کے مرنے کے بعد نہ ان کا قرض ادا کرتا ہے نہ مانی ہوئی منت کو پورا کرتا ہے وہ

اگرچہ زندگی میں ان کا فرمانبردار رہا ہو پھر بھی خدا کے نزدیک ان کا نافرمان سمجھا

جائے گا۔ (الادب المفرد)

ماں کے ساتھ اچھا سلوک

۱۰۔ بہز بن حکیمؓ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے یوں روایت کرتے ہیں

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں احسان کا معاملہ کس کے ساتھ کروں؟ آپؐ نے فرمایا اپنی ماں سے۔ میں نے (پھر) پوچھا کس سے نیکی کروں۔ فرمایا اپنی ماں سے۔ میں نے تیسری مرتبہ پھر اپنا یہی سوال دہرایا تو آپؐ نے پھر فرمایا، ماں کے ساتھ۔ میں نے (چوتھی مرتبہ پھر) پوچھا کس سے بھلائی کروں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا باپ کے ساتھ۔ پھر جو قرہی رشتہ دار ہو وہ مقدم ہے۔

۱۱۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جس مسلمان کے ماں باپ مسلمان ہیں اور وہ صبح و شام اجر و ثواب کی نیت سے ان کی خدمت میں (سلام و مزاج پر سی کے لئے) حاضر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھول دیتا ہے اور اگر والدین میں سے ایک ہے تو جنت کا ایک دروازہ کھول دیتا ہے اور اگر دونوں میں سے کسی ایک کو اس نے خفا کر دیا اور غصہ دلایا تو جب تک وہ راضی اور خوش نہ ہوں، اللہ تعالیٰ بھی خوش نہیں ہوتا (حاضرین میں سے) کسی نے کہا **وَإِنْ ظَلَمْتُمْ قَالُوا** **وَإِنْ ظَلَمْتُمْ قَالُوا** یعنی اگر چہ ماں باپ اس پر ظلم کریں (تو جواب میں کہا گیا) ہاں اگر چہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں۔

ف۔ یہ امر دلیل ہے کہ ماں باپ کا حق بہت بڑا ہے حتیٰ کہ اگر ان سے اولاد کے حق میں کوئی ایسی کاروائی سرزد بھی ہو جائے جو انصاف کے خلاف ہو، تب بھی ان کی اطاعت سے سرتا جی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور نافرمانگی ماں باپ کی خوشی و ناخوشی پر موقوف ہے۔ (الادب المفرد)

۱۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے وہ آدمی ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو۔ لوگوں نے پوچھا، اے خدا کے رسول کون آدمی؟ آپؐ

نے فرمایا وہ آدمی جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھا پے کی حالت میں پایا۔ دونوں کو پایا کسی ایک کو اور پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔

(مسلم۔ الادب المفرد)

۱۳۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو نیک اولاد بھی ماں باپ پر محبت بھری ایک نظر ڈالتی ہے اس کے بدلے خدا اس کو ایک حج مقبول کا ثواب بخشتا ہے۔“ لوگوں نے پوچھا، اے خدا کے رسول! اگر کوئی ایک دن میں سو بار اسی طرح رحمت و محبت کی نظر ڈالے۔ آپؐ نے فرمایا: ”جی ہاں اگر کوئی سو بار ایسا کرے تب بھی خدا (تمہارے تصور سے) بہت بڑا اور (شگدلی جیسے عیبوں سے) بالکل پاک ہے۔“

(مسلم۔ معارف الحدیث)

۱۴۔ ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس مال ہے اور میرے باپ کو میرے مال کی ضرورت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا مال اور تم اپنے والدین کے لئے ہو۔ بیشک تمہاری اولاد تمہاری پاک کمائی سے اس لئے تم اپنی اولاد کی کمائی سے بلا تکلف کھاؤ۔ (ابن ماجہ۔ ابوداؤد)

والدین کا حق بعد موت

۱۵۔ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا والدین کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ سلوک کرنے کی کوئی صورت باقی ہے؟ (یعنی کوئی صورت ہو سکتی ہے) فرمایا ان کے لئے دعا کرنا (جس میں نماز جنازہ

بھی شامل ہے) اور ان کے لئے استغفار کرنا اور ان کے مرنے کے بعد ان کی وصیت کو پورا کرنا (بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو) ان کے قریبنداروں سے صلہ رحمی کرنا جو شخص ان کی قرابت کی وجہ سے کی جائے (اس نیت سے کہ رضائے والدین حاصل ہو اور رضائے والدین سے رضائے حق حاصل ہو) اور والدین کے دوستوں کی تعظیم کرنا۔ (مشکوٰۃ۔ ابوداؤد۔ الادب المفرد)

۱۶۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : اگر کوئی بندہ خداوندگی میں ماں باپ کا فرمان رہا اور والدین میں سے کسی ایک کا یا دونوں کا اسی حال میں انتقال ہو گیا تو اب اسکو چاہئے کہ وہ اپنے والدین کیلئے براہ دعا کرتا رہے اور خدا سے انکی بخشش کی درخواست کرتا رہے۔ یہاں تک کہ خدا اسکو اپنی رحمت سے نیک لوگوں میں لکھ دے۔ (بیہقی)

۱۷۔ والدین کی خدمت کا یہ بھی تہمہ سمجھنا چاہئے کہ ان کے انتقال کے بعد ان کے ملنے والوں سے سلوک و احسان کیا جائے۔ (بخاری۔ الادب المفرد)

والدین کے دوست کا حق

۱۸۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہوا اپنے باپ کے دوست کا خیال رکھو اس سے قطع تعلق نہ کرو (ایسا نہ ہو کہ اس کی دوستی قطع کرنے کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ تمہارا نور بجھا دے۔ (الادب المفرد)

ماں باپ پر لعنت بھیجنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں اس طرح ارشاد فرمایا کہ : ”سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ پر لعنت بھیجے۔“

عرض کیا گیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کوئی اپنے ماں باپ پر کیونکر لعنت بھیج سکتا ہے؟ فرمایا: ”اس طرح کہ جب کوئی کسی کے ماں باپ کو برا بھلا کہے گا تو وہ بھی اسکے ماں باپ دونوں کو برا بھلا کہے گا۔“ (بخاری۔ سیرۃ النبی)

شوہر و بیوی کے حقوق

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں کے درمیان حقوق کی تقسیم میں انصاف فرماتے تھے کہ اے اللہ یہ میری تقسیم ہے ان چیزوں میں جن پر میرا قابو ہے پس تو مجھے اس چیز میں ملامت نہ کر جو خالص تیرے قبضہ میں ہے اور میرے قبضہ میں نہیں (یعنی محبت)۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کون سی عورت سب سے اچھی ہے؟ آپؐ نے فرمایا جو ایسی ہو کہ جب شوہر اس کو دیکھے (دل) خوش ہو جائے اور جب اس کو کوئی حکم دے تو اس کو بجالائے اور اپنی ذات اور مال کے بارے میں کوئی مانگوار بات کر کے اس کے خلاف نہ کرے۔ (نائی۔ طبعۃ السلسلین)

ف۔ خوشی اور فرمانبرداری اور موافقت کے کتنے بڑے فائدے

(طبعۃ السلسلین)

ہیں۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ جب شوہر کہیں باہر جائے تو اس کی غیر موجودگی میں اس کے گھریلو امور پر امانت کی حفاظت کرے۔ (سنن ابی داؤد)

حضرت حکیم بن معاویہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا،

یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہماری بی بی کا ہم پر کیا حق ہے؟ آپؐ نے

فرمایا یہ ہے کہ جیسا تم کھانا کھاؤ تو اس کو بھی کھلاؤ اور جیسا کپڑا پہناؤ اس کو بھی پہناؤ اور اس کے منہ پر مت مارو (یعنی قصور پر بھی مت مارو اور بے تصور مارنا تو سب جگہ برا ہے) اور نہ اس کو برا کو سناؤ اور نہ اس سے ملنا جلنا چھوڑو مگر گھر کے اندر اندر رہ کر (یعنی روٹھ کر گھر سے باہر مت جاؤ)۔ (ابوداؤد۔ طحاوی۔ مسلمین)

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو عورت اس حال میں وفات پائے کہ اس کا شوہر اس سے راضی اور خوشی ہو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس کو وہ مل جائیں تو دین و دنیا کی بھلائی اس کو نصیب ہو جائے۔ ۱۔ شکر گزار دل ۲۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنے والی زبان ۳۔ بلاؤں پر صبر کرنے والا جسم ۴۔ وہ عورت جو اپنی ذات اور اپنے شوہر کے مال میں خیانت نہ کرے۔ (بخاری۔ مشکوٰۃ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت پر سب سے بڑا حق اسکے شوہر کا ہے اور مرد پر سب سے بڑا حق انکی ماں کا۔ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ ایک وہ آدمی جو لوگوں پر سرداری کرے اور وہ لوگ اس سے ناراض ہوں۔ دوسرے وہ عورت جس کا شوہر اس سے ناراض ہو اور وہ آرام سے پڑی سو رہی ہو اور تیسرے وہ آدمی جو اپنے بھائی سے قطع تعلق کرے۔ (بخاری)

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وہلم نے فرمایا : ایمان رکھنے والی عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں کسی ایسے شخص کو آنے کی اجازت دے جس کا آنا شوہر کو ناگوار ہو اور وہ گھر سے ایسی صورت میں نکلے جبکہ اس کا نکلتا شوہر کو ناگوار ہو اور عورت شوہر کے معاملہ میں کسی کی اطاعت نہ کرے۔ (الترغیب والترہیب)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جب کوئی مرد رات میں اپنی بیوی کو جگاتا ہے اور وہ دونوں مل کر دو رکعت نماز پڑھتے ہیں تو شوہر کا نام ذکر کرنیوالوں میں اور بیوی کا نام ذکر کرنے والیوں میں لکھ لیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے ساتھ انصاف اور برائی کا سلوک نہ کیا تو قیامت کے روز وہ شخص اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گر گیا ہوگا۔ (ترمذی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے عورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھے، اپنی آمد کی حفاظت کرے، اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے تو وہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (الترغیب والترہیب)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا خدا قیامت کے روز اس عورت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا جو شوہر کی ناشکر گزار ہوگی حالانکہ عورت کسی وقت بھی شوہر سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔ (نسائی۔ الادب المفرد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مومن کے لئے خوف خدا کے بعد سب سے زیادہ مفید اور باعث خیر و نعمت نیک بیوی ہے کہ جب وہ اس سے کسی کام کو کہے تو وہ خوش دلی سے انجام دے اور جب وہ اس پر نگاہ ڈالے

تو وہ اس کو خوش کر دے اور جب وہ اس کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو وہ اس کی قسم پوری کر دے اور جب وہ کہیں چلا جائے تو وہ اس کے پیچھے اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کے مال و اسباب کی نگرانی میں شوہر کی خیر خواہی اور وفادار رہے۔
(ابن ماجہ۔ الادب المفرد)

اولاد کے حقوق

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ہیں کہ :

- ۱۔ مسلمانو! خدا چاہتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے ساتھ برتاؤ کرنے میں انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ (طبرانی)
- ۲۔ جو مسلمان اپنی لڑکی کو عہدہ تربیت کرے اور اس کو عہدہ تعلیم دے اور اس کی پرورش کرنے میں اچھی طرح صرف کرے وہ روزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔ (طبرانی)
- ۳۔ مسلمانو! اپنی اولاد کی تربیت اچھی طرح کیا کرو۔ (طبرانی)
- ۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دے سکتا ہے اس میں سب سے بہتر عطیہ اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت ہے۔ (مقلوۃ)
- ۵۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کی تلقین کرو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور نماز کیلئے ان کو مزارعہ و جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور اس عمر کو پہنچنے کے بعد ان کے بستر الگ کر دو۔ (مقلوۃ شریف)
- ۶۔ لوگو! تم قیامت میں اپنے اور باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے پس تم اپنا نام اچھا رکھا کرو۔ (ابوداؤد)

۷۔ جس نام میں عبرت اور خدا کی تعریف کا ظہور ہوتا ہے وہ نام اللہ کو

بہت پیارا ہے۔ (بخاری)

۸۔ سب سے مقدم اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا ضروری ہے پھر جو لوگ

رشتے میں قریب ہوں ان پر خرچ کرنا چاہئے۔ (طبرانی)

۹۔ ایک دینار جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کیا جائے اور ایک دینار کسی

غلام کو آزاد کرانے میں اور ایک دینار کسی مسکین کو دیا جائے اور ایک دینار اپنے

اہل و عیال پر خرچ کیا جائے تو ان سب میں اجر و ثواب کے لحاظ سے افضل وہ

دینار ہے جو اہل و عیال کے مان و نفقہ پر خرچ کیا جائے۔ (مسلم)

(یعنی بچوں پر خرچ کرنا بھی ثواب اور عبادت کے درجہ میں ہے اس

لئے ان پر تنگی نہ کی جائے)۔

اولاد کا نام اور ادب

۱۰۔ حضرت ابو وہبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ تم پیغمبروں کے نام پر نام رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پیارا

نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہے اور سب سے سچا نام حارث اور ہام ہے۔

(ابوداؤد۔ نسائی)

۱۱۔ حضرت جبہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

جن مسلمانوں کے تین بچے سن بلوغ کو پہنچنے سے پہلے مر گئے ان کو قیامت کے

دن لا کر جنت کے دروازے پر کھڑا کر کے کہا جائے گا بہشت میں داخل ہو وہ

کہیں گے (ہم جب بہشت میں داخل ہوں گے جب) ہمارے ماں باپ بھی

داخل ہوں اس پر ان سے یہ کہا جائے گا اچھا تم بھی بہشت میں داخل ہو اور تمہارے ماں باپ بھی۔ (طبرانی کبیر)

لڑکیوں کی پرورش

۱۲۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو خدا اسکے یہاں فرشتے بھیجتا ہے جو آکر کہتے ہیں۔ اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو، وہ لڑکی کو اپنے پروں کے سائے میں لیتے ہیں اور اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں۔ یہ کمزور جان ہے جو ایک کمزور جان سے پیدا ہوئی جو اس بچی کی نگرانی اور پرورش کریگا، قیامت تک خدا کی مدد اسکے شامل حال رہے گی۔ (طبرانی)

۱۳۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھی لڑکیوں کی پیدائش کے ذریعے آزمایا جائے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کر کے آزمائش میں کامیاب ہو تو یہ لڑکیاں اس کے لئے قیامت کے روز جہنم کی آگ سے ڈھال بن جائیں گی۔ (مشکوٰۃ)

اولاد صالح

۱۴۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ جب مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں (کہ ان کا ثواب برابر ملتا رہتا ہے) ۱۔ صدقہ ۲۔ وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا رہے اور ۳۔ صالح اور نیک اولاد جو اس کے لئے دعا گور ہے۔ (ادب المفرد)

وصیت

۱۵۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہر مسلمان جس کے پاس وصیت کرنے کے قابل کوئی چیز ہو اس پر یہ حق ہے کہ دو راتیں اس پر نہ گزریں مگر یہ کہ وصیت اس کے پاس موجود ہو۔

۱۶۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر ایک بیٹے کو کوئی چیز دو تو دوسرے کو بھی ویسی ہی دو۔ ورنہ انصافی بری بات ہے۔ (ترمذی)

نا جائز وصیت

۱۷۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مرد اور اسی طرح کوئی عورت ساٹھ سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت میں گزارتے ہیں پھر ان کے مرنے کا وقت آتا ہے تو وصیت کے ذریعہ ورثہ کو نقصان پہنچا دیتے ہیں تو ان دونوں کے لئے جہنم واجب ہو جاتی ہے، اس کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ نے حدیث کے مضمون کی تائید میں قرآن شریف کی آیت پڑھی :

مَنْ أْبْعَدَ وَصِيَّةً يُوْصِي بِهَا أَوْ دِيْنٍ غَيْرِ مُضَارٍّ
وَذَلِكَ الْقَوْلُ الْعَظِيْمُ

(سورۃ نسا، رکوع ۲، پارہ ۲۵)

(مشہاح)

بھائی اور بہنوں کے حقوق

بڑے بھائی بہن اور بیٹیوں کا حق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ویسا ہی ہے جیسا باپ کا حق بیٹے پر۔ (مشکوٰۃ - بیوۃ السلسلین)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے پرورش کی رو یا تین بیٹیوں کی یا رو یا تین بہنوں کی تا آنکہ وہ اس سے جدا ہو جائیں (یا ہشامی کے بعد) یا فوت ہو جائیں تو میں اور وہ شخص جنت میں اس طرح ساتھ ساتھ ہوں گے (جس طرح یہ دو انگلیاں) اور آپؐ نے اپنی انگشت شہادت اور درمیان کی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔ (الادب المفرد)

یتیم کا حق

یتیم پر رحم کرنا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی کسی یتیم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ نیکی یا بھلائی سے پیش آتا ہو میں اور وہ دونوں جنت میں پاس پاس ہوں گے جس طرح حیرے ہاتھ کی یہ دو انگلیاں قریب قریب ہیں (دست مبارک کی دو انگلیاں ملا کر اشارہ فرمایا)۔ (تکیم عن السنن - الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی

یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں میں سب سے بڑے گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اسکے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔ (ابن ماجہ)

یتیم کا مال کھانے والے اس حال میں قبروں سے اٹھائے جائیں گے کہ ان کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہوں گے۔ (ابوداؤد)

یتیم کی پرورش

حضرت عوف بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں اور سیاہ رخساروں والی عورت قیامت کے دن اس طرح ہوں گے۔ (یزید بن زریعہ اس حدیث کے ایک راوی نے درمیانی اور شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ جس طرح یہ انگلیاں قریب قریب ہیں اسی طرح آپ اور وہ عورت قیامت کے دن قریب قریب ہوں گے) اور سیاہ رخساروں والی عورت کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ اس سے مراد وہ عورت ہے جس کا شوہر مر گیا ہو یا اس نے طلاق دے دی ہو اور وہ عورت جاہ و جمال رکھتی ہو لیکن اس نے یتیم بچوں کی پرورش کے خیال سے دوسرا نکاح نہ کیا اور اپنی خواہشات کو روکا ہو یہاں تک کہ اس کے بچے جوان ہو کر اس سے جدا ہو گئے ہوں یا مر گئے ہوں۔ (ابوداؤد مشکوٰۃ طحاۃ المسلمین)

یتیم سے محبت و شفقت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے اور محض اللہ ہی کے لئے پھیرے تو جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ گزرا ہے اتنی ہی نیکیاں اس کو ملیں گی اور جو شخص یتیم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ احسان کرے جو کہ

اس کے پاس رہتا ہو تو میں اور وہ جنت میں اس طرح رہیں گے جیسے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی پاس پاس ہیں۔ (بہشتی زیور)

صلہ رحمی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگو تمہیں اپنے حسب نسب کے متعلق اس قدر علم حاصل کرنا ضروری ہے جس کی وجہ سے تم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کر سکو۔ (مثلاً باپ، دادا اور مائیں اور جدات اور انکی اولاد۔ مرد اور عورت کہ انہیں پہچاننا اور انکے نام یاد رکھنا ضروری ہیں کہ یہی ذوی الارحام کہلاتے ہیں اور انہیں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا حکم ہے)، کیونکہ صلہ رحمی کرنے سے قرابت داروں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ مال میں کثرت و برکت ہوتی ہے اور عمر میں زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے چند قرابت دار ہیں اور عجب طرح کی طبیعت کے واقع ہوئے ہیں۔ میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع کرتے ہیں۔ میں ان سے نیکی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے جہالت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے جواب میں فرمایا کہ اگر واقعی میں تو ایسا ہی ہے جیسا کہ بتا ہے تو گویا تو انکے منہ میں گرم گرم بھویل ڈالتا ہے (یعنی تیری عطا ان کے حق میں حرام ہے اور انکے شکم میں آگ کا حکم رکھتی ہے) اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان پر تیری مدد کرتا رہے گا جب تک تو اس صفت پر قائم رہیگا۔ (مسلم۔ الادب المفرد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ہر جمعرات کی شام

جمعہ کی رات کو لوگوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ رحمۃً قراہت توڑنے والے کے اعمال قبول نہیں کرتا۔ (الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہؓ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر وہ کسی شخص میں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ اس کا حساب سہولت و آسانی سے لے گا اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل کرے گا۔ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا جو تم کو محروم کرے اسکو دو، جو تم سے رشتہ توڑے اس سے مانہ جوڑو جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کرو جب ثویہ کر لے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو جنت میں لے جائے گا۔

(طہرانی والحاکم وقال صحیح الا سناد ادب المفرد)

حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ہیں کہ قرمبی رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی کرنا عمر کو دراز کرتا ہے اور چھپا کر خیرات کرنا خدا کے غصہ کو فرو کرتا ہے۔ (انصاف عن ابن مسعود)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میرا نام اللہ ہے میرا نام رحمن ہے۔ میں نے اپنے نام کو رحم سے مشتق کیا ہے جو اسکو ملائے گا میں اسکو ملاؤں گا جو قطع رحمی کریگا میں اسکو قطع کرونگا۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

شعبان کی پندرہویں شب میں تقریباً سب لوگ آزاد کر دیئے جاتے ہیں (یعنی اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں) مگر طاع رحم۔ ماں باپ کا فرمان اور شراب کا عادی یہ تینوں اس رات میں بھی آزاد نہیں کئے جاتے۔ (صحیح ترمذی ابوداؤد)

پڑوسی کے حقوق

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کہ مجھے اس پروردگار کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ کوئی مسلمان مسلمان نہیں ہے جب تک کہ وہ اپنے ہمسائے کے لئے وہی بھلائی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔ (صحیح مسلم۔ الادب المفرد)

حضرت معاویہ بن حیدہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمسایہ کا حق یہ ہے کہ وہ بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کی جائے اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے اگر وہ ادھار مانگے تو اس کو قرض دے اگر وہ ننگا ہے تو اس کو کپڑے پہنائے اگر کوئی خوشی اس کو حاصل ہو تو اس کو مبارکباد دے اگر کوئی مصیبت اس پر طاری ہو تو اس کو تسلی دے اور اپنے مکان کو اس کے مکان سے اونچا نہ کرے تا کہ وہ ہوا سے محروم نہ رہے اور اپنے چولہے کے دھوئیں سے اس کو ایذا نہ پہنچائے۔ (طبرانی)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی مسلمان بندہ مرتا ہے اور اس کے قریب تر پڑوسیوں میں سے تین آدمی اس پر خیر کی گواہی دیتے ہوں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے بندوں کی شہادت ان کے علم کے مطابق قبول کر لی اور جو کچھ میں جانتا ہوں اس کو میں نے بخش دیا ہے۔ (مسند احمد)

دوست کا حق

ابن عون سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے دوست کا اعزاز و اکرام اس طور پر نہ کرو جو اسے شاق گزرے۔
قائدہ : یعنی ہر شخص کے ساتھ اس کے مرتبہ کے شایان شان برتاؤ کرو۔
 (الادب المفرد)

مسلمان کے حقوق

حفاظت مسلم

عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے : پورا مسلمان تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کی ایذا سے تمام مسلمان محفوظ رہیں اور پکا مہاجر وہ ہے جو ان تمام باتوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

ترمذی و نسائی نے اس حدیث میں اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ کامل مومن وہ ہے جس کو لوگ اپنی جان و مال کے بارے میں امانتدار سمجھیں۔ (ترجمان السنہ)

دوستوں کو جدا کرنا

حضرت عبدالرحمن بن غنم اور حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندگان خدا میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو چغلیاں کھاتے ہیں اور دوستوں میں جدائی ڈلوا دیتے ہیں۔ (احمد و ترمذی)

دوستوں کی دل شکنی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے (خواہ مخواہ) بحث نہ کیا کرو، اور نہ اس سے (ایسی) دل لگی کرو (جو اسکو گوار ہو) اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جسکو تم پورا نہ کرو۔ (ترمذی)

ف۔ البتہ اگر کسی عذر کے سبب پورا نہ کر سکے تو محذور ہے۔ چنانچہ زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس وقت وعدہ پورا کرنے کی نیت تھی مگر وعدہ پورا نہیں ہو سکا اور (اگر آئے گا وعدہ تھا تو) وقت پر نہ آ سکا (اسکا یہی مطلب ہے کہ کسی عذر کے سبب ایسا ہو گیا) تو اس پر گناہ نہ ہوگا۔ (ابوداؤد، ترمذی، طحاوی، سلیم)

مشورہ دینا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی سے مشورہ لینا چاہے تو اسکو مشورہ دینا چاہئے۔ (ابن ماجہ، طحاوی، سلیم)

لوگوں پر رحم کرنا

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (بخاری، مسلم)

مسلمان کو حقیر سمجھنا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا کہ آدمی کے لئے یہ شر کافی ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر سمجھے (یعنی اگر کسی میں یہ بات ہو اور کوئی شرکی بات نہ ہو تب بھی اس میں شر کی کمی نہیں) مسلمان کی ساری چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں۔ اس کی جان

اور اس کا مال اور اس کی آمد و۔ (یعنی نہ اس کی جان کو تکلیف دینا جائز نہ اس کے مال کا نقصان کرنا اور نہ اس کی آمد و کو کوئی صدمہ پہنچانا مثلاً اس کا عیب کھولنا، اس کی غیبت کرنا وغیرہ)۔
(مسلم۔ طہوۃ السلسلین)

دوست سے ملاقات کرنا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس وقت کوئی مسلمان اپنے بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے یا ویسے ہی ملاقات کے لئے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو بھی پاکیزہ ہے اور تیرا چلنا بھی۔ تو نے جنت میں اپنا مقام بنا لیا ہے۔
(ترمذی)

حقوق مسلم

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے حقوق مسلمان پر چھ ہیں (اس وقت انہی چھ کے ذکر کا موقع تھا) عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا :

- ۱۔ جب اس سے ملنا ہو اس کو سلام کر
- ۲۔ جب وہ تجھ کو بلائے تو قبول کر
- ۳۔ جب تجھ سے خیر خواہی چاہے، اس کی خیر خواہی کر
- ۴۔ چھینک لے اور الحمد للہ کہے تو یرحمک اللہ کہہ۔
- ۵۔ جب بیمار ہو جائے اس کی عیادت کر اور
- ۶۔ جب مر جائے اس کے جنازے کے ساتھ جا۔ (ترمذی۔ طہوۃ السلسلین)

قطع تعلق

حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ مومن کو تین دن تک چھوڑے رکھے۔ جب تین دن گزر جائیں تو اسے چاہئے کہ وہ اس سے ملے اور سلام کرے اگر (دوسرے نے) سلام کا جواب دے دیا تو دونوں شریک اجر و ثواب ہوں گے اور اگر سلام کا جواب نہ دیا تو سلام کرنے والا ہی الذمہ ہو گیا۔ اس پر قطع تعلق کا گناہ نہیں رہا۔ (الادب المفرد۔ بخاری و مسلم)

مسلمانوں کی آبرو کا حق

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو ایسے موقع پر ذلیل کرے گا جہاں اس کی ہتک ہو یا اس کی عزت میں کچھ کمی آئے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے مقام میں ذلیل کرے گا جہاں وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کا طلبگار ہوگا، اور جو شخص کسی ایسی جگہ کسی مسلمان کی مدد کرے گا جہاں اس کی بے عزتی اور ہتک ہوتی ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے مقام پر اس کی مدد کرے گا جہاں اس کو اللہ تعالیٰ کی مدد دے گا رہو گی۔ (ابوداؤد)

حق طریق (رامتہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ راہوں پر جینے سے بچو اور اگر تم جینے سے باز نہ رہو تو رامتہ میں جینے کا حق ادا کرو۔ صحابہؓ نے دریافت کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رامتہ کا حق کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: آنکھوں کو بند کرنا (یعنی حرام چیزوں پر نظر نہ ڈالے) اور ایذا سے باز رہنا (یعنی

کوئی حرکت ایسی نہ ہو جس سے رامتہ چلنے والوں کو تکلیف ہو مثلاً رامتہ ٹھک کر
رے) اور سلام کا جواب دینا (جواب دینا اس لئے کہا کہ منت یہ ہے کہ چلنے والا
بٹھنے والے کو سلام کرے) اور لوگوں کو شروع باتوں کا حکم کرے اور ما شروع
باتوں سے منع کرے۔ (مشکوٰۃ)

حقوق مریض - عیادت

مسلمانو! جب تم کسی بیمار کے پاس جاؤ تو اس کو دیر تک زندہ رہنے
کی خوشخبری دو کیونکہ تمہارے کہنے سے کسی انسان کی زندگی دراز نہیں ہو سکتی۔ مگر
بیمار کی طبیعت خوش ہو جائے گی۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ عن ابی سعید)
بیمار کی مناسب بیمار پرسی یہ ہے کہ مزان چرسی کرنے والا اس کے پاس
سے جلد اٹھ آئے۔ (مسند افراسیاب)

مسکین کا حق

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جس نے میری مخلوق میں سے کسی ایسے کمزور کے
ساتھ بھلائی کی جس کا کوئی کفایت (کفالت) کرنے والا نہیں تھا تو ایسے بندہ کی
کفایت و کفالت کا میں ذمہ دار ہوں۔ (خلیب)

جانور کا حق

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر حساس جانور جس کو بھوک
پاس کی تکلیف ہوتی ہو اس کے کھلانے پلانے میں ثواب ہے۔ (بخاری و مسلم)

حقوق حاکم و محکوم

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بادشاہ روئے زمین پر (مخلوق پر رحمت و شفقت کرنے میں) خدا کا سایہ ہوتا ہے۔ خدا کے بندے جو مظلوم ہوں اس سایہ میں پناہ لیتے ہیں اگر وہ انصاف کرے تو اس کو ثواب دیا جاتا ہے اور رعیت پر اس کا شکرا ادا کرنا واجب ہوتا ہے اور اگر وہ ظلم کرے یا خدا کی امانت میں خیانت کرے تو بارگناہ اس پر ہے اور رعیت کو صبر کرنا لازم ہے۔ (بخاری - مشکوٰۃ)

حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! اپنے حکمرانوں کو برا نہ کہو اور خدا سے ان کی بھلائی کی دعا مانگا کرو کیونکہ ان کی بھلائی میں تمہاری بھلائی ہے۔ (طبرانی)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! تم میں سے ہر ایک حکمران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کی نسبت سوال کیا جائے گا جو آدمی لوگوں پر حکومت کرتا ہے وہ ان کا راعی ہے اور لوگ اس کی رعیت ہیں۔ پس حاکم سے اس کی رعیت کی نسبت باز پرس کی جائے گی۔ ہر آدمی اپنے گھر والوں کا راعی ہے اور گھر والے اس کی رعیت ہیں، پس ہر آدمی سے اس کے گھر والوں کی نسبت باز پرس ہوگی۔ ہر عورت اپنے خاوند کے گھر پر راعی ہے اور خاوند کا گھر اس کی رعیت ہے۔ پس ہر عورت سے اس کے خاوند کے گھر کی نسبت باز پرس کی جائے گی۔ ہر نوکر اپنے آقا کے مال و اسباب پر راعی ہے اور آقا کا مال و اسباب اس کی رعیت ہے پس ہر نوکر سے اس کے آقا کے

مال و اسباب کی نسبت باز پرس کی جائے گی۔ (مسند امام احمد۔ بخاری و مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! جب تمہارے حاکم نیک دل ہوں اور تمہارے امیر فیاض ہوں اور تمہارے معاملات کی بنیاد مشورہ پر ہو تو زمین کی سطح پر تمہارا رہنا زمین کے پیٹ میں جانے سے بہتر ہے اور جب تمہارے حاکم شریر ہوں اور تمہارے امیر بخیل ہوں اور تمہارے معاملات کا فیصلہ عورتوں کی رائے پر ہو تو زمین کے پیٹ میں تمہارا جانا زمین پر رہنے سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حاکم کے حکم کو سننا اور اطاعت کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ حکم پسند نہ آئے جب تک حاکم کسی گناہ کا حکم نہ دے اور جب وہ کسی گناہ کا حکم دے تو مسلمان پر اس کی اطاعت واجب نہیں۔ (بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ گناہ کے کام میں کسی کی اطاعت واجب نہیں، اطاعت صرف نیک کاموں میں واجب ہے۔ (بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم پر ایسے حاکم مقرر کئے جائیں گے جو اچھے کام بھی کریں گے اور برے کام بھی کریں گے، پس جس شخص نے انکار کیا یعنی اس کے برے فعل کی نسبت اس کے منہ پر کہہ دیا کہ تمہارا یہ فعل شرع کے خلاف ہے وہ اپنے فرض سے بری ہو گیا اور جس شخص نے ایسا نہ کیا یعنی اس کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ زبان

سے کہہ دے لیکن دل سے اس فعل کو برا سمجھا وہ سالم رہا یعنی اس کے گناہ میں شریک ہونے سے سالم (محفوظ) رہا۔ لیکن جو شخص اس کے فعل پر راضی ہوا اور ان کی پیروی کی وہ ان کے گناہ میں شریک ہوا۔ صحابہؓ نے عرض کیا، کیا ان سے لڑیں یا رسول اللہ؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں! جب تک وہ نماز پڑھیں، نہیں! جب تک کہ وہ نماز پڑھیں۔ (مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت وائل بن حجر سلمہ بن یزیدؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ اے خدا کے نبی آپ اس معاملہ میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر ہم پر ایسے حاکم مسلط ہوں جو ہم سے اپنا حق مانگیں اور ہمارے حقوق سے انکار کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ان کے احکام کو سنو اور ان کی اطاعت کرو اس لئے کہ ان پر وہ بات فرض ہے جو انہوں نے اپنے ذمہ لی ہے اور تم پر وہ چیز فرض ہے جو تم نے اٹھائی ہے۔ (مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ظالم امیر کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (حاکم)

دوسری حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین شخصوں کا کلمہ بھی قبول نہیں ہوتا ایک ان میں سے وہ حاکم ہے جو اپنی رعایا پر ظلم کرتا ہے۔ (طبرانی)

حضرت معقل بن یسارؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس بندہ کو اللہ تعالیٰ رعیت کی نگہبانی سپرد کرے اور وہ بھلائی اور خیر خواہی کے ساتھ نگہبانی نہ کرے وہ بہشت کی بونہ پائے گا۔ (بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعا کرتے سنا ہے کہ اے اللہ! جس شخص کو میری امت کا کسی کام کا والی اور متصرف بنایا گیا ہو اور وہ میری امت پر مشقت اور مصیبت ڈالے تو تو بھی اس پر مشقت و مصیبت ڈال اور جو شخص (حاکم و والی) میری امت پر رحم و ریزی کرے تو تو بھی اس پر رحم و ریزی کر۔ (مسلم مشکوٰۃ)

فریقین کا فیصلہ

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دو آدمی تمہاری طرف قضیہ پیش کریں (اور ان میں کا ایک شخص انظہار مدعا کر چکے) تو جب تک تم دوسرے کی بات نہ سن لو۔ اول شخص کے موافق فیصلہ نہ کرو کیونکہ یہ صورت اس بات کے لائق تر ہے کہ تمہارے لئے قضیہ کی پوری کیفیت ظاہر ہو جائے۔ (ترمذی)

خدمتگار کا حق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوٹھی و غلام تمہارے بھائی ہیں۔ خدا نے ان کو تمہارے قبضہ میں دے رکھا ہے۔ بس تم میں سے جس کسی کے قبضہ و تصرف میں خدا نے کسی کو دے رکھا ہے تو اس کو چاہتے کہ اس کو وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور اسے وہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے۔ اور اس پر کام کا اتنا ہی بوجھ ڈالے جو اس کے سہار سے نیا دہنہ ہوا اور اگر وہ اس کام کو نہ کر پارہا ہو تو خود اس کام میں اس کی مدد کرے۔ (بخاری و مسلم۔ الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد

ہے کہ مسلمانو! اگر تم میں سے کسی کا خادم کھانا لائے اور اس نے کھانا تیار کرنے میں دھوکے کی تکلیف اٹھائی ہو تو تم کو چاہئے کہ اس خادم کو اپنے ساتھ کھانے پر نہ (بھی) بٹھاؤ تو ایک دو لقمے (تو) اس کو ضرور (بی) دیدو۔ (بخاری و مسلم، ابن ماجہ)

کسب معاش

مال کی قدر

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی دولت کو پسند نہیں کرتا اس میں کوئی خوبی نہیں ہے کیونکہ اس کے وسیلہ سے رشتہ داروں کے حق پورے کئے جاتے ہیں اور امانت ادا کی جاتی ہے اور اس کی برکت سے آدمی دنیا کے لوگوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ (بخاری)

قناعت

جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو جو کچھ دیتا ہے اس سے ان کی آزمائش کرتا ہے۔ اگر وہ اپنی قسمت پر راضی ہو جائیں تو ان کی روزی میں برکت عطا فرماتا ہے اور اگر راضی نہ ہوں تو ان کی روزی کو وسیع نہیں کرتا۔ (مسند احمد)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ارشاد فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو آدمی تھوڑی سی روزی پر راضی ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے سے عمل سے راضی ہو جاتا ہے۔ (بخاری)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کام میں کامیاب ہو اس کو لازم ہے کہ اس کو نہ چھوڑے۔ (بیہقی)

معاملہ میں صداقت

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے عمدہ پیشہ ان سوداگروں کا ہے کہ جو بولتے ہیں تو سچ بولتے ہیں (جھوٹ نہیں بولتے) اور اگر ان کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت نہیں کرتے اور جب وعدہ کرتے ہیں تو اس وعدے کے خلاف کبھی نہیں کرتے اور جب کوئی چیز فروخت کرتے ہیں تو اس کی بے حد تعریف نہیں کرتے اور جب کوئی چیز خریدتے ہیں تو اس کی قیمت ادا کرنے میں دیر نہیں کرتے اور اگر ان کا قرض کسی کے ذمہ ہو تو مقروض پر سختی نہیں کرتے۔ (بیہقی)

حلال روزی کی تلاش

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اپنے بندے کو حلال روزی کی تلاش میں محنت کرنا اور تکلیف اٹھانا دیکھے۔ (الدیلمی۔ ترمذی)

والدین اور اولاد کے لئے نان نفقہ مہیا کرنا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی اپنے بوڑھے والدین کیلئے روزی کماتا اور دوڑ دھوپ میں رہتا ہے وہ خدا کے راستہ میں ہے اور جو آدمی اپنے چھوٹے بچوں کی پرورش کے لئے محنت

کرتا ہے، وہ بھی خدا کے رامتہ میں ہے اور جو آدمی اپنی ذات کیلئے محنت کرتا ہے تاکہ لوگوں سے سوال نہ کرنا پڑے وہ بھی خدا کے رامتہ میں ہے۔ (بخاری و مسلم)

نا جائز آمدنی

حدیث شریف میں ہے کہ (انسان کا جسم) جس گوشت نے حرام آمدنی سے نشوونما پائی وہ جنت میں (سزا پائے بغیر) داخل نہیں ہوگا۔

(مشکوٰۃ بحوالہ حمد و داری)

اپنے ہاتھ کی کمائی

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو چیز تم کھاتے ہو اس میں سب سے بہتر وہ ہے جو تم اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاؤ اور تمہاری اولاد کی کمائی بھی جائز ہے۔ (ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

حلال کمائی

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پاک و حلال کمائی فرض ہے۔ فرض کے بعد یعنی فرائض کے بعد جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں حلال کمائی بھی فرض ہے۔ (بیہقی۔ مشکوٰۃ)

تلاش رزق کا وقت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے رزق کی تلاش اور حلال کمائی کے لئے صبح سویرے ہی چلے جایا کرو اس وقت کاموں میں برکت اور کثارتگی ہوتی ہے۔ (طبرانی)

معاملہ میں نرمی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خدا اس شخص پر رحم فرمائے جو خرید و فروخت اور ٹھاکہ کرنے میں نرمی اور خوش اخلاقی سے کام لیتا ہے۔ (بخاری)

(اس حدیث میں آپؐ نے ایسے شخص کے لئے دعا فرمائی ہے)۔

تاہر کی نیک خصلتیں

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تاہروں میں جب تین خصلتیں ہوں تو انکی کمائی عمدہ اور حلال ہوگی۔

- ۱۔ جب وہ (کسی سے کوئی چیز) خریدے تو (اس کی) بھائی نہ کرے
- ۲۔ جب وہ (کسی کے ہاتھ کوئی چیز) فروخت کرے تو (اس کی بیجا) تعریف نہ کرے اور بیع میں تدلیس نہ کرے (یعنی خریدار سے مال کا عیب نہ چھپائے) اور
- ۳۔ اس (معاملہ) کے درمیان (جھوٹی) قسم نہ کھائے۔ (مسلم)

مزدور کی اُجرت

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مزدور کو اس کی مزدوری قبل اسکے کہ اس کا پسینہ خشک ہو، ادا کرو۔

(ابن ماجہ)

رزق مقدر

حضرت صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی بھیجی ہے کہ کوئی شخص نہیں مرتا جب تک وہ اپنا مقدر رزق پورا نہیں کر لیتا اگرچہ دیر سے اس کو پہنچے۔ پس جب یہ بات ہے تو تم اللہ تعالیٰ کی مافرمائی سے بچو اور روزی تلاش کرنے میں حد اعتدال سے تجاوز مت کرو اور تاخیر رزق کی صورت میں گناہوں کے ساتھ رزق طلب نہ کرنے لگنا اور جو رزق حلال اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ طاعت ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ (بخاری)

رعایت باہمی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بلا شک اللہ تعالیٰ خرید و فروخت میں اور قرض کی ادائیگی میں رعایت و مروت کرنے والے کو دوست رکھتے ہیں۔ (ترمذی)

تجارت میں صدق و امانت

عبید بن رفاعہؓ اپنے والد ماجد حضرت رفاعہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت کی کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا تا جہر لوگ قیامت کے دن ہدکار اٹھائے جائیں گے (یعنی عام تاجروں کا حشر ہدکاروں کے ساتھ ہوگا) سوائے ان (خدا ترس اور خدا پرست) تاجروں کے جنہوں نے اپنی تجارت میں تقویٰ، نیکی، حسن سلوک اور سچائی کو برتا ہوگا۔ (جامع ترمذی۔ ابن ماجہ معارف الحدیث)

تاجر کی صداقت

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سچا اور امانت دار سوداگر، انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔
(جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

کم ناپنا اور تولنا

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناپنے اور تولنے والوں سے ارشاد فرمایا تمہارے ہاتھ میں دواپسے کام ہیں جن کے سبب سے تم سے پہلی تو میں ہلاک ہوئیں (یعنی پورا وزن نہ ناپنے اور کم تولنے کے سبب ہلاک ہوئیں تم ایسا نہ کرنا)۔
(ترمذی)

ذخیرہ اندوزی

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تاجر کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے رزق دیا جاتا ہے (نفل کے زمانے میں) غلو گرانی کے خیال سے روکنے اور بند رکھنے والا ملعون ہے۔

(ابن ماجہ۔ دارمی۔ مشکوٰۃ)

مال کا صدقہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاجروں کو ہدایت فرمائی اے

کا روبا رکرنے والو! مال کے بیچنے میں لغویات کرنے اور جھوٹی قسم کھانے کا بہت اسکان رہتا ہے تو تم لوگ اپنے مالوں میں سے صدقہ ضرور کیا کرو۔ (ابراؤر)

قرض

قرضدار کی رعایت

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں جو شخص قرض کے بار میں پڑ جائے پھر اس کے ادا کرنے میں پوری کوشش کرے اور پھر ادا کرنے سے پہلے مر جائے تو میں اس کا مددگار ہوں۔ (احمد۔ طبرانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے غم اور گھٹن سے بچائے تو اس کو چاہئے کہ بھگدست قرضدار کو مہلت دے یا قرض کا بوجھ اس کے سر سے اتار دے۔ (مسلم)

قرض کی لعنت

حضرت عبداللہ بن جحشؓ سے (ایک طویل حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرض کے بارے میں فرمایا (یعنی کسی کا مالی حق جو کسی کے ذمہ آتا ہو) قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے قبضے میں ہے

کہ اگر کوئی شخص جہاد میں شہید ہو جائے پھر زندہ ہو کر (دوبارہ) شہید ہو جائے پھر زندہ ہو کر (سہ بارہ) شہید ہو جائے اور اس کے ذمہ کسی کا قرض آتا ہو وہ جنت میں نہ جائے گا جب تک اس کا قرض ادا نہ کیا جائے گا۔
(عین ترغیب از نسائی و طبرانی و حاکم مع لفظ صحیح حاکم۔ طبع قاہرہ)

قرض کی ادائیگی کی نیت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو آدمی قرض لیتا ہے اور اس کو ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے قیامت کے دن خدا اس کی طرف سے اس قرض کو ادا کر دے گا۔ اور جو شخص قرض لے کر ادا کرنا نہیں چاہتا اور اسی حالت میں مر جاتا ہے قیامت کے دن خدا اس سے فرمائے گا کہ! اے میرے بندے! تو نے شاید خیال کیا تھا کہ میں اپنے بندے کا حق تجھ سے نہیں لوں گا پھر مقروض کی کچھ نیکیاں قرض خواہ کو دی جائیں گی اور اگر مقروض نے نیکیاں نہ کی ہوں گی تو قرض خواہ کے کچھ گناہ لے کر مقروض کو دیئے جائیں گے۔ (طبرانی و حاکم)

قرض کا وبال

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! قرض لینے سے بچو کیونکہ وہ رات کے وقت رنج و فکر پیدا کرتا ہے اور دن کو ذلت و خواری میں مبتلا کرتا ہے۔
(بیہقی فی شعب الایمان)

قرض سے پناہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانو! اگر تم میں سے کوئی آدمی پیوند پر پیوند لگائے اور پچھلے پرانے کپڑے پہنے ہے تو اس سے بہتر ہے کہ وہ قرض لے اور اس کے ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ (مسند امام احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! محتاجی اور مفلسی اور ذلت و خواری سے اللہ کی پناہ مانگا کرو۔ (نسائی۔ حاکم۔ ابن حبان)

دعا ادائے قرض

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ بن جبلؓ سے فرمایا کہ میں تم کو کیا ایسی دعا بتاؤں کہ اگر تمہارے سر پر پہاڑ کے برابر قرض ہو تو اس کو بھی حق تعالیٰ ادا فرما دیں تم یوں کہا کرو :

اللَّهُمَّ مَا لَكَ الْمَلِكُ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ
مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِإِذْنِكَ الْخَيْرُ
إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ يَا رَحْمَنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
وَرَحِيمَهُمَا تُعْطِيهِمَا مَنْ تَشَاءُ وَتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَنْ تَشَاءُ
ارْحَمْنِي رَحْمَةً تُغْنِيَنِي بِهَا عَنْ رَحْمَةٍ مِنْ سِوَاكَ ط

ترجمہ : ”اے اللہ مالک تمام ملک کے آپ ملک جس

کو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں اور جس سے چاہیں ملک

لے لیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں غالب کر دیتے ہیں

اور جس کو آپ چاہیں پست کر دیتے ہیں۔ آپ ہی کے
 اختیار میں ہے سب بھلائی بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری
 طرح قدرت رکھنے والے ہیں۔ اے دنیا و آخرت میں
 رحمان اور ان دونوں میں رحیم۔ آپ دیتے ہیں یہ دونوں
 جہان جس کو چاہتے ہیں اور روک دیتے ہیں ان دونوں
 سے جس کو چاہتے ہیں۔ مجھ پر ایسی رحمت فرمائیے کہ اس
 کے سبب آپ مجھے اپنے غیر کی رحمت سے مستغنی
 فرمادیں۔ (طبرانی فی المعجم۔ بہشتی زیور)

قرض دینے کا ثواب

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے : میں نے شب معراج
 میں بہشت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ خیرات کا ثواب دس حصہ ملتا ہے اور
 قرض دینے کا ثواب اٹھارہ حصہ ملتا ہے۔ (بہشتی زیور)

قرضدار کو مہلت دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تک قرض ادا کرنے
 کے وعدے کا وقت نہ آیا ہو اس وقت تک اگر کسی غریب کو مہلت دے تو ہر روز اتنا
 ثواب ملتا ہے جیسے اتنا روپیہ خیرات دے دیا اور جب اس کا وقت آجائے اور پھر
 مہلت دے تو ہر روز اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اتنے روپیہ سے دگنا روپیہ روزمرہ
 خیرات کر دیا۔ (بہشتی زیور)

حرمت سود

سود کا گناہ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سود کے گناہ کے ستر حصے ہیں ایک معمولی سا حصہ یہ ہے کہ اس کا گناہ ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص اپنا ماں سے جماع کرے۔ (ابن ماجہ بیہقی۔ مشکوٰۃ)

مقروض کے ہدیہ سے احتیاط

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی کسی کو قرض دے تو پھر قرض لینے والے سے کوئی ہدیہ قبول نہ کرے۔ (بخاری۔ مشکوٰۃ)

سود کا وبال

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ سوائے سود کھانے والوں کے کوئی باقی نہ رہے گا اور اگر کوئی شخص ہوگا بھی تو اس کو سود کا بخار (اثر) پہنچے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو سود کا غبار پہنچے گا۔ (مسند احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

سود کا معاملہ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کے کھانے والے (یعنی لینے والے) پر اور اس کے کھلانے

والے (یعنی دینے والے) پر اس کے لکھنے والے پر اس کے گواہ پر اور فرمایا کہ یہ سب برآمد ہیں (یعنی بعض باتوں میں) (بخاری و مسلم)

حرمت رشوت

رشوت پر لعنت

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے رشوت دینے اور رشوت لینے والے پر۔ (ابوداؤد۔ مسلم)

ابن ماجہ و ترمذی نے حضرت ثوبانؓ کی روایت میں یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو ان دونوں کے درمیان میں معاملہ ٹھہرانے والا ہو۔ (مسند احمد۔ بیہقی)

رشوت پر دوزخ کا عذاب

حدیث شریف میں ہے کہ رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں دوزخ کی آگ میں جھونکے جائیں گے۔ (طبرانی۔ المعجم الکبیر)

ف۔ البتہ جہاں بغیر رشوت دیئے ظالم کے ظلم سے نہ بچ سکے وہاں (اکراہاً) دینا جائز ہے مگر لینا وہاں بھی حرام ہے۔ (طیۃ المسلمین)

معاشریات

باب ۴

معاشرت

گھر میں داخل ہونے کے آداب

استیذان (اجازت چاہنا)

عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا میں اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت جب میری ماں وہاں ہو تب بھی اجازت طلب کروں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہاں۔ تو اس شخص نے عرض کیا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں تو اپنی ماں کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہوں۔ ایسا نہیں کہ وہ علیحدہ گھر میں رہتی ہوں اور میں علیحدہ رہتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر بھی تم اجازت مانگو۔ پھر اس شخص نے عرض کیا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدمت کے لئے میرا بار بار گھر میں آنا جانا رہتا ہے اس پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اجازت لیکر اندر جاؤ۔ کیا تم کو یہ پسند ہے کہ تم کسی موقع پر اپنی ماں کو کھلی حالت میں دیکھو؟ سائل نے عرض کیا کہ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا پھر اجازت لو۔ (مشکوٰۃ شریف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ
اذن چاہنا تین بار ہوتا ہے اس لئے اگر اجازت مل جائے تو اچھا ہے ورنہ لوٹ
جاؤ۔ (زاد المعاد)

صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اذن چاہنے سے قبل سلام کرنا چاہئے اور اپنا نام
ظاہر کرے یہ نہ کہے کہ ”میں ہوں۔“ (زاد المعاد)

حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
تین شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کا ضامن ہے۔ زندگی میں اللہ تعالیٰ ان کو کافی
ہے مرنے کے بعد جنت ان کا مقام ہے۔

۱۔ جو اپنے گھر میں سلام کر کے داخل ہوا، اللہ تعالیٰ اس کا ضامن
ہے۔

۲۔ جو مسجد کی طرف گیا (تاکہ نماز پڑھے) وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت
میں ہے۔

۳۔ جو اللہ کے راستہ میں جہاد کے لئے نکلا وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت
میں ہے۔ (الادب المفرد)

سوتے ہوئے کو سلام کرنا

حضرت مقدار بن اسودؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر
رات کے وقت گھر میں تشریف لاتے تو اس طرح سلام فرماتے کہ سونے والے
کی نیند نہ اچھے اور جاگتا ہوا سے سن لے۔ (ادب المفرد)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت طیبہ

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود کسی سے ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے تو عادت طیبہ تھی کہ تین مرتبہ سلام کر کے اجازت داخلہ طلب فرماتے۔ اگر جواب نہ ملتا تو واپس تشریف لے جاتے۔ (زاد المعاد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت محمودہ تھی کہ کبھی دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر اجازت داخلہ طلب نہیں فرماتے، بلکہ دروازے کی دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہو کر سلام کرتے اور پھر اندر آنے کی اجازت چاہتے تاکہ اجازت سے قبل مکان کے اندر نظر نہ پہنچے۔ (زاد المعاد)

سلام کے آداب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے وہ آدمی خدا سے زیادہ قریب ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔ (ابوداؤد)

سلام کی ابتدا کے وقت آپؐ اس طرح سلام کرتے تھے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ (زاد المعاد)

ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپؐ نے اس کا جواب دیا اور فرمایا اس شخص کو تین نیکیاں ملیں۔ (نسائی۔ ترمذی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت طیبہ یہ تھی کہ آپؐ ہاتھ، سر یا انگلی کے اشارے سے سلام کا جواب نہ دیتے تھے۔ (زاد المعاد)

ابو عبد اللہؒ (یعنی امام بخاری) کہتے ہیں کہ بی بی قیلہؓ کہتی ہیں کہ ایک

مرد نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ آپؐ نے جواباً فرمایا : **وعلیک السلام ورحمۃ اللہ**
(ادب المفرد)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا اے عائشہ! یہ جبرئیل ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا : **وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ** آپؐ جو کچھ دیکھتے ہیں میں نہیں دیکھ پاتی۔ یہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھا۔ (بخاری۔ ادب المفرد)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک سلام کے جواب کی طرح خط کا جواب دینا بھی ضروری ہے۔ (ادب المفرد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے تم لوگ جنت میں نہیں جا سکتے جب تک کہ مومن نہیں بنتے، اور تم مومن نہیں بن سکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ میں تمہیں وہ تدبیر کیوں نہ بتاؤں جسکو اختیار کر کے تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو۔ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو اور جب تم گھر سے باہر جاؤ تو گھر والوں کو سلام کر کے رخصت حاصل کرو۔ (بیہقی۔ مشکوٰۃ)

جب کوئی شخص مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور اگر جینٹھے کی ضرورت ہو تو بیٹھ جائے اور پھر جب چلنے لگے تو دوبارہ سلام کرے۔ اس لئے کہ پہلی مرتبہ سلام کرنا دوسری مرتبہ سلام کرنے سے بہتر نہیں یعنی دونوں سلام حق اور مستنون ہیں۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : غریبوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر

مسلمان کو سلام کرو چاہے تمہاری اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)
 حضرت انس کا بیان ہے کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 تاکید فرمائی کہ پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں داخل ہو کرو تو پہلے گھر والوں
 کو سلام کرو یہ تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے خیر و برکت کی بات
 ہے۔ (ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص اپنے مسلمان بھائی
 سے ملے تو اس کو سلام کرے اور اگر درخت یا دیوار یا پتھر بیچ میں اوٹ بن جائے
 اور پھر اس کے سامنے آئے تو اس کو پھر سلام کرے۔ (ریاض الصالحین۔ زاد المعاد)
 حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت
 کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہم مسلمانوں کے سوا
 دوسری قوموں کے ساتھ تشبیہ کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے (پھر آپؐ نے
 دوسری قوموں کے ساتھ تشبیہ کرنے کی تصریح فرمائی کہ) یہودیوں کی مشابہت
 اختیار نہ کرو اور نہ نصاریٰ کی، کیونکہ یہودی اگلیوں کے اشارے سے سلام کرتے
 ہیں اور نصاریٰ ہتھیلیوں کے اشارے سے کرتے ہیں۔ (ترمذی)

مسلمان کے حقوق

☆ مسلمان، مسلمان سے ملے تو اس کو سلام کرنا چاہئے۔

☆ چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔

☆ سوار بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔

☆ کم تعداد بڑی تعداد کو سلام کرے۔

- ☆ چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔
 - ☆ اشارہ سے سلام کرنا جب مخاطب دور ہو۔
 - ☆ زور سے سلام کرنا تاکہ مخاطب سن لے۔ (الادب المفرد)
- حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے قبل کی مجملہ اور علامات کے چند علامات یہ ہیں۔ ۱۔ سلام کا رواج خاص خاص دائروں میں محدود ہو جانا ۲۔ تجارت کا اتنا عام طور پر رواج پانا کہ بیوی اپنے شوہر کی مدد کرنے لگے ۳۔ اہل اور مال سب کا قلم چل پڑے ۴۔ جھوٹی شہادت دینے میں بہادر بن جانا اور سچی شہادت کا انکسار کرنا۔ (الادب المفرد)

مصافحہ، معافیت و دوست بوسی

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص کو میں نے سنا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کر رہا تھا کہ آدمی جب اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کرے تو کیا اس کے سامنے جھک جائے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس کے ساتھ معافیت کرے اور اس کو بوسہ دے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا کہ کیا اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے اور اس کے ساتھ مصافحہ کرے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ (ترمذی)

زرینؓ نے اتنا اور زیادہ کہا ہے مگر یہ کہ وہ بھائی یا دوست سفر سے آیا ہو (تو معافیت کر سکتا ہے)۔ (مشکوٰۃ)

اور بطور تکریم ہاتھ کا بوسہ دے سکتا ہے۔ (از الترغیب والترہیب للمذہبی)

حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مریض کی پوری عیادت یہ ہے کہ تم اپنا ہاتھ مریض کی پیشانی پر پاتا تھ پر رکھ کر اس سے اس کا حال پوچھو اور پورا سلام کرنا یہ ہے کہ سلام کے بعد تم مصافحہ بھی کرو۔ (احمد-ترمذی-مشکوٰۃ)

حضرت شعبہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جعفر ابن علیؓ سے ملے اور ان کو گلے لگا لیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

(ابوداؤد-بخاری-مشکوٰۃ)

حضرت زارعؓ جو عبدالقیس کے وفد میں شامل تھے کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں آئے تو جلدی جلدی اپنی سواریوں سے اترے اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد-مشکوٰۃ)

حضرت انسؓ نے ایک مرتبہ غایت درجہ فرحت و لذت کے ساتھ بیان فرمایا کہ میں نے اپنے ان ہاتھوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مصافحہ کیا۔ میں نے کبھی کسی قسم کی حریر یا ریشم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں سے زیادہ نرم نہیں دیکھی۔ ان کے شاگرد نے جس کے سامنے یہ بیان کیا گیا اسی شوق سے عرض کیا کہ میں بھی ان ہاتھوں سے مصافحہ کرنا چاہتا ہوں جن ہاتھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ کیا ہے۔ (اس کے بعد یہ سلسلہ ایسا جاری ہوا کہ آج تک جاری ہے اور مصافحہ کی حدیث کے بارے میں مشہور ہے کہ اس حدیث میں مسلسل مصافحہ ہوتا آیا ہے)۔ (خصائل نبوی)

حضرت انسؓ (ابن مالک) سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جب آپس میں ملاقات کیا کرتے

تھے تو مصافحہ کیا کرتے تھے اور جب سفر سے واپس آتے تو آپس میں معافۃ کیا کرتے تھے۔
(طبرانی الترغیب والترہیب للعزیزی)

حضرت زید ابن حارثہ جب مدینے آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپؐ اپنی چادر کھینٹتے ہوئے دروازے پر پہنچے ان سے معافۃ کیا اور بیٹائی کو بوسہ دیا۔
(ترمذی)

ہاتھ چومنا

حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ آپؐ نے کبھی حضور اندس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے چھوا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ تو حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے ہاتھ کو چوم لیا۔
(الادب المفرد)

ہدیہ

حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”تھا دو اتسحابو“ آپس میں ہدایا اور شائف کا تبادلہ کرتے رہو کہ باہمی محبت بڑھے گی۔
(بخاری۔ الادب المفرد)

حدیث شریف میں ہے کہ ہدیہ ایسے شخص کا قبول کرو جو ہدیہ کا طالب نہ ہو ورنہ باہمی رنج کی نوبت آئے گی، لیکن تم اپنی طرف سے کوشش کرو کہ اس کو کچھ بدلہ دیا جائے اور اگر بدلہ دینے کو میسر نہ ہو تو اس کی ثناء و صفت ہی بیان کرو اور لوگوں کے روبرو اس کے احسان کو ظاہر کر دو اور ثناء و صفت کے لئے اتنا کہہ دینا کافی ہے ”جزاک اللہ خیرا“ اور جب محسن کا شکر یہ ادا نہ کیا تو خدا تعالیٰ

کا شکر بھی ادا نہ ہوگا اور جس طرح ملی ہوئی نعمت کی ناشکری بری ہے اسی طرح نہ ملی ہوئی چیز پر شکی بگھارنا کہ ہمارے پاس اتنا اتنا آیا، یہ بھی برا ہے۔ (مسند احمد)

حدیث شریف میں ہے کہ اگر کوئی تمہاری خاطر داری کو خوشبو، تیل، دودھ یا تکیہ پیش کرے کہ خوشبو سوگند لویا تیل لگا لو۔ دودھ پی لو یہ تکیہ کمر سے لگا لو تو قبول کر لو۔ انکار وعذر مت کرو کیونکہ ان چیزوں میں کوئی لمبا چوڑا احسان نہیں ہوتا جس کا بار تم سے نہیں اٹھ سکتا ہو اور دوسرے کا دل خوش ہو جاتا ہے۔ (ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ باہم تحفہ تحائف دیتے رہا کرو۔ اس سے دلوں کی صفائی ہوتی ہے، محبت بڑھتی ہے اور کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو بکری کے پائے کا کوئی ٹکڑا بھیجنے کو حقیر نہ سمجھے اور یہ خیال نہ کرے کہ تھوڑی چیز ہے، کیا بھیجیں جو کچھ ہو بے تکلف دواور لو۔

چھینک اور جمائی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھینک لیتے تو الحمد للہ فرماتے، ہاتھ یا کپڑا منہ پر رکھ لیتے اور آواز کو پست فرماتے اگر کوئی ہم جلس جواب میں ”يَرْحَمُكَ اللَّهُ“ کہتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَهْدِيْكُمْ اِلَـهُ وَيُصْلِحْ بِاَلْكُمُ سے اس کا جواب دیتے۔ (ترمذی)

غیر مذاہب والوں کی چھینک کا جواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَهْدِيْكُمْ اِلَـهُ وَيُصْلِحْ بِاَلْكُمُ سے دیتے يَرْحَمُكَ اللَّهُ سے ان کو جواب دینا نا پسند فرماتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھینک بہت پست آواز سے لیتے اور

اسی کو پسند فرماتے۔ (زاد المعاد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ جھپکنے کو دوست رکھتا ہے (کیونکہ جھپکنے سے دماغ میں خفت اور توڑے اور اکیہ میں صفائی آ جاتی ہے جو باعثِ معین ہو جاتی ہے طاعت میں نفاط اور حضور قلب کیلئے)۔

(مشکوٰۃ)

اور اللہ تعالیٰ جمائی کو پسند کرتا ہے (کیونکہ جمائی، اعتلاء و ثقل نفس سے پیدا ہوتی ہے اور جو کمزورت حواس و غفلت و سستی و بد فہمی کے باعث ہو جاتی ہے اور طاعت میں نفاط نہیں ہونے دیتی پس اللہ تعالیٰ تو ماخوش ہوتا ہے لیکن شیطان خوش ہوتا ہے) پس اسی نتیجہ کے اعتبار سے فرمایا کہ جمائی شیطان کی جانب سے ہے پس جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو حتی الوسع اس کو دفع کرے پس تحقیق کہ جس وقت تم میں سے کوئی جمائی لیتا ہے یعنی منہ کھولتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔ (مشکوٰۃ - الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث مرفوعہ میں ہے کہ تم میں سے جس کسی شخص کو جمائی آئے تو اس کو چاہئے کہ اسکان بھر اس کو روکے ورنہ بایاں ہاتھ منہ پر رکھ لے۔ (الادب المفرد)

سرنامہ پر بسم اللہ لکھنا

حضرت ابو مسعود جریریؓ کہتے ہیں حضرت حسنؓ سے کسی نے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے کہا یہ تو ہر تحریر کا سرنامہ ہے۔

(الادب المفرد)

خط لکھنے کے آداب

حضرت زید بن ثابتؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کو جو مراسلہ لکھا اس کا

مضمون یہ تھا:

بسم الله الرحمن الرحيم

اللہ کے بندے معاویہ امیر المومنین کی خدمت میں زید بن ثابتؓ کی طرف سے سلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ علیہ آپ کے سامنے اس مجبور کی حمد و ثناء کرتا ہوں جس کے سوا کوئی مجبور نہیں۔ ما بعد (مضمون خط، آخر کے الفاظ یہ ہیں) اور ہم اللہ ہی سے سوال کرتے ہیں، ہدایت و حفاظت (از خطا) اور اپنے کاموں میں معاملہ فہمی کا۔ اور سلام ہو آپ پر اے امیر المومنین اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت اور اس کی مغفرت (یہ خط) واہب نے جمعرات کے دن کہ رمضان ۴۲ھ کے ۱۲ دن باقی تھے لکھا۔ فقط (الادب المفرد)

قلم کی عظمت

حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں میں نے سنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کاتب سے فرمایا کہ قلم کی تعظیم کرو اور اس کی تعظیم یہ ہے کہ اس کو اپنے کان پر رکھ لیا کرو کیونکہ قلم انجام کار کو خوب یاد دلاتا ہے۔ (ترمذی)

ہر تحریر کی ابتدا میں درود شریف

ابتدائے کتب و رسائل میں بسم اللہ اور حمد کے بعد درود شریف کا لکھنا۔ ابن حجر مکیؒ نے لکھا ہے کہ یہ رسم اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے زمانے میں جاری ہوئی۔ خود انہوں نے اپنے خطوط میں اسی طرح لکھا (مثلاً بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ) (زاد السعید)

اختیاز قومی اور لباس

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور شیطان نے یوں کہا کہ میں ان کو (اور بھی) تعلیم دوں گا۔ جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے (جیسے داڑھی منڈانا، بدن گودانا وغیرہ) (نسائی)

ف۔ بعض تبدیلی تو صورت بگاڑنا ہے اور حرام ہے جیسی اوپر مثالیں لکھی گئیں اور بعض تبدیلیاں صورت کا سنوارنا ہے اور یہ واجب ہے۔ جیسے بیس ترشوانا، ناخن ترشوانا، بغل اور زیر ناف کے بال لینا اور بعض تبدیلی جائز ہے جیسے مرد کو سر کے بال منڈوا دینا یا کٹنا یا مٹھی سے زیادہ داڑھی کٹنا دینا اور اس کا فیصلہ شریعت سے ہوتا ہے نہ کہ رواج سے۔ کیونکہ اول تو رواج کا درجہ شریعت کے برابر نہیں دوسرے ہر جگہ کا رواج مختلف ہے پھر وہ ہر زمانے میں بدلتا بھی رہتا ہے۔ (طبۃ المسلمین)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص (وضع وغیرہ میں) کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہیں میں ہے۔ (مسند احمد۔ ابوداؤد)

ف۔ یعنی جو کفار و فساق کی وضع بناوے گا، وہ گناہ میں ان کا شریک ہوگا۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لعنت کرے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور

ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔ (بخاری)

حضرت سوید بن وہبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی جاتی ہے جو شخص زینت کے لباس کو ترک کر دے اس حالت میں کہ وہ اس کے پہننے کی استطاعت و قوت رکھتا ہو اور کسی دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص زیب و زینت کے لباس کو کسر نفسی یا تواضع کے طور پر چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ اس کو عظمت و بزرگی کا لباس پہنائے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے نکاح کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے سر پر بادشاہت کا تاج رکھے گا۔ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

مشکبرانہ لباس

حضرت سالمؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لٹکانا، پاجامہ، تہبند، کرتے اور صافے میں بھی ہو سکتا ہے، جو آدمی تکبر کے خیال سے پاجامہ، تہبند، کرتہ یا صافہ کا شملہ زیادہ نیچے لٹکائے گا اس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے نہ دیکھے گا۔ (ابوداؤد۔ سنائی۔ ابن ماجہ)

لباس کے آداب

پاجامہ یا شلوار پہنیں تو اول دائیں پاؤں میں پائینچے پہنے پھر بائیں پاؤں میں پہنے۔ کرتہ پہنے تو پہلے داہنی آستین دائیں ہاتھ میں پہنے پھر بائیں ہاتھ میں بائیں آستین پہنے۔ اسی طرح صدری، اچکن، شیروانی وغیرہ دائیں طرف سے پہننا شروع کرے ایسے ہی جوتا پہلے دائیں قدم میں پھر بائیں قدم میں پہننا چاہئے اور جب اتارے تو پہلے بائیں طرف کا اتارے پھر دائیں طرف سے اتارے۔ (ترمذی)

میزبانی و مہمانی کے حقوق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب معزز مہمان آتے تو آپ خود بنفس نفیس ان کی خاطر داری فرماتے۔ (مدارج النبوة)

جب آپ مہمان کو اپنے دسترخوان پر کھانا کھلاتے تو بار بار فرماتے اور کھائیے اور کھائیے جب مہمان خوب آسودہ ہو جاتا اور انکار کرتا تب آپ اصرار سے باز آتے۔

حضرت ابو شریحؓ فرماتے ہیں میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا اور ان دونوں کانوں نے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدایت دے رہے تھے کہ جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہوا سے چاہئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور اس کا جائزہ دے (حق ادا کرے) صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جائزہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ایک دن رات اس کی خدمت کرنا ایسے مہمانداری تین دن رات کی ہے اس پر مزید جو ہو وہ مہمان کیلئے صدقہ ہے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہوا سے چاہئے کہ وہ منہ سے اچھی بات ہی نکالے، ورنہ چپ رہے۔ (بخاری و مسلم۔ الادب المفرد)

اور مہمان کے لئے یہ حلال (درست) نہیں کہ وہ کسی کے یہاں اتنا ٹھہرے کہ میزبان کو تنگ دل کر دے۔ (بخاری۔ الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی اپنے مہمان کا استقبال دروازے سے باہر نکل کر کرے اور رخصت کے وقت گھر کے دروازے تک پہنچائے۔ (ابن ماجہ۔ ترمذی۔ مشکوٰۃ۔ بخاری)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب دسترخوان بچھایا جائے تو اس پر سے کوئی شخص نہ اٹھے یہاں تک کہ دسترخوان اٹھالیا جائے اور اپنا ہاتھ نہ اٹھائے اگرچہ وہ سیر ہو چکا ہو یہاں تک کہ لوگ بھی فارغ ہو جائیں (اور اگر مجبوراً اٹھنا پڑے تو چاہتے کہ عذر کرے) اس لئے کہ اس کے اس طرح کرنے سے (یعنی اٹھ جانے سے) اس کا ساتھی شرمندہ ہو جاتا ہے تو وہ بھی اپنا ہاتھ روک لے گا اور شاید اس کو ابھی کھانے کی خواہش ہو۔

(بخاری۔ زاد المعاد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کو صلہ دو۔ صحابہؓ نے پوچھا کیا صلہ دیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)؟ فرمایا جب آدمی اپنے بھائی کے یہاں جائے اور وہاں کھائے پئے تو اس کے حق میں خیر و برکت کی دعا کرے یہ اس کا صلہ ہے۔

(ابوداؤد)

حضرت ابو کریمۃ السامیؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رات کے آنے والے مہمان کی میزبانی ہر مسلمان پر (جس کے پاس مہمان آئے) واجب ہے۔

دعوت طعام

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ولیمہ کی دعوت کرے اس کو قبول کر لینا چاہئے اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ولیمہ کی دعوت کو قبول کرے یا اسی قسم کی کسی اور دعوت کو قبول کرے۔

(بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو کھانے پر (خواہ وہ شادی کا ہو یا غیر شادی کا) بلایا جائے اسکو چاہئے کہ دعوت کو قبول کرے اور وہاں جا کر پھر کھائے یا نہ کھائے۔ (مسلم - مشکوٰۃ)

فاسق کی دعوت

عمرانؓ (بن حصین) فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاسق لوگوں کی دعوت کو قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (مشکوٰۃ)

کھانے میں تکلف

حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھانا لایا گیا پھر ہمارے سامنے کھانا پیش کیا گیا۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم کو خواہش نہیں ہے۔ (حالانکہ بھوکے تھے لیکن یہ الفاظ تکلفاً کہہ دیئے) آپؐ نے فرمایا کہ بھوک اور چھوٹ کو جمع نہ کرو۔ (ابن ماجہ - مشکوٰۃ)

ساتھ مل کر کھانا

حضرت وحشی بن الحرؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم کھانا کھاتے ہیں، مگر پیٹ نہیں بھرنا۔ آپؐ نے فرمایا تم مل کر کھاتے ہو یا علیحدہ علیحدہ؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم سب الگ الگ کھاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ایک دسترخوان پر مل کر کھایا کرو اور کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھ لیا کرو تمہارے کھانے میں برکت ہوگی۔ (ابوداؤد)

عورتوں کے متعلق مسلم خواتین کے لئے

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ کسی مومن مرد اور مومن عورت کے لئے گنجائش نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کسی کام کا حکم دیں تو ان کو اس کام میں کوئی اختیار ہو اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا کہا نہ مانے گا تو وہ ہر بچا گمراہ ہو گیا۔ (پارہ ۲۲، رکوع ۲)

پردہ کے احکام

ارشاد باری تعالیٰ ہے : کہہ دیجئے ایمان دار مردوں سے کہ اپنی آنکھوں کو ما محرم عورتوں کے دیکھنے سے بچائے رکھیں۔ (یعنی ایسی عورتوں کو کھلے طور نہ دیکھیں جو شہوت کا محل ہو سکتی ہوں اور ایسے موقع پر نگاہ کو پست رکھیں) اور اپنے ستر کی جگہ کو جس طرح بھی ممکن ہو بچاویں (ایسا ہی کانوں کو با محرموں سے بچا دیں یعنی با محرم کے گانے بجانے اور خوش الحانی کی آوازیں نہ سنیں اور ان کے حسن کے قصے نہ سنیں جیسا کہ دوسری نصوص میں ہے) یہ طریقہ (نظر اور دل کے پاک رہنے کیلئے) عمدہ ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کو خبر ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

اور ایسا ہی ایمان دار عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو با محرم مردوں کے دیکھنے سے بچائیں (بیز ان کی پُرشہوت آوازیں نہ سنیں جیسا کہ دوسری نصوص میں ہے) اور اپنی ستر کی جگہ کو پردے میں رکھیں اور اپنی زینت

کے اعضاء کو کسی غیر محرم پر نہ کھولیں سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنی اوڑھنی کو اس طرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہو کر سر پر آجائے (یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور کنپشیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں) یہ وہ تدبیر ہے کہ جس کی پابندی ٹھوکر سے بچا سکتی ہے۔

اور (دوسرا طریق بچنے کے لئے یہ ہے کہ) اے مسلمانو! خدائے تعالیٰ کی طرف رجوع کرو سب کے سب (اور اس سے دعا کرو تاکہ ٹھوکر سے بچاؤ اور لغزشوں سے نجات دے) امید ہے کہ تم فلاح پاؤ اور زنا کے قریب مت جاؤ (یعنی ایسی تقریبوں سے دور رہو جن سے یہ خیال بھی دل میں پیدا ہو سکتا ہے اور ان راہوں کو اختیار نہ کرو جن سے اس گناہ کے وقوع کا اندیشہ ہو) زنا نہایت درجہ کی بے حیائی ہے، زنا کی راہ بہت بڑی ہے (یعنی منزل مقصود سے روکتی ہے اور تمہاری اخروی منزل کے لئے سخت خطرناک ہے)۔ (القرآن)

عورتوں کے حقوق کا تحفظ

حضرت عمرو بن احوصؓ جی فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا پہلے آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء فرمائی پھر کچھ باتوں کی نصیحت کی، پھر فرمایا لوگو سنو! عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ، کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں۔ تمہیں ان کے ساتھ سختی کرنے کا کوئی حق نہیں سوائے اس صورت کے کہ جب ان کی طرف سے کھلی ہوئی یا فرامانی سامنے آئے اگر وہ ایسا کر بیٹھیں تو خواباں ہوں میں ان سے علیحدہ رہو اور انہیں مارو بھی لیکن ایسی مار ہو کہ کوئی شدید چوٹ نہ آئے پھر اگر وہ

تمہارا کہنا ماننے لگیں تو ان کو خواہ مخواہ ستانے کی راہیں مت ڈھونڈو۔

دیکھو سنو ! تمہارے کچھ حقوق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حقوق تم پر ہیں ان پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو ان لوگوں سے نہ روندوائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو ہرگز نہ گھستے دیں جن کا آنا تمہیں ناگوار ہو اور سنو تم پر ان کا یہ حق ہے کہ تم انہیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ۔ (ترمذی)

عند اللہ مسلم خواتین کا وقار و حیا

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرنگا ہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کو سب کی خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔

اور (اسی طرح) مسلمان عورتوں سے (بھی) کہہ دیجئے کہ (وہ بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی آمد و کی حفاظت کریں اور اپنا حسن و جمال نہ دکھایا کریں مگر جو چیز اس میں (غالباً) کھلی ہی رہتی ہے (جس کے ہر وقت چھپانے میں دشواری ہے) اور اپنی اوڑھنیاں اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں اور اپنے حسن و جمال کو (کسی پر) ظاہر نہ ہونے دیں (سوائے ان کے جو شرعاً محرم ہیں)۔

اور مسلمانو ! (تم سے جو ان احکام میں کوتاہی ہو گئی تو) تم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے تو یہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ ورنہ معصیت مانع فلاح کامل ہو جاتی

(القرآن)

ہے۔

نا بیٹا غیر محرم مرد سے بھی پردہ

حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھیں اور حضرت میمونہؓ بھی آپؐ کے پاس تھیں کہ اچانک حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ (ماجیا) آگئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا ابن ام مکتومؓ سے پردہ کرو۔ حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا وہ ماجیا نہیں ہیں؟ وہ تو ہمیں دیکھ نہیں سکتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم دونوں بھی ماجیا ہو کہ تم انہیں نہیں دیکھ سکتیں۔ (احمد ترمذی۔ ابوداؤد۔ طہوۃ السلسلین)

عورت کے باہر نکلنے کا ضابطہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورتوں کے لئے (گھر سے) باہر نکلنے میں کوئی حصہ نہیں مگر بحالت اضطراری و مجبوری (اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ) عورتوں کے لئے راستوں میں چلنے کا کوئی حق نہیں سوائے کناروں کے (یعنی بحالت مجبوری بھی نکلیں تو راستہ کے بیچ میں نہ چلیں تاکہ مردوں سے اختلاط نہ ہو)۔ (طبرانی)

عورتوں کے ساتھ تنہائی

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: محرم عورتوں کے پاس مت جاؤ۔ ایک انصاریؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دیور کے بارے میں کیا رائے ہے؟ آپؐ نے فرمایا: دیور تو موت ہے (یعنی اس سے بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے)۔ (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی)

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے غیر عورتوں کے ساتھ تنہائی میں رہنے سے بچو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جب بھی کوئی مرد کسی غیر عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو ان کے درمیان تیسرا شیطان داخل ہوتا ہے اور اپنے جال پھیلانے لگتا ہے۔

ستر عورت

عورت کا سارا بدن جسم سے پیر تک چھپائے رکھنے کا حکم ہے۔ غیر محرم کے سامنے بدن کھولنا درست نہیں (سر کے بال کھلے رکھنے پر فرشتوں کی لعنت آتی ہے) غیر محرم کے سامنے ایک بال بھی نہ کھولنا چاہئے۔

عورت کی آواز

جس طرح عورت کو احتیاط ضروری ہے کہ غیر مرد کے کان میں اس کی آواز نہ پڑے اسی طرح مرد کو احتیاط واجب ہے کہ خوش آوازی سے غیر عورتوں کے روبرو اشعار وغیرہ پڑھنے سے اجتناب کرے کیونکہ عورتیں رقت القلب ہوتی ہیں ان کی خرابی کا اندیشہ ہے۔ (متفق علیہ)

نامحرم عورت کو دیکھنا

حضرت ابو امامہ باطنیؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ

والہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مسلمان کسی عورت کے محاسن یعنی حسن و جمال کو دیکھ کر اپنی آنکھ بند کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک ایسی عبادت نکال دیتا ہے جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پاتا ہے۔ طہرائی نے نظراول کی قید لگائی ہے۔

(احمد و طہرائی)

نامحرم کے گھر میں جانا

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مت داخل ہو تم ایسی عورتوں کے پاس جن کے شوہر موجود نہیں ہیں کیونکہ شیطان تمہاری رگوں میں خون کے ساتھ چلتا ہے (یعنی غلبہ شہوت میں شیطانی وسوسوں سے بچنا نہایت ہی مشکل ہے)۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

جنت سے محرومی

حضرت عمار بن یاسرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”تین شخص کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ ۱۔ دیوث ۲۔ مردانی فعل بنانے والی عورتیں ۳۔ ہمیشہ شراب پینے والا۔ صحابہؓ نے عرض کیا دیوث کون ہے؟ فرمایا جس کو اس کی پروا نہ ہو کہ اس کی گھر والیوں کے پاس کون آتا ہے کون جاتا ہے۔“ (طہرائی)

نامحرم عورتوں سے سلام و مصافحہ

حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کسی کے سر میں سوئی چھو دی جائے، یہ اس سے

بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہیں۔ (طبرانی)

(اجنبی) عورتوں کو سلام کرنا اسی طرح (اجنبی) مردوں کو سلام کرنا

جائز نہیں ہے۔ (اسکو ابو نعیم نے حلیہ میں عطا خراسانی سے مرسل روایت کیا ہے)

آدنی کا گارے میں اٹے ہوئے اور بدبودار سڑی ہوئی کچھڑ میں

لتھڑے ہوئے سور سے ٹکرا جانا گوارا ہے اس کے مقابلہ میں کہ اس کے شانے

کسی ایسی عورت سے ٹکرا جائیں جو اس کے لئے حلال نہ ہو۔ (طبرانی۔ ابوداؤد)

عورت کی وضع قطع اور لباس

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے اس مرد پر لعنت فرمائی جو عورت کی وضع قطع کا لباس پہنے۔ حضرت ابن ابی

ملیکہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کہا گیا کہ ایک عورت

(مردانہ) جوتا پہنتی ہے۔ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

مردانی (وضع قطع بنانے والی) عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ مسلمین)

عورتوں کو مصنوعی بالوں کا چونڈا باندھنے سے بھی نہایت زبردست وعید سے روکا

ہے۔ (مسلم)

حدیث میں ہے کہ عورت کو ایسا باریک روپہ نہ اوڑھنا چاہئے کہ سر

کے بال اور جسم نظر آئے۔ (ابوداؤد)

عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسا کپڑا پہنیں جس کی آستینیں

پوری ہوں۔ آدھی آستین کا کرتا یا قمیص پہننا سخت گناہ ہے اور ایسا باریک لباس

پہننا بھی منع ہے جس سے بدن جھلکتا ہو۔ ایسی عورتیں قیامت میں برہنہ اٹھائی

(مشکوٰۃ - ہفتی زیور)

جائیں گی۔

ممنوعات شرعیہ

حرمت شراب

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے پہلے اسلام میں جس چیز کو الٹا جائے گا جس طرح بھرے برتن کو الٹ دیا جاتا ہے وہ شراب ہوگی یعنی اسلام میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے جس حکم کی خلاف ورزی کی جائے گی اور اس کے حکم کو الٹ دیا جائے گا وہ شراب کی ممانعت کا حکم ہوگا اور پوچھا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیونکر ہوگا؟ حالانکہ شراب کے متعلق اللہ تعالیٰ کے احکام بیان ہو چکے ہیں اور سب پر ظاہر ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اس طرح ہوگا کہ شراب کا دوسرا نام رکھ لیں گے اور اس کو حلال قرار دیں گے۔ (دارقطنی - مشکوٰۃ)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب ایسی چیزوں سے منع فرمایا ہے جو نشہ لائیں (یعنی عقل میں فتور لائیں) یا جو حواس میں فتور لائیں۔

ف۔ اس میں افیون بھی آگئی اور بعضے حقے بھی آگئے جس سے دماغ یا ہاتھ پاؤں بیکار ہو جائیں۔ (ابوداؤد - حلیۃ السلسلین)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے شراب پر، اس کے پینے والے پر، اس کے نہونے والے پر، اس کے بیچنے والے پر، اس کے خریدنے والے پر،

اس کے پلانے والے پر، اس کے اٹھانے والے پر اور اس شخص پر جس کے لئے اٹھا کر لے جائی گئی۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو چیز زیادہ مقدار میں استعمال کرنے سے نشہ لائے اس کا تھوڑی مقدار میں استعمال کرنا بھی حرام ہے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چار شخصوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ ان کو جنت میں نہ بھیجے گا اور نہ ان کو جنت کی نعمتوں سے کچھ حصہ ملے گا۔ ۱۔ شراب کا عادی ۲۔ سود خوار ۳۔ یتیم کا مال کھانے والا اور ۴۔ ماں باپ کا نافرمان۔

شراب، سود اور عیاشی

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس امت کے بعض افراد رات دن شراب، لہو و لعب میں گزاریں گے تو ایک دن صبح کو یہ لوگ بندر اور سوڑ کی صورتوں میں مسخ کر دیئے جائیں گے، ان میں نصف بھی ہوگا۔ (یعنی زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے) ان پر آسمان سے پتھر بھی برسے گا۔ لوگ کہیں گے آج کی رات فلاں محلہ دھنسا گیا۔ ان پر قوم تو طی کی طرح پتھر برسے گا اور قوم عادی کی طرح آندھیوں سے تباہ کئے جائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ یہ لوگ شراب پئیں گے اور سود کھائیں گے، ریشمی لباس استعمال کریں گے، گانے والیاں ان کے پاس جمع ہوں گی اور

یہ لوگ قطع رحمی کریں گے۔ (مسند احمد۔ ابن ابی الدنیا)

لغو کھیل۔ شطرنج وغیرہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب پینے، جو اکیلنے سے منع فرمایا ہے اور زنا اور شطرنج، نھارہ اور بھٹ سے بھی منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابن شہابؓ فرماتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعرؓ نے بیان کیا ہے کہ شطرنج وہی شخص کھیلتا ہے جو خطا کا راہ اور گنہگار ہے۔ (بیہقی۔ مشکوٰۃ)

شطرنج، لغو اور باطل کھیل ہے اور اللہ تعالیٰ لغو اور باطل کو پسند نہیں فرماتا۔ (بیہقی۔ مشکوٰۃ)

تصاویر

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک غزوہ کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ میں نے (آپؐ کے پیچھے) ایک نقشین چادر لے کر دروازہ کے اوپر ڈال دی۔ جب آپؐ تشریف لائے اور آپؐ نے وہ چادر پڑی ہوئی دیکھی تو اس کو کھینچ کر پھاڑ ڈالا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ حکم نہیں دیا کہ ہم پتھر اور گارے کو لباس پہنایا کریں۔ (متفق علیہ)

حضرت قتادہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں ابن عباسؓ کے پاس تھا۔ ان سے تصویروں کے متعلق سوال کیا جا رہا تھا، ابن عباسؓ نے جواباً عرض کیا میں نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا جو شخص دنیا میں تصویریں بنائے گا اسے قیامت کے دن ان میں روح ڈالنے کے

لئے زور دیا جائے گا مگر وہ ان میں روح نہیں ڈال سکے گا۔ (بخاری شریف)

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سخت ترین عذاب میں وہ لوگ مبتلا ہوں گے جنہوں نے خدا کے نبی سے قتال کیا ہو یا ان سے خدا کے نبی نے قتال کیا ہو یا وہ لڑکا جس نے اپنے والدین کو قتل کیا ہو۔ اسی طرح مصور اور وہ عالم جن کے علم سے لوگوں نے نفع نہ حاصل کیا ہو یعنی علماء جو اپنے علم سے لوگوں کو نفع نہ پہنچائیں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام آئے تھے کہہ رہے تھے کہ رات حاضر ہوا تھا لیکن گھر کے دروازے پر کسی جاندار کا مجسمہ سا تھا گھر کے ایک طاق کے پردے پر تصویریں تھیں اور گھر میں کتاب بھی تھا۔ آپ مجسمہ کا سر کٹوا دیں، پردے کے ٹکڑے بنوائیں (تا کہ تصویریں چھپ جائیں) اور کتے کو لٹکوا دیں۔ چنانچہ آپؐ نے ایسا ہی کیا۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس گھر میں تصویر یا کتا ہو اس میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

(بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان تین غرضوں کے علاوہ اگر کسی اور غرض سے کوئی کتاب پالے تو اس کے ثواب میں ہر روز ایک قیراط گھٹتا رہے گا، (یعنی صرف مندرجہ ذیل اغراض کے لئے کتاب پالا جاسکتا ہے)

۱۔ موبیشی کی حفاظت کے لئے ۲۔ کھیت کی حفاظت کیلئے اور ۳۔ شکار

کے لئے۔ (مشکوٰۃ شریف)

راگ راگنی

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو شراب اور گانے بجانے کو حلال سمجھنے لگیں گے۔

مسند امام احمد میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمت للعالمین بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے ساز اور باجوں کو مٹا دوں۔ (ترمذی)

سنن ابی داؤد میں حضرت نافع سے مروی ہے انہوں نے کہا حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے ساز سنا تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور فرمایا۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسے ہی ایک موقع پر تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزامیر کی آواز سنی اور آپؐ نے بھی اپنی انگشت مبارک اپنے کانوں میں دے لی۔ (ابوداؤد ابن ماجہ مسند احمد)

سنن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بعض لوگ شراب کا نام بدل کر اس کو پیئیں گے اور ان کے سروں پر معازف (باجہ، ستار وغیرہ) اور گانے والیوں سے باجہ بجوایا اور گویا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور ان کو بندر اور خنزیر بنا دے گا۔

جامع ترمذی میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : میری امت میں دھن (زمین میں دھنسا) اور مسخ (آڑی سے جانور بنانا) واقع ہوگا۔ جب علی الاعلان ہو جائے گا تو والیاں اور معازف (باجہ و ستار) وغیرہ۔

مسند ابن ابی الدنیا میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ : ایک قوم اس امت سے آخر زمانہ میں بندرا اور خنزیر بن جائے گی۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا وہ لوگ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کے قائل نہ ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا : کیوں نہ ہوں گے بلکہ صوم و صلوٰۃ و حج سب کچھ کرتے ہوں گے۔ کسی نے عرض کیا پھر اس مزا کی کیا وجہ؟ آپؐ نے فرمایا کہ : انہوں نے معازف (باجہ و ستار وغیرہ) اور گانے والیوں کا (مشغلہ) اختیار کیا ہوگا۔

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعبی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا لعنت کرے گانے والیوں پر اور اس پر جس کی خاطر گایا جائے۔

دُرِّ مَنشورہ

(بکھرے ہوئے موتی)

قرآن مجید کی برکت

حضرت انسؓ و جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانو! اپنے گھروں میں اکثر قرآن مجید پڑھتے رہا کرو کیونکہ جس گھر میں قرآن مجید نہیں پڑھا جاتا اس میں خیر و برکت نہیں ہوتی۔

(دارقطنی فی السنن)

صحبت نیکیاں

مسلمانو! اپنے سے بڑوں کے پاس بیٹھا کرو۔ عالموں سے سوال کیا کرو اور دانشمندوں سے ملا کرو۔ (طبرانی)

ہر انسان اپنے دوست کے شرب پر ہوتا ہے پس پہلے ہی سے دیکھ لیتا چاہئے کہ وہ کس کو دوست بناتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک شخص کسی نیک آدمی سے اس کے نیک اعمال کے باعث محبت کرتا ہے مگر وہ خود نیک اعمال اٹھنے نہیں کرتا جیسے اس نیک آدمی کے اعمال ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کچھ مضا فقہ نہیں۔ آدمی قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ محبت کرتا ہے (یعنی اس نیک کی محبت کا اسے صلہ ملے گا)۔ (بخاری)

عہد شکنی کا وبال

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس قوم میں عہد شکنی کی عادت پھیل جاتی ہے اس میں خوزری بڑھ جاتی ہے اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اس میں موتوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ (ابوداؤد۔ حاکم۔ نسائی)

ہم نشین کا اثر

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ ہم نشین کے پاس بیٹھئے

سے تنہائی بہتر ہے اور اچھے ہم نشین کے پاس بیٹھنا تنہائی سے بہتر ہے اور نیک بات زبان سے نکالنا خاموشی سے بہتر ہے اور خاموش رہنا بری بات زبان سے نکالنے سے بہتر ہے۔ (حاکم۔ المستدرک فی شعب الایمان)

کسی کی زمین غصب کرنے کا وبال

حدیث شریف میں ہے کہ جو آدمی اپنی اور دوسرے آدمی کی زمین کی حد بدل ڈالے اس پر قیامت تک خدا کی لعنت ہے۔ (طبرانی)

ہمسایہ کا انتخاب

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! گھر بننے یا لینے سے پہلے اچھے ہمسایہ کو تلاش کیا کرو اور رامتہ چلنے سے پہلے اچھے ساتھی کو ڈھونڈ لیا کرو۔ (طبرانی)

پریشان حال کی مدد

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی پریشان حال انسان کی مدد کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے تہقیر (۷۳) مغفرت لکھے گا جن میں سے ایک مغفرت تو اس کے تمام کاموں کی اصلاح کے لئے کافی ہے اور بہتر (۷۲) مغفرت قیامت کے دن اس کے لئے درجات بن جائیں گی۔ (بیہقی۔ طہوۃ السلسلین)

اہل و عیال کا فتنہ

حضرت ابن مسعود و حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آیا آئے گا کہ آدمی کی ہلاکت اس کی بی بی اور ماں باپ اور اولاد کے ہاتھوں ہوگی کہ یہ لوگ اس شخص کو ناداری سے عار دلانیں گے اور ایسی باتوں کی فرمائش کریں گے جن کو یہ اٹھانہ سکے گا سو یہ ایسے کاموں میں گھس جائے گا جن سے اس کا دین جاتا رہے گا پھر یہ بے بار ہو جائے گا۔ (بخاری - طہوۃ المسلمین)

مسلمان بھائی سے بحث و دل لگی

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے (خواہ مخواہ) بحث نہ کیا کرو اور نہ اس سے ایسی دل لگی کرو (جو اس کو ناگوار ہو) اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کو تم پورا نہ کر سکو۔ (ترمذی - طہوۃ المسلمین)

غیبت پر حمایت

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت ہوتی ہو اور وہ اس کی حمایت پر قدرت رکھتا ہو اور اس کی حمایت کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی حمایت فرمائے گا اور اگر اس کی حمایت نہ کی حالانکہ وہ اس کی حمایت پر قادر تھا تو دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ اس پر گرفت فرمائے گا۔

(شرح السنن - طہوۃ المسلمین)

پاک و صفائی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے مسلمانو! اپنے گھروں کے

صحنوں کو صاف رکھا کرو، کیونکہ وہ یہودیوں کے مشابہ ہیں جو اپنے گھروں کے صحنوں کو عموماً گندہ رکھتے ہیں۔ (طبرانی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور ان کو مقبرے نہ بناؤ۔ (مسند احمد - مسلم و بخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسلام کی بنیاد پاکیزگی اور صفائی پر رکھی ہے اور جنت میں وہی آدمی داخل ہوگا جو پاک اور صاف ہوگا جو پاک و صاف رہنے والا ہے۔ (ابوالصحا)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمانو! اپنے جسموں کو پاک و صاف رکھا کرو۔ (طبرانی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے بندو! علاج کرایا کرو کیونکہ خدا تعالیٰ نے بڑھاپے کے سوا ہر بیماری کی رو پیدا کی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ برکت کھانے کے بیچ میں نازل کی جاتی ہے اس لئے تم برتن کے کنارے سے کھاؤ، بیچ سے مت کھاؤ۔ (ترمذی)

جسمانی آرائش

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملاقات کی غرض سے تشریف لائے تو آپؐ نے ایک آدمی کو دیکھا جو گرد و غبار سے اٹا ہوا تھا اور بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس آدمی کے پاس کوئی کنگھا نہیں ہے جس سے یہ اپنے بالوں کو درست کر لیتا؟ اور آپؐ نے ایک

دوسرے آدمی کو دیکھا جس نے میلے کپڑے پہن رکھے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کیا اس آدمی کے پاس وہ چیز (صابن وغیرہ) نہیں ہے جس سے یہ اپنے کپڑے دھو لیتا۔
(مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص کے سر پر بال اور داڑھی کے بال ہوں اس کو چاہئے کہ ان کو اچھی طرح رکھے۔
(ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

مدح میں مبالغہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک شخص کو دوسرے شخص کی مبالغہ آمیز تعریف کرتے ہوئے سنا تو فرمایا : تم نے تو اس کو براہِ دکر دیا۔ ایک اور موقع پر کسی سے فرمایا تم نے تو اپنے ساتھی کی گردن ماری۔ اگر تم کو تعریف ہی کرنا ہو تو یوں کہو کہ میں یہ گمان کرتا ہوں، بشرطیکہ اسکے علم میں وہ واقعی ایسا ہو اور قطعیت کے ساتھ غیب پر حکم نہ لگانا چاہئے۔ (صحیح بخاری۔ سیرۃ النبیؐ)

قناعت

فضالہ بن عبیدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : خوشخبری ہو اس کو جس کو اسلام کی ہدایت ملی اور اس کی روزی ضرورت کے مطابق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس پر اس کو توفیق بنا دیا ہے۔

(زوائد صحیح ابن حبان۔ سیرۃ النبیؐ)

بہتان

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ارشاد فرمایا : جو کوئی اپنے غلام (نوکر) پر تہمت لگائے گا حالانکہ وہ بے گناہ ہو یعنی اس نے وہ گناہ نہیں کیا تھا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس مالک کی پیٹھ پر کوڑے لگائے گا۔ نیز آپؐ نے ارشاد فرمایا جس میں جو برائی نہیں اس کی نسبت اس کی طرف کرنا بہتان ہے (یعنی اس سے بچنا چاہئے)۔

(سنن ابی داؤد۔ سیرۃ النبیؐ)

بوڑھے کی تعظیم

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس جوان نے کسی بوڑھے شخص کی اس کے بڑھاپے کے سبب تعظیم و تکریم کی اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے کے لئے ایسے شخص کو مقرر کرے گا جو اس کی تعظیم و تکریم کرے گا۔

(ترمذی۔ مشکوٰۃ)

ظالم و مظلوم کی اعانت

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مظلوم کی فریادری کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہفت (۷۳) بخششیں لکھ دیتا ہے جن میں سے ایک بخشش وہ ہے جو اس کے تمام کاموں کی اصلاح کی ضامن ہے اور بہتر (۷۴) بخششیں قیامت کے دن اس کے درجات بلند کرنے کا سبب ہوں گی۔

(بیہقی۔ مشکوٰۃ)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو، ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مظلوم کی اعانت تو میں کرتا ہوں،

ظالم کی مدد کیوں کر کروں؟ آپؐ نے فرمایا تو اس کو ظلم سے روک، تیرا اس کو ظلم سے باز رکھنا ہی مدد کرنا ہے۔
(بخاری و مسلم - مشکوٰۃ)

مصیبت زدہ کا مذاق

حضرت واسئلہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرو ورنہ اللہ اس پر رحم فرمائے گا اور تجھے مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔
(ترمذی)

چند نصیحتیں

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات چیزوں کے کرنے کا ہم کو حکم دیا ہے اور چند چیزوں سے ہم کو منع کیا ہے۔ ہم کو حکم کیا ہے :

- ۱۔ مریض کی عیادت کرنے کا
 - ۲۔ جنازے کے ساتھ جانے کا
 - ۳۔ چھینکنے والے کے لئے یَرْحَمُکَ اللہ کہنے کا
 - ۴۔ قسم کے پورا کرنے کا
 - ۵۔ مظلوم کی مدد کرنے کا
 - ۶۔ سلام کو رواج دینے کا اور
 - ۷۔ دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے کا
- اور ہم کو منع فرمایا ہے :

- ۱۔ سونے کی انگوٹھی رکھنے سے

- ۲۔ چاندی کے برتنوں کا استعمال سے
- ۳۔ سرخ کپڑے پہننے اور زین پوش بنانے سے
- ۴۔ اور قسی اور نافذ اور دیریا اور حریر پہننے سے

دوست سے ملاقات

حضرت ابی رزینؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا میں تجھ کو اس امر (دین) کی جزئیات دوں کہ تو اس کے ذریعہ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی کو حاصل کر سکے۔ (مشقل علیہ)

- ۱۔ تو اہل ذکر کی مجلسوں میں بیٹھا کر (یعنی ان لوگوں کے پاس جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں)
- ۲۔ او رجب تنہا ہو تو جس قدر ممکن ہو اللہ تعالیٰ کی یاد میں اپنی زبان کو حرکت میں رکھ۔
- ۳۔ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے محبت کر اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے بغض رکھ۔

اے ابو رزین! کیا تو جانتا ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی زیارت و ملاقات کے ارادے سے گھر سے نکلتا ہے تو کیا ہوتا ہے؟ اسکے پیچھے ستر ہزار فرشتے ہوتے ہیں جو اس کے لئے دعا و استغفار کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے پروردگار اس شخص نے محض تیری رضا کے لئے ملاقات کی تو اسکو اپنی رحمت اور شفقت سے ملا دے۔ پس اگر تجھ سے یہ ممکن ہو یعنی اپنے بھائی مسلمان کی ملاقات کیلئے جانا تو ایسا کر (یعنی اپنے بھائی مسلمان سے ملاقات کر)۔

(بخاری - مشکوٰۃ)

مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مومن اپنے بھائی کا آئینہ ہے جب کوئی اس میں عیب دیکھتا ہے تو اس کی اصلاح کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔

(بخاری۔ الادب المفرد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کسی کے دل میں اپنے بھائی (مسلمان) کے لئے خلوص و محبت کے جذبات ہوں تو اسے چاہئے کہ اپنے دوست کو بھی ان جذبات سے آگاہ کر دے اور اسے بتا دے کہ وہ اس سے محبت رکھتا ہے۔

(ادب المفرد۔ مشکوٰۃ)

سوال کی مذمت

حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ لینا محمد وآل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے حلال نہیں ہے۔

(الخطیب)

جو آدمی بغیر ضرورت سوال کرتا ہے وہ گویا آگ کی چنگاریوں میں ہاتھ ڈالتا ہے۔

(بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی رسی لیکر جنگل کو چلا جائے اور لکڑیوں کا گٹھا باندھ لائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی کے پاس جا کر سوال کرے اور وہ دے یا نہ دے۔

(مالک)

حدیث شریف میں ہے لوگوں سے کوئی چیز مت مانگو اور اگر تمہارا کوڑا

گر پڑے تو اس کو بھی خود گھوڑے سے اتر کر اٹھاؤ۔ (مسند احمد)

حدیث میں ہے مسلمانو! سوال بالکل نہ کرو اور اگر ضرورت مجبور کرے تو ایسے لوگوں سے سوال کرو جو نیک دل ہوں۔ (مسند احمد)

مسلمان کو دیکھ کر مسکرایا صدقہ ہے

حدیث شریف میں ہے کہ اپنے بھائی کو دیکھ کر مسکرایا بھی صدقہ ہے۔ (ترمذی)

عذر قبول کرنا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مسلمان بھائی سے اپنی غلطی پر عذر کیا اور اس نے اس کو معذور نہ سمجھایا اس کے عذر کو قبول نہ کیا اس پر اتنا گناہ ہوگا جتنا ایک ناجائز محصول وصول کرنے والے پر اسکی ظلم و زیادتی کا گناہ ہوتا ہے۔

ایمان کے ساتھ عمل

ایک دفعہ حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایمان کے ساتھ کوئی عمل بتائیے۔ فرمایا: ”جو روزی اللہ تعالیٰ نے دی ہے اس میں سے دوسروں کو دے“ عرض کیا اے اللہ کے رسول اگر وہ خود مفلس ہو؟ فرمایا: ”اپنی زبان سے نیک کام کرے۔“ عرض کیا اگر اس کی زبان معذور ہو؟ فرمایا: ”مغلوب کی مدد کرے“ عرض کیا اگر وہ ضعیف ہو، مدد کی قوت نہ رکھتا ہو؟ فرمایا: ”جس کو کوئی کام کرنا نہ آتا ہو اس کا کام کر دے۔“ عرض کیا اگر

وہ خود بھی ایسا ہی بنا کارہ ہو؟ فرمایا : ”اپنی ایذا رسائی سے لوگوں کو بچائے رکھے۔“
(مسند رک حاکم - سیرۃ النبی)

احسان کا شکریہ

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ بھی ادا نہیں کرتا۔
(مسند احمد - ترمذی - مشکوٰۃ)

حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ احسان کیا جائے اور وہ اپنے محسن کے حق میں یہ الفاظ کہے جزاک اللہ خیرا (اللہ تعالیٰ تجھ کو جزائے خیر دے) تو اس نے اپنے محسن کی پوری تعریف کی۔
(مسند احمد - ترمذی - مشکوٰۃ)

سفارش

حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ جب کوئی حاجت مند سائل سوال کرے تو اس کی سفارش کرو کہ تم کو سفارش کا ثواب ملے اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان سے جو حکم چاہتا ہے جاری فرماتا ہے۔
(بخاری - مسلم - مشکوٰۃ - طہوۃ السلسلین)

سرگوشی

حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تین آدمی ہوں تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آپس میں کانا پھوسی نہ کریں۔
(ادب المفرد)

سونے چاندی کے برتن کا استعمال

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے : حریر و دیا (ریشمی کپڑوں) کو نہ پہنو۔ چاندی اور سونے کے برتنوں میں نہ پیو اور سونے چاندی کی رکابیوں اور پیالوں میں نہ کھاؤ اس لئے کہ یہ چیزیں دنیا میں کافروں کے لئے ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں۔

(بخاری و مسلم - مشکوٰۃ)

نخس کلامی

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : خدا کی نظر میں بدترین آدمی قیامت کے روز وہ ہوگا جس کی ہڈ زبانی اور نخس کلامی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں۔ (بخاری و مسلم)

بے جامد ح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم تعریف کرنے والے کو (بے جا تعریف کرتے ہوئے) دیکھو تو اس کے منہ میں مٹی جھونک دو یعنی اس پر ناگواری کا اظہار کرو۔ (مشکوٰۃ)

فاسق کی مدح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر غصہ ہوتا ہے اور اس کی تعریف کی وجہ سے عرش دہل اٹھتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

صحت اور خوشبو

مسند بزار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ طیب ہے، طیب کو محبوب رکھتا ہے۔ پاک ہے اور پاک کو پسند کرتا ہے۔ کریم ہے، کریم کو پسند فرماتا ہے۔ سخی ہے، سخاوت کو پسند کرتا ہے۔ اس لئے اپنے مکان اور صحن کو صاف شفاف رکھو۔ (زاد المعاد)

صحیح روایت میں آپؐ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر مسلمان پر یہ حق ہے کہ وہ ہر سات دن میں کم از کم ایک بار غسل کرے اور اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو وہ بھی لگائے اور خوشبو میں یہ خاصیت ہے کہ بلا تکہ اس آدمی سے جو معطر ہوتا ہے، محبت کرتے ہیں اور شیاطین اس سے نفرت کرتے ہیں اور شیاطین کے لئے سب سے زیادہ پسند اور مرغوب، مکروہ اور بد بودار چیز ہے۔ چنانچہ ارواح طیبہ کو رائحہ طیبہ محبوب ہوتی ہے اور ارواح خبیثہ کو رائحہ خبیثہ پسند ہوتی ہے یعنی ہر روح اپنی پسند کی طرف مائل ہوتی ہے۔ (زاد المعاد)

زمین کا تبادلہ

اگر کوئی گھریا زمین بے میل ہونے کی وجہ سے فروخت کرو تو مصلحت یہ ہے کہ جلدی سے اس کا دوسرا مکان یا زمین خرید کر لو اور نہ روپیہ رہنا مشکل ہے یونہی اڑ جائے گا۔ (طیۃ المسلمین - ابن ماجہ)

غیرت و احسان

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم دوسروں

کے مشوروں کے محتاج نہ ہو بلکہ خود صاحب الرائے اور پختہ ارادہ کرنے والے ہو اور بے بلائے ہوئے کسی کے گھر کھانا کھانے نہ جایا کرو۔ تم کہتے ہو کہ جو ہم سے نیکی کرے گا ہم بھی اس سے نیکی کریں گے اور جو برائی کرے گا ہم بھی اس سے برائی کریں گے لیکن تم کو چاہئے کہ تم اپنے آپ کو اس بات کا عادی بنا لو کہ جو تمہارے ساتھ احسان کرے تم بھی اس کے ساتھ احسان کرو اور جو تم سے ہدی کرے تم اس سے بھی ہدی نہ کرو بلکہ اس پر احسان کرو۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

عیش و عشرت

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا دیکھو! زیادہ عین اور مزے نہ کرنا۔ اللہ کے نیک بندے عین نہیں کیا کرتے۔ (مسند احمد۔ بیہقی)

باہم دعوتیں کرنا

حضرت حمزہ بن صہیبؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! تم میں اچھے وہ ہیں جو باہم ایک دوسرے کی دعوتیں کرتے رہتے ہیں اور ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔ (ابن سعد)

آداب دعا

دعا کے عمدہ ترین آداب یہ ہیں کہ حلال روزی کا ہونا۔ راست گوئی کی عادت اور دعا میں گزرگنا قبولیت کے لئے جلدی نہ کرنا۔ شروع میں اللہ تعالیٰ

کی حمد و ثناء کرنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام پڑھنا۔ آپ کے آل و اصحاب پر بھی سلام بھیجنا وغیرہ۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دعا کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر ان کی ہتھیلیوں کو چہرے کے مقابل کرتے تھے اور ختم دعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر ملتا بھی آداب دعا میں ہے جبکہ نماز کی حالت کے علاوہ ہو۔ (مدارج النبوة)

آرام طلبی کی عادت اچھی نہیں

حضرت فضالہ بن عیاضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو زیادہ آرام طلبی سے منع فرماتے تھے اور ہم کو حکم دیتے تھے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی چلا کریں۔ (ابوداؤد)

حضرت ابن ابی حدردؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنگی سے گزر کر اور موٹا چلن رکھو اور ننگے پاؤں چلا کرو۔ (جمع الفوائد۔ طبرانی۔ کبیر و اوسط)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ بدر کے دن تین تین آدمی ایک ایک اونٹ پر تھے اور حضرت ابولبابہؓ اور حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شریک سوار تھے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چلنے کی باری آئی تو وہ دونوں عرض کرتے کہ ہم آپ کی طرف سے پیادہ چلیں گے۔ آپ فرماتے تم مجھ سے زیادہ قوی نہیں ہو اور میں تم سے زیادہ ثواب سے بے نیاز نہیں ہوں۔ (یعنی پیادہ چلنے میں جو ثواب ہے اس کی مجھ کو بھی حاجت

(شرح السنہ)

ہے۔

کسب حلال

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فرض عبادات کی بجا آوری کے بعد حلال طریقہ سے رزق حاصل کرنا سب سے اہم فرض ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کی حرام مال کی کمائی میں سے نہ صدقہ قبول کیا جاتا ہے نہ اس کے خرچ میں برکت دی جاتی ہے اور جو شخص حرام مال چھوڑتا ہے وہ مال اس کے جہنم کا زارہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی کے ذریعہ نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو بھلائی کے ذریعہ مٹاتا ہے کیونکہ خبیث خبیث کو نہیں مٹا سکتا ہے۔

(بخاری۔ مسلم۔ احمد)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ مال خوشنما، خوش مزہ چیز ہے جو شخص اس کو حق کے ساتھ (یعنی شرع کے موافق) حاصل کرے اور حق میں (یعنی جائز موقع میں) خرچ کرے تو وہ اچھی مدد دینے والی چیز ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری توبہ یہ ہے کہ میں ہمیشہ سچ بولوں گا اور اپنے کل مال کو اللہ و رسول اللہ کی نذر کر کے اس سے دست بردار ہو جاؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا کچھ مال تھام لینا چاہتے یہ تمہارے لئے بہتر (اور مصلحت) ہے (وہ

مصلحت یہ ہے کہ گزر کا سامان اپنے پاس ہونے سے پریشانی نہیں ہوتی (میں نے عرض کیا تو میں اپنا وہ حصہ تھامے لیتا ہوں جو خیر میں مجھ کو ملا ہے۔ (ترمذی)

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو لائق نہیں کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا نفس کو ذلیل کرنا یہ ہے کہ جس بلا کو سہارا نہ سکے اس کا سامنا کرے۔ (ترمذی)

سادگی

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سادہ زندگی گزارنا ایمان سے ہے۔ (ابوداؤد۔ طحاوی۔ نسائی)

بدعت

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی حمد کے بعد معلوم ہونا چاہئے کہ سب سے بہتر حدیث (بات) خدا کی کتاب ہے اور بہترین راہ (سنت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی راہ ہے اور بدترین چیزوں میں وہ چیز ہے جس کو (دین میں) نیا نکالا گیا ہو اور ہر بدعت (نئی نکالی ہوئی چیز) گمراہی ہے۔ (مسلم)

بدعت کی ممانعت

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے کام (یعنی دین) میں کوئی نئی بات پیدا کی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔ (بخاری۔ مسلم۔ طحاوی۔ نسائی)

طب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(دعاؤں اور دواؤں سے علاج)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسموں کا علاج فرمانا تین قسم کا تھا۔ ایک طبعی دواؤں سے جنہیں اجزائے جماداتی و حیوانی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دوسرا روحانی اور الہی دعاؤں سے جو کچھ اربعہ، اذکار اور آیات قرآنیہ ہیں اور تیسرا دویہ کا مرکب ہے جو ان دونوں قسموں سے مرکب ہے یعنی دواؤں سے بھی اور دعاؤں سے بھی۔

دعاؤں سے علاج

قرآن شریف سے بڑھ کر کوئی شے اعم و نفع اور اعظم شفاء نازل نہیں ہوئی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَنَزَّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ط

”اور ہم نے قرآن سے وہ نازل فرمایا جو مسلمانوں کے

لئے شفا و رحمت ہے۔“

(سورۃ نبی اسرائیل۔ رکوع ۹، پارہ ۱۵)

اب رہا امراض جسمانیہ کے لئے قرآن کریم کا شفا ہونا تو یہی اسی وجہ سے ہے کہ اس کی تلاوت کے ذریعہ برکت و تیس حاصل کرنا بہت سے امراض و علل میں مانع اور ان کا دافع ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو شفا قرآن پڑھ کر بھی شفا نہ ہو اسے حق تعالیٰ کبھی شفا نہ دے گا۔ حدیث

میں ہے کہ فاتحہ الکتاب (سورۃ فاتحہ) ہر مرض کی دوا ہے۔ زہر لیے جانور کے کانٹے کا انسوں اور مجنوں و معتوہ کا فاتحہ الکتاب سے علاج حدیثوں میں ثابت شدہ و مسلمہ ہے۔ امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی حدیث میں ہے جو ابن ماجہ میں مرفوعاً مروی ہے کہ: **خیر الدواء القرآن** ”بہترین علاج قرآن ہے“

معوقات وغیرہ سے جو کہ اسمائے الہی سے ہیں ان سے طلب شفاء تو یہ از قسم طب روحانی ہے۔ اگر وہ نیکوں، متقیوں اور پرہیزگاروں کی زبان پر پوری ہمت و توجہ کے ساتھ جاری ہوں لیکن چونکہ اس قسم کا وجود شاذ و نادر ہے اس لئے لوگ طب جسمانی کی طرف دوڑتے ہیں اور اس سے غافل و بے پرواہ رہتے ہیں۔ معوقات سے مراد وہ ہے جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اپنے اوپر دم نہرایا کرتے تھے اور بعض قل هو اللہ احد اور قل یا ایہا الکفرون بھی مراد لیتے ہیں۔

علمائے کرام نے تین شرطوں کے جمع ہونے کے وقت دعائے شفاء کے جائز ہونے پر اجماع کیا ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ وہ دعا کلام اللہ اور اس کے اسماء و صفات کے ساتھ ہو خواہ عربی زبان میں ہو یا کسی اور زبان میں مگر یہ کہ ان کے معنی جانے جاتے ہوں اور اس اعتقاد کے ساتھ ہو کہ موثر حقیقی حق تبارک و تعالیٰ ہی ہیں اور اس دعا کی تاثیر اس کی مشیت و تقدیر پر موقوف ہے۔

تعویذ کی سند بھی احادیث سے ملتی ہے۔ ابن مسعودؓ ان بچوں کو جو عقل رکھتے، ان کو سکھاتے اور وہ بچے جو عقل و سمجھ نہیں رکھتے انہیں کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ

کر گردن میں لٹکاتے، علماء اسے جائز رکھتے ہیں۔

(مدارج النبوة)

نظر بد کے جھاڑ پھونک

صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا یا کسی کو حکم دیا کہ ہم نظر (کے مرض) میں جھاڑ پھونک کروا لیا کریں۔

حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے ایک مرتبہ عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ابن جعفر کو نظر لگ جاتی ہے کیا میں ان کے لئے جھاڑ پھونک کروالوں؟ آپؐ نے فرمایا، ہاں۔ اگر کوئی چیز تھپا پر سبقت کر جاتی تو وہ نظر ہو سکتی تھی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فرمایا کہ اپنے مریضوں کا علاج صدقہ کے ذریعہ سے کرو۔

(الترغیب والترہیب)

اور جب عائشہؓ (نظر لگانے والے) کو اپنی نظر لگ جانے کا اندیشہ ہو تو اسے بید عاڑھ کر اس شکر و رور کرنا چاہئے۔ دعایہ ہے :

اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَيْهِ ”یعنی اے اللہ اس پر برکت فرما“

جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عامرؓ سے فرمایا جب سہل بن حنیفؓ نے انہیں نظر لگائی، کیا تم نے دعائے برکت نہیں کی یعنی اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَيْهِ نہیں پڑھائیں؟ مَا شَاءَ اللَّهُ تَدْفَعُ إِلَّا بِاللَّهِ سے بھی نظر دور ہو جاتی ہے۔

(زاد المعاد)

بد نظری کا نبوی علاج

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا علاج معوذتین سے فرماتے یعنی ان آیات و کلمات سے جن میں شرور سے استعاذہ ہے جیسے معوذتین، سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی وغیرہ علماء کہتے ہیں کہ سب سے اہم و اعظم دعائے شفاء سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور معوذتین کا پڑھنا ہے۔

اور نظر بد کے دفعیہ کیلئے یہ کہنا چاہئے مَا شَاءَ اللّٰهُ لَدَقُوۡةِ اِلٰہِ بِاللّٰہِ اور اگر دیکھنے والا اس سے خوفزدہ ہے کہ اپنی ہی نظر کا ضرر اسے نہ پہنچے تو وہ یہ کہے : اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَیْہِ یہ نظر بد کو دور کر دے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام امراض جسمانی کے لئے رقیہ اور دعا کرتے تھے مثلاً بخار، تب و لرزہ، مرگی، صداع، خوف و وحشت، بے خوابی، سموم، ہسوم، الم، مصائب، غم و اندوہ، شدت و سختی، بدن میں درد، تکلیف، فقر و فاقہ، قرض، جلنا، درد دندان، جھس بول، اختلاج، تکیسیر، وضع حمل کی تکلیف وغیرہ۔ ان سب کی دعائیں اور تعویذ حدیث کی کتابوں میں مذکور ہیں وہاں تلاش کرنا چاہئے۔ (مدارج النبوة)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص دعا نظر اور تمام بلاؤں اور مرضوں اور آفتوں کے لئے یہ تھی :

اَذْهَبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاَشْفِ اَنْتَ الشَّافِیُّ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا یُعَادِ رُسَقَمًا (مدارج النبوة)

ترجمہ : ”اے لوگوں کے رب تکلیف کو دور فرما اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں ہے ایسی شفا دے جو ذرا (بھی) مرض نہ چھوڑے۔“
(مدارج النبوة)

لاحول ولا قوۃ کا عمل

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسے غم و افکار گھیر لیں اسے چاہئے کہ لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ بکثرت پڑھا کرے۔ علماء عظام فرماتے ہیں کہ اس کلمہ کے عمل سے بڑھ کر کوئی چیز مددگار نہیں ہے۔

آیۃ الکرسی

حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی مصیبت و سختی میں آیۃ الکرسی اور سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کی فریادری کرے گا۔
(مدارج النبوة)

جامع دعا

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلا شہ اور یقیناً میں اس کلمہ کو جانتا ہوں کہ نہیں کہتا اسے ہر مصیبت زدہ مگر یہ کہ اس کلمہ کی بدولت حق تعالیٰ سبحانہ اس سے اس کو نجات عطا فرمادیتا ہے و کلمہ میرے بھائی یونس علیہ السلام کا ہے کہ انہوں نے تاریکیوں میں ندا کی تھی :

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الْخَالِئِينَ

ترجمہ : ”(اے اللہ) آپ کے سوا کوئی معبود نہیں

ہے۔ آپ کی ذات پاک ہے بیشک میں خطا کار ہوں۔“

اور اس حدیث کو ترمذی نے بھی ذکر کیا ہے۔ (مدارج المبوۃ)

دعا کے فقر

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اسے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی ہے اور مجھ کو دنیا نے چھوڑ دیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : ”تجھ سے صلوة ملائکہ (یعنی فرشتوں کی دعا) اور وہ شیخ خلافت جسکی بدولت انہیں رزق دیا جاتا ہے کہاں گئی؟ پھر فرمایا طلوع فجر کے وقت اس دعا کو سو مرتبہ پڑھو سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ تو دنیا تیرے پاس پست و ذلیل ہو کر آئے گی۔ پھر وہ شخص چلا گیا اور عرصہ تک نہیں آیا پھر وہ آیا اور اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے پاس دنیا اتنی وافر آئی کہ میں نہیں جانتا اسے کہاں رکھوں۔“ یہ نماز فجر کی سنت اور فرض کے درمیان بزرگوں نے پڑھی ہے اور اس کے ساتھ ایک شیخ لَحَوْلٍ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کی بھی پڑھیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تمام گناہوں کی مغفرت کا موجب ہوگا اور یہ وسعت رزق کا سبب بھی ہے اس لئے کہ استغفار اس کا باعث ہے اور گناہوں کی وجہ ہی سے رزق میں تنگی اور ہر طرح کے غم اور پریشانی پیدا ہوتی ہے۔ (مدارج المبوۃ)

درد سر کی دعا

حمیدی روایت یونس بن یعقوب عبداللہ سے درد سر کی دعا نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درد سر میں اپنے اس ارشاد سے تعوذ فرماتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ وَعَوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ كُلِّ عَرَقٍ نَّعَارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ

ترجمہ : ”خدا کے نام کے ساتھ جو بڑا ہے اور میں پناہ چاہتا ہوں اللہ بزرگ کی ہر رگ کی ہر رگ اچھلنے والے کی اور آگ کی گرمی کے نقصان سے۔“

ہر درد و بلا کی دعا

حضرت ابان بن عثمان اپنے والد عثمان سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جو کوئی تین مرتبہ شام کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الدُّرِّ وَالْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ پڑھے تو صبح تک کوئی ناگہانی بلا و مصیبت نہ پہنچے گی اور جو شخص اسے صبح کے وقت پڑھے تو شام تک اسے کوئی ناگہانی بلا و مصیبت نہ پہنچے گی۔ (مدارج النبوة)

ترجمہ : ”شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ نقصان نہیں پہنچا سکتی کوئی چیز زمین

میں اور نہ آسمان میں اور وہ سنتا اور جانتا ہے۔“

دعائے طعام

امام بخاریؒ اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص کھانا سامنے آنے کے بعد پڑھے :

بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرُ الْأَسْمَاءِ فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ لَا يَضُرُّ
مَعَ اسْمِهِ دَاءٌ أَلَلُّهُمَّ اجْعَلْ فِيهِ رَحْمَةً وَشِفَاءً ط

ترجمہ : ”شروع کرنا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ جو

سب ناموں سے بہتر ہے زمین اور آسمان میں نہیں

نقصان دیتی ہے اس کے نام کے ساتھ کوئی بیماری اے

اللہ کر دے اس میں شفا اور رحمت۔“

اس کو کوئی چیز ضرر نہ پہنچائے گی۔
(مدارج المبوۃ)

دانت کے درد کی دعا

نبیؐ، عبداللہ بن رواحہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درد دانت کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک اٹکے اس رخسار پر جس میں درد تھا رکھ کر سات مرتبہ پڑھا :

اللّٰهُمَّ اَذِيبْ عَنْهُ مَا يَجِدُ وَفَحْشَةً بِدَعْوَةِ
نَبِيِّكَ الْمُسْكِينِ الْمُبَارَكِ عِنْدَكَ ط

ترجمہ : ”اے اللہ جو تکلیف یہ شخص محسوس کر رہا ہے

اس کو اور اس کی سختی کو دور فرما دیجئے اپنے نبی مسکین کی دعا

سے جو آپ کے نزدیک بابرکت ہے۔“

دست مبارک اٹھانے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کے درد کو رفع

(مدارج النبوة)

فرما دیا۔

دواؤں سے علاج

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دواؤں کے ذریعہ بھی اکثر مریضوں کا علاج کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طب و جی کے ذریعہ حاصل ہوتی تھی اگرچہ بعض مواقع میں قیاس و اجتہاد اور تجربہ بھی ہوگا۔ یہ کوئی یحیر نہیں لیکن ادویہ و دوائیہ پر انحصار کرنا اس بناء پر تھا کہ وہ اتم و عالیٰ اور اخص و اکمل ہیں۔

امراض و علاج

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت طیبہ یہ تھی کہ آپ اپنا اور اپنے اہل و عیال اور صحابہ کرام کا معالجہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی زیادہ تر ادویہ مفردات پر مشتمل تھی۔

پیٹ میں کھانے کا اندازہ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی نے پیٹ سے زیادہ متن کبھی پر نہیں کیا۔ ابن آدم کو چند لقمے کافی ہیں جن سے اس کی کمر سیدگی رہے۔ اگر ضروری (زیادہ) کھانا ہو تو پھر تیسرا حصہ کھانا، کھانا چاہئے اور تیسرا حصہ پانی کے لئے وقف ہے اور تیسرا حصہ سانس کے لئے۔ (مسند۔ زاد المعاد)

مریض کی غذا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مریضوں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کرو کیونکہ اللہ عز و جل انہیں کھلانا اور پلاتا ہے۔

(جامع ترمذی۔ ابن ماجہ۔ زاد المعاد)

حرام چیز میں شفا نہیں ہے

اور سن میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روا میں شراب ڈالنے کے متعلق دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا یہ مرض ہے علاج نہیں۔ (یہ روایت ابو داؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے)۔ (زاد المعاد)

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپؐ نے فرمایا جس نے شراب سے علاج کیا اسے اللہ شفا نہ دے۔ (زاد المعاد)

مرض میں دودھ کا استعمال

حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دودھ کا شہید (دودھ میں روٹی بھگی ہوئی یا اور کوئی غذا) مریض کے قلب کو قوت دیتا اور غم دور کرتا ہے۔

جب کبھی آپؐ سے عرض کیا جاتا کہ فلاں کو درد ہے اور وہ کھانا نہیں کھاتا تو آپؐ فرماتے تلمیذہ (دودھ آمیز غذا) بنا کر اسے پلانا چاہئے اور فرماتے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ تمہارے پیٹ کو اس طرح دھو دیتا ہے کہ جیسے تم اپنے چہروں کو میل سے صاف کر دو۔ (زاد المعاد)

شہد کی تاثیر

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص ہر مہینہ میں تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لے پھر وہ کسی بڑی مصیبت و بلا میں مبتلا نہیں ہوتا۔
(ابن ماجہ بیہقی - مشکوٰۃ)

قرآن و شہد میں شفا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دو شفا دینے والی چیزوں کو اپنے اوپر لازم کرلو (یعنی ان کا استعمال ضرور کیا کرو) ایک تو شہد دوسرے قرآن (یعنی آیات قرآن)۔
(ابن ماجہ بیہقی - مشکوٰۃ)

مرض لگنا اور فال بد

حضرت سعد بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ہامہ، بیماری لگنا اور شکون بد کوئی چیز نہیں ہے۔ (ابن ماجہ - مشکوٰۃ)

کلو نجی کی تاثیر

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ کلو نجی ہر بیماری کے لئے شفا ہے مگر موت سے نہیں۔
(بخاری و مسلم - مشکوٰۃ)

منسروں کا استعمال

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

کہ جب تک منستروں میں شرک نہ ہو، کوئی حرج نہیں۔ (مسلم - مشکوٰۃ)

روغن زیتون

حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذات الجنب کی بیماری میں روغن زیتون اور ورس (ایک بوٹی) کی تشریف کی ہے۔ (ترمذی - مشکوٰۃ)

دوا میں حرام چیز کی ممانعت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم دوا سے بیماری کا علاج کرو، لیکن حرام چیز سے علاج نہ کرو۔ (ابوداؤد - مشکوٰۃ)

ضعف قلب کا علاج

سنن ابی داؤد میں حضرت مجاہدؓ سے مروی ہے کہ انہیں حضرت سعیدؓ سے روایت پہنچی ہے فرمایا کہ میں بیمار ہو گیا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے آپ نے اچانک دست مبارک میرے سینہ پر رکھا میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی آپ نے فرمایا تجھے دل کا مرض ہے، مدینہ کی سات عجوہ کھجوریں انکی گٹھلیاں نکال کر استعمال کرو۔ (اس مرض میں کھجور ایک عجیب خاصیت رکھتی ہے خصوصاً مدینہ طیبہ کی عجوہ کھجور۔ یہ وحی سے متعلق ہے)۔ (زاد المعاد)

صحیحین میں حضرت عامر بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ انہیں اپنے والد سے روایت پہنچی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو

صبح کو ان میں سے سات کھجوریں کھا لے اس روز کوئی زہریا جا دو نقصان نہ
رے گا۔ (زاد المعاد)

مرگی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اوقات آفت زدہ کے کان میں یہ
آیت پڑھا کرتے تھے : اَلْحَسْبُ عَلَيْنَا خَلْقُكُمْ عِبَادًا وَانْكُمْ عَلَيْنَا
لَا تُرْجَعُونَ اور آیۃ الکرسی سے بھی اس کا علاج کیا جاتا تھا اور آفت زدہ کو بھی اس
کا ورد رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے اور معوذتین پڑھنے کو بھی فرمایا کرتے تھے۔

(زاد المعاد)

مکھی

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اسے غوطہ دے
کر نکال دو۔ کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفاء۔

(صحیحین۔ زاد المعاد)

اخلاقیات

باب ۵

اخلاقِ حمیدہ

حسن اخلاق

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صاحب ایمان بندہ اپنے اچھے اخلاق سے ان لوگوں کا درجہ اختیار کر لیتا ہے جو راستہ بھر نفل نماز پڑھتے ہوں اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے ہوں۔

(ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سب میں مجھ کو زیادہ محبوب اور آخرت میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم سب میں مجھ کو زیادہ برا لگنے والا اور آخرت میں مجھ سے سب سے زیادہ دور رہنے والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق برے ہوں۔

(بخاری زیور)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایمان والوں میں زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں۔

(ابوداؤد۔ دارمی۔ سفارۃ الحدیث)

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دعا میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کرتے تھے اے میرے اللہ تو نے اپنے کرم سے میرے جسم کی ظاہری بناوٹ اچھی بنائی ہے اسی طرح میرے اخلاق بھی اچھے کر دے۔“ (رواہ احمد۔ معارف اللہ ص ۷۳)

روایت ہے کہ بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انسان کو جو کچھ عطا ہوا ہے اس میں سب سے بہتر کیا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اچھے اخلاق۔ (بیہقی۔ معارف اللہ ص ۷۳)

حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو آخری وصیت مجھے کی تھی جبکہ میں نے اپنا پاؤں اپنی سواری کی رکاب میں رکھ لیا تھا۔ وہ یہ تھی کہ آپؐ نے فرمایا لوگوں کے لئے اپنے اخلاق کو بہتر بناؤ یعنی بندگان خدا کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔ (سوط امام مالک۔ معارف اللہ ص ۷۳)

سایہ الہی کے مستحق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس روز کہ سایہ الہی کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا سات شخص ہوں گے کہ جنکو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں رکھے گا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سات قسم کے آدمی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے گا۔ قیامت کے اس دن میں جس دن کہ اس کے سایہ رحمت کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہیں ہوگا۔

۱۔ عدل و انصاف سے حکمرانی کرنے والا فرماں روا۔

۲۔ وہ جوان جس کی نشو و نما اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہوئی (یعنی جو بچپن سے عبادت گزار تھا اور جوانی میں بھی عبادت گزار رہا اور جوانی کی مستیوں نے اسے غافل نہیں کیا۔

۳۔ وہ مرد مومن جس کا حال یہ ہے کہ مسجد سے باہر جانے کے بعد بھی اس کا دل مسجد ہی سے اٹکا رہتا ہے کہ جب تک پھر مسجد میں نہ آجائے۔

۴۔ وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے باہم محبت کی۔ اسی پر جڑے رہے اور اسی پر الگ ہوئے (یعنی ان کی محبت صرف منہ دیکھے کی محبت نہیں، جیسی کہ اہل دنیا کی محبتیں ہوتی ہیں بلکہ ان کا حال یہ ہے کہ جب یکجا اور ساتھ ہیں جب بھی محبت ہے اور جب ایک دوسرے سے الگ اور غائب ہوتے ہیں جب بھی ان کے دل لگنی محبت سے لہریز ہوتے ہیں)۔

۵۔ خدا تعالیٰ کا وہ بندہ جس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تنہائی میں تو اس کے آنسو بہہ پڑے۔

۶۔ وہ مرد خدا جسے حرام کی دعوت دی کسی ایسی عورت نے جو خوبصورت بھی ہے اور صاحب وجاہت و عزت بھی تو اس بندے نے کہا کہ میں خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہوں (اس لئے حرام کی طرف قدم نہیں اٹھا سکتا)۔

۷۔ اور وہ شخص جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کیا اور اس قدر چھپا کر کیا کہ گویا اسکے بائیس ہاتھ کو بھی خبر نہیں کہ اس کا داہنا

ہاتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیا خرچ کر رہا ہے اور کس کو دے رہا ہے۔
(صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

نیک کام کا اجراء

حضرت ابی حنیفہؒ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ نکالتا ہے اس کو اس کا ثواب اور اس کے بعد جو اس طریقہ پر عمل کریں گے ان سب کا ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کا ثواب بھی کم نہیں کیا جاتا۔ اور جو شخص اسلام میں کسی برے طریقہ کی بنیاد ڈالتا ہے اس کی گردن پر اس کا گناہ اور ان تمام لوگوں کا گناہ ہوتا ہے جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کریں گے اور عمل کرنے والوں کے ذمہ جو گناہ ہیں ان میں بھی کچھ کمی نہیں آتی۔
(ابن ماجہ)

احسان

حضرت حذیفہؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم دوسروں کی دیکھا دیکھی کام کرنے والے مت بنو اور نہ یہ کہنے والے بنو کہ اگر اور لوگ احسان کریں گے تو ہم بھی احسان کریں گے اور اگر دوسرے لوگ ظلم کا رویہ اختیار کریں گے تو ہم بھی ویسا ہی کریں گے بلکہ اپنے دلوں کو اس پر پکا کرو کہ اگر اور لوگ احسان کریں تب بھی تم احسان کرو گے اور اگر اور لوگ برا سلوک کریں تب بھی تم ظلم اور برائی کا رویہ اختیار نہ کرو گے (بلکہ احسان ہی کرو گے)۔
(رواہ الترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ اللہ کا جو بندہ بے شوہر والی اور بے سہارا کسی عورت اور کسی مسکین اور حاجت مند آدمی کے کاموں میں روز دھوپ کرتا ہو وہ اجر و ثواب میں اس مجاہد بندہ کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں روز دھوپ کرتا ہو۔ راوی کہتے ہیں : اور میرا خیال ہے کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اور اس شب بیدار کی طرح ہے جو رات بھر نماز پڑھتا ہو اور تھکتا نہ ہو اور اس دائمی روزہ دار کی طرح ہے جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہو کبھی بغیر روزے کے رہتا ہی نہ ہو۔ (صحیح بخاری و مسلم - معارف الحدیث)

توکل اور رضا بالقضاء

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ یہ وہ بندگان خدا ہوں گے جو منتر نہیں کراتے اور شکون بد نہیں لیتے اور نہ فال بد کے قائل ہیں اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں۔

(بخاری و مسلم)

حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی نیک بنی و خوش نصیبی میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے جو فیصلہ ہو وہ اس پر راضی رہے اور آدمی کی بد بنی و بد نصیبی میں سے یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے خیر اور بھلائی کا طالب نہ ہو اور اس کی بد نصیبی اور بد بنی یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ سے ناخوش ہو۔

کام میں متانت اور وقار

حضرت عبداللہ بن مسرجؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اچھی سیرت اور اطمینان و وقار سے اپنے کام انجام دینے کی عادت اور میانہ روی ایک حصہ ہے نبوت کے چوبیس حصوں میں سے۔
(جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

صدق مقالی اور انصاف

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت اسی وقت تک سرسبز رہے گی جب تک کہ یہ تین خصلتیں اس میں باقی رہیں گی۔ ایک تو یہ کہ جب وہ بات کریں تو سچ بولیں۔ دوسرے یہ کہ جب وہ لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کریں تو انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ تیسرے یہ کہ جب ان سے رحم کی درخواست کی جائے تو وہ کمزوروں پر رحم کریں۔ (متفق علیہ۔ ابوداؤد)

جذبات پر قابو

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس آدمی میں یہ تین باتیں نہ ہوں اس کا کوئی عمل کام نہ آئے گا۔ ایک تو یہ کہ وہ اپنے جذباتِ نفسانی کی باگ ڈھیلی نہ ہونے دے دوسرے یہ کہ اگر کوئی نادان آدمی اس پر حملہ کرے تو وہ تحمل سے خاموش ہو جائے۔ تیسرے یہ کہ لوگوں کے درمیان حسن اخلاق کے ساتھ زندگی بسر کرے۔ (طبرانی)

جنت کی ذمہ داری

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! اگر تم چھ

باتوں کا ذمہ کر لو تو میں تمہارے لئے جنت کا ذمہ کرتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ جب تم بولو تو سچ بولو۔ دوسرے یہ کہ جب تم وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو۔ تیسرے یہ کہ جب تمہارے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت نہ کرو۔ چوتھے یہ کہ تم اپنی نظریں نیچی رکھا کرو۔ پانچویں یہ کہ ظلم کرنے سے اپنا ہاتھ روکے رکھو، چھٹے یہ کہ اپنے جذبات نفسانی کی باگ ڈھیلی نہ ہونے دو۔ (مسند احمد - حاکم)

جنت کی بشارت

ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کا ذکر فرمایا اور اس کی خوبی اور وسعت بیان کی۔ ایک صحابی جو مجلس میں حاضر تھے جتنا بانہ بولے کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ جنت کس کو ملے گی؟ فرمایا: ”جس نے خوش کلامی کی، بھوکوں کو کھانا کھلایا، اکثر روزے رکھے اور اس وقت نماز پڑھی جب دنیا سوتی ہو۔“ (ترمذی - سیرۃ النبی)

صدق و امانت اور کذب و خیانت

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم سچائی کو لازم پکڑو اور ہمیشہ سچ بولو۔ کیونکہ سچ بولنا نیکی کے راستے پر ڈال دیتا ہے اور نیکی جنت تک پہنچا دیتی ہے اور آدمی جب ہمیشہ ہی سچ بولتا ہے اور سچائی ہی کو اختیار کر لیتا ہے تو وہ مقام صدیقیت تک پہنچ جاتا ہے اور اللہ کے یہاں صدیقین میں لکھ لیا جاتا ہے، اور جھوٹ سے ہمیشہ بچتے رہو کیونکہ جھوٹ بولنے کی عادت آدمی کو بدکاری کے راستے پر ڈال دیتی ہے اور بدکاری اس کو روزخ تک پہنچا دیتی ہے اور آدمی جھوٹ بولنے کا عادی ہو جاتا ہے اور

جھوٹ کو اختیار کر لیتا ہے تو انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے یہاں کذابین میں لکھ لیا جاتا ہے۔
(صحیح بخاری و صحیح مسلم - معارف الحدیث)

اللہ و رسول کی حقیقی محبت

عبدالرحمن بن ابی قراڈ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن وضو کیا تو آپ کے صحابہ کرام وضو کا پانی لے لے کر (اپنے چہروں اور جسموں پر) ملنے لگے۔ آپ نے فرمایا: ”تم کو کیا چیز اس فعل پر آمادہ کرتی ہے اور کون سا جذبہ تم سے یہ کام کراتا ہے؟“ انہوں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول کی محبت۔ ان کا یہ جواب سن کر آپ نے فرمایا: جس شخص کی یہ خوشی ہو اور وہ یہ چاہے کہ اس کو اللہ اور رسول سے حقیقی محبت ہو یا یہ کہ اللہ اور رسول اس سے محبت کریں تو اسے چاہئے کہ جب وہ بات کرے تو ہمیشہ سچ بولے اور جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو ادنیٰ خیانت کے بغیر اس کو ادا کرے اور جس کے پڑوس میں اس کا رہنا ہو اس کے ساتھ بہتر سلوک کرے۔
(شعب الایمان للترمذی - معارف الحدیث)

امانت

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص کسی سے کوئی بات کہے (یعنی ایسی بات جس کا اخفاء وہ پسند کرتا ہے) اور پھر وہ چلا جائے تو وہ امانت ہے (یعنی سننے والے کے لئے امانت کے مانند ہے) اور اس بات کی حفاظت امانت کی طرح کرنا چاہئے۔

(ترمذی - ابوداؤد - مشکوٰۃ)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی خطبہ شاید ہی ایسا ہو جس میں آپؐ نے یہ نہ فرمایا ہو کہ ”جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں اور جس کا عہد (وعدہ) مضبوط نہیں، اس کا دین نہیں۔“ (مشکوٰۃ)

عمر کا لحاظ

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے چھوٹوں پر رحم نہ کھائے، بڑوں کی تعظیم نہ کرے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے وہ ہمارے شرب کا انسان نہیں۔ (ترمذی۔ ترجمان السنہ)

شرم و حیا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ہر دین کا ایک اخلاق ممتاز ہوتا ہے۔ ہمارے دین کا ممتاز اخلاق شرم کرنا ہے۔

(مالک۔ معارف الحدیث)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس سے حیا چھین لیتا ہے۔ جب اس میں شرم نہیں رہتی تو وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر و مغضوب بن جاتا ہے۔ جب اس کی حالت اس نوبت کو پہنچ جاتی ہے تو پھر اس سے امانت کی صفت بھی چھین لی جاتی ہے۔ جب اس میں امانتداری نہیں رہتی تو وہ خیانت و در خیانت میں مبتلا ہونے لگتا ہے۔ اس کے بعد اس سے صفت رحمت اٹھالی جاتی ہے۔ پھر تو وہ پھٹکا راما راما پھر نے لگتا ہے جب تم اس کو اس طرح مارا مارا پھرنا دیکھو تو وہ وقت قریب آ جاتا ہے کہ اب اس سے رشتہ اسلام ہی چھین لیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : ”اللہ تعالیٰ سے ایسی حیا کرو جیسی اس سے حیا کرنی چاہتے۔“ مخاطبیں نے عرض کیا، الحمد للہ ہم اللہ سے حیا کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا : ”یہ نہیں (یعنی حیا کا مفہوم اتنا محدود نہیں ہے جتنا کہ تم سمجھ رہے ہو) بلکہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق یہ ہے کہ سراور سر میں جو افکار و خیالات ہیں ان سب کی نگہداشت کرو اور پیٹ کی اور جو کچھ اس میں بھرا ہے اس سب کی نگرانی کرو (یعنی برے خیالات سے دماغ کی اور حرام و ناجائز غذا سے پیٹ کی حفاظت کرو) اور موت اور موت کے بعد قبر میں جو حالت ہوتی ہے اس کو یاد کرو اور جو شخص آخرت کو اپنا مقصد بنائے گا وہ دنیا کی آرائش و عشرت سے دست بردار ہو جائے گا اور اس چند روزہ زندگی کے عیش کے مقابلہ میں آگے آنے والی زندگی کی کامیابی کو اپنے لئے پسند اور اختیار کرے گا۔ پس جس نے یہ کیا، سمجھو کہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق اس نے ادا کیا۔“ (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

نرم مزاجی

حضرت جریرؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جو آدمی نرمی کی صفت سے محروم رکھا گیا وہ ہمارے خیر سے محروم کیا گیا۔ (معارف الحدیث۔ صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو ایسے شخص کی خبر نہ دوں جو دوزخ کے لئے حرام ہے اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے۔ سنو سنو! میں بتاتا ہوں کہ دوزخ کی آگ

حرام ہے ہر ایسے شخص پر جو مزاج کا تیز نہ ہو، نرم ہو۔ لوگوں سے قریب ہونے والا ہو، نرم ہو۔
(سحارف الحدیث - ابو داؤد - ترمذی)

ایفائے وعدہ اور وعدہ خلافی

حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب کسی آدمی نے اپنے کسی بھائی سے آنے کا وعدہ کیا اور اس کی نیت بھی تھی کہ وہ وعدہ پورا کرے گا لیکن (کسی وجہ سے) وہ مقررہ وقت پر آیا نہیں تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

(سنن ابی داؤد - جامع ترمذی - سحارف الحدیث)

تواضعی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وحی بھیجی ہے کہ تم تواضع یعنی فروتنی اختیار کرو کہ کوئی ایک دوسرے پر فخر نہ کرے اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے ایک دن برسرِ منبر ارشاد فرمایا کہ لوگو! فروتنی اور خاکساری اختیار کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے جس نے اللہ کے لئے (یعنی اللہ کا حکم سمجھ کر اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے) خاکساری کا رویہ اختیار کیا (اور بندگان خدا کے مقابلے میں اپنے آپ کو اونچا کرنے کی بجائے نیچا رکھنے کی کوشش کی) تو اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے خیال اور اپنی نگاہ میں تو چھوٹا ہوگا لیکن عام بندگان خدا کی نگاہوں میں اونچا ہوگا اور جو کوئی تکبر اور بڑائی کا رویہ اختیار

کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو نیچے گرا دے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ عام لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل و حقیر ہو جائے گا اگرچہ خود اپنے خیال میں بڑا ہوگا۔ لیکن دوسروں کی نظر میں وہ کتوں اور خزیروں سے بھی زیادہ ذلیل اور بے وقعت ہو جائے گا۔ (شعب الایمان للبخاری)

عفوِ الہی سے محرومی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت میں کوئی کلام نہ کرے گا اور ان کا ترکہ نہیں کرے گا اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ان کی طرف نگاہ بھی نہیں کرے گا اور ان کے لئے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ ایک بوڑھا زانی، دوسرا جھوٹا فرماؤ اور تیسرا نادار و غریب متکبر۔ (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

ادائے شکر

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نعمت کے اول میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ ہو اس نعمت سے قیامت میں سوال نہیں ہوگا۔ (ابن حبان)

صبر

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیزیں نہ بتلاؤں جن سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجوں کو بڑھاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا ضرور بتلائیے یا رسول اللہ (صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپؐ نے فرمایا : وضو کا کامل کرنا، ناگواری کی حالت میں (کہ کسی وجہ سے وضو کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے مگر پھر ہمت کرتا ہے) اور بہت سے قدم ڈالنا مسجدوں کی طرف (یعنی دور سے آنا یا بار بار آنا) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ الخ (مسلم و ترمذی)

ف۔ ایسے وقت وضو کرنا صبر کی ایک مثال ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعرئیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کسی بندہ کا بچہ مرجاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندہ کے بچہ کی جان لے لی، وہ کہتے ہیں ہاں۔ پھر فرماتا ہے میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں آپ کی حمد و ثناء کی اور اللہ وانا الیہ راجعون کہا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (احمد و ترمذی۔ طبعہ المسلسلین)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص کو مل گئیں اس کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں مل گئیں، دل شکر کرنے والا اور زبان ذکر کرنے والی اور بدن جو بلا پر صابر ہو اور بی بی جو اپنی جان اور شوہر کے مال میں اس سے خیانت نہیں کرنا چاہتی۔ (بخاری۔ طبعہ المسلسلین)

خلاصہ : کوئی وقت خالی نہیں کہ انسان پر کوئی نہ کوئی حالت نہ ہوتی ہو خواہ طبیعت کے موافق، خواہ طبیعت کے مخالف، اول حالت پر شکر کا حکم ہے۔ دوسری حالت میں صبر کا حکم ہے تو صبر و شکر ہر وقت کرنے کے کام ہوئے۔

مسلمانو! اس کو نہ بھولنا، پھر دیکھنا ہر وقت کیسی لذت و راحت میں رہو

گے یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں۔ (طبۃ المسلمین)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرے گا، خدا اس کو صبر بخشے گا اور صبر سے زیادہ بہتر اور بہت سی برائیوں کو سمیٹنے والی بخشش اور کوئی نہیں۔ (بخاری و مسلم)

صبر و شکر

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایسے شخص کو دیکھے جو مال و دولت اور جسمانی بناوٹ یعنی شکل و صورت میں اس سے بڑھا ہوا ہے (اور اس کی وجہ سے اس کے دل میں حرص و طمع اور شکایت پیدا ہو) تو اس کو چاہئے کہ کسی ایسے بندہ کو دیکھے جو ان چیزوں میں اس سے بھی کمتر ہو۔ (تا کہ بجائے حرص و طمع کے اور شکایت کے صبر و شکر پیدا ہو)۔ (بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بندہ مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کے ہر معاملہ اور ہر حال میں اس کے لئے خیر ہی خیر ہے۔ اگر اس کو خوشی، راحت اور آرام پہنچے تو وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لئے خیر ہی خیر ہے اور اگر اسے کوئی دکھ اور رنج پہنچتا ہے تو وہ (اس کو بھی اپنے حکیم و کریم رب کا فیصلہ سمجھتے اور اس کی مشیت پر یقین کرتے ہوئے) اس پر صبر کرتا ہے اور یہ صبر بھی اس کے لئے سراسر خیر اور موجب برکت ہوتا ہے۔ (معارف الحدیث۔ مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ

جو بندہ کسی جانی یا مالی مصیبت میں مبتلا ہو اور وہ کسی سے اس کا اظہار نہ کرے اور نہ لوگوں سے شکوہ و شکایت کرے تو اللہ تعالیٰ کا قہر ہے کہ وہ اس کو بخش دیں۔

(معجم اوسط طبرانی۔ سائر المفیدات)

حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی (حضرت زینبؓ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کہلا بھیجا کہ میرے بچے کا آخری دم ہے اور چل چلاؤ کا وقت ہے، لہذا آپؐ اس وقت تشریف لے آئیں۔ آپؐ نے اس کے جواب میں کہلا کے بھیجا اور پیام دیا کہ بیٹی! اللہ تعالیٰ کسی سے جو کچھ لے وہ بھی اسی کا ہے اور کسی کو جو کچھ دے وہ بھی اسی کا ہے۔ الغرض ہر چیز ہر حال میں اسی کی ہے (اگر کسی کو دیتا ہے تو اپنی چیز دیتا ہے اور کسی سے لیتا ہے تو اپنی چیز لیتا ہے) اور ہر چیز کے لئے اس کی طرف سے ایک مدت اور وقت مقرر ہے (اور اس وقت کے آجانے پر وہ اس دنیا سے اٹھالی جاتی ہے) پس چاہئے کہ تم صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے اس صدمہ کے اجر و ثواب کے طالب بنو۔ صاحبزادی صاحبہ نے پھر آپؐ کے پاس پیام بھیجا اور قسم دی کہ اس وقت حضور ضرور ہی تشریف لے آئیں پس آپؐ اٹھ کر چل دیئے اور آپؐ کے اصحاب میں سے سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور بعض اور لوگ بھی آپؐ کے ساتھ ہوئے۔ پس وہ بچہ اٹھا کر آپؐ کی گود میں دیا گیا اور اس کا سانس اکھڑ رہا تھا۔ اس کے اس حال کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اس پر سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا حضرتؐ یہ کیا؟ آپؐ نے فرمایا کہ یہ رحمت کے اس جذبے کا اثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھ دیا ہے اور اللہ کی

رحمت انہی بندوں پر ہوگی جن کے دلوں میں رحمت کا یہ جذبہ ہو (اور جن کے دل سخت اور رحمت کے جذبے سے خالی ہوں گے، وہ خدا کی رحمت کے مستحق نہ ہوں گے)۔
(بخاری و مسلم۔ سحران المدیث)

سخاوت و بخل

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو ارشاد ہے کہ تم دوسروں پر خرچ کرتے رہو، میں تم پر خرچ کرتا رہوں گا۔
(بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : حرص و بخل اور ایمان کبھی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔
(یعنی بخل، کنجوسی اور ایمان کا کوئی جوڑ نہیں)۔
(سنن نسائی)

قناعت و استغناء

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ طلب کیا، آپؐ نے ان کو عطا فرمایا (لیکن ان کی مانگ ختم نہیں ہوئی) اور انہوں نے پھر طلب کیا۔ آپؐ نے پھر ان کو عطا فرمایا، یہاں تک کہ جو کچھ آپؐ کے پاس تھا وہ سب ختم ہو گیا اور کچھ نہ رہا تو آپؐ نے ان انصاریوں سے فرمایا : سنو! جو مال و دولت بھی میرے پاس ہوگا اور کہیں سے آئے گا میں اس کو تم سے بچا کر نہیں رکھوں گا اور اپنے پاس ذخیرہ جمع نہیں کروں گا بلکہ تم کو دیتا رہوں گا۔

لیکن یہ بات خوب سمجھ لو کہ اس طرح مانگ مانگ کر حاصل کرنے

سے آسودگی اور خود بخوشی حاصل نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ جو کوئی خود عقیف بننا چاہتا ہے یعنی دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے اپنے کو بچانا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی مدد فرماتا ہے اور سوال کی ذلت سے اس کو بچاتا ہے اور جو کوئی بندوں کے سامنے اپنی محتاجی ظاہر کرنے سے بچنا چاہتا ہے یعنی اپنے کو بندوں کے سامنے اپنی محتاجی ظاہر کرے بچنا چاہتا ہے (یعنی اپنے کو بندوں کا محتاج اور نیاز مند بنانا نہیں چاہتا) تو اللہ تعالیٰ اس کو بندوں سے بے نیاز کر دیتا ہے اور جو کوئی کسی کٹھن موقع پر اپنی طبیعت کو مضبوط کر کے صبر کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو صبر کی توفیق دے دیتا ہے (اور صبر کی حقیقت اس کو نصیب ہو جاتی ہے) اور کسی بندہ کو بھی صبر سے زیادہ وسیع کوئی نعمت عطا نہیں ہوئی۔

(سنن ابوداؤد - معارف الحدیث)

کفایت شعاری

حضرت انس و ابوامامہ و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے (مجموعاً و مرفوعاً) روایت ہے کہ میانہ روی کی چال چلنا (یعنی نہ گنجوی کرے اور نہ فضول اڑائے، بلکہ سوچ سمجھ کر اور سنبھال کر، ہاتھ روک کر کفایت شعاری اور انتظام و اعتدال کے ساتھ ضرورت کے موقعوں پر مال صرف کرے تو اس طرح خرچ کرنا) بھی آدھی کمائی ہے۔ جو شخص (خرچ کرنے میں اس طرح) بچ کی چال چلے وہ محتاج نہیں ہوتا اور فضول اڑانے میں زیادہ مال بھی نہیں رہتا۔

(عن مسکری و دیلمی و غیرہما)

معافی چاہنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے ذمہ اپنے

کسی مسلمان بھائی کا کوئی حق ہو (مثلاً غیبت کی ہو یا مال تلف کیا ہو) پس اس کو چاہئے کہ آج (دنیا میں) ان حق تلفیوں کو اس سے معاف کرالے قبل اس کے کہ (قیامت میں) اس کے پاس نہ دینا رہوگا نہ درہم۔ اگر اس کے پاس نیک عمل ہوگا تو بقدر اس ظلم کے اس کا نیک عمل اس سے لے لیا جائے گا اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو اس کے مظلوم بھائی کی برائیاں لے کر اس کے اوپر لادی جائیں گی۔ (مشکوٰۃ)

خطا معاف کرنا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکار کر کہے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو لوگوں کی خطائیں معاف کر دیا کرتے تھے۔ وہ اپنے پروردگار کے حضور میں آئیں اور اپنا انعام لے جائیں کیونکہ ہر مسلمان جس کی یہ عادت تھی بہشت میں داخل ہونے کا حقدار ہے۔ (ابو الشیخ فی الثواب عن ابن عباس)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی چاہتا ہے کہ قیامت کے دن اس کے درجے بلند ہوں اس کو چاہئے کہ وہ اس آدمی سے درگزر کرے جس نے اس پر ظلم کیا ہو اور اس کو دے جس نے اس کو نہ دیا ہو اور اس کے ساتھ رشتہ جوڑے جس نے اس سے رشتہ توڑا ہو اور اس کے ساتھ تخیل کرے جس نے اس کو برا کہا ہو۔ (ابن مساکر عن ابی ہریرہ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا : یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ

واکہ وسلم) میں اپنے خادم (غلام یا نوکر) کا قصور کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپؐ نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش رہے۔ اس نے پھر وہی عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں اپنے خادم کو کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا ہر روز ستر دفعہ۔ (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

خاموشی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو درجہ خاموشی کی وجہ سے انسانوں کو ملتا ہے وہ ساٹھ برس کی نفل عبادت سے بہتر ہے۔ (مشکوٰۃ)

ایثار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا: اے ابوبکرؓ تین باتیں ہیں جو سب کی سب حق ہیں:

۱۔ جس بندہ پر کوئی ظلم کیا جائے اور پھر وہ محض اللہ کے واسطے اس سے چشم پوشی کر لے تو بوجہ اس ظلم کے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔

۲۔ جو بندہ بقصد صلہ رحمی کے بخشش کا کوئی دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تعالیٰ بوجہ اس خصلت (صلہ رحمی) کے اس کے مال میں زیادتی کر دیتا ہے اور

۳۔ جو بندہ سوال کا دروازہ کھولتا ہے اور اس سے اس کا راہ یہ ہوتا ہے کہ مال میں کثرت ہو تو اللہ تعالیٰ اس خصلت (سوال) کی وجہ سے اس کی تنگدستی میں اضافہ ہی فرماتا ہے گا۔ (مشکوٰۃ)

ترک لایعنی

حضرت علی بن الحسین زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا سلام کے حسن وکمال میں یہ بھی ہے کہ جو بات اس کے لئے ضروری اور مفید نہ ہو اس کو چھوڑ دے۔ (مشکوٰۃ)

رحمد لی اور بے رحمی

حضرت جریر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت سے محروم رہیں گے جن کے دلوں میں دوسرے آدمیوں کے لئے رحم نہیں ہے اور جو دوسروں پر ترس نہیں کھاتے۔ (بخاری و مسلم۔ سارف الحدیث)

نیکی

حضرت وابصہ بن معبڈؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے وابصہ! تو یہ پوچھنے آیا ہے کہ نیکی کیا چیز ہے؟ اور گناہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ (یہ سن کر) آپؐ نے اپنی انگلیوں کو اکٹھا کیا اور میرے سینہ پر مار کر فرمایا اپنے نفس سے پوچھ، اپنے دل سے پوچھ۔ تین مرتبہ یہ الفاظ فرمائے اور پھر فرمایا نیکی یہ ہے کہ جس سے نفس کو سکون ہو اور جس سے دل کو سکون ہو اور گناہ وہ ہے جو نفس میں خلش پیدا کرے اگرچہ لوگ اس کے جواز کا فتویٰ دیں۔ (مسند احمد۔ دارق۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

ارشاد ہے کہ تم کسی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو حقیر سمجھ کر ترک نہ کیا کرو۔ اور کچھ نہ ہو سکے تو اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات ہی کر لیا کرو۔
(مسلم)

صدقات جاریہ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا علم کی اشاعت کرنا، نیک اولاد چھوڑ جانا، مسجد یا مسافر خانہ بنانا، قرآن مجید ورثہ میں چھوڑ جانا، نہر جاری کرنا اور جتنے جی سدرستی کی حالت میں اپنے مال سے خیرات کرنا۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد مسلمان کو ملتا رہتا ہے۔
(ابن ماجہ)

تدبیر و تفکر

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمانو! اپنے دلوں کو سوچنے کی عادت ڈالو اور خدا کی نعمتوں پر غور کیا کرو مگر خدا کی ہستی پر غور نہ کرنا۔
(ابو الشیخ فی الخطیۃ)

اخلاقِ رذیلہ

خود بینی

زواج میں دہلی کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا خود بینی بری بلا ہے کہ اس سے ستر برس کے بہترین عمل برباد ہو جاتے ہیں۔
(دہلی)

بے حیائی کی اشاعت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں بے حیائی کی باتیں کرنے والا اور ان کی اشاعت کرنے والا اور پھیلانے والا دونوں گناہ میں برابر ہیں۔
(الادب المفرد)

دوسروں کو حقیر سمجھنا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اس پر کوئی ظلم و زیادتی نہ کرے (اور جب وہ اس کی مدد و اعانت کا محتاج ہو تو اس کی مدد کرے) اور اس کو بے مدد کے نہ چھوڑے اور اس کو حقیر نہ جانے اور نہ اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرے (کیا خبر ہے کہ اس کے دل میں تقویٰ ہو جس کی وجہ سے وہ اللہ کے نزدیک مقرب و مکرم ہو) پھر آپؐ نے تین بار اپنے سینہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہوتا ہے (ہو سکتا ہے کہ تم کسی کو ظاہری حال سے معمولی آدمی سمجھتے ہو، اور اپنے دل کے تقوے کی وجہ سے وہ اللہ کے نزدیک محترم ہو اس لئے کبھی مسلمان بھائی کو حقیر نہ سمجھو) آدمی کے براہونے کے لئے اتباعی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے اور اس کے ساتھ حقارت سے پیش آئے۔ مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لئے قابل احترام ہے۔ اس کا خون، اس کا مال اور اس کی آبرو۔ (اس لئے ناحق اس کا خون گرا، اس کا مال لینا اور اس کی آبروریزی کرنا، یہ سب حرام ہیں)۔ (صحیح مسلم - سائر الفوائد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علامات قیامت

میں یہ بات بھی ہے کہ معمولی طبقے کے لوگ بڑے بڑے مکان اور اونچی اونچی حویلیاں بنا کر ان پر فخر کریں گے۔
(بخاری و مسلم)

ریا

محمود بن لبید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خطرہ ”شُرک اصغر“ کا ہے۔ بعض صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شرک اصغر کیا مطلب ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ریا (یعنی کوئی نیک کام لوگوں کے دکھاوے کے لئے کرنا)۔ (سارف الحدیث - مستحکم)

اخلاص و لہیت (یعنی ہر نیک عمل کا اللہ تعالیٰ کی رضا و رحمت کی طلب میں کرنا) جس طرح ایمان و توحید کا تقاضا اور عمل کی جان ہے اسی طرح ریا و سمعہ یعنی مخلوق کے دکھاوے اور دنیا میں شہرت اور ماموری کے لئے نیک عمل کرنا ایمان و توحید کے منافی اور ایک قسم کا شرک ہے۔ (سارف الحدیث)

شہاد بن اوس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ آپؐ فرماتے تھے جس نے دکھاوے کے لئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لئے روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لئے صدقہ و خیرات کیا اس نے شرک کیا۔

(مستحکم - سارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا آخری زمانے میں کچھ ایسے سکار لوگ پیدا ہوں گے جو دین کی آڑ

میں دنیا کا شکار کریں گے وہ لوگوں پر اپنی درویشی و مسکینی ظاہر کرنے اور ان کو متاثر کرنے کے لئے بھیڑوں کی کھال کا لباس پہنیں گے۔ ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی مگر ان کے سینہ میں بھیڑیوں کے سے دل ہوں گے (ان کے بارے میں) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کیا یہ لوگ میرے ڈھیل دینے سے دھوکہ کھا رہے ہیں یا مجھ سے غڑ ہو کر میرے مقابلے میں جرات کر رہے ہیں۔ پس مجھے قسم ہے کہ میں ان سکاروں پر انہیں میں سے ایسا فتنہ پیدا کروں گا جو ان میں کے عقلمندوں اور دانوں کو بھی حیران بنا کر چھوڑے گا۔ (جامع ترمذی)

زنا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دونوں آنکھوں کا زنا (شہوت سے) نگاہ کرنا ہے اور دونوں کانوں کا زنا (شہوت سے) باتیں سننا ہے، اور زبان کا زنا (شہوت سے) باتیں کرنا ہے اور ہاتھ کا زنا (شہوت سے) کسی کا ہاتھ وغیرہ پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا (شہوت سے) قدم اٹھا کر جانا ہے اور قلب کا زنا یہ ہے کہ (شہوت سے) وہ خواہش کرنا ہے اور تمنا کرنا ہے۔ الخ (مسلم۔ حلیۃ المسلمین)

غصہ

حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو چاہئے کہ بیٹھ جائے، پس اگر بیٹھنے سے غصہ فرو ہو جائے تو فیہا اور اگر پھر بھی غصہ باقی رہے تو چاہئے کہ لیٹ جائے۔ (مسند احمد۔ جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

سہل بن معاذا اپنے والد ماجد حضرت معاذا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پی جائے غصہ کو درنہ خالی کہ ہمیں اتنی طاقت اور قوت ہے کہ اپنے غصے کے ٹھاسے کو وہ نافذ اور پورا کر سکتا ہے (لیکن اس کے باوجود محض اللہ کے لئے اپنے غصہ کو پی جانا ہے اور جس پر اس کو غصہ ہے اس کو کوئی سزا نہیں دیتا) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اسکو بلائیں گے اور اس کو اختیار دیں گے کہ حور ابن جنت میں سے جس حور کو چاہے اپنے لئے انتخاب کرے۔ (جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! اگر تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اس کو لازم ہے کہ وہ خاموش ہو جائے۔ (عن ابن عباس)

وہ آدمی طاقتور نہیں ہے جو لوگوں کو دبا تا اور مغلوب کرتا ہو بلکہ وہ آدمی طاقتور ہے جو اپنے نفس کو دبا سکتا اور مغلوب کر سکتا ہو۔

(عن ابی ہریرہ۔ معارف الحدیث)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رضائے الہی کے لئے غصہ کے گھونٹ کو پی جانے سے بڑھ کر کوئی دوسرا گھونٹ نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب غصہ آئے تو وضو کر لینا

چاہئے۔

اگر کھڑے ہونے کی حالت میں غصہ آئے تو بیٹھ جائے، اگر بیٹھنے کی

حالت میں غصہ آئے تو لیٹ جائے۔

غصہ کے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھنے سے

(بخاری و مسلم)

غصہ جاتا رہتا ہے۔

غیبت

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”غیبت زما سے زیادہ سخت اور سنگین ہے۔“

بعض صحابہ نے عرض کیا کہ حضرت! غیبت زما سے زیادہ سنگین کیونکر ہے۔ آپؐ نے فرمایا: (بات یہ ہے کہ) آدمی اگر بد بختی سے زما کر لیتا ہے تو صرف توبہ کرنے سے اس کی معافی اور مغفرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ مگر غیبت کرنے والے کو جب تک خود وہ شخص معاف نہ کر دے جس کی اس نے غیبت کی ہے اس کی معافی اور بخشش اللہ کی طرف سے نہیں ہوگی۔

(سعارف الحدیث - شعب الاثران للشیخ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کس کو کہتے ہیں؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ معلوم ہے۔ آپؐ نے فرمایا تمہارا اپنے بھائی کی کوئی ایسی برائی کا ذکر کرنا جو واقعہً اس میں موجود ہو اور اگر اس میں وہ برائی اور عیب موجود ہی نہیں ہے (جو تم نے اس کی طرف منسوب کر کے ذکر کیا) تو پھر یہ تو بہتان ہوا، اور یہ غیبت سے بھی زیادہ سخت اور سنگین ہے۔

(سعارف الحدیث - روضة المسلمین - صحیح مسلم)

خیانت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے تمہیں قابل اعتماد سمجھ کر اپنی امانت تمہارے پاس رکھی

ہے اس کی امانت واپس کر دو اور جو تم سے خیانت کرے تو تم اس کے ساتھ خیانت کا معاملہ نہ کرو، بلکہ اپنا حق وصول کرنے کے لئے دوسرے جائز طریقے اختیار کرو۔ (ترمذی)

بدگمانی

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے آپ کو بدگمانیوں سے بچاؤ اس لئے کہ بدگمانی کے ساتھ جو بات کی جائے گی وہ سب سے زیادہ جھوٹی بات ہوگی۔

اور دوسرے کے معاملات میں معلومات حاصل کرتے مت پھر واور نہ ٹوہ میں لگو اور نہ آپس میں تبادش کرو اور نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ ایک دوسرے کی کاٹ میں لگو اور اللہ کے بندے بنو۔ آپس میں بھائی بھائی بن کر زندگی گزارو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو العالیہؓ فرماتے ہیں کہ ہم کو اس بات کا حکم اور ہدایت کی گئی ہے کہ ہم اپنے خادموں سے اپنے مال و متاع کو مقفل رکھیں اور ان کو اگر استعمال کے لئے کچھ دیا جائے تو ناپ کر یا گن کر دیں (اس خیال سے) کہ کہیں ان کی عادت نہ بگڑ جائے یا ہم میں سے کسی کو کوئی بدگمانی نہ ہو۔ (بخاری۔ ادب المفرد)

دورُخی

حضرت عماد بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں جو شخص روزِ خا ہوگا اور منافقوں کی طرح مختلف لوگوں سے مختلف قسم کی باتیں کرے گا، قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی دو

زبانیں ہوں گی۔ (سارف الحدیث - سفین الی داؤد)

چغل خوری

عبدالرحمن بن عوفؓ اور اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ یاد آئے اور بدترین بندے وہ ہیں جو چغلیاں کھانے والے، دوستوں میں جدائی ڈالنے والے ہیں اور جو اس کے طالب اور ساعی رہتے ہیں کہ اللہ کے پاکدامن بندوں کو کسی گناہ سے ملوث یا کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا کریں۔

(مشکوٰۃ - شعب الایمان للبیہقی - سارف الحدیث)

جھوٹ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کے جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔

اور جامع ترمذی کی دوسری حدیث میں ہے کہ آپؐ نے ایک دن صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا، اور تین دفعہ ارشاد فرمایا کیا میں تم لوگوں کو بتاؤں کہ سب سے بڑے گناہ کون کون سے ہیں؟ پھر آپؐ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور معاملات میں جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹ بولنا۔ راوی کا بیان ہے کہ پہلے آپؐ سہارا لگائے بیٹھے تھے لیکن پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور بار بار آپؐ نے اس ارشاد کو دہرایا۔ یہاں تک کہ ہم نے چاہا کاش اب آپؐ خاموش ہو جاتے یعنی اس وقت آپؐ پر ایک ایسی کیفیت طاری تھی اور

آپؐ ایسے جوش سے فرما رہے تھے کہ ہم محسوس کر رہے تھے کہ آپؐ کے قلب مبارک پر اس وقت بڑا بوجھ ہے اس لئے جی چاہتا تھا کہ اس وقت آپؐ خاموش ہو جائیں اور اپنے دل پر اتنا بوجھ نہ ڈالیں۔ (سارف الحدیث)

حضرت ابو امامہ باغلیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق ناجائز طور سے مار لیا تو اللہ نے ایسے آدمی کے لئے روزِ واجب کر دی ہے اور جنت کو اس پر حرام کر دیا ہے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگرچہ وہ کوئی معمولی سی چیز ہو (اگر کسی نے کسی کی بہت معمولی سی چیز قسم کھا کر ناجائز طور سے حاصل کر لی تو کیا اس صورت میں بھی روزِ واجب اس کے لئے واجب اور جنت اس پر حرام ہوگی) آپؐ نے ارشاد فرمایا ہاں اگرچہ جنگلی درخت پیلو کی ٹہنی ہی ہو۔ (رواہ مسلم۔ سارف الحدیث)

حضرت ابو ذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ ان سے ہم کلام ہوگا نہ ان پر عنایت کی نظر کرے گا اور نہ گناہوں اور گندگیوں سے ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ابو ذر غفاریؓ نے عرض کیا یہ لوگ تو ما مراد ہوئے اور ٹوٹے میں پڑے۔ حضور! یہ تین کون کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اپنا تہبند حد سے نیچے لٹکانے والا (جیسا متکبروں اور مغروروں کا طریقہ ہے) اور احسان جتانے والا اور جھوٹی قسمیں کھانے والا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے لئے یہی جھوٹ کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اسے بیان کرنا

پھر ہے۔ (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے حاکم کے سامنے جھوٹی قسم کھائی تاکہ اس کے ذریعہ کسی مسلمان آدمی کا مال مار لے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حال میں اس کی پٹشی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت غضبناک اور ناراض ہوں گے۔ (صحیح بخاری)

مصلحت آمیزی

ام کلثومؓ (بنت عقبہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ آدمی جھوٹا اور گنہگار نہیں ہے جو باہم لڑنے والے آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کرے اور اس سلسلہ میں (ایک فریق کی طرف سے دوسرے فریق کو خیر اور بھلائی کی باتیں پہنچائے اور اچھا اثر ڈالنے والی) اچھی باتیں کرے۔ (بخاری و مسلم)

ایمان والوں کو رسوا کرنا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر چڑھے اور آپ نے بلند آواز سے پکارا اور فرمایا : اے وہ لوگو! جو زبان سے اسلام لائے ہو اور ان کے دلوں میں ابھی ایمان پوری طرح اتر نہیں ہے۔ مسلمان بندوں کو ستانے سے اور ان کو عار دلانے سے اور شرمندہ کرنے سے اور ان کے چہرے ہوئے عیبوں کے پیچھے پڑنے سے باز رہو، کیونکہ اللہ کا قانون ہے کہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے چہرے عیبوں کے پیچھے پڑے گا اور اس

کو رسوا کرنا چاہے گا تو اللہ اس کے عیوب کے پیچھے پڑے گا اور جس کے عیوب کے پیچھے اللہ تعالیٰ پڑے گا وہ اس کو ضرور رسوا کرے گا (اور وہ رسوا ہو کر رہے گا) اگر چاہے گھر کے اندر ہی ہو۔ (جامع ترمذی - معارف الحدیث)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے برا سوڑا اور سب سے بدترین سوڑوں میں خبیث سوڑا یہ ہے کہ کسی مسلمان کی آمرو ریزی کی جائے اور ایک مسلمان کی حرمت کو ضائع کیا جائے۔ (ابن ابی الدنیا - بیہقی)

بخل

حضرت ابو بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ دھوکہ باز، بخیل اور احسان جتانے والا آدمی جنت میں نہ جاسکے گا۔ (جامع ترمذی - معارف الحدیث)

انتقام

اس کے بعد فرمایا: اے ابو بکر! تین باتیں جو سب کی سب بالکل حق ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ جس بندہ پر کوئی ظلم و زیادتی کی جائے اور وہ محض اللہ عز و جل کے لئے اس سے درگزر کرے (اور انتقام نہ لے) تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کی بھرپور مدد فرمائیں گے (دنیا اور آخرت میں اس کو عزت دیں گے) اور دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص صلہ رحمی کے لئے دوسروں کو دینے کا دروازہ کھولے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کو اور بہت زیادہ دیں گے۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ جو آدمی (ضرورت سے مجبور ہو کر نہیں، بلکہ) اپنی دولت

بڑھانے کے لئے سوال اور گداگری کا دروازہ کھولے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی دولت کو اور زیادہ کم کر دیں گے۔
(مسند احمد - معارف الحدیث)

بغض و کینہ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہر ہفتہ میں دو دن دوشنبہ اور پچشنبہ کو لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں تو ہر بندہ مومن کی معافی کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے سوائے ان دو آدمیوں کے جو ایک دوسرے سے کینہ رکھتے ہوں پس ان کے بارے میں حکم دے دیا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رکھو (یعنی ان کی معافی نہ لکھو) جب تک کہ یہ آپس کے اس کینہ اور باہمی دشمنی سے باز نہ آئیں اور دلوں کو صاف نہ کر لیں۔
(صحیح مسلم - معارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم دوسروں کے متعلق بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ تم کسی کی کمزوریوں کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور جاسوسوں کی طرح راز دارانہ طریقے سے کسی کے عیب معلوم کرنے کی کوشش بھی نہ کیا کرو اور نہ ایک دوسرے پر بڑھنے کی بیجا ہوس کرو نہ آپس میں حسد کرو نہ بغض و کینہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے منہ پھیرو بلکہ اے اللہ کے بندو! اللہ کے علم کے مطابق بھائی بھائی بن کر رہو۔
(بخاری و مسلم - معارف الحدیث)

حسد

حضرت ابو ہریرہؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا تم حسد کے مرض سے بہت بچو۔ حسد آدمی کی نیکیوں کو

اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (سنن ابی داؤد)

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمانو! تمہارے درمیان بھی وہ بیماری آہستہ آہستہ پھیل گئی ہے جو تم سے پہلے لوگوں میں تھی اور اس سے میری مراد بغض و حسد ہے یہ بیماری موٹہ دینے والی ہے، سر کے بالوں کو نہیں بلکہ دین و ایمان کو۔ (مسند احمد۔ جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

تساوت قلبی کا علاج

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی تساوت قلبی (سختی دل) کی شکایت کی آپ نے ارشاد فرمایا : یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔ (مسند احمد۔ معارف الحدیث)

منافقت

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چار عادتیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ چاروں جمع ہو جائیں تو وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چاروں میں سے کوئی ایک خصلت ہو تو اس کا حال یہ ہے کہ اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے اور وہ اسی حال میں رہے گا جب تک کہ اس عادت کو نہ چھوڑ دے۔ وہ چاروں عادتیں یہ ہیں کہ جب اس کو کسی امانت کا امین بنایا جائے تو اس میں خیانت کرے اور جب باتیں کرے تو جھوٹ بولے اور جب عہد معاہدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب کسی سے جھگڑا اور اختلاف ہو تو ہڈ زبانی کرے۔ (بخاری و مسلم)

ظلم

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مظلوم کی بددعا جو ظالم کے حق میں ہو بادلوں کے اوپر اٹھائی جاتی ہے آسمانوں کے دروازے اس دعا کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : میں تیری امداد ضرور کروں گا اگرچہ کچھ تاخیر ہو۔

(مسند احمد ترمذی)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مظلوم کی بددعا سے بچو۔ یہ بددعا شعلے کی طرح آسمان پر چڑھ جاتی ہے۔

(حاکم)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قسم ہے مجھ کو اپنے عزت و جلال کی میں جلد یا بدیر ظالم سے بدلہ ضرور لوں گا اور اس سے بھی بدلہ لوں گا جو باوجود قدرت کے مظلوم کی امداد نہیں کرتا۔

(ابو اسحاق)

ظالم کی اعانت

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو لوگ امراء کی حاشیہ نشینی اختیار کرتے ہیں اور ظالموں کی اعانت کرتے ہیں ان کا انجام سخت خراب ہوگا، نہ تو مسلمانوں میں ان کا شمار ہوگا اور نہ وہ میرے حوض کوثر پر آئیں گے، خواہ وہ کتنا ہی اسلام کا دعویٰ کریں۔

(الم سنن)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو، مفلس کیسا ہوتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ کہلاتا ہے جس کے پاس مال و متاع نہ ہو۔ آپؐ نے فرمایا: میری امت میں بڑا مفلس وہ ہے کہ قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ سب لے کر آئے لیکن ان کے ساتھ یہ بھی ہے کہ کسی کو برا بھلا کہا تھا اور کسی کو تہمت لگائی تھی اور کسی کا مال کھالیا تھا اور کسی کا خون کیا تھا اور کسی کو مارا تھا بس اس کی کچھ نیکیاں ایک کول گئیں اور کچھ دوسرے کول گئیں اور اگر ان حقوق کے بدلے لے لیا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان حقداروں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (بہشتی زیور)

بدگوئی

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے مرتبہ میں کم وہ شخص ہوگا جسکی نفس گوئی اور بد زبانی کے ڈر سے لوگوں نے اسکو چھوڑ دیا ہو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمام اعضاء سے زیادہ زبان کو سخت عذاب ہوگا۔ زبان کہے گی، اے رب تو نے جسم کے کسی عضو کو اتنا عذاب نہیں کیا جتنا مجھے کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تجھ سے ایسی بات نکلتی تھی جو شرق و مغرب تک پہنچ جاتی تھی مجھے اپنی عزت کی قسم تجھ کو تمام اعضاء سے زیادہ عذاب کروں گا۔ (ابوالحیثم)

عیب چینی

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ

وہلم سے (ایک موقع پر) کہا کہ صفیہؓ کا یہ عیب کہ وہ ایسی اور ایسی ہے کافی ہے (یعنی یہ کہ وہ پستہ قد ہے اور یہ بہت بڑا عیب ہے) آپؐ نے فرمایا عائشہؓ تم نے اتنا گندہ لفظ منہ سے نکالا ہے کہ اگر اسے سمندر میں گھول دیا جائے تو پورے سمندر کو گندہ کر دے۔ (مشکوٰۃ - طوق المسلسلین)

بدرنگاہی

حضرت بریدہؓ کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا اے علی! کسی عورت پر اچانک نگاہ پڑ جائے تو نظر پھیر لو، دوسری نگاہ اس پر نہ ڈالو۔ پہلی نگاہ تو تمہاری ہے، مگر دوسری نگاہ تمہاری نظر نہیں ہے بلکہ شیطان کی ہے۔ (ابوداؤد - طوق المسلسلین)

لعنت کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی پر لعنت کرنا ہے تو اول وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے، آسمان کے دروازے بند کر لئے جاتے ہیں پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے وہ بھی بند کر لی جاتی ہے پھر وہ دائیں بائیں پھرتی ہے جب کہیں ٹھکانہ نہیں پاتی تب اس کے پاس جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی تھی اگر وہ اس لائق ہوا تو خیر ورنہ پھر اسی کہنے والے پر پڑتی ہے۔

ف۔ بعض عورتوں کو بہت عادت ہے کہ سب پر خدا کی مار۔ خدا کی پھٹکار کیا کرتی ہیں اور کسی کو بے ایمان کہہ دیتی ہیں۔ یہ بڑا گناہ ہے چاہے آدمی کو کہے یا جانور کو یا اور کسی چیز کو۔ (بہشتی زیور)

خودکشی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اپنی جان کو ہلاک کیا تو قیامت میں اس کو یہی عذاب دیا جائے گا کہ وہ اپنی جان کو ہلاک کرتا رہے گا اور جس طرح سے دنیا میں اپنی جان کو ہلاک کیا ہے اسی طرح روزخ میں ہلاک کرتا رہیگا جس نے اپنے آپ کو پہاڑ پر سے گرایا ہو گا وہ پہاڑ پر سے گرایا جاتا رہے گا اور جس نے زہر پیا ہو گا وہ زہر پلایا جاتا رہے گا اور جس نے اپنے آپ کو چھری سے قتل کیا ہو گا وہ چھری سے قلع ہوتا رہے گا۔ (بخاری و مسلم)

گناہ

معصیت سے اجتناب

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی۔ لیکن ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں ایسی ہیں جو مشتبہ ہیں۔ تو جو شخص مشتبہ گناہ سے بچے گا وہ بدرجہ اولیٰ کھلے ہوئے گناہوں سے بچے گا اور جو شخص مشتبہ گناہوں کے کر ڈالنے میں جرأت رکھائے گا تو کھلے گناہوں میں اس کا پڑ جانا بہت زیادہ متوقع ہے اور معصیتیں اللہ تعالیٰ کا ممنوعہ علاقہ ہیں (جس کے اندر کسی کو جانے کی اجازت نہیں اور اس کے اندر بلا اجازت گھس جانا حرام ہے) جو جانور ممنوعہ علاقہ کے آس پاس چرتا ہے اس کا ممنوعہ علاقہ میں گھس جانا بہت زیادہ متوقع ہے۔ (مشکوٰۃ - طوۃ السلسلین)

گناہ کا علاج

حضرت معاذؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے کو گناہ کرنے سے بچاؤ کیونکہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو جاتا ہے۔ (مسند احمد)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو تمہاری بیماری اور دوا بتلا دوں؟ سن لو بیماری گناہ ہیں اور تمہاری دوا استغفار ہے۔ (ترغیب - تنبیہ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس کا کوئی گناہ ہی نہ تھا (نبیؐ مرفوعاً وشرح السنۃ موقوفاً) البتہ حقوق العباد میں توبہ کی یہ بھی شرط ہے کہ اہل حقوق سے بھی معاف کرائے۔ (طبوۃ السلسلین)

گناہوں کی پاداش

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے ہم دس آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپؐ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔
 ۱۔ جب پانچ چیزیں ایسی ہیں جن سے میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ انکو پاؤ۔ جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے، وہ طاعون میں مبتلا ہوگی اور ایسی بیماریوں میں مبتلا و گرفتار ہوگی جو ان کے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں۔ ۲۔ اور جب کوئی قوم اپنے تولنے میں کمی کرے گی قحط اور تنگی اور ظلم حکام میں مبتلا ہوگی۔ ۳۔ اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ کو مگر بند کیا

جاوے گا اس سے بارانِ رحمت اگر بہاؤ نہ ہوتے تو کبھی اس پر بارش نہ ہوتی اور
۴۔ نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر مسلط فرما دے گا اللہ تعالیٰ اس پر اس کے
دشمن کو غیر قوم سے پس یہ جبر لے لیں گے وہ انکے اموال کو۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بادشاہوں کا مالک میں ہوں۔ بادشاہوں کے
دل میرے ہاتھ میں ہیں اور جب بندے میری اطاعت کرتے ہیں میں انکے
بادشاہوں کے دلوں کو ان پر رحمت اور شفقت کے ساتھ پھیر دیتا ہوں اور جب
بندے میری نافرمانی کرتے ہیں میں ان (بادشاہوں) کے دلوں کو غضب اور
عقوبت کے ساتھ پھیر دیتا ہوں پھر وہ انکو سخت عذاب کی تکلیف دیتے ہیں۔
(ابو نعیم)

گناہوں کا وبال

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا قریب زمانہ آرہا ہے کہ کفار کی تمام جماعتیں تمہارے مقابلے میں ایک
دوسرے کو بلائیں گی جیسے کھانے والے اپنے خوان کی طرف ایک دوسرے کو
بلاتے ہیں۔ ایک کہنے والے نے عرض کیا اور ہم اس وقت (کیا) شمار میں کم
ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ تم اس روز بہت ہو گے لیکن تم کوڑا (ناکارہ)
ہو گے جیسے ہوا کی رو میں کوڑا اڑ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں
سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں کمزوری ڈال دے گا۔ ایک
کہنے والے نے عرض کیا کہ یہ کمزوری کیا چیز ہے (یعنی اس کا سبب کیا ہے؟)
آپؐ نے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔ (ابوداؤد۔ بیہقی۔ طبرانی۔ مسلمین)

گناہ کبیرہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے بڑے گناہ یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ (کی نافرمانی کر کے ان) کو تکلیف دینا اور بے خطا جان کر قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ (بخاری)

حضرت صفوانؓ (ابن عسال) سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی حکم صادر فرمائے۔ ان میں سے یہ بھی ہے کہ کسی بے خطا کو کسی حاکم کے پاس مت لے جاؤ کہ وہ اس کو قتل کرے (یا اس پر کوئی ظلم کرے) اور جاو مت کرو۔ الخ (ترمذی۔ ابوداؤد و نسائی)

اور ان گناہوں پر عذاب کی وعیدیں آئی ہیں : □ حقارت سے کسی پر ہنسنا □ کسی پر طعن کرنا □ برے لقب سے پکارنا □ بدگمانی کرنا □ کسی کا عیب تلاش کرنا □ بلا وجہ برا بھلا کہنا □ چغلی کھانا □ دورویہ ہونا یعنی اسکے منہ پر ویسا اسکے منہ پر ایسا □ تہمت لگانا □ دھوکہ دینا □ عار دلانا □ کسی کے نقصان پر خوش ہونا □ تکبر و فخر کرنا □ ظلم کرنا □ ضرورت کے وقت باوجود قدرت کے مدد نہ کرنا □ کسی کے مال کا نقصان کرنا □ کسی کی آہ و کو صدمہ پہنچانا □ چھوٹوں پر رحم نہ کرنا □ بڑوں کی عزت نہ کرنا □ بھوکوں اور تنگوں کی حیثیت کے موافق خدمت نہ کرنا □ کسی دنیوی رنج سے بولنا چھوڑ دینا □ جاندار کی تصویر بنانا □ زمین پر موروثی کا دعویٰ کرنا □ بچے کھنے کو بھیک مانگنا □ راڑھی منڈوانا یا کٹنا □ کافروں کا یا فاسقوں کا سالباہس پہننا □ عورتوں کا مردانہ وضع بنانا جیسے مردانہ جوتا پہننا۔ اور بہت سے گناہ ہیں یہ

نمونے کے طور پر لکھ دیئے ہیں سب سے بچنا چاہئے اور جو گناہ ہو چکے ہیں ان سے توبہ کرنا رہے کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (ذیوۃ المسلمین) بعض کبارؒ

○ ماں باپ کو ایذا دینا ○ شراب پینا ○ کسی کو پیچھے ہدی سے یاد کرنا ○ کسی کے حق میں گمان بد کرنا ○ کسی سے وعدہ کر کے وفانہ کرنا ○ امانت میں خیانت ○ جمعہ کی نماز ترک کرنا ○ کسی غیر عورت کے پاس تنہا بیٹھنا ○ کافروں کی رسمیں پسند کرنا ○ لوگوں کے دکھاوے کو عبادت کرنا ○ قدرت ہونے پر نصیحت ترک کرنا ○ کسی کا عیب ڈھونڈنا۔

جس شیخ سے اعتقاد ہوا کسی پیروی کر کے دوسروں کو برا سمجھنا درست نہیں اور پیروی مجتہد کی اور شیخ کی اسی وقت تک ہے جب تک انکی بات خدا اور رسول کے خلاف نہ ہو۔ اگر ان سے کوئی غلطی ہو گئی ہو اس میں پیروی نہیں۔

ایمان جب درست ہوتا ہے کہ اللہ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سب باتوں میں چا سمجھے اور ان کو مان لے۔ اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کسی بات میں بھی شک کرنا، اس کو جھٹلانا یا اس میں عیب نکالنا اس کے ساتھ مذاق اڑانا، ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

○ قرآن اور حدیث کے کھلے اور واضح مطلب کو نہ ماننا اور اچانچ بیچ کر کماپنے مطلب کے معنی گھڑنا بد دینی کی بات ہے۔

○ گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

○ اللہ تعالیٰ سے ڈر رہو جانا یا نا امید ہو جانا کفر کا شیوہ ہے۔

○ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دیدے اور

بڑے گناہ کو بخش اپنی مہربانی سے معاف کر دے اور بالکل اس پر سزا نہ دے۔

○ عمر بھر کوئی کیسا ہی بھلا بڑا ہو مگر جس حالت پر خاتمہ ہوتا ہے اسی کے موافق جزا اور سزا ہوتی ہے۔

○ اس لئے گناہوں سے بچنے کا پورا اہتمام ضروری ہے۔ بسا اوقات ایک گناہ سو خاتمہ کا سبب بن جاتا ہے۔

اشراک فی العبادہ

تصویر رکھنا خصوصاً کسی بزرگ کی تصویر برکت کے لئے رکھنا اور اس کی تعظیم کرنا۔

بدعات القبور

عرس کرنا یا عرسوں میں شریک ہونا۔

بدعات الرسوم

کسی بزرگ سے منسوب ہونے کو کافی سمجھنا۔

○ کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا۔

○ زیادہ ذریعہ وزینت میں مشغول ہونا۔

○ سادی وضع کو محبوب جاننا۔

○ مکان میں تصویریں لگانا۔ (طیۃ المسلمین)

علامات قہر الہی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ جب مال غنیمت اور بیت المال کے مال کو اپنی دولت قرار دیا جائے
یعنی بیت المال اور قومی خزانہ جو ملک، رعیت اور مستحق لوگوں کے لئے ہوتا ہے
اس کو امراء اور صاحبان منصب اپنی جاگیر سمجھ کر اپنی ذات اور اپنے عیش و عشرت
کیلئے استعمال کرنے لگیں۔

○ اور جب امانت کو مال غنیمت سمجھ کر ہضم کیا جانے لگے اور
○ جب زکوٰۃ کو نواں شمار کیا جائے اور ○ جب علم کی تحصیل دین کے لئے نہیں
بلکہ محض دنیا طلبی کے لئے ہونے لگے اور ○ جب مرد عورت کی اطاعت شروع
کر دے (یعنی بجائے اس کے کہ خود قوم (سر دار) رہے اپنے آپ کو عورت کی
توا میت (مانحتی میں دیدے) اور ○ جب بیٹا ماں کی مافرمانی اور اس سے سرکشی
کرنے لگے اور ○ جب آدمی اپنے دوست سے زیادہ سے زیادہ قریب ہو
جائے مگر اپنے باپ سے اتنا ہی دور ہو اور ○ جب مسجدوں میں آوازیں زور
سے بلند ہونے لگیں اور ○ جب قوم کی سرداری اور سربراہی قوم کا فاسق انسان
کرنے لگے اور ○ جب قوم کا رہنما قوم کا بدترین شخص ہونے لگے اور
○ جب کسی انسان کی عزت محض اس کے شر سے بچنے کے لئے کی جائے اور
○ جب گانے والیاں اور باجے عام ہو جائیں اور ○ جب علانیہ شرابوں کا دور
چلنے لگے اور ○ جب اس امت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں پر طعن و تشنیع اور لعنت
کرنے لگیں تو پھر تم انتظار کرو، تند و تیز سرخ آندگی کا اور زلزلوں کی تباہ کاریوں
کا، زمین کے دھنسے کا، صورتوں کے مسخ ہونے کا اور پتھروں کے برسنے کا اور اللہ
کی طرف سے پے در پے نزول عذاب کا جیسے موتیوں وغیرہ کی ایک لڑی ہے جو
ٹوٹ گئی ہو اور پیہم و مسلسل دانے گر رہے ہوں۔ (جامع ترمذی)

حیات طیبہ کے صبح و شام

باب ۶

نبی الرحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

معمولاتِ یومیہ

بعد فجر

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ نماز فجر پڑھ کر تسبیحات، ذکر کے بعد مسجد ہی میں جائے نماز پر آلتی پالتی مار کر چارزانو بیٹھ جاتے اور صحابہ کرامؓ پر وانہ وار پاس آکر بیٹھ جاتے یعنی یہی دربار نبوت تھا یہی حلقہ توجہ تھا۔ یہی درس گاہ ہوتی تھی یہی محفل احباب غنی تھی۔ یہیں آپ نزول شدہ وحی سے صحابہ کرامؓ کو مطلع فرماتے تھے یہیں آپ فیوض باطنی اور برکات روحانی کی بارش ان پر فرماتے۔ یہیں آپ دین کے مسائل معاشرت کے طریقے، معاملات کے ضابطے، اخلاق کی باریکیاں ان کو تعلیم فرماتے۔ لوگوں کے آپس کے معاملات اور مقدمات فیصل فرماتے۔

اکثر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ سے دریافت فرماتے کہ تم میں کسی نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بیان کرے۔ آپ خواب سنتے اور اس کی تعبیر فرماتے۔ کبھی آپ خود ہی فرماتے کہ آج میں نے یہ خواب دیکھا ہے پھر خود ہی

اس کی تعبیر بیان فرما دیتے پھر بعد میں آپؐ نے یہ معمول ترک فرما دیا تھا۔

(مدارج النبوة)

کبھی صحابہ کرامؓ اثنائے گفتگو میں ادب کے ساتھ جاہلیت کے قصے بیان کرتے، قصیدے اور اشعار سناتے یا مزاح کی باتیں کرتے۔ آپؐ سنتے رہتے کبھی ان پر مسکرا بھی دیتے اس کے بعد آپؐ اشراق کی نوافل پڑھتے۔ اکثر اسی وقت مال غنیمت یا لوگوں کے وظیفے تقسیم فرماتے۔

جب آفتاب نکل کر دن خوب چڑھ جاتا تو آپؐ صلوٰۃ النضحیٰ (چاشت) کی نفلیں کبھی چار کبھی آٹھ رکعت پڑھ کر مجلس برخواست فرماتے اور جن بی بی کی باری اس دن ہوتی ان کے گھر تشریف لے جاتے۔ وہاں گھر کے دھندوں میں لگے رہتے۔ اکثر گھر کے مختلف کام خود ہی انجام دیتے۔ دن میں صرف ایک بار کھانا تناول فرماتے، دوپہر میں آرام فرماتے۔ (سیرۃ النبیؐ)

بعد ظہر

نماز ظہر باجماعت پڑھ کر مدینہ کے بازاروں میں گشت لگاتے، دکانداروں کا معاینہ و احتساب فرماتے۔ ان کا مال ملاحظہ فرماتے۔ ان کے مال کی اچھائی برائی جانچتے۔ ان کے ماپ تول کی نگرانی فرماتے، ان کے مال کی اچھائی برائی جانچتے۔ ان کے ماپ تول کی نگرانی فرماتے کہ کہیں کم تو نہیں تولتے۔ بستی اور بازار میں کوئی حاجت مند ہوتا تو اس کی حاجت پوری فرماتے۔

بعد عصر

نماز عصر باجماعت پڑھ کر ازواج مطہرات میں سے ایک ایک کے

گھر تشریف لے جاتے۔ حال پوچھتے اور ذرا ذرا دیر ہر ایک کے یہاں ٹھہرتے اور یہ کام اتنی پابندی سے کرتے کہ ہر ایک کے یہاں مقررہ وقت پر پہنچتے اور سب کو معلوم تھا کہ آپؐ وقت کے بہت قدر شناس اور پابند ہیں۔

بعد مغرب

نماز مغرب باجماعت پڑھ کر اور نوافل اوابین سے فارغ ہو کر جن بی بی کی باری ہوتی آپؐ شب گزارنے کے لئے وہیں ٹھہر جاتے۔ اکثر تمام ازواج مطہرات اسی گھر میں آکر جمع ہو جاتیں۔ مدینہ کی عورتیں بھی اکثر جمع ہوتیں اس لئے کہ آپؐ اس وقت عورتوں کو دینی مسائل کی تعلیم فرماتے گویا یہ مدرسہ شبینہ اور مدرسہ نسواں قائم ہوتا جس میں انتہائی ادب اور پردہ کے ساتھ عورتیں علم دین، حسن معاشرت، حسن اخلاق کی باتیں اس معلم عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھتیں۔ اللہ کے رسول عورتوں کو (جن کی گودیں بچوں کی پہلی درسگاہ ہوتی ہیں) علم دین سے محروم اور تہذیب اسلامی سے نا آشنا نہیں رکھنا چاہتے تھے۔ یہیں عورتیں اپنے مقدمات پیش کرتیں آپؐ ان کا فیصلہ فرماتے۔ وہ اپنی پریشانیاں، شکایتیں، مجبوریاں بیان کرتیں، آپؐ ان کو حل فرماتے۔ اگر کوئی بیعت ہونا چاہتی تو یہیں آپؐ ان کو بیعت فرماتے ان امور پر کہ اللہ کا شریک نہ بنائیں گی، چوری نہ کریں گی، بدکاری نہ کریں گی، اپنے بچوں کو قتل نہ کریں گی اور کسی کو بہتان نہ لگائیں گی اور نیک کاموں میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے طریقے کی خلاف ورزی نہ کریں گی۔“

آپؐ ان کو بیعت فرماتے اور ان کے لئے استغفار فرماتے۔ یہ

مدرسہ نماز عشاء تک قائم رہتا پھر آپ نماز عشاء کو مسجد جاتے۔ عورتیں اپنے اپنے گھر واپس ہو جاتیں۔

بعد عشاء

نماز عشاء باجماعت پڑھ کر آپ اس شب کی قیام گاہ پر جا کر سو رہے۔ عشاء کے بعد بات چیت کرنا آپ پسند نہ فرماتے۔ آپ ہمیشہ داہنی کروٹ سوتے۔ اکثر داہنا ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھ لیتے۔ چہرہ انور قبلہ کی طرف کر کے مسواک اپنے سر ہانے ضرور رکھ لیتے۔

سوتے وقت سورۃ جمعہ، سورۃ تغابن، سورۃ صف کی تلاوت فرماتے پھر جب بیدار ہوتے، مسواک سے دانت ماسجحتے، وضو کرتے پھر شہد کی نفلیں پڑھتے۔ کبھی نفل نماز کے سجدہ میں دیر تک دعا مانگتے پھر آرام فرماتے۔ جب فجر کی اذان ہوتی تو اٹھتے حجرہ شریف میں بی دو رکعت سنت پڑھ کر وہیں داہنی کروٹ ڈرائٹ رہتے۔ پھر مسجد میں تشریف لاتے اور باجماعت نماز فجر ادا فرماتے۔ یہ تھے آپ کے معمولات روزانہ۔

اول تو پانچوں نمازیں خود ہی تدریعی طور پر وقت کی پابندی سکھاتی ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد اگلی نماز کا وقت آ کر مسلمان کو متنبہ کرتا ہے کہ اتنا وقت گزر گیا اتنا باقی ہے جو کچھ کام کرنا ہو کر لو۔ اس پابندی وقت کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت یہ تھی کہ اپنے ہر کام کیلئے وقت مقرر فرما لیتے اور اسکو پوری پابندی سے نباہتے۔ اسی وجہ سے آپ بہت کام کر لیتے تھے۔ آپ نے کبھی وقت کی کمی اور تنگی کی شکایت نہیں کی۔

(ماخوذ از سیرت النبی۔ مؤلفہ مولانا سید سلیمان ندوی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ دن کی سنتیں

صبح سویرے اٹھتے ہی ان سنتوں پر عمل کرنا شروع کر دیں۔

۱۔ نیند سے اٹھتے ہی دونوں ہاتھوں سے چہرے اور آنکھوں کو ملیں تاکہ نیند کا خمار دور ہو جائے۔ (شمائل ترمذی)

۲۔ جاگنے کے بعد جب آنکھ کھلے تو تین بار الحمد للہ کہیں اور تین بار کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھیں۔

۳۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَاْنَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ
پڑھنا سنت ہے۔ (شمائل ترمذی)

ترجمہ: ”تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں مار کر زندگی بخشی اور ہم کو اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔“

جب بھی سو کر اٹھے تو مسواک کرنا چاہئے۔ (ابوداؤد)

استنجے وغیرہ کے لئے پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈبوئیں بلکہ پہلے دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھو لیں تب پانی کے اندر ہاتھ ڈالیں۔ (ترمذی)

اس کے بعد پھر رفع حاجت اور استنجے کے لئے جائیں۔ اس کے بعد اگر غسل کی حاجت ہو تو غسل ورنہ وضو یا بصورت بیماری تنیم کر کے نماز پڑھیں۔ پھر مسجد میں اول وقت جا کر نماز باجماعت ادا کریں۔

گھر سے باہر جانے کی دعا

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ارشاد فرمایا جب کوئی آدمی اپنے گھر سے نکلے تو کہے :

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

ترجمہ : ”میں اللہ کا نام لے کر نکل رہا ہوں۔ اللہ ہی پر

میرا بھروسہ ہے کسی خیر کے حاصل کرنے یا کسی شر سے

بچنے میں کامیابی اللہ ہی کے حکم سے ہو سکتی ہے۔“

تو عالم غیب میں اس آدمی سے کہا جاتا ہے (یعنی فرشتے کہتے ہیں) اللہ کے

بندے تیرا یہ عرض کر رہا تیرے لئے کافی ہے۔ تجھے پوری رہنمائی مل گئی اور تیری

حفاظت کا فیصلہ ہو گیا، اور شیطان مایوس و نامراد ہو کر اس سے دور ہو جاتا ہے۔

(جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ معارف اللہ ہے۔ حصن حصین)

اور جب منت فجر پڑھ کر اپنے گھر سے نماز فجر کے لئے نکلے تو شاعرانہ

میں یہ دعا پڑھے :

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُورًا ... اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ نُورًا

(سنن ابوداؤد۔ بخاری و مسلم۔ عن ابن عباس۔ حصن حصین)

اشراق کی نماز

اگر کوئی عذر شرعی نہ ہو تو فجر کی نماز سے فارغ ہو کر اشراق تک ذکر الہی

میں مشغول رہیں۔ اس میں اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ اس مسجد میں جس جگہ فرض پڑھے

ہیں وہیں بیٹھے رہیں۔ اوسط درجہ یہ ہے کہ اس مسجد میں کسی جگہ بھی بیٹھ جائیں

ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ مسجد سے باہر چلے جائیں لیکن ذکر الہی براہ زبان سے ادا

کرتے رہیں۔ جب آفتاب نکلنے کے بعد اس میں چمک آجائے، تقریباً آفتاب

نکلنے کے پندرہ منٹ کے بعد دو رکعت نفل پڑھیں تو پورے ایک حج اور پورے

عمرہ کا ثواب ملتا ہے اس کو نماز اشراق کہتے ہیں۔

جو شخص اشراق کے وقت دو رکعت نفل پڑھے تو اس کے سب گناہ

صغیرہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (الترغیب والترہیب)

صبح کی دعا

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح اس آیت کو پڑھتا ہے اس کی دن بھر کی چھوٹی ہوئی نیکیوں کا اس کو ثواب مل جاتا ہے اور جو شام کے وقت پڑھتا ہے اس کو رات بھر کی چھوٹی ہوئی نیکیوں کا ثواب ملتا ہے :

فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَلَهُ الْحَمْدُ
فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ
يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ
وَيُحْيِي الْأَمْوَاتِ بَعْدَ مَوْتِهَِا وَكَذَلِكَ تُخْرَجُونَ

ترجمہ : ”جس وقت تم لوگوں کو شام ہو اور جس وقت تم

کو صبح ہو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرو اور آسمان و زمین میں وہی

اللہ تعریف کے قائل ہے اور پھر تیسرے پہر اور جب تم

لوگوں کو روپہر ہو (اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرو) وہی زندہ کو مردہ

سے نکالتا ہے اور وہی مردے کو زندہ سے نکالتا ہے اور

وہی زمین کو مرے پیچھے زندہ و شاداب کرتا ہے اور اسی

طرح تم (لوگ مرے پیچھے زمین سے) نکالے جاؤ

گے۔“

نماز اشراق سے فارغ ہونے کے بعد اپنے ذریعہ معاش میں مشغول ہو جائیں۔ کسب حلال و طیب حاصل کریں۔ اس کے علاوہ دیگر فرائض و واجبات کی ادائیگی اور تمام امور زندگی میں اتباع سنت کا اہتمام رکھیں۔

پھر جب آفتاب کافی اونچا ہو جائے اور اس میں روشنی تیز ہو جائے تو نماز چاشت ادا کریں۔ چار رکعت سے لے کر بارہ رکعت اس نماز کی رکعتوں کی تعداد ہے۔ (مسلم)

حدیث شریف میں وارد ہے کہ چاشت کی صرف چار رکعت پڑھنے سے بدن میں جو تین سو ساٹھ جوڑ ہیں ان سب کا صدقہ ادا ہو جاتا ہے اور تمام صغیرہ گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے۔ (مسلم)

قیلولہ

اگر فرصت میسر ہو تو اتباع سنت کی نیت سے دوپہر کے کھانے کے بعد کچھ دیر لیٹ جائے اس کو قیلولہ کہتے ہیں۔ اس مسنون عمل کے لئے سونا ضروری نہیں صرف لیٹ جانا ہی کافی ہے۔ (زاد المعاد)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ سلف صحابہ پہلے جمعہ ادا کرتے تھے پھر قیلولہ کرتے تھے۔ (بخاری)

حضرت ثقات بن جبیرؓ کہتے ہیں کہ دن نکلتے وقت سونا بے عقلی اور دوپہر کو سونا عادت اور دن چھپتے وقت سونا حماقت ہے۔ (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ رات کے علاوہ اگر کسی وقت نیند کا غلبہ ہو تو دوپہر کا

قیلولہ تو ٹھیک ہے مگر صبح و شام سونا حماقت، بے عقلی اور نادانی کی دلیل ہے یا ان اوقات میں سونا طبیعت میں یہ خصائل و صفات پیدا کر دیتا ہے۔ (ادب المفرد)

ظہر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد پھر اپنی مصروفیات زندگی میں مشغول ہو جائیں اور عصر کی نماز کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ قرآن شریف میں اس کا خصوصی حکم آیا ہے۔ **حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى** (صلوۃ الوسطی سے مراد نماز عصر ہے اس کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت تاکید فرمائی ہے)۔ (بخاری زیور)

عصر کی فرض نماز سے پہلے چار رکعت نماز پڑھنا سنت ہے اور اس کی بڑی فضیلت وارد ہے۔ (ترمذی)

فجر کی نماز کی طرح عصر کی نماز پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر بیٹھے اور ذکر الہی کرتا رہے پھر دعا مانگے۔ (بخاری زیور)

رات کی سنتیں

نمازِ اوابین

مغرب کی نماز کے بعد کم از کم چھ رکعت نماز دو دو رکعت کر کے پڑھی جاتی ہیں اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعت بھی پڑھ سکتے ہیں۔ ان نمازوں کا ثواب بارہ سال کی نفلوں کے برابر ملتا ہے۔ (الدر المختار۔ سنن ابوداؤد۔ مشکوٰۃ۔ بیہقی)

نمازِ عشاء

☆ پھر وقت پر عشاء کی نماز باجماعت ادا کریں۔

☆ عشاء کے فرض سے پہلے چار رکعت سنت ہیں۔ (بدائع)

☆ عشاء کے فرض کے بعد دو رکعت سنت مسکدہ ہیں۔ (مشکوٰۃ)

☆ عشاء کی ان دو سنتوں کے بعد بجائے دو رکعت نفل پڑھنے کے

چار رکعت نفل پڑھے تو شب قدر کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (الترغیب)

اور جس کی تہجد کے وقت آنکھ نہ کھلتی ہو تو یہ چار رکعت بعد عشاء تہجد کی

نیت سے پڑھ لیا کرے تو یہ تہجد میں شمار ہو جاتی ہیں۔ اگر پچھلی رات کو آنکھ کھل

جائے تو اس وقت تہجد کی نماز پڑھ لیں۔ ورنہ یہ چار رکعت ہی کافی ہو جائیں گی۔

(بہشتی زیور۔ الترغیب)

وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھی جاتی ہیں۔

ف۔ بہتر یہ ہے کہ دونوں جگہ یعنی وتر سے پہلے چار رکعت اور

وتروں کے بعد دو رکعت نفل میں تہجد کی نیت کر لیا کریں تو انشاء اللہ تہجد کی فضیلت

و ثواب سے محرومی نہ ہوگی۔

نماز تہجد

حدیث شریف میں آیا ہے فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز آخر

شب میں تہجد کی نماز ہے۔

تہجد کا افضل وقت

رات کا آخری حصہ ہے۔ کم از کم دو رکعت زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت

ہے۔ (بخاری۔ سوطا امام مالک)

تہجد کی نماز پڑھنے کی رات کو ہمت نہ ہو تو عشاء کی نماز کے بعد ہی چند

رکعتیں پڑھ لیں۔ لیکن ثواب میں کمی ہو جائے گی۔

فرض نماز کے علاوہ باقی نمازوں کو اپنے گھر میں پڑھنا افضل ہے۔
لہذا شہد کی نماز گھر ہی میں پڑھنی افضل ہے۔

رات کی نماز میں افضل یہ ہے کہ دو دو رکعت کر کے پڑھی جائے۔ اس
لئے شہد کی بھی دو دو رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔ (حصن حصین۔ بہشتی کوہر)

گھر میں آمد و رفت کی دعائیں اور سنتیں

جو کوئی شخص اپنے گھر میں آئے تو یہ دعا پڑھ کر گھر والوں کو سلام کرے :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلِجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ ط
بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلِی اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا (حصن حصین)

ترجمہ : ”اے اللہ میں تجھ سے اچھا داخل ہونا اور اچھا

نکلنا مانگتا ہوں۔ ہم اللہ کا نام لے کر داخل ہوئے اور ہم

نے اللہ پر بھروسہ کیا۔

نبیؐ میں ایک روایت ہے کہ جب تم گھر میں آؤ اور جاؤ تو سلام کر

کے جاؤ۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر اس وقت گھر میں کوئی نہ ہو تو اس طرح سلام
کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ ط

اور فرشتوں کی نیت کرے۔ (عن حضرت علی۔ حصن حصین)

گھر میں داخل ہوتے وقت کوئی نہ کوئی ذکر اللہ کرتا رہے اور دعائے

ماثورہ پڑھے گھر میں داخل ہوتے وقت جو بھی سو جو ہو خواہ بیوی ہی ہو۔ اس کو

سلام کرنا مسنون ہے۔ (ابوداؤد)

جب گھر والوں میں سے کسی کے بے پردہ ہونے کا اندیشہ ہو تو اطلاع دے کر اندر داخل ہو۔ (مشکوٰۃ)

گھر والوں کو کنڈی سے یا پیروں کی آہٹ سے یا کھٹکھارنے سے خبردار کر دینا چاہئے۔ (نسائی)

ف۔ بعض اوقات والدہ، بیٹی، بہن بھی ایسی حالت میں بیٹھی ہوتی ہیں کہ چاکہ بچھ جانے سے ان کو حیاء و شرم آتی ہے اس لئے کھٹکھار کر گھر میں جائے۔ (ادب المفرد)

عشاء کی نماز کے بعد (بلا ضرورت) دنیوی باتیں کرنا منع ہے (مکروہ تفریحی ہے) (مشکوٰۃ)

البتہ بیوی بچوں سے نصیحت کی کہانیاں یا دلچسپی کی باتیں کرنا مسنون ہے۔ (شمائل ترمذی)

اندھیری رات ہو اور روشنی کا انتظام نہ ہو تب بھی مسجد میں جا کر نماز عشاء باجماعت ادا کرنا موجب ثواب عظیم ہے۔ (ابن ماجہ)

ہر فرض نماز کو جماعت کے ساتھ تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کرنا سنت ہے۔ (الترغیب)

جو شخص چالیس رات عشاء کی نماز جماعت سے تکبیر اولیٰ سے ادا کرے تو اس کے لئے دوزخ سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔ (ابن ماجہ)

رات کی حفاظت

حضرت جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رات گئے قصہ کہانیوں کی محفل میں نہ جایا کرو کیونکہ تم میں سے کسی کو بھی خبر نہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کس کس کو کہاں کہاں پھیلایا ہے اس لئے دروازے بند کر لیا کرو۔ مسکینوں کے منہ باندھ دیا

کرو، برتنوں کو اونڈھا کر دیا کرو اور چراغ کھل کر دیا کرو۔ (بخاری الادب المفرد)
 حضرت جامعہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 سے سنا کہ جب تم رات کو کتے کا بھونکنا اور گدھے کا چلانا سنو تو شیطان مردود سے
 خدا کی پناہ مانگو (یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھو) کیونکہ کتے اور گدھے وہ
 چیز دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے اور رات کو جب لوگ بازاروں میں پھرنا موقوف
 کریں اور راستے بند ہو جائیں تو تم گھر سے بہت کم نکلا کرو۔ اس لئے کہ رات کو
 خدا اپنی مخلوقات میں سے جس کو چاہتا ہے پرانگندہ کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

شام اور رات کی احتیاط

حضرت جامعہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 ارشاد فرمایا کہ جب شام کا وقت ہو تو اپنے چھوٹے بچوں کو (مغلی کوچوں میں
 پھرنے سے) روکو کیونکہ شیاطین کا لشکر شام کے وقت (بہر چہار طرف) پھیل جاتا
 ہے۔ ہاں جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو پھر بچوں کو چھوڑ دینے میں کوئی
 مضائقہ نہیں۔ اور رات کو دروازے بند کر دیا کرو اور بند کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا
 نام لے لیا کرو۔ (بسم اللہ یا اور کوئی دعا) کیونکہ شیطان اس دروازہ کے کھولنے کی
 قدرت نہیں رکھتا جو اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ بند کیا گیا ہو اور اپنے مشکوں کے
 دہانے جن میں پانی ہو ان کو باندھ دیا کرو اور باندھتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا
 کرو اور اپنے پانی کے برتنوں کو ڈھانک دیا کرو اور ڈھانکتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام
 لیا کرو۔ اگرچہ برتن پر کوئی چیز عرضاً ہی رکھ دیا کرو۔ (یعنی اگر برتن پورا نہ ڈھک
 سکو تو دفع کراہت اور رفع مضرت کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ برتن کی چوڑائی میں کوئی

لکڑی وغیرہ ہی رکھ دو) اور اپنے چراغ بجھا دیا کرو۔ (صحیحین)

بستر صاف کرنا

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی اپنے بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ اپنی لنگی کے اندرونی پلو کھول کر اس سے بستر جھاڑ لے، معلوم نہیں کیا چیز اس کے بستر پر پڑی ہو پھر دائیں کروٹ پر لیٹے اور بید عاڑھے :

بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِيْ فَإِنْ احْتَسَبْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمَهَا
وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاخْفُضْهَا بِمَا نَحْفُظُ بِهِ الصَّالِحِينَ أَوْ قَالَ
عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ ط

ترجمہ : ”آپ ہی کے نام کے ساتھ میں نے اچھا پہلو رکھا پس اگر آپ حساب لیں میری جان کا تو اس پر رحم فرمایا اور اگر پھر آپ اسے بھیجیں تو اس کی حفاظت کرنا جس طرح حفاظت کرتے ہیں آپ اپنے نیک بندوں کی۔“ (مشکوٰۃ۔ الادب المفرد)

متفرق سنتیں

سونے کے لئے پھر مسواک کر لیں۔ (مشکوٰۃ)

سونے سے قبل دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں ملا کر ان پر ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر سورۃ اخلاص پڑھیں پھر پوری بسم اللہ پڑھ کر قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھیں اور دونوں ہاتھوں پر پھونک کر سر سے

بیر تک جہاں تک ہاتھ پہنچے پھیر لیں۔ پہلے سامنے کے حصے پر بیروں تک اس کے بعد کمر کی طرف ہاتھ پھیریں۔ اسی طرح تین بار کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول تھا۔ (بخاری۔ ترمذی۔ حصن حصین)

رات کی دعائیں

وہ دعائیں جو رات میں پڑھی جاتی ہیں :

- ۱۔ سورۃ بقرہ کی دو آخری آیتیں پڑھے۔ (صباح شہ)
- ۲۔ قل ہو اللہ احد پڑھے (بخاری۔ مسلم۔ نسائی)
- ۳۔ قرآن مجید کی سو آیتیں پڑھے۔ (حاکم عن ابو ہریرہ)
- یا قرن مجید کی دس آیتیں پڑھے۔ (حاکم عن ابو ہریرہ)
- ۴۔ سورۃ یٰسین پڑھے۔ (ابن حبان عن جندب۔ حصن حصین)

رات میں بستر پر جانے کے وقت

۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھیں۔ اور ایک بار رکعہ شریف پڑھ کر سو جائیں۔ (مشکوٰۃ)

تہجد کے لئے مصلیٰ سرہانے رکھ کر سونا سنت ہے۔ (نسائی)

رات میں سونے سے قبل سورۃ واقعہ کا ورد کر لینے سے فائدہ کی نوبت

نہیں آتی۔ (الترغیب)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ سونے سے

پہلے مسجات پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مسجات میں ایک آیت ایسی ہے

جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔ مسجات میں یہ چھ سورتیں ہیں۔

۱۔ سورۃ حدید ۲۔ سورۃ حشر ۳۔ سورۃ صف
 ۴۔ سورۃ جمعہ ۵۔ سورۃ تغابن ۶۔ سورۃ الاعلیٰ (حصن حصین)
 شجرہ کی نماز کے لئے اٹھنے کی نیت کر کے سونا سنت ہے۔ (نسائی)
 وضو کا پانی اور مسواک پہلے تیار کر کے سونا سنت ہے۔ (مسلم)
 جس وقت رات کو آنکھ کھل جائے صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے شجرہ
 کی نماز پڑھنا سنت ہے۔ (مشکوٰۃ)

سوتے وقت تین بار استغفار پڑھیں :

اَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ
 إِلَيْهِ (ترمذی، معارف الحدیث)

یہ سنت ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

طہارت کے ساتھ سوئیں۔ (الترغیب)

پہلے سے وضو ہے تو کافی ہے ورنہ وضو کر لیں۔ وضو نہ کریں تو سونے

کی نیت سے تیمم ہی کر لیں۔ (زاوالمعاد)

خواب

جب کوئی اپنے خواب میں پسندیدہ چیز دیکھے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر

ادا کرے اور اس کو بیان کرے۔ (مسلم۔ نسائی۔ بخاری) اور دوست کے علاوہ کسی

سے بیان نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

اور جب خواب میں نا پسندیدہ بات دیکھے تو بائیں طرف تین بار تھکار

دے (بخاری و مسلم) اور اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھے تین تین بار اور کسی سے

اس کا ذکر نہ کرے۔ (بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد)

پھر وہ خواب ہرگز اس کو نقصان نہ پہنچائے گا۔ (صالح ستہ)

اور جس کروٹ پر ہے اس کو بدل دے۔
(بخاری۔ حصن حصین)

تمتہ

مذکورہ بالا عبادات و طاعات کے علاوہ ایک مسلمان کی زندگی صبح سے رات تک دینی و دنیوی تمام معاملات میں نہایت سیدھی سادی اور پاک و صاف ہونا چاہئے مثلاً اپنے اہل و عیال اور دیگر متعلقین کے حقوق کی ادائیگی میں اپنے ذریعہ معاش کے معاملات میں، غمی و خوشی کی تقریبات میں، دوست احباب کے تعلقات میں، اپنے ذاتی حالات میں، رہنے سہنے، نشست و برخاست، کھانے پینے، لباس و پوشاک، وضع قطع، اوصاف و اخلاق میں نہایت پاکیزگی اور شرافت نفس کیساتھ ہونا چاہئے۔ حالانکہ معاشرہ اور ماحول کے غلبہ سے ان باتوں کا حاصل ہونا اور ان پر کاربند ہونا بظاہر بہت مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن اگر اپنے آقائے مہدار اور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہر و باطن زندگی کا مطالعہ کیا جائے اور انکی تقلید اور انکی تعلیمات کی پیروی کی جائے تو پھر ہر بات نہایت آسان معلوم ہوتی ہے اور اسی اتباع سنت مقدرہ کا دوسرا نام حیات طیبہ ہے اور اسکی تفصیل نہایت وضاحت کیساتھ اس کتاب میں مختلف عنوانات کے تحت مذکور ہے۔

ہدایت

قابل توجہ بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا عبادات و طاعات کے لئے صبح سے رات تک اپنے تمام طاعات و معاملات و معاشرت و اخلاق میں خاص طور پر اتباع سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال و اہتمام رکھیں جن کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر اس کتاب میں وضاحت کے ساتھ مذکور ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ
وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

مناکحت و نومولود

باب ۶

مناکحت اور متعلقہ معاملات

نکاح کی ترغیب

حضرت محمد بن مسلمہؓ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمانو! نکاح کیا کرو کیونکہ میں تمہارے سبب اس بات میں دنیا کی اور قوموں سے سبقت لے جانا چاہتا ہوں کہ میری امت شمار میں ان سب سے زیادہ رہے۔

مسلمانو! راہبوں کی طرح مجرندہ رہا کرو۔ (بیہقی)

حضرت ابن مسعودؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی ذمہ داریاں اٹھانے کی طاقت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ اس سے نگاہیں نیچی رہتی ہیں اور شرمگاہوں کی حفاظت ہوتی ہے اور جو نکاح کی ذمہ داریاں نہ اٹھا سکتا ہو اس کو چاہئے کہ شہوت کا زور توڑنے کے لئے روزے رکھے۔ (بخاری و مسلم)

عورت کا انتخاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورتوں سے ان

کے حسن و جمال کی بنیاد پر نکاح نہ کرو۔ ہو سکتا ہے کہ ان کا حسن و جمال انہیں بتا ہی کی راہ پر ڈال دے، اور نہ ان کے مال و دولت کی وجہ سے شادی کرو۔ ہو سکتا ہے کہ ان کا مال ان کو سرکشی اور طغیانی میں مبتلا کر دے بلکہ دین کی بنیاد پر ان سے شادی کرو۔ اور کالی کلوثی باندی جو دین اور اخلاق سے آراستہ ہو وہ بہت بہتر ہے اس خاندانی حسینہ سے جو بد اخلاق ہو۔ (ابن ماجہ)

نکاح کا پیغام

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تمہارے یہاں کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین اور اخلاق سے تم مطمئن اور خوش ہو تو اس سے شادی کر دو۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں زبردست فتنہ و فساد پھیل جائے گا۔ (ترمذی)

نکاح کے لئے اجازت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا نکاح شدہ عورت کا نکاح اس کی رائے لئے بغیر نہ کیا جائے اور دوشیزہ کا نکاح اس سے اذن لئے بغیر نہ کیا جائے لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دوشیزہ کا اذن کیا ہے؟ فرمایا اس کا خاموش رہنا ہی اس کا اذن ہے۔ (زاوالمعاد)

نکاح میں برکت

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے زیادہ بار برکت نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم مصارف ہوں۔ (مشکوٰۃ)

مہر

حضرت عمرؓ کے زمانے میں لوگ عجی لوگوں کے رسم و رواج سے متاثر ہو کر بھاری بھاری مہر مقرر کرنے لگے تو آپؐ نے خطبہ میں لوگوں کو توجہ دلائی اور بتایا کہ مسلمانوں کے سوچنے کا انداز کیا ہونا چاہیے۔

لوگو! عورتوں کے بھاری بھاری مہر نہ مقرر کرو۔ اس لئے کہ اگر یہ دنیا ذرا بھی عزت اور شرف کی چیز ہوتی اور اللہ کی نظر میں یہ کوئی بڑائی کی بات ہوتی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ اس کے مستحق تھے کہ وہ زیادہ سے زیادہ مہر مقرر فرماتے لیکن جہاں تک مجھے علم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے نکاح میں بھی بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر مقرر نہیں فرمایا اور نہ صاحبزادیوں کی شادی میں بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر باندھا۔

ایک بوڑھی خاتون کھڑی ہوئیں۔ انہوں نے قرآن شریف کی آیت
وَأَيُّكُمْ أَحَدُهُمْ قِنْطَارٌ پڑھتے ہوئے اس پابندی پر اعتراض کیا۔
حضرت عمرؓ منبر پر سے یہ فرماتے ہوئے اتر گئے کہ :

كُلُّ النَّاسِ أَعْلَمُ مِنْ عُمَرَ حَتَّى الْعَجَائِزِ

”یعنی ہر شخص عمر سے زیادہ علم والا ہے حتیٰ کہ بوڑھیاں

بھی۔“

اور آپ اس مسئلہ میں شدت فرمانے سے رک گئے۔ (ترمذی)

مہر ادا کرنے کی نیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کسی مرد نے بھی کسی

عورت سے تھوڑے یا زیادہ مہر پر نکاح کیا اور اس کے دل میں مہر ادا کرنے کا ارادہ نہیں ہے تو اس نے عورت کو دھوکا دیا۔ پھر وہ مہر ادا کئے بغیر مر گیا تو وہ خدا کے حضور اس حال میں حاضر ہوگا کہ زنا کا مجرم ہوگا۔ (الترغیب والترہیب)

نکاح کا انعقاد

نکاح ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ کم از کم دو مردوں کے یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے کیا جائے اور وہ اپنے کانوں سے نکاح ہوتے اور وہ دونوں سے ایجاب و قبول کے لفظ کہتے سنیں تب نکاح ہوگا۔ (بہشتی زیور)

شرع میں اس کا بڑا خیال کیا گیا ہے کہ بے میل اور بے جوڑ نکاح نہ کیا جائے یعنی لڑکی کا نکاح کسی ایسے مرد سے نہ کرو جو اس کے برابر کے درجہ کا نہ ہو۔ (شرح البدایہ بہشتی زیور)

برائری کی کئی قسمیں ہوتی ہیں :

- ۱۔ نسب میں برابر ہونا ۲۔ مسلمان ہونا ۳۔ دینداری ۴۔ مالداری
- ۵۔ پیشہ یا فن میں ہم پلہ ہونا (مانگیر۔ بہشتی زیور)

نکاح کے لئے استخارہ کی دعا

اگر کسی لڑکی یا عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اول تو یہ پیام یا منگنی کا کسی سے اظہار نہ کرے، پھر خوب اچھی طرح وضو کر کے جتنی نفلیں ہو سکے پڑھے پھر خوب اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور عظمت و بزرگی بیان کرے اور اس کے بعد یہ کہے :

اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ
وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ فَإِنْ رَأَيْتَ أَنَّ فِي فَلَانَةٍ
(اس جگہ اسکا نام لیا جائے) خَيْرًا فِي دِينِي وَدُنْيَايَ
وَأَخْرَجْتَنِي فَأَقْدِرْ هَالِي وَإِنْ كَانَ غَيْرَ هَاخِرٍ أَمْنُهَا
فِي دِينِي وَأَخْرَجْتَنِي فَأَقْدِرْ هَالِي۔

ترجمہ : ”اے اللہ تجھے قدرت ہے اور مجھے قدرت
نہیں ہے اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا ہوں اور تو
غیبوں کا حال جانتا ہے پس اگر تو جانتا ہے کہ فلاں
عورت (یہاں اس عورت کا نام لیوے) میرے لئے
دین و دنیا اور آخرت کے اعتبار سے بہتر ہے تو اسے
میرے قابو میں کر دے اور اگر اسکے علاوہ (کوئی دوسری
عورت) میرے دین اور آخرت کے لئے بہتر ہے تو
اسی کو میرے لئے مقدر فرما۔“ (مسلم شریف۔ شامل ترمذی)

نکاح کے لئے خطبہ مسنونہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ
وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّ رُؤُوسِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ
سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا ضَلَالَ لَهُ وَمَنْ
يُضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ
لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَرْسَلَهُ
بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا

أَمَّا بَعْدُ : فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَكُلُّ بَدْعٍ ضَالَّةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي السَّارِ مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشِدَ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأِنَّهُ لَا يَضُرُّهُ إِلَّا نَفْسُهُ أَمَّا بَعْدُ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا رُجُوهَا وَبَنَى مِنْهُمَا رَجُلًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ

وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا

الْتِكَاحُ مِنْ سُئِنَتِي فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُئِنَتِي فَلَيْسَ مِنِّي

ترجمہ : ”اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے مدد مانگتے ہیں اور اس سے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں اور ہم اپنے نفسوں کی شرارت اور اعمال کی برائی سے پناہ مانگتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں کر سکتا اور میں گواہی

دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بندے اور پیغمبر ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو حق کی باتیں دے کر بھیجا (اور) جو بڑا رت دینے والے اور ڈرانے والے ہیں۔ لیکن حمد و صلوٰۃ کے بعد پس سب کلاموں میں سے بہتر اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور سب طریقوں سے اچھا طریقہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ہے اور سب چیزوں سے بری نئی باتیں ہیں اور ہر نئی بات گمراہی ہے اور ہر گمراہی روزخ میں (لے جانے والی) ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا وہ ہدایت پائے گا اور جو نافرمانی کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا لیکن بعد حمد و صلوٰۃ کے اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص (یعنی آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی کو نکالا اور ان دونوں سے بہت مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیں۔ اور اس اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم باہم سوال کرتے ہو اور قرابتوں کی (حق تلفی) سے (بچو) بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے۔ اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنا چاہئے اور نہ مرو مگر اسلام کی حالت میں۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو

اور مضبوط بات کہو تا کہ اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے اور تمہارے گناہوں کو بخش دے اور (پا رکھو) کہ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کی وہ بڑی کامیابی کو پہنچا۔ نکاح کرنا میری سنت ہے جس شخص نے میری سنت پر (عمل کرنے سے) اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔“ (حسن حصین۔ شامل ترمذی)

اس خطبہ مسنون کے بعد ایجاب وقبول کرنا چاہئے۔

ایجاب وقبول کے بعد زوجین کے حق میں دعا کرنی چاہئے۔ نکاح کے بعد چھوہارے بڑے یا کھجور لٹانا یا تقسیم کرنا مسنون ہے۔ (زاد المعاد)

نکاح کے بعد مبارکباد کی دعا

نکاح کرنے والے جوڑے سے آپؐ فرمایا کرتے تھے :

بَارَكَ اللَّهُ لَكُمَا وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ

ترجمہ : ”اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اور تم دونوں پر

برکت نازل کرے اور تم دونوں کا خوب نباہ کرے۔“

اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی زوجہ کے پاس جانا چاہے تو یہ دعا پڑھے :

بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا

ترجمہ : ”میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر یہ کام کرتا ہوں

اے اللہ! ہمیں شیطان سے بچا اور جو اولاد تو ہم کو دے

اس سے (بھی) شیطان کو دور رکھ۔“ (ترمذی۔ زاد المعاد)
حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے گھر میں یا مال میں یا اولاد میں اگر برکت عطا فرمادیں اور وہ کہے:

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

ترجمہ: ”کیا (بہتر) اللہ تعالیٰ نے چاہا، گناہوں سے بچنا اور نیکیوں کی قوت دینا، اللہ ہی کی طرف سے ہے۔“

تو وہ شخص موت کے سوا کوئی اور تکلیف نہ دیکھے گا۔ (زاد المعاد)
پہلی رات دہن کو کچھ ہدیہ تھفہ دینا بھی مسنون ہے۔

ولیمہ

شب عروسی گزارنے کے بعد اپنے عزیزوں، دوستوں اور رشتہ داروں اور مساکین کو دعوت و ولیمہ کا کھانا کھلانا سنت ہے۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)
ولیمہ کے لئے بہت بڑے پیمانے پر انتظام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تھوڑا کھانا چند لوگوں کو کھلانا بھی کافی ہے۔ (بہشتی زیور)

ولیمہ میں اتباع سنت کی نیت رکھنا چاہئے۔ جس ولیمہ میں غریب شریک نہ کئے جائیں اور جو محض مام و نمود کے لئے کیا جائے اس میں کچھ خیر و برکت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غصہ کا اندیشہ ہے۔ (زاد المعاد۔ بہشتی زیور)

نکاح کے بعض اعمال مسنونہ

☆ صاحب استطاعت کے لئے نکاح کرنا مسنون ہے۔

- ☆ بلوغ کے بعد فوراً نکاح کرنا مسنون ہے۔
- ☆ نکاح سے پہلے منگنی یا پیغام بھیجنا مسنون ہے۔
- ☆ منگنی بھیجنا لڑکے یا لڑکی والے کی طرف سے دونوں طریقے مسنون ہیں۔
- ☆ نیک اور صالح کی تلاش مسنون ہے۔
- ☆ بیک وقت چار نکاح کرنا جائز ہے۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہے بشرطیکہ سب کے حقوق ادا کر سکے۔
- ☆ بیوہ سے نکاح کرنا بھی مسنون ہے۔
- ☆ شوال کے مہینہ میں نکاح کیا جانا مسنون ہے اور پسندیدہ اور باعث برکت ہے۔
- ☆ جمعہ کے دن برکت و بھلائی کے لئے نکاح کرنا مسنون ہے۔
- ☆ نکاح کے لئے اعلان کرنا مسنون ہے۔
- ☆ نکاح مسجد میں کرنا مسنون ہے۔
- ☆ مسنون نکاح وہ ہے جو سادگی کے ساتھ ہو اور جس میں ہنگامہ اور نام و نمود کے لئے اسراف نہ ہو۔
- ☆ مہر اس قدر مقرر کرنا مسنون ہے جو استطاعت سے زیادہ نہ ہو جس کی مقدار کم از کم دس درہم ہو۔
- ☆ مہر مؤجل و مغلل دونوں جائز ہیں۔
- ☆ نکاح کا طریقہ
- ☆ ایجاب و قبول ارکان نکاح ہیں انہی سے نکاح منعقد ہوتا ہے۔

☆ نکاح سے قبل ولی کو لڑکی سے اجازت لینا مسنون ہے۔ لڑکی کو بتایا جائے کہ تیرا نکاح فلاں شخص سے بعوض اس قدر رقم مہر کے کیا جاتا ہے، کیا تجھے منظور ہے۔

☆ پھر ولی (یا اس کا وکیل) اجازت دے اور قاضی لڑکے سے نکاح قبول کرائے۔ قاضی کو لڑکے کے روہ و یا سامنے بیٹھنا اور خطبہ پڑھنا مسنون ہے۔ (ہیثمی زیور)

طلاق اور خلع

حضرت ثوبان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو عورت بلا کسی معقول وجہ اپنے شوہر سے طلاق چاہے اس پر جنت کی پورام ہے۔ (امام ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ دارقطنی۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بری چیز طلاق ہے۔ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا : معاذؓ! اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزیں روئے زمین پر پیدا کی ہیں ان میں مجھے سب سے زیادہ محبوب لونڈی غلام کا آزاد کرنا ہے اور سب سے زیادہ بغض واپسندیدہ طلاق ہے۔ (دارقطنی۔ مشکوٰۃ)

بنت رسول حضرت فاطمہ زہراؓ کا بракٹ کا نکاح

حضرت فاطمہؓ کی عمر ابھی پندرہ سال کی تھی کہ کئی بڑے بڑے

گھرانوں سے پیام آئے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے۔ حضرت علیؑ کی عمر اس وقت تقریباً اکیس سال تھی۔ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ میں جا کر پیغام دوں لیکن یہ سوچتا تھا کہ آخر یہ کام کیسے ہوگا؟ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ آخر کار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت و محبت نے ہمت بندھائی اور میں حاضر ہو گیا اور اپنا مدعا ظاہر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی خوش ہوئے اور فوراً قبول فرما کر دریا منت فرمایا۔

”علیؑ! تمہارے پاس کچھ مال بھی ہے؟“ میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گھوڑے اور زرہ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا : گھوڑا تو سپاہی کے پاس رہنا ہی چاہئے۔ جاؤ اپنی زرہ بیچ ڈالو۔ حضرت علیؑ گئے اور کم و بیش چار سو درہم میں اپنی زرہ بیچ آئے۔ رسول خداؐ نے حضرت بلالؓ کو بلا کر کچھ خوشبو وغیرہ منگوائی اور حضرت انسؓ کو حکم دیا کہ جاؤ ابوبکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) اور چند انصار کو بلا لاؤ۔ جب یہ لوگ آکر بیٹھ گئے تو آپؐ نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور تمام عورتوں کی سردار حضرت فاطمہؓ کا نکاح نہایت سادگی کے ساتھ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ سے کر دیا۔ آپؐ نے اعلان فرمایا گواہ رہو! میں نے چار سو مثقال چاندی پر اپنی بیٹی (حضرت) فاطمہؓ کا نکاح علیؑ کے ساتھ کر دیا ہے اور علیؑ نے اسے قبول کر لیا ہے اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ آپؐ نے دعا فرمائی اے اللہ! ان دونوں میں محبت اور موافقت پیدا فرمائیے۔ برکت بخشئے اور اولاد صالح عطا فرمائیے۔“

نکاح کے بعد چھوہارے بائے گئے اور شب میں ام ایمنؓ کے ہمراہ انتہائی سادگی کے ساتھ حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؑ کے گھر بھیج دیا۔ عشاء کی نماز

کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود پہنچے اور دونوں کے حق میں دعا فرمائی۔
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی کے ساتھ جو سامان دیا وہ
 چاندی کے بازو بند، دویمنی چادر، چار گدے، ایک کھل، ایک تکیہ، ایک پیالہ،
 ایک بچلی، ایک پٹنگ، ایک مشکیزہ اور گھڑا تھا۔ (حسن حصین)

حضرت فاطمہ زہراءؑ کی رخصتی کے بعد

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کا نکاح
 حضرت فاطمہؑ سے کر دیا تو آپؐ ان کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہؑ
 سے فرمایا تھوڑا پانی لاؤ۔ چنانچہ وہ ایک لکڑی کے پیالے میں پانی لے کر حاضر
 ہوئیں۔ آپؐ نے پیالہ ان سے لے لیا اور ایک گھونٹ پانی دین مبارک میں لے
 کر پیالے میں ڈال دیا اور فرمایا آگے آؤ۔ وہ سامنے آ کر کھڑی ہو گئیں تو آپؐ
 نے ان کے سینہ اور سر پر پانی چھڑکا اور فرمایا :

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعِيذُكَ بِكَ وَذَرِيَّتَهُمَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

اور اس کے بعد فرمایا میری طرف پشت کرو۔ چنانچہ وہ پشت کر کے
 کھڑی ہو گئیں تو آپؐ نے باقی پانی بھی یہی دعا پڑھ کر پشت پر چھڑک دیا۔ اس
 کے بعد آپؐ نے (حضرت علیؑ کی جانب رخ کر کے) فرمایا پانی لاؤ۔ حضرت علیؑ
 کہتے ہیں میں سمجھ گیا جو آپؐ چاہتے ہیں۔ چنانچہ میں نے بھی پیالہ پانی کا بھر کر
 پیش کیا۔ آپؐ نے فرمایا آگے آؤ، میں آگے گیا۔ آپؐ نے وہی کلمات پڑھ کر اور
 پیالے میں کلی کر کے میرے سر اور سینہ پر پانی کے چھینٹے دیئے پھر فرمایا پشت
 پھرو۔ میں پشت پھیر کر کھڑا ہو گیا۔ آپؐ نے پھر وہی کلمات پڑھ کر اور پیالے

میں کلی کر کے میرے موٹڑوں کے درمیان پانی کے چھینٹے دیئے۔ اس کے بعد فرمایا اب اپنی دہن کے پاس جاؤ۔
(حصن حصین۔ شامل ترمذی)

نومولود

نومولود کے کان میں اذان دی جائے

روایت میں ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد اس کو نہلا دھلا کر اس کے رانے کان میں اذان اور بانیں کان میں اقامت کہنا چاہئے۔ جب حضرت حسینؑ کی ولادت ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کان میں اذان دی اور اقامت پڑھی۔
(زاد المعاد۔ طبرانی)

تحنیک

حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ جب عبد اللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے تو میں نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں دیا۔ آپؐ نے خرما منگوایا اور چبا کر لعاب مبارک عبد اللہ بن زبیرؓ کے منہ میں لگایا اور خرما ان کے ہاتھوں میں ملا اور خیر و برکت کی دعا کی۔
(زاد المعاد)

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں بچے لائے جاتے تھے۔ آپ تحنیک فرماتے اور ان کے حق میں خیر و برکت کی دعا کرتے۔
(مسلم۔ بخاری۔ ترمذی)

اچھے نام کی تجویز

بچے کے لئے اچھا سا نام تجویز کرنا چاہئے جو یا تو خدا کے نام سے پہلے لفظ عبد لگا کر ترتیب دیا گیا ہو جیسے عبد اللہ، عبد الرحمن وغیرہ یا بیٹھبروں کے نام پر ہونا چاہئے یا کوئی اور نام جو معنوی اعتبار سے بہتر ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز تمہیں اپنے اپنے ناموں سے پکارا جائے گا اس لئے بہتر نام رکھا کرو۔ (ابوداؤد)

بچہ کو پہلی تعلیم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو اس کو لا الہ الا اللہ سکھا دو۔ پھر مت پڑھا کرو کہ کب مرے اور جب روضہ کے دانت گر جائیں تو نماز کا حکم دو۔ (ابن تیمیہ، ترمذی، زاد المعاد)

تعویذ حفاظت

بچہ کی حفاظت کے لئے نظر بد اور ہر طرح کی آفت، بلا، دکھ اور بیماری سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ تعویذ لکھ کر گلے میں ڈال دیا جائے۔

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ
وَهَامَّةٍ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ عَيْنٍ لَدَامَةٍ

ترجمہ : ”میں اللہ تعالیٰ کے پورے کلموں کے واسطے

سے ہر شیطان اور زہریلے جانور کے شر سے اور ضرر

پہنچانے والی ہر آنکھ کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔“

ان کلمات کو پڑھ کر بچہ پر دم کرے یا لکھ کر گلے میں ڈال دے۔

(حصن حصین۔ ترمذی)

عقیقہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی اپنے بچے کی طرف سے عقیقہ کرنا چاہے تو اسے چاہے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کرے اور حضرت عائشہؓ کی صحیح روایت سے لڑکے کی جانب سے دو بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری ثابت ہے۔ (زاد المعاد)

آپ نے فرمایا کہ ہر لڑکا اپنے عقیقہ کے رہن میں ہوتا ہے اس کی جانب سے ساتویں دن (بکری) قربانی کی جائے۔ اس کا سرمندایا جائے اور اس کا نام رکھ دیا جائے۔ (زاد المعاد)

مسئلہ : اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرے تو جب کرے۔ ساتویں دن کا خیال کرنا بہتر ہے۔ (بہشتی زیور)

حضرت علیؓ سے منقول ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسنؓ کا ایک بکری سے عقیقہ کیا اور فرمایا فاطمہؓ ! اس کا سرمندوارا اور اس کے بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کر دو۔ چنانچہ ہم نے ان کا وزن کیا جو ایک درہم یا اس سے کچھ کم تھا۔ (زاد المعاد)

مسئلہ : عقیقہ کا گوشت چاہے کچا تقسیم کرے چاہے پکا کر بانٹے چاہے دعوت کر کے کھلائے سب درست ہے۔

مسئلہ : عقیقہ کا گوشت باپ، دادا، دادی، مانی وغیرہ سب کو کھانا

درست ہے۔

مسئلہ : کسی کو توفیق نہیں اس لئے اس نے لڑکے کی طرف سے

ایک ہی بکری کا عقیقہ کیا تو اس کا بھی کچھ حرج نہیں اور اگر بالکل عقیقہ ہی نہ کرے
تو بھی کچھ حرج نہیں۔ (بہشتی زیور)

ختہ

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ لوگ عام طور سے لڑکے کا ختنہ اس

وقت تک نہ کرتے تھے جب تک وہ سمجھدار نہ ہو جاتا۔

اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو عبد اللہؓ نے فرمایا

کہ اگر ساتویں دن ختنہ کر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (زاوالعاد)

مرض و عیادت

باب ۸

موت و ما بعد الموت

مرض و علاج

ہر مرض کی دوا ہے

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہر بیماری کی دوا ہے جب دوا بیماری کے موافق ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مریض اچھا ہو جاتا ہے۔

(مسلم۔ مشکوٰۃ)

سنن ابی داؤد میں حضرت ابوالدرداءؓ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

”بیشک اللہ تعالیٰ شانہ نے مرض بھی نازل کیا اور دوا بھی

پیدا کی اس لئے دوا کرو۔ البتہ حرام چیز سے علاج مت

کرو۔“ (زاد المعاد)

علاج کا اہتمام اور اس میں احتیاط

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت مرض میں خود بھی دوا کا

استعمال فرمایا کرتے اور لوگوں کو علاج کروانے کی تلقین بھی فرماتے۔ ارشاد فرمایا:
اے بندگان خدا! کیا کرو کیونکہ خدا نے ہر مرض کی شفا مقرر کی ہے بجز ایک مرض
کے، لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ”بہت زیادہ بڑھاپا۔“

(ترمذی۔ زاد المعاد)

آپؐ بیمار کو طبیب حاذق سے علاج کرانے کا حکم فرماتے اور پرہیز
کرنے کا حکم دیتے۔

(زاد المعاد)

مادان طبیب کو طبابت سے منع فرماتے اور اسے مریض کے نقصان کا
ذمہ دار ٹھہراتے۔

(زاد المعاد)

حرام اشیاء کو بطور دوا استعمال کرنے سے منع فرماتے۔ ارشاد فرماتے
اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں میں تمہارے لئے شفا نہیں رکھی۔

(زاد المعاد)

مریضوں کی عیادت

صحابہ کرامؓ میں سے جو بیمار ہو جاتا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے۔

(زاد المعاد)

مریض کی عیادت کے لئے کوئی دن مقرر کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی سنت طیبہ میں سے نہیں تھا بلکہ آپؐ دن رات تمام اوقات میں
(حسب ضرورت) مریضوں کی عیادت فرماتے۔

(زاد المعاد)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مریضوں کے پاس عیادت
کرنے کے سلسلہ میں شور و شغب نہ کرنا اور کم بیٹھنا بھی سنت ہے۔ (مشکوٰۃ)

(مشکوٰۃ)

آپؐ مریض کے قریب تشریف لے جاتے اور اس کے سرہانے

ہنستے۔ اس کا حال دریافت فرماتے اور پوچھتے : ”طبیعت کیسی ہے؟“ (زاد المعاد)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیادت کے لئے تشریف لے جاتے
تو بیمار کی پیشانی اور نبض پر ہاتھ رکھتے۔ اگر وہ کچھ مانگتا تو اس کے لئے وہ چیز
منگواتے اور فرماتے مریض جو مانگے وہ اس کو دو اگر مضر نہ ہو۔ (محسن حصین)

تسلی و ہمدردی

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کی عمر کے بارے میں
اس کے دل کو خوش کرو (یعنی اس کی عمر اور اس کی زندگی کے بارے میں اس کو خوش
کرو) اس طرح کی باتیں کسی ہونے والی چیز کو رد تو نہ کر سکیں گی لیکن اس سے اس کا
دل خوش ہوگا اور یہی عیادت کا مقصد ہے۔ (جامع ترمذی۔ سنن ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)
اور کبھی آپؐ مریض کی پیشانی پر دست مبارک رکھتے پھر اس کے سینہ
اور پیٹ پر ہاتھ پھیرتے اور دعا کرتے : اے اللہ اسے شفا دے اور جب آپؐ
مریض کے پاس تشریف لے جاتے تو فرماتے کوئی فکر کی بات نہیں انشاء اللہ تعالیٰ
سب ٹھیک ہو جائے گا۔ بسا اوقات آپؐ فرماتے یہ بیماری گناہوں کا کفارہ اور
طبہور بن جائے گی۔ (زاد المعاد)

عیادت کے فضائل

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ بندہ مومن جب اپنے صاحب ایمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس
آنے تک وہ گویا جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم شریف)

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ یا کسی قریب المرگ شخص کے پاس جاؤ تو اس کے سامنے بھلائی کا کلمہ زبان سے نکالو کیونکہ تم جو کچھ کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ (مسلم۔ مشکوٰۃ)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی مریض کی عیادت کو جاؤ تو اس سے کہو کہ وہ تمہارے لئے دعا کرے اس لئے کہ اسکی دعائفرشتوں کی دعا کے مانند ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

مریض پر دم اور اس کے لئے دعائے صحت

آپ مریض کے لئے تین بار دعا فرماتے۔ جیسا کہ آپؐ نے حضرت سعدؓ کے لئے دعا فرمائی اے اللہ سعدؓ کو شفا دے، اے اللہ سعدؓ کو شفا دے، اے اللہ سعدؓ کو شفا دے۔ (زاد المعاد)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا داہنا ہاتھ اس کے جسم پر پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبِّ النَّاسِ (اے سب آدمیوں کے پروردگار اس بندے کی تکلیف دور فرما دے، اور شفا عطا فرما دے، تو ہی شفا دینے والا ہے)، بس تیری ہی شفا شفا ہے، ایسی کامل شفا عطا فرما جو بیماری کو بالکل نہ چھوڑے۔“ (صحیح بخاری صحیح مسلم۔ ساریف الحدیث)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خود بیمار ہوتے تو معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دم فرمایا کرتے اور خود اپنا دست

مبارک اپنے جسم پر پھیرتے پھر جب آپ کو وہ بیماری لاحق ہوئی جس میں آپ نے وفات پائی تو میں وہی معوذات پڑھ کر آپ پر دم کرتی جن کو پڑھ کر آپ دم کیا کرتے تھے اور آپ کا دست مبارک آپ کے جسم پر پھیرتی۔

(صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مریض کی پیشانی یا دکھی ہوئی جگہ پر داہنا ہاتھ رکھ کر فرماتے:

اللَّهُمَّ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اشفِ انت الشافي
لَا شفاء الا شفاءك شفاء لا يغادر سقمًا

ترجمہ: ”اے اللہ اے لوگوں کے رب تکلیف کو دور

فرما اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے

علاوہ کوئی شفا نہیں ہے ایسی شفا دے جو ذرا مرض نہ

چھوڑے۔“

یہ دعا بھی وارد ہے:

اللَّهُمَّ اشفِ اشفِ اللَّهُمَّ عافِ

”اے اللہ اس کو شفا دے اور اس کو عافیت دے۔“

یہ اسات مرتبہ یہ دعا پڑھتے:

اَسْأَلُ اللهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ اَنْ يَشْفِيكَ

”میں سوال کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے جو بڑا ہے اور عرش

عظیم کا رب ہے کہ تجھے شفا بخشے۔“

جس شخص نے کسی ایسے مریض کی عیادت کی جس کی موت نہ آئی ہو اور یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس مریض کو اس مرض سے ضرور شفا دے گا۔

حضرت عثمان ابن ابی العاصؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درد کی شکایت کی جو ان کے جسم کے کسی حصہ میں تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اس جگہ پر اپنا ہاتھ رکھو جہاں تکلیف ہے اور تین دفعہ کہو بِسْمِ اللّٰهِ اور سات مرتبہ کہو اَعُوْذُ بِحِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ ”میں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی قدرت کی اس تکلیف کے شر سے جو میں پا رہا ہوں اور جس کا مجھے خطرہ ہے۔“ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری وہ تکلیف دور فرمادی۔ (صحیح مسلم۔ معارف المدینہ)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا پڑھ کر حضرت حسنؓ اور حسینؓ کو اللہ کی پناہ میں دیتے تھے۔

أَعِيْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ ط

”میں تمہیں پناہ دیتا ہوں اللہ کے کلمات تامہ کی ہر

شیطان کے شر سے اور ہر زہریلے جانور سے اور اڑ

ڈالنے والی آنکھ سے“

اور فرماتے تھے کہ تمہارے جد امجد ابراہیم علیہ السلام اپنے دونوں صاحبزادوں اسماعیل و اسحاق علیہما السلام پر ان کلمات سے دم کرتے تھے۔

(معارف المدینہ۔ رواہ البخاری)

اور جس کے زخم یا پھوڑا یا کوئی تکلیف ہوتی آپؐ اس پر دم کرتے چنانچہ شہادت کی انگلی زمین پر رکھ دیتے پھر دعا پڑھتے :

بِسْمِ اللّٰهِ شَرِيَّةٌ اَرْضُنَا بِرِيقَةٍ بَعْضُنَا يَسْفِي سَقِيمَنَا يَا ذِى الرَّحْمَةِ

ترجمہ : ”میں اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتا ہوں یہ ہماری زمین کی مٹی ہے جو ہم میں سے کسی کے تھوک میں ملی ہوئی ہے تاکہ ہمارے بیمار کو ہمارے رب کے حکم سے شفا دے۔“

اور اس جگہ انگلی پھیرتے۔ (زاوالعاد)

حالت مرض کی دعا

جو شخص حالت مرض میں یہ دعا چالیس مرتبہ پڑھے اگر مرنا تو شہید کے برابر ثواب ملے گا اور اگر اچھا ہو گیا تو تمام گناہ بخشے جائیں گے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

”اور اگر مرض میں یہ دعا پڑھے اور مر جائے تو اس کو

روزخ کی آگ نہ لگے گی۔“

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

(ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

زمانہ بیماری میں صدق دل اور سچے شوق سے یہ دعا کیا کرے۔

(سحارف المحدث)

اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي
بِلَدِّ رَسُولِكَ.

ترجمہ : ”اے اللہ مجھے اپنے راستہ میں شہادت کی
توفیق عطا فرما اور کیجئے میری موت اپنے رسول (صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے شہر میں۔“ (حسن حصین)

بیماری میں زمانہ سندرستی کے اعمال کا ثواب

حضرت ابو موسیٰ اشعرئؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی بیمار ہو یا سفر میں جائے اور اس بیماری یا سفر کی وجہ
سے اپنی عبادت وغیرہ کے معمولات پورا کرنے سے مجبور ہو جائے تو اللہ تعالیٰ
کے ہاں اس کے اعمال اس طرح لکھے جاتے ہیں جس طرح وہ صحت و سندرستی کی
حالت میں اور زمانہ اقامت میں کیا کرتا تھا۔ (صحیح بخاری۔ معارف الحدیث)

تکلیف وجہ رفع درجات

محمد ابن خالد سلمیٰؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ ان کے دادا
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی بندہ مومن کے لئے اللہ تعالیٰ
کی طرف سے ایسا بلند مقام ملے ہو جاتا ہے جس کو وہ اپنے عمل سے نہیں پاسکتا تو
اللہ تعالیٰ اس کو کسی جسمانی یا مالی تکلیف میں یا اولاد کی طرف سے کسی صدمہ یا
پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے پھر اس کو صبر کی توفیق دے دیتا ہے۔ یہاں تک کہ ان
مصائب و تکالیف (اور ان پر صبر) کی وجہ سے اس بلند مقام پر پہنچا دیا جاتا ہے جو
اس کیلئے پہلے سے ملے ہو چکا تھا۔ (معارف الحدیث۔ مشہد احمد۔ سنن ابی داؤد)

وجہ کفارہ سیئات

حضرت ابو سعید خدریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مومن کو جو بھی بیماری، جو بھی پریشانی، جو بھی رنج و غم اور جو بھی اذیت پہنچتی ہے یہاں تک کہ کانٹا بھی اس کے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان چیزوں کے ذریعہ اس کے گناہوں کی صفائی فرما دیتا ہے۔ (صحیح بخاری صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

موت کی یاد اور اس کا شوق

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”لوگو! موت کو یاد کرو اور اس کو یاد رکھو جو دنیا کی لذتوں کو ختم کر دینے والی ہے۔“ (جامع ترمذی۔ سنن نسائی۔ سنن ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”موت مومن کا تحفہ ہے۔“ (شعب الایمان للنبی۔ معارف الحدیث)

موت کی تمنا اور دعا کرنے کی ممانعت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی کسی تکلیف اور دکھ کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے اور نہ دعا کرے اور اگر اندر کے داعیہ سے بالکل ہی مجبور ہو تو یوں دعا کرے :

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتْ الْحَيٰوةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَقَّعْنِيْ
اِذَا كَانَتْ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ ط

”اے اللہ جب تک زندگی بہتر ہو اس وقت تک مجھے

زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت بہتر ہو اس وقت
مجھے دنیا سے اٹھا لے۔“ (صحیح بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث)

موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں تو کیا کریں؟

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ مرنے والوں کو کہہ لا الہ الا اللہ کی تلقین کریں۔

(صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت معقل بن یسارؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا تم اپنے مرنے والوں پر سورۃ یٰسین پڑھا کرو۔

(معارف الحدیث۔ مسند احمد۔ سنن ابی داؤد۔ سنن ابن ماجہ)

سکرات الموت

مرنے والوں کا منہ مرتے وقت قبلہ کی طرف کر دیں اور خود وہ یہ دعا

مانگے :

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَالْحَقِّنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى
اور لا اِلهَ اِلَّا اللهُ پڑھے اور اللَّهُمَّ اعْنِي عَلَى غَمَرَاتِ
الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ

ترجمہ : اے اللہ میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما
اور مجھے اوپر والے ساتھیوں میں پہنچا دے۔ اللہ کے سوا
کوئی معبود نہیں۔ اے اللہ موت کی سختیوں (کے اس
موقع میں) میری مدد فرما۔ (ترمذی)

جان کنونی

جب کسی پر موت کا اثر ظاہر ہو یعنی اس کے دونوں قدم ڈھیلے ہو جائیں اور ناک ٹیزگی ہو جائے اور کنکشیاں دب جائیں تو چاہئے کہ اس کو وہی طرف قبلہ رخ لٹائیں اور مستحب یہ ہے کہ کلمہ شہادت کی تلقین اس طرح کریں کہ کوئی نیک آدمی اس کے پاس بلند آواز سے کہے **اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ** اور اس کے پڑھنے کے لئے اصرار نہ کریں اس لئے کہ وہ اپنی تکلیف میں مبتلا ہے اگر وہ ایک بار پڑھ لے تو کافی ہے اور اس کے بعد وہ اگر کوئی بات کرے تو پھر ایک بار اسی طرح تلقین کرے اور مستحب ہے کہ اس کے پاس سورۃ یٰسین پڑھے اور نیک اور متقی آدمی اس کے پاس موجود رہیں۔ (ترمذی)

جب موت واقع ہو جائے تو اہل تعلق بیدار پڑھیں :

**اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ ط
اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا (ترمذی)**

ترجمہ : بیشک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ میری مصیبت میں اجر دے اور اس کے عوض مجھے اس سے اچھا بدلہ عنایت فرما۔ (ترمذی)

جب موت واقع ہو جائے تو کپڑے کی پٹی اس کی داڑھی سر کے ساتھ باندھ دیں اور زمی سے آنکھیں بند کر دیں اور باندھتے وقت پڑھیں :

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ سِّرْ عَلَيَّهٖ اَمْرَهُ
وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهُ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاَجْعَلْ مَا
خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ

ترجمہ : ”شروع کرنا ہوں اللہ کے نام سے اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین پر۔ اے اللہ اس میت
پر اس کا کام آسان فرما اور اس پر وہ زمان آسان فرما جو
اب اس کے بعد آئے گا اور اس کو اپنے دیدار (مبارک)
سے شرف فرما اور جہاں گیا ہے (یعنی آخرت) اس کو
بہتر کر دے اس جگہ سے جہاں سے گیا ہے (یعنی دنیا
سے)۔“

پھر اس کے بعد اس کے ہاتھ پیر سیدھے کر دیں اور مستحب ہے کہ اس
کے کپڑے اتار کر ایک چادر اڑھا دیں اور چارپائی یا چوکی پر رکھیں زمین پر نہ
چھوڑیں پھر اس کے دوست احباب کو خبر کر دیں تاکہ اس کی نماز میں زیادہ سے
زیادہ شریک ہوں اور اس کے لئے دعا کریں اور مستحب ہے کہ اس کے ذمہ جو
قرض ہو اس کو ادا کریں اور تجنیز و تکفین میں جلدی کریں۔ غسل سے پہلے میت
کے قریب قرآن پڑھنا منع ہے۔ (شرح البیہود - بہشتی زیور)

میت پر نوحہ و ماتم نہیں کرنا چاہئے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سعد بن عبادہؓ
مریض ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی

وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لئے ہوئے ان کی عیادت کیلئے آئے۔ آپؐ جب اندر تشریف لائے تو انکو غاشیہ میں یعنی بڑی سخت حالت میں پایا آپؐ نے ان کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے گرد آدمیوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی تو آپؐ نے فرمایا ختم ہو چکے؟ (بطور مایوسی یا حاضرین سے استفسار کے طور پر آپؐ نے یہ بات فرمائی) تو لوگوں نے عرض کیا نہیں حضرت! ابھی ختم نہیں ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی یہ حالت دیکھ کر رونا آگیا۔ جب اور لوگوں نے آپؐ پر گریہ کے آثار دیکھے تو وہ بھی رونے لگے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”لوگو! اچھی طرح سن لو اور سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم پر تو سزا نہیں دیتا کیونکہ اس پر بندہ کا اختیار اور قابو نہیں ہے“ پھر زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا لیکن اس کی غلطی پر یعنی زبان سے نوحہ و ماتم کرنے پر سزا بھی دیتا ہے اور اِمَّا لِلّٰہِ وَ اِمَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے پر اور دعا و استغفار کرنے پر رحمت بھی فرماتا ہے۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ان کے شوہر ابوسلمہؓ کی وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ ان کی آنکھیں کھلی رہ گئیں تھیں۔ آپؐ نے ان کو بند کیا اور فرمایا جب روح جسم سے نکال لی جاتی ہے تو چپائی بھی اس کے ساتھ چلی جاتی ہے۔ اس لئے موت کے بعد آنکھوں کو بند ہی کر دینا چاہئے۔ آپؐ کی یہ بات سن کر ان کے گھر کے آدمی چلا چلا کر رونے لگے اور اس رنج اور صدمہ کی حالت میں ان کی زبان سے ایسی باتیں نکلنے لگیں جو خود ان لوگوں کے حق میں بددعا تھیں تو آپؐ نے فرمایا:

”لوگو! اپنے حق میں خیر اور بھلائی کی دعا کرو اس لئے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو ملائکہ

اس پر آمین کہتے ہیں ”پھر آپؐ نے خود اس طرح دعا فرمائی۔“ اے اللہ ابوسلمہؓ کی مغفرت فرما اور اپنے ہدایت یافتہ بندوں میں ان کا درجہ بلند فرما اور اس کے بجائے تو ہی نگرانی فرما اس کے پسماندگان کی اور رب العالمین بخشدے ہم کو اور اس کو اور اس کی قبر کو وسیع اور منور فرما۔“ (صحیح مسلم۔ معارف الحدیث)

میت کے لئے آنسو بہانا جائز ہے

آپؐ نے اپنی امت کیلئے جملہ استرجاع (إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَؓ) اور اللہ کی قضا پر راضی رہنا مسنون قرار دیا اور یہ باتیں گریہ چشم اور غم دل کے منافی نہیں یہی وجہ ہے آپؐ تمام مخلوق میں سب سے زیادہ راضی بقضائے الہی اور سب سے زیادہ حمد کرنے والے تھے اور اس کے باوجود اپنے صاحبزادے ابراہیمؑ پر فوری محبت و شفقت سے رقت کے باعث رو دیئے اور آپؐ کا قلب اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا و شکر سے بھرپور اور زبان اس کے ذکر و حمد میں مشغول تھی۔ (زاد المعاد)

آنکھ کے آنسو اور دل کا صدمہ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں ابو یوسفؓ آنکھ کے گھر گئے۔ ابو یوسفؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ابراہیمؑ کی دایہ خولہ بنت المزدکر کے شوہر تھے اور ابراہیمؑ اس وقت کے رواج کے مطابق اپنی دایہ کے گھر ہی رہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صاحبزادے کو اٹھایا، چوما اور ان کے رخساروں پر پاک رکھی، جیسا کہ بچوں کو پیا کرتے وقت کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد ایک دفعہ پھر ان صاحبزادے ابراہیم کی آخری بیماری میں ہم وہاں گئے۔ اس وقت ابراہیم جان دے رہے تھے۔ نزع کے عالم میں تھے ان کی اس حالت کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ عبدالرحمن بن عوفؓ نے (جو واقعیت کی وجہ سے سمجھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قسم کی چیزوں سے متاثر نہیں ہو سکتے) تعجب سے کہا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی بھی یہ حالت؟“

آپؐ نے فرمایا: ”اے ابن عوف! یہ کوئی بری بات یا بری حالت نہیں بلکہ یہ شفقت اور دردمندی ہے۔“ پھر دوبارہ آپ کی آنکھوں میں آنسو ہے تو آپؐ نے فرمایا: ”آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل مغموم ہے اور زبان سے ہم وہیں کہیں گئے جو اللہ کو پسند ہے یعنی **إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُونَ**“ اور اے ابراہیم تمہاری جدائی کا ہمیں صدمہ ہے۔“ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ معارف اللہ ص ۷۸)

میت کا بوسہ لینا

میت کو فو ر محبت یا عقیدت سے بوسہ دینا جائز ہے۔ بسا اوقات آپؐ میت کا بوسہ لے لیتے جیسا کہ آپؐ نے عثمان بن مظعونؓ کا بوسہ لیا اور روئے۔ اسی طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ (زاد المعاد)

تجہیز و تکفین میں جلدی

حصین بن زوحؓ سے روایت ہے کہ طلحہ ابن ابراہیمؓ بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ ان کی حالت

نازک دیکھ کر آپؐ نے دوسرے آدمیوں سے فرمایا : میں محسوس کرتا ہوں کہ ان کی موت کا وقت آ ہی گیا ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو مجھے خبر کی جائے اور ان کی تجہیز و تکفین میں جلدی کی جائے کیونکہ کسی مسلمان کی میت کے لئے مناسب نہیں کہ وہ دیر تک اپنے گھر والوں کے بیچ میں رہے۔ (سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے کہ جب تمہارا کوئی آدمی انتقال کر جائے تو اس کو دیر تک گھر میں مت رکھو اور قبر تک پہنچانے اور دفن کرنے میں سرعت سے کام لو اور دفن کے بعد سر کی جانب سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیات مفکون تک اور پاؤں کی جانب اس کی آخری آیات آمن الرسول سے ختم سورۃ بقرہ تک پڑھو۔

(نکاحی۔ شعب الایمان۔ معارف الحدیث)

اہل میت کے لئے کھانا بھیجنا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اہل میت کے لئے کھانا بھیجیں کیونکہ وہ مصیبت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے محذور ہوتے ہیں اور انہیں کھانا پکانے اور اس کا انتظام کرنے کی فرصت نہیں ہوتی۔ (مدارج النبوة)

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کا بیان ہے کہ جب ان کے والد ماجد حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کی شہادت کی خبر آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے گھر والوں سے فرمایا : جعفرؓ کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کیا جائے۔ وہ اس اطلاع کی وجہ سے ایسے حال میں ہیں کہ کھانے کی طرف توجہ نہ کر سکیں گے۔“ (جامع ترمذی۔ ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

آپ کی سنت طیبہ یہ بھی تھی کہ میت کے اہل خانہ تعزیت کے لئے آنے والے لوگوں کو کھانا نہ کھلائیں بلکہ آپؐ نے حکم دیا کہ دوسرے لوگ (دوست اور عزیز) ان کے لئے کھانا تیار کر کے انہیں بھیجیں یہ چیز اخلاق حسہ کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے اور پس ماندگان کو سبکدوش کرنے والا عمل ہے۔ (زاد المعاد)

موت پر صبر اور اس کا اجر

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میں کسی ایمان والے بندے (یا بندی) کے کسی پیارے کو اٹھالوں پھر وہ ثواب کی امید میں صبر کرے تو میرے پاس اس کے لئے جنت کے سوا کوئی معاوضہ نہیں۔ (صحیح بخاری۔ معارف الحدیث)

میت کا سوگ منانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی مومن کے لئے یہ جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے البتہ بیوہ کے سوگ کی مدت چار مہینے دس دن ہے اس مدت میں وہ کوئی رنگین کپڑا پہنے نہ خوشبو لگائے اور نہ بناؤ سنگھار کرے۔ (ترمذی۔ بخاری)

پسماندگان سے تعزیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کی تو اس کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس مصیبت زدہ کو ملتا ہے۔

(جامع ترمذی۔ ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)

میت کے اہل خانہ سے تعزیت بھی نبی اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منت طیبہ میں داخل تھی۔

منت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر سکون و رضا کا ثبوت پیش کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی جائے اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ؎ پڑھا جائے اور مصیبت کے باعث کپڑے پھاڑنے، واویلا اور بین کرتے ہوئے آواز بلند کرنے یا بال منڈوانے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیزاری کا اعلان فرمایا ہے۔ (زاد المعاد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میت پر ایسے امور سے احسان فرماتے جو اس کے لئے قبر اور قیامت میں سودمند و نافع ہو جائیں اور اس کے اقارب اور گھر والوں کے ساتھ تعزیت اور پرکشش احوال اور تمہین و تنہین میں مدد کے ساتھ احسان فرماتے اور صحابہ کرامؓ کی جماعت کے ساتھ نماز جنازہ پڑھتے اس کے لئے استغفار فرماتے اور اس کے بعد صحابہ کے ساتھ دفن تک جنازے کے ساتھ جاتے اور قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر اس کے لئے دعا فرماتے اور کلمہ ایمان پر ثابت قدم رہنے کی تلقین فرماتے اور منکر نکیر کے سوال و جواب سکھاتے اور اس کی قبر پر مٹی وغیرہ ڈال کر تیار کرتے اور رحمت و مغفرت کے نزول کی خاطر سلام و دعا سے مخصوص توجہ فرماتے۔ صحابہ کرامؓ سے مروی ہے کہ یہ امر ثابت شدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو آخری نماز جنازہ پڑھائی اس میں چار نکبیریں تھیں اور یہی مقرر و متعین ہو گیا اور دو سلام کے ساتھ نماز جنازہ ختم فرمائی۔ یہی مذہب امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔ (مدارج النبوة۔ زاد المعاد)

میت کا غسل اور کفن

حضرت ام عطیہ انصاریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک فوت شدہ صاحبزادی کو ہم غسل دے رہے تھے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف لائے اور ہم سے فرمایا کہ تم اس کو بیری کے پتوں کے ساتھ جوش دیے ہوئے پانی سے تین دفعہ یا پانچ دفعہ اور اگر اس سے بھی زیادہ مناسب سمجھو تو غسل دو اور آخری دفعہ یا پانچ دفعہ اور اگر اس سے بھی زیادہ مناسب سمجھو تو غسل دو اور آخری دفعہ میں کافور بھی شامل کر لو پھر جب تم غسل دے چکو تو مجھے خبر کر دو (ام عطیہ کہتی ہیں کہ جب ہم غسل دے چکے تو آپ کو اطلاع دے دی) اس کے بعد آپؐ نے اپنا تہبند ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا سب سے پہلے اسے پہنا دو۔ اور اس حدیث کی دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ تم اس کو طاق بار غسل دو یعنی ۳ یا ۵ یا ۷ بار اور اپنے اعضاء سے اور وضو کے مقامات سے شروع کرو۔

(صحیح بخاری و مسلم - سارف الحدیث)

میت کو نہلانے کا مسنون طریقہ

جس تختہ پر میت کو غسل دیا جائے اس کو تین دفعہ لوبان کی دھونی دے لو اور مردے کو اس پر لٹاؤ اور بدن کے کپڑے چاک کر کے نکالو اور تہبند ستر پر ڈال کر بدن کے کپڑے اندر ہی اندر راتا لو اور پھر پیٹ پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھرو۔ (جس جگہ زندگی میں ہاتھ لگانا جائز نہیں وہاں مرنے کے بعد بھی بلا دستانوں کے ہاتھ لگانا جائز نہیں) پھر نجاست خارج ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں دستانے پہن

کرمٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں سے استنجا کراؤ، پھر پانی سے پاک کرو، پھر وضو کراؤ، نہ کلی کراؤ نہ مک میں پانی ڈالو نہ گٹے تک ہاتھ دھلاؤ بلکہ پہلے منہ دھلاؤ۔ پھر ہاتھ کہنی سمیت دھلاؤ پھر سر کا مسح، پھر دونوں پیر پھر تین دفعہ روئی تر کر کے رانٹوں اور مسوزوں پر پھیرا اور مک کے دونوں سوراخوں میں پھیرو تو بھی جائز ہے۔ (اور اگر مردہ نہانے کی حاجت میں یا حیض و نفاس میں مر جائے تو اس طرح سے منہ اور مک میں پانی پچانا ضروری ہے اور مک اور منہ اور کانوں میں روئی بھر دونا کہ وضو کراتے اور نہلاتے وقت پانی نہ جانے پائے۔) جب وضو کرا چکو تو سر کو گل خیرو سے یا صابن سے یا کسی اور چیز سے جس سے وہ صاف ہو جائے جیسے بنسن یا کھلی ہے مل کر دھوئے اور صاف کر کے پھر مردے کو بائیں کروٹ لٹا کر کبیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا نیم گرم پانی تین دفعہ سر سے پیر تک ڈالے یہاں تک کہ بائیں کروٹ تک پانی پہنچ جائے۔ پھر راہنی کروٹ پر لٹائے اور اس طرح سے پیر تک تین دفعہ اتنا پانی ڈالے کہ راہنی کروٹ تک پہنچ جائے۔ اسکے بعد مردے کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھائے اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملے اور دبائے۔ اگر کچھ فضلہ خارج ہو تو اس کو پونچھ ڈالے اور وضو اور غسل میں اس کے ٹکٹے سے کچھ نقصان نہیں۔ دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹائے اور کانور پڑا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالے پھر سارا بدن کسی کپڑے سے صاف کر کے کفنا دے۔

(فتاویٰ ہندیہ۔ الدر المختار۔ بہشتی زیور)

اگر کبیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نہ ہو تو یہی سادہ نیم گرم پانی کافی ہے اس سے نہلا دیں اور بہت تیز گرم پانی سے غسل نہ دیں۔ نہلانے کا جو

طریقہ بیان ہوا امت ہے اور اگر کوئی اس طرح تین دفعہ نہ نہلائے بلکہ ایک دفعہ سارے بدن کو دھو ڈالے تب بھی فرض ادا ہو گیا۔ (شرح امدادیہ بہشتی زیور)

جب مردے کو کفن پر رکھو تو سر پر عطر لگا دو اگر مرد ہو تو داڑھی پر عطر لگا دو اور پھر ماتھے اور ناک اور دونوں ہتھیلیوں اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کاغذ رکھ دو۔ بعض لوگ کفن پر عطر لگاتے ہیں اور عطر کی پھر پی کاغذ میں رکھ دیتے ہیں، یہ سب جہالت ہے۔ جتنا شرع میں آیا ہے اس سے زیادہ مت کرو۔ (شرح ہدایہ)

بالوں میں کنگھی نہ کرو نہ ناخن کاٹو نہ کہیں کے بال کاٹو۔ سب اسی طرح رہنے دو۔ (شرح ہدایہ) بہتر یہ ہے کہ میت کا رشتہ دار غسل دے ورنہ کوئی دیندار غسل دے۔ (در مختار) غسل دینے والے کو بھی بعد میں غسل کر لینا مسنون ہے۔ (بہشتی زیور)

کفن میں کیا کیا اور کیسے کپڑے ہونا چاہئیں

میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے۔ مرد کیلئے مسنون کفن کپڑے ہیں :

۱۔ ازار ۲۔ کرتا ۳۔ لفافہ۔ ازار اور لفافہ سر سے قدم تک اور کرتا بغیر آستین اور کلی کا گردن سے پیر تک۔

عورت کے لئے مسنون پانچ کپڑے ہیں۔ ۱۔ کرتا ۲۔ ازار

۳۔ سر بند ۴۔ چادر یا لفافہ اور ۵۔ سینہ بند۔

۱۔ کرتا موٹا حصے سے نینوں تک۔ ۲۔ سینہ بند سینہ سے گھٹنوں

تک یا ناف تک ۳۔ اوڑھنی یا سر بند تین ہاتھ لمبی ۴۔ ازار سر سے پاؤں تک

۵۔ لفافہ یا چادر سے پیر تک ہونا چاہئے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین یمنی کپڑوں میں کفنائے گئے۔ ان تین کپڑوں میں نہ تو کرتا تھا نہ عمامہ۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگ سفید کپڑے پہنا کرو۔ وہ تمہارے لئے اچھے کپڑے ہیں اور ان ہی میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو۔

(سنن ابی داؤد۔ جامع ترمذی۔ سنن ابن ماجہ۔ معارف الحدیث)
حضرت علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زیادہ بیش قیمت کفن نہ استعمال کرو کیونکہ وہ جلد ہی ختم ہو جاتا ہے۔

(سنن ابی داؤد۔ معارف الحدیث)
سب سے اچھا کفن سفید کپڑے کا ہے اور نیا اور پرانا یکساں ہے۔ مردوں کے لئے خالص ریشمی یا رنگین کپڑے کا کفن مکروہ ہے، عورت کے لئے جائز ہے۔ (پیشی زیور)

کفن پہنانے کا مسنون طریقہ

کفن کو ایک باریا تین باریا پانچ بار خوشبو میں دھونی دیں۔ مرد کے لئے پہلے لفافہ بچھائیں اور اس کے اوپر ازار پھر میت کو اس پر لٹا کر کرتا پہنائیں اور پھر سراور داڑھی اور بدن پر خوشبو لگائیں مگر زعفران کی خوشبو نہ لگائیں۔

میت کی پیٹائی اور ٹاک اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانو اور دونوں قدموں پر کافور لگائیں اس کے بعد ازار کو پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف

سے لپیشیں اور پھر اسی طرح لفافہ کو پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے لپیشیں اور کفن کے سرے اور پاؤں کی طرف سے کپڑے کی پٹی سے باندھ دیں۔ عورت کے لئے پہلے چادر بچھائیں پھر ازار اس کے اوپر کرتا بچھائیں۔ پھر میت کو اس پر لٹائیں، پھر کرتا پہنائیں اور بالوں کے دو حصے کر کے دونوں طرف سے کرتے کے اوپر کر دیں اور سر بند اس کے سر پر اڑھا کر دونوں کناروں سے دونوں طرف کے بال چھپائیں اور پھر اس کے اوپر ازار پھر لفافہ پھر سینہ بند۔ سینہ کے اوپر بغلوں سے نکال کر گھٹنوں کے نیچے تک لپیشیں۔ پہلے بائیں طرف پھر داہنی طرف اس کے بعد سینہ بند باندھ دیں پھر چادر لپیشیں پہلے بائیں طرف پھر داہنی طرف پھر کسی دھجی سے سر اور پیر کی طرف کفن کو باندھ دیں۔ ایک بند کمر کے پاس بھی باندھ دیں۔ (فتاویٰ ہندیہ)

کفن دینے کے بعد پھر میت کے لئے نماز جنازہ پڑھی جائے۔

مسئلہ : کفن میں یا قبر کے اندر عہد نامہ یا اپنے پیر کا شجر دیا اور کوئی دعا رکھنا درست نہیں اسی طرح کفن پر یا میت کے سینہ پر کاغذ سے یا روشنائی سے کلمہ یا کوئی دعا لکھنا بھی درست نہیں۔ (در المختار)

مسئلہ : جس شہر میں کوئی مرے وہیں اس کا گور و کفن کیا جائے۔ دوسری جگہ لے جانا بہتر نہیں۔ ہاں اگر مجبوری ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (مظاہوی)

میت کو نہلانے کے بعد غسل

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میت کو غسل دے تو اسکو چاہئے کہ غسل کرے۔ (ص ۱۲)

اور دوسری حدیثوں میں اضافہ ہے کہ اور جو شخص میت کا جنازہ اٹھائے اس کو چاہئے کہ وضو کرے۔
(سحارف الحدیث)

جنازہ لے جانے کا مسنون طریقہ

جنازہ لے جانے کے واسطے مسنون طریقہ یہ ہے کہ جنازہ اٹھاتے وقت بسم اللہ پڑھیں اور چار آدمی چاروں پائے پکڑ کر لے چلیں۔ دس دس قدم پر مونڈ ہمارے پس اور چاروں پایوں پر ایسا کریں۔

اس سے بھی افضل طریقہ یہ ہے کہ سرہانے کا پایہ پہلے داہنے مونڈھے پر رکھے دس قدم کے بعد اس کے پیچھے والا پایہ۔ پھر دس قدم پر بائیں طرف سرہانے کا دوسرا پایہ پھر دس قدم کے بعد اس کے پیچھے والا پایہ مونڈھے پر رکھے۔ اس طرح ہر شخص رد و بدل کرتا چلا جائے تاکہ ہر شخص چالیس قدم چلے۔ جنازہ لے کر تیزی سے چلنا چاہئے لیکن اس قدر تیز نہ ہو کہ جنازہ ہلنے لگے۔ جنازہ کا سرہانہ آگے رہنا چاہئے۔

جنازے کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے۔
(بہشتی کوہر)
اور سواری پر جانا بھی جائز ہے مگر جنازے کے آگے جانا مکروہ ہے۔ (بہشتی زیور)
جنازے کے ساتھ جانے والے خاموش رہیں۔ بات چیت کرنا یا بلند آواز سے دعا یا تلاوت کرنا مکروہ ہے۔
(بہشتی کوہر)

قبرستان میں جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے۔ (بہشتی کوہر)
افضل یہ ہے کہ جب تک دفن کر کے قبر ہموار نہ ہو بیٹھنا نہ چاہئے۔

جنازہ کے ساتھ چلنے اور نماز جنازہ پڑھنے کا ثواب

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا جو آدمی ایمان کی صفت کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جائے اور اس وقت تک جنازہ کے ساتھ رہے جب تک کہ اس پر نماز پڑھی جائے اور اس کے دفن سے فراغت ہو تو وہ ثواب کے دو قیراط لے کر واپس ہوگا جن میں سے ہر قیراط گویا احد پہاڑ کے برابر ہوگا اور جو آدمی صرف نماز جنازہ پڑھ کر واپس آ جائے دفن ہونے تک ساتھ نہ دے تو وہ ثواب کا ایسا ہی قیراط لے کر واپس ہوگا۔ (سحارف الحدیث۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

جنازہ کے ساتھ تیز رفتی اور جلدی کا حکم

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنازے کو تیز لے جایا کرو۔ اگر نیک ہے تو قبر اس کے لئے خیر ہے یعنی اچھی منزل ہے جہاں تم تیز چل کے اسے جلدی پہنچا دو گے اور اگر اس کے سوا دوسری صورت ہے یعنی جنازہ نیک کا نہیں تو ایک برا بوجھ تمہارے کندھوں پر ہے تم تیز چل کے جلدی اس کو اپنے کندھوں سے اتار دو گے۔

(صحیح بخاری و مسلم۔ سحارف الحدیث)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازہ کے ساتھ پانچا دہ تشریف لے

جاتے۔ (ترمذی)

اور جب تک جنازہ کندھوں سے اتارا نہ جاتا نہ بیٹھتے۔ فرماتے

إِذَا أَتَيْتُمُ الْجَنَازَ فَلَا تَجْلِسُوا حَتَّى تَوَضَّعَ اور ایک روایت میں ہے

جب تک کہ لحد میں نہ رکھا جائے نہ بیٹھو۔ (مدارج النبوة)

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے۔ اہل

سنن نے روایت کیا اور جب آپؐ جنازے کے ساتھ جاتے تو پیدل چلتے اور فرماتے میں سوار نہیں ہوتا جبکہ فرشتے پیدل جا رہے ہوں۔ جب آپؐ فارغ ہو جاتے تو کبھی پیدل تشریف لاتے کبھی سوار ہو کر تشریف لاتے۔ (زاد المعاد)

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازہ کے ساتھ چلتے تو خاموش رہتے اور اپنے دل میں موت کے متعلق گفتگو فرماتے تھے۔ (ابن سعد)

نماز جنازہ کے مسائل

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے کہ میت کے وہ اعزاء جن کو حق ولایت حاصل ہے امامت کے مستحق ہیں یا پھر وہ شخص جسکو وہ جازت دے۔ (بہشتی کوہر)

نماز جنازہ کے لئے شرط یہ ہے کہ میت سامنے رکھی ہو اور امام اس کے سینے کے سامنے کھڑا ہو۔ صفوں کو طاق عدد میں ہونا چاہئے۔ (بہشتی کوہر)

اگر نماز جنازہ ہو رہی ہو اور وضو کا وقت نہ ملے تو تنیم کر کے نماز میں شریک ہو جائے۔ (بہشتی کوہر)

مسئلہ : اگر ایک شخص بھی نماز جنازہ پڑھ لے تو فرض ادا ہو جاتا ہے خواہ وہ میت مرد ہو یا عورت، بالغ ہو یا نابالغ۔ (بہشتی کوہر)

نماز جنازہ میں اس غرض سے زیادہ تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہو جائے، مکروہ ہے۔ (بہشتی کوہر)

نماز جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں :

۱۔ چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا۔ ہر تکبیر یہاں قائم مقام ایک رکعت کے سمجھی جاتی ہے۔

۲۔ قیام یعنی کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھنا جس طرح فرض اور واجب نماز میں قیام فرض ہے۔ (بہشتی گوہر)

نماز جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں :

۱۔ اللہ تعالیٰ کی حمد ۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا

۳۔ میت کے لئے دعا کرنا۔ (بہشتی گوہر)

نماز جنازہ کا مسنون اور مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے محاذ میں (یعنی سامنے) کھڑا ہو جائے۔ میت اگر عورت کی ہو تو ناف کے سامنے کھڑا ہو اور سب لوگ یہ نیت کریں۔

تَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ لِلّٰهِ تَعَالٰی صَلَوةَ الْجَنَازَةِ وَدُعَاءَ يَلْمِیَّتِ

”یعنی میں نے ارادہ کیا کہ جنازہ کی نماز بمعہ چار

تکبیروں کے پڑھوں جو اللہ تعالیٰ کی نماز ہے اور میت

کے لئے دعا ہے۔“ (بہشتی گوہر)

ترکیب نماز جنازہ

پہلے کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ باندھ لے اور

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ
وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ پڑھے۔

ترجمہ : ”اے اللہ ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور

تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرا نام بہت بڑکت والا ہے

اور تیری بزرگی بہت بڑی ہے اور تیری تعریف بڑی ہے
اور تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔“

پھر اللہ اکبر کہہ کر درود شریف پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ جو درود شریف نماز میں پڑھا
جاتا ہے وہ پڑھے۔ پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے بعد ازاں یہ دعا پڑھے :

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا
وَكَبِيرِنَا وَذَكِّرِنَا وَاَنْشَا ط اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا
فَاَحْيِهِ عَلٰى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ
عَلٰى الْاِيْمَانِ ط

ترجمہ : ”اے اللہ تو ہمارے زندوں کو بخش دے اور
ہمارے مردوں اور ہمارے حاضرین کو اور ہمارے غائبوں
کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے
مردوں کو اور ہماری عورتوں کو اے اللہ ہم میں سے جسے تو
زندہ رکھے تو اسلام پر زندہ رکھا اور ہم میں سے جسے تو
موت دے تو موت دے تو اسے ایمان پر موت دے۔“

جسکو یہ دعا یاد نہ ہو وہ کوئی اور دعا پڑھے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر پہلے داہنی
پھر بائیں طرف سلام پھیرے۔ تکبیر اور سلام صرف امام بلند آواز سے کہے۔
(بہشتی گوہر)

اگر میت بچہ ہے یہ دعا پڑھے :

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَذُخْرًا
وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَشَفِيعًا ط

ترجمہ : ”اے اللہ اس بچہ کو تو ہمارے لئے پہلے سے
جا کر انتظام کرنے والا بنا اور اس کو ہمارے لئے اجر اور
ذخیرہ اور سفارش کرنے والا اور سفارش منظور کیا ہوا بنا۔

اور اگر میت لڑکی کی ہو تو اس طرح پڑھے :

اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا
وَّاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً

ترجمہ : ”اے اللہ اس بچی کو تو ہمارے لئے پہلے سے
جا کر انتظام کرنے والی بنا اور اس کو ہمارے لئے اجر اور
ذخیرہ اور سفارش کرنیوالی اور سفارش قبول کی ہوئی بنا۔“

جنازہ میں کثرت تعداد کی برکت اور اہمیت

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے ارشاد فرمایا جس میت پر مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت نماز پڑھے جن
کی تعداد سو تک پہنچ جائے اور وہ سب اللہ کے حضور میں اس میت کے لئے
سفارش کریں یعنی مغفرت و رحمت کی دعا کریں تو ان کی سفارش اور دعا ضرور قبول
ہوگی۔ (صحیح مسلم شریف۔ معارف الحدیث)

حضرت مالک بن میسرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کا ارشاد سنا کہ جس مسلمان بندے یا بندی کا انتقال ہو
اور مسلمانوں کی تین صفیں اس کی نماز جنازہ پڑھیں اور اس کے لئے مغفرت و
جنت کی دعا کریں تو ضرور اللہ تعالیٰ اس کے واسطے مغفرت اور جنت واجب کر

دیتا ہے ماکہ بن میسرہ کا یہ دستور تھا کہ جب وہ نماز جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد کم محسوس کرتے تو اسی حدیث کی وجہ سے ان لوگوں کو تین صفوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ (سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

قبر کی نوعیت

قبر کم از کم میت کے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے۔ قد سے زیادہ نہ ہونی چاہئے اور موافق اس کے قد کے لمبی ہو۔ بغلی قبر یہ نسبت صندوقی کے بہتر ہے۔ ہاں اگر زمین بہت نرم ہو اور بغلی کھودنے سے قبر کے پیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے۔ (در المختار، مدارج النبوة)

یہ بھی جائز ہے کہ اگر زمین نرم ہو اور بغلی قبر نہ کھد سکے تو میت کو کسی صندوق میں رکھ کر دفن کر دیں۔ صندوق خواہ لکڑی کا ہو، پتھر یا لوہے کا۔ بہتر یہ ہے کہ صندوق میں مٹی بچھادی جائے۔ (در مختار)

قبر کو پختہ اینٹوں یا لکڑی کے تختوں سے بند کرنا مکروہ ہے۔ البتہ جہاں زمین نرم ہونے کی وجہ سے قبر کے پیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پختہ اینٹ یا لکڑی کے تختوں سے بند کیا جاسکتا ہے اور صندوق میں رکھنا بھی جائز ہے۔ (بہشتی گوہر)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر کو اونچا نہ بناتے اور اسے اینٹ پتھر وغیرہ سے پختہ تعمیر کرتے اور اسے قلعی اور سخت مٹی سے نہ لپٹتے۔ قبر کے اوپر کوئی عمارت اور قبر نہ بناتے اور یہ سب بدعت اور مکروہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور اور آپ کے دونوں صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قبریں بھی زمین کے برابر ہیں۔ سنگریزے سرخ

اس پر چسپاں ہیں۔ (مدارج طوبی و سفرہ حادۃ)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے صاحبزادے عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد سعد بن ابی وقاصؓ نے اپنے مرض وفات میں وصیت فرمائی تھی کہ میرے واسطے بغلی قبر بنائی جائے اور اس کو بند کرنے کے لئے کچی اینٹیں کھڑی کر دی جائیں جس طرح رسول اللہ کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کیا گیا تھا۔

(ستارف الحدیث)

دفن کے بیان میں

میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔ میت کی قبر کی گہرائی کم از کم اس کے قد کے نصف کے برابر کھودی جائے لیکن قد سے زیادہ نہ ہونا چاہئے۔ میت کو پہلے قبر کے کنارہ سے قبلہ کی طرف رکھ کر اتاریں۔ لحد میں رکھتے وقت کہیں :

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

پھر میت کو داہنی کروٹ قبلہ رخ لٹائیں اور کفن کی گرہیں کھول دیں۔ پھر قبر تختوں وغیرہ سے بند کر دیں۔ پھر سرہانے کی طرف سے مٹی گرائیں۔ ہر شخص کو تین بار مٹی بھر کر مٹی قبر میں ڈالنا چاہئے۔ پہلی بار مٹی ڈالتے وقت کہیں مِنْہَا خَلَقْنَاكُمْ دوسری بار کہیں وَفِیْہَا نَعِیْذُكُمْ اور تیسری بار کہیں بِیْہَا نُخْرِجُكُمْ مَّوَدَّۃً اٰخِرٰی پھر قبر کو اونٹ کے کوہان کے برابر اونچی بنائیں اور اس پر پانی چھڑکیں۔ قبر کے سرہانے سورۃ بقرہ کی شروع کی آیتیں منفلحون تک اور پھر پائنتی کی طرف سورۃ بقرہ کی آیت آمن الرسول سے آخر تک پڑھیں۔ قبر کے سامنے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز نہیں۔ (ہیثمی کوہر)

عورت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کرنا مستحب ہے۔ (بہشتی گوہر)
 مٹی ڈالنے کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا مستحب ہے۔ (دریغ روٹائی)
 دفن کے بعد تھوڑی دیر قبر پر ٹھہرنا اور میت کے لئے دعائے مغفرت
 کرنا قرآن مجید پڑھ کر ثواب پہنچانا مستحب ہے۔ (دریغ روٹائی۔ مانگیری)
 قبر کا ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

(دریغ روٹائی و بحر)
 قبر پر کوئی چیز بطور یادداشت کے رکھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ کوئی
 ضرورت ہو، ورنہ جائز نہیں۔ (دریغ روٹائی)
 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منت طیبہ یہ تھی کہ لحد بنواتے اور قبر گہری
 کرواتے اور میت کے سر اور پاؤں کی جگہ کو فراخ کرواتے۔ (زاد المعاد)
 اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ کو دفن کیا تو
 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بھاری پتھر اٹھایا اور ان کی قبر پر رکھ دیا۔

(مدارج النبوة)

مدفین کے بعد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میت کے دفن سے فارغ
 ہوتے تو خود بھی استغفار فرماتے اور دوسروں کو بھی فرماتے کہ اپنے بھائی کے لئے
 استغفار کرو اور بتا دو کہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کو منکر نکیر کے جواب
 میں بتا دو کہ تم رکھے۔ (ابوداؤد)

اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے
 فرزند حضرت ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر چند سنگریزے رکھے۔ (زاد المعاد)

قبروں پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت

حدیث شریف میں مروی ہے کہ قبروں پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت فرمائی گئی۔

وہ کام جو خلاف سنت ہیں

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت نہیں کہ قبروں کو (بہت زیادہ) اونچا کیا جائے نہ کچی اینٹوں اور پتھروں سے یا کچی اینٹوں سے پختہ کرنا اور لیپنا سنت میں داخل ہے اور نہ ان پر قبے بنانا مسنون ہے۔ (زاد المعاد)

قبروں پر چراغ جلانا بھی ممنوع ہے اور قبروں کے مواجہہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (مدارج المبوۃ)

نماز غائبانہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے لیکن یہ صحیح ہے کہ آپؐ نے شاہ حبشہ نجاشی کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر بھی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی (لیکن ان کی میت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منکشف کر دی گئی تھی) اور یہ بات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت تھی۔

غائبانہ نماز جنازہ کو امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ مطلقاً منع فرماتے ہیں۔ (مدارج المبوۃ) اور ائمہ حنفیہ کا اس کے عدم جواز پر اجماع و اتفاق ہے۔ کسی میت پر رودفعہ نماز پڑھنا جائز نہیں۔ البتہ اگر ولی آئے تو یہ اس کا حق ہے کوئی اور شخص اس کا حق ساقط نہیں کر سکتا۔

جنازہ کا نمازی کے سامنے موجود ہونا صحت نماز جنازہ کی شرط ہے۔

(مدارج البوۃ)

زیارت قبور

قبروں کی زیارت کرنا یعنی ان کو جا کر دیکھنا (برائے عبرت و تذکرہ موت) مردوں کے لئے مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں کم از کم ایک مرتبہ زیارت قبور کی جائے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ وہ دن جمعہ کا ہو۔ بزرگوں کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کر کے جانا بھی جائز ہے۔ جبکہ کوئی عقیدہ اور عمل خلاف شرع نہ ہو جیسا کہ آج کل عرسوں میں مفاہد ہوتے ہیں۔

(بہشتی کوہر)

کبھی کبھی قبر کی زیارت کرنا مستحب ہے۔

کبھی کبھی شب براءت کو بھی قبرستان میں جانا ثابت ہے۔

قبرستان میں جا کر اس طرح کہیں :

السَّلَامُ عَلَیْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ یَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ
أَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَخَلٌّ بِالْأَمْرِ

پھر جو کچھ ہو سکے پڑھ کر ثواب پہنچادیں مثلاً سورۃ فاتحہ، آیت الکرسی، سورۃ یٰسین، سورۃ تبارک الذی، سورۃ الہکام النکاثر اور قل ہو اللہ گیا رہا یا سات بار جس قدر آسانی سے پڑھا جاسکے پڑھ کر کہے یا اللہ اس کا ثواب صاحب قبر کو پہنچا دے۔

(بہشتی کوہر)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت کریمہ یہ تھی کہ مرنے

والوں کی زیارت اس لئے فرماتے کہ آپؐ دعائے ترحم واستغفار فرمائیں۔ ایسی

زیارت جو اس معنی اور غرض کے لئے ہو اور اس میں کسی بدعت و کراہت کے ارتکاب کی راہ نہ ہو تو یہ زیارت مسنون و مستحب ہے۔ (مدارج)

(نبوة)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب اجازت دیتا ہوں کہ تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد اور فکر پیدا ہوتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر مدینہ ہی میں چند قبروں پر ہوا۔ آپؐ نے انکی طرف رخ کیا اور فرمایا :

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ
أَنْتُمْ سَلَفْنَا وَنَحْنُ بِالْآخِرِ

ترجمہ : ”سلام تم پر اے اہل قبر، اللہ تعالیٰ ہماری اور

تمہاری مغفرت فرمائے تم ہم سے آگے جانے والے ہو

اور ہم تم سے پیچھے آنے والے ہیں۔“

(جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

تعزیت

جس گھر میں غمی ہو اس کے یہاں تین دن میں کسی ایک دن ایک بار

تعزیت کے لئے جانا مستحب ہے۔

متعلقین کو صبر و تسلی کی تلقین کرنا سنت ہے۔ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ

مرحوم کی مغفرت فرمائیں، اس کے گناہ معاف فرمائیں اور اس پر اپنی رحمت نازل فرمائیں اور پسماندگان و متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

ہمسایہ اور قرابت داروں کا میت کے گھر والوں کے لئے روائی وقت کا کھانا پہنچانا بھی سنت ہے۔

ایصالِ ثواب

سلف صالحین کے موافق ایصالِ ثواب کریں وہ اس طرح کہ کسی قسم کی قید اور کسی دن کی تخصیص نہ ہو۔ اپنی ہمت کے موافق حلال مال سے مساکین کی خفیہ مدد کریں اور جس قدر توفیق ہو بطور خود قرآن شریف پڑھ کر اس کو ثواب پہنچادیں۔

قبل دفن قبرستان میں فضول باتوں اور خرافات میں وقت گزارنے کی بجائے کلمہ پڑھیں اور ثواب بخشے رہیں۔

(بہشتی زیور)

اموات کے لئے ایصالِ ثواب

کسی کی موت کے بعد رحمت و مغفرت کی دعا کرنا، نماز جنازہ ادا کرنا اعمالِ مسنونہ ہیں۔ ان کے ساتھ دوسرا طریقہ نفع رسانی کا یہ ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے یا کوئی عمل خیر کر کے ان کو ہدیہ کیا جائے۔ اسی کو ایصالِ ثواب کا درجہ دیا جاتا ہے ان کے بارے میں ذیل کی حدیث ملاحظہ ہو:

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہؓ کی والدہ کا انتقال ایسے وقت ہوا کہ خود سعد موجود نہیں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تشریف لگے تھے جب واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری عدم موجودگی میں میری والدہ کا انتقال ہو گیا۔ اگر میں انکی طرف سے صدقہ کروں تو کیا وہ ان کیلئے فائدہ مند ہوگا؟ اور اسکا ثواب پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا : ”ہاں پہنچے گا۔“ انہوں نے عرض کیا میں آپکو گواہ بنانا ہوں۔ اپنا باغ (خزاف) میں نے اپنی مرحومہ والدہ کیلئے صدقہ کر دیا۔ (صحیح بخاری۔ معارف الحدیث)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکتوب تعزیت معاذ

بن جبل کے بیٹے کی وفات پر

ترجمہ : ”(شروع) اللہ کے نام کے ساتھ جو بزارحم کرنے والا اور مہربان ہے۔ اللہ کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے معاذ بن جبل کے نام۔ تم پر سلامتی ہو۔ میں تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ حمد و ثناء کے بعد اللہ تمہیں اجر عظیم عطا فرمائے اور صبر کی توفیق دے اور ہمیں اور تمہیں شکر ادا کرنا نصیب فرمائے۔ اس لئے کہ بیشک ہماری جانیں، ہمارا مال، ہمارے اہل و عیال اور ہماری اولاد (سب) اللہ بزرگ و برتر کے خوشگوار عطیے اور عاریت کے طور پر سپرد کی ہوئی چیزیں ہیں جن سے ہمیں ایک معین مدت تک فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جاتا ہے اور مقررہ وقت پر ان کو اللہ تعالیٰ (واپس) لے لیتا ہے۔ پھر ہم پر فرض عائد کیا گیا ہے کہ جب وہ دے تو ہم شکر ادا کریں اور جب وہ آزمائش کرے (اور ان کو واپس لے لے) تو صبر کریں۔

تمہارا بیٹا بھی اللہ تعالیٰ کی ان ہی خوشگوار نعمتوں اور سپرد کی ہوئی

عاریتوں میں سے (ایک عاریتی عطیہ) تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے قابل
 رشک اور لائق مسرت صورت میں نفع پہنچایا اور (اب) اجر عظیم، رحمت و مغفرت
 اور ہدایت کا عوض دے کر لے لیا بشرطیکہ تم صبر (و شکر کرو۔ لہذا تم صبر (و شکر) کے
 ساتھ رہو (دیکھو) تمہارا رونا دھونا تمہارے اجر کو ضائع نہ کر دے کہ پھر تمہیں
 پریشانی اٹھانی پڑے۔ اور یا درکھو کہ رونا دھونا کچھ نہیں لوٹا کر لاتا اور نہ ہی غم و اندوہ
 کو دور کرتا ہے۔ اور جو ہونے والا ہے وہ تو ہو کر رہے گا اور جو ہونا تھا ہو چکا۔“

سلامتی ہو تم پر فقط

(ترمذی۔ حسن ضمیم۔ معارف المحدث)

درود شریف

عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ
عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
تَسْلِيمًا ۝

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ رَبِّي وَسَعْدَيْكَ صَلَوَاتُ اللَّهِ الْبَرِّ
الرَّحِيمِ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَالنَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ
وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَمَا سَبَّحَ لَكَ مِنْ شَيْءٍ يَارَبِّ
الْعَالَمِينَ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَ
سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَرَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
الشَّاهِدِ الْبَشِيرِ النَّذِيرِ الدَّاعِي إِلَيْكَ بِأَذْنِكَ
السِّتَاجِ الْمُنِيرِ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ ۝

ترجمہ

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس طرح درود بھیجتے تھے (پہلے سورۃ احزاب کی یہ آیت
تلاوت فرماتے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم دیا گیا
ہے) اس کے بعد کہتے :

”اے میرے اللہ میں تیرے فرمان کو بسر و چشم تعمیل کرتا

ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ اس خداوند تعالیٰ کی طرف سے جو بڑا احسان فرمانے والا اور نہایت مہربان ہے۔ خاص نوازشیں اور عنایتیں ہوں اور اس کے ملائکہ مقررین اور انبیاء و صدیقین اور شہداء اور صالحین کی اور اس ساری مخلوقات کی جو اللہ کی تسبیح و حمد کرتی ہے بہترین دعائیں اور نیک تمنائیں ہوں حضرت محمد بن عبد اللہ کے لئے جو خاتم النبیین، سید المرسلین، امام المتقین اور رسول رب العالمین ہیں جو اللہ کی طرف سے شہادت ادا کرنے والے ہیں۔ اللہ کے فرمانبردار بندوں کو رحمت و جنت کی بٹا رت سنانے والے جو تیرے بندوں کو تیرے حکم سے تیری طرف دعوت دیتے ہیں۔ اور تیرے ہی روشن کئے ہوئے چراغ ہیں اور ان پر سلام ہو۔“

(کتاب اشفاء - معارف الحدیث)

نعت شریف

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالْثَّقَلَيْنِ
 وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ
 فَانْسُبْ إِلَى ذَاتِهِ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
 وَانْسُبْ إِلَى قَدْرِهِ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ
 فَإِنَّ فَضْلَ رَسُولِ اللَّهِ لَيْسَ لَهُ
 حَدٌّ فَيُعَرِّبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٍ
 فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيهِ أَنَّهُ بَشَرٌ
 وَأَنَّهُ خَيْرُ خَلْقِ اللَّهِ كُلِّهِمْ
 يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
 عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ خَلْقٍ كُلِّهِمْ
 وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُولِ اللَّهِ نُصْرَتُهُ
 إِنَّ تَلْقَاهُ الْأُسْدُ فِي أَجَامِهِا يَحْمِ
 (قصیدہ بردہ)

ترجمہ

”آپ اسم با اسمی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں
 جو سردار دنیا و آخرت کے۔ جن و انس کے اور ہر دو فریق
 عرب و عجم کے ہیں اور آپ کی ذات بابرکت کی طرف
 جو خوبیاں (باستثنائے مرتبہ الوہیت) تو چاہے منسوب
 کر دے وہ سب قابل تسلیم ہوں گی۔ اور آپ کی تدر

عظیم کی طرف جو بڑائیاں تو چاہے نسبت کر دے، وہ سب صحیح ہوں گی۔ کیونکہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل کی کچھ حد و نہایت نہیں ہے کہ کوئی گویا ان کو بذریعہ اپنی زبان کے ظاہر و بیان کر سکے۔ پس نہایت ہمارے فہم و عقل کی یہ ہے کہ آپؐ بشر عظیم القدر ہیں اور یہ کہ آپؐ تمام خلق اللہ انسان و ملائکہ وغیرہ سے بہتر ہیں۔ اور جس شخص کی نصرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل سے ہو تو اگر شیروں کا گروہ بھی اسے اپنی جھانڑیوں میں لے لے تو وہ اس کا مطیع ہو جائے گا۔“

مناجات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یا اللہ یا رحمن ویا رحیم یا حی یا قیوم برمتک نستعین۔ یا اللہ! یہ شخص آپ کا فضل عظیم و کرم عظیم ہے کہ آپ نے اس عاجز و بے نوا بے مایہ علم و عمل کو ایک والہانہ ذوق و شوق عطا فرما کر اپنے محبوب نبی الرحمة صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصال و شمائل مقدسہ کی احادیث متبرکہ کو مختلف عنوانات زندگی کے ذیل میں جمع کرنے اور مرتب کرنے کی توفیق و سعادت نصیب فرمائی
 اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ لَدَا حَصِيَّتِكَ نَسَاءً عَلَيْنِكَ كَمَا اَنْشَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا یا اللہ تو پھر اپنے الطاف و احسان و بندہ نوازی سے اس تالیف ماجیز کو اپنی مرتبہ نہ بارگاہ اور اپنے محبوب اور ہمارے آقائے مادر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کریمانہ نگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر دونوں جہان میں سرفرازی عطا فرما دیجئے۔
 رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اور یا اللہ جن نفوس تدبیر کی متبرک تصانیف سے میں نے استفادہ کیا ہے ان سبکی ارواح پاک پر اپنی خاص رحمتوں کا دامن زول فرماتے رہے اور ان سب کو اپنے مقامات تقرب و رضا میں پیغم ترقی درجات عطا فرماتے رہے اور ان کے فیوض و برکات علمیہ و ربیہ کو قیامت تک قائم و دائم رکھے۔ آمین

اور یا اللہ! اس کتاب کا مطالعہ کرنے والوں کو بھی اسکے تمام علمی و عملی منافع سے بہرہ اندوز فرمائیے اور اطاعت و اتباع اُسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توفیق و ان فروا ثق عطا فرمائیے۔ آمین

یا اللہ! اس کتاب کے معاملہ میں درمے قدمے غنے و قلمے جن مخلص احباب نے معاونت کی ہے ان سب کو دارین میں اجر عظیم عطا فرمائیے۔ آمین

یا اللہ! اس کارِ خیر کو ہم سب کے لئے خیرات جاریہ کا واسطہ و وسیلہ بنا دیجئے۔ اور ہمارے اعلیٰ و عیال اور آباؤ اجداد اور اعزہ و اقربا کے لئے یا اللہ اس کو سرمایہ نجات آخرت بنا دیجئے آمین۔

یا رب العالمین آمین بحق و حملاً للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجمعین وسلم تسليماً كثيراً

یا اللہ! ہماری یہ مناجات آپ قبول فرمائیے۔ یا اللہ! آپ لطیف و خبیر ہیں محیب الدعوات ہیں۔ قاضی الحاجات ہیں۔ عفو کریم ہیں، رحمن و رحیم ہیں۔ سبحان الملك القدوس۔

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
 وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ إِمَامِ
 الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ اللَّهُمَّ ارَبِّهِ مَقَامًا
 مَحْمُودًا يَغِيْطُ بِهِ الدُّوْلُونَ وَالْآخِرُونَ (ابن ماجہ)

حسن اخلاق نبی کا یہ ہے ایک گلدستہ
 کیا عجب اس کی مہک باغِ جنان تک پہنچے
 حابئی آستان جن کا ہے مقام محمود
 کاش! یہ ہدیہ اخلاص وہاں تک پہنچے

ای/۲۵ بلاک ایف
 شامی ناظم آباد کراچی ۸ پاکستان
 بندہ عاجز و بے نوا
 محمد عبدالحمید عفی عنہ